نوٹ: Mobile اور iPad وغیرہ میں بہتر طور پر دیکھنے کے لیے
Adobe Acrobat کو PDF Reader کے طور پر استعمال کریں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”آپ کے مسائل اور ان کا حل“

مقبول عام اور گراں قدر تصنیف

ہمارے دادا جان شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ کو اللہ رب العزت نے اپنے فضل و احسان سے خوب نوازا تھا، آپ نے اپنے اکابرین کے مسلک و مشرب پر سختی سے کاربند رہتے ہوئے دین متین کی اشاعت و ترویج، درس و تدریس، تصنیف و تالیف، تقاریر و تحریر، فقہی و اصلاحی خدمات، سلوک و احسان، ردِ فرق باطلہ، قادیانیت کا تعاقب، مدارس دینیہ کی سرپرستی، اندرون و بیرون ملک ختم نبوت کانفرنسوں میں شرکت، اصلاح معاشرہ ایسے میدانوں میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔

آپؒ کی شہرۂ آفاق کتاب ”آپ کے مسائل اور ان کا حل“ بلاشبہ اردو ادب کا شاہکار ہونے کے ساتھ ساتھ علمی و صحافتی دنیا میں آپ کی تبحرِ علمی، قلم کی روانی و سلاست، تبلیغی و اصلاحی اندازِ تحریر جیسی خداداد صلاحیتوں اور محاسن و کمالات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حضرت شہیدِ اسلام نور اللہ مرقدہ روزنامہ جنگ کراچی کے اسلامی صفحہ اقرأ میں ۲۲ سال تک دینی و فقہی مسائل پر مشتمل کالم ”آپ کے مسائل اور ان کا حل“ کے ذریعہ مسلمانوں کی رہنمائی فرماتے رہے۔ یہ سلسلہ آپؒ کی شہادت تک چلتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اخلاص و للّٰہیت کی برکت سے عوام الناس میں اس کالم کو بڑی مقبولیت عطا فرمائی۔ بلا مبالغہ لاکھوں مسلمان اس چشمہ فیض سے مستفید ہوئے۔ دس ہزار سے زائد سوالات و جوابات کو فقہی ترتیب کے مطابق چار ہزار صفحات پر مشتمل دس جلدوں میں شائع کیا گیا ہے۔

عرصہ دراز سے ہمارے دوست و احباب، معزز قارئین اور ہمارے بعض کرم فرماؤں کا شدت سے تقاضا تھا کہ حضرت شہیدِ اسلامؒ کی تصانیف آن لائن پڑھنے

بقیہ صفحہ نمبر ۴۱۸ پر ملاحظہ فرمائیں۔۔۔

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ، اما بعد!

مرشد العلماء حضرتِ اقدس حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی کے فقہی شاہکار ''آپ کے مسائل اور اُن کا حل'' کی آٹھویں جلد زیورِ طباعت سے آراستہ ہوکر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ حسبِ سابق یہ ان مسائل کا مجموعہ ہے جو گزشتہ ۱۹ سال سے ''جنگ'' کراچی اور لندن کے اسلامی صفحے کے ذریعہ لاکھوں قارئین، ہزاروں علمائے کرام کی نگاہوں سے گزرا، گویا ایک طرح سے نقادوں کی نگاہوں سے چھلنی ہوکر اس کے بعد حضرتِ اقدس کی نظرِ ثانی کے مراحل سے گزر کر کتابی شکل میں آپ کے سامنے آتا ہے۔ اس کے باوجود حضرتِ اقدس کی احتیاط کے پہلو کا اندازہ اس سے لگایئے کہ کتاب کی ابتداء میں تحریر کردیا کہ:

> ''بندہ نے یہ مسائل قرآن و سنت اور اکابر علمائے کرام کی آراء کی روشنی میں تحریر کئے ہیں، اس میں اگر میری تحقیق علماء کے خلاف پاویں یا مجھ سے کچھ فروگزاشت دیکھیں تو مطلع کریں، بندہ رُجوع کرنے میں کسی طرح بھی تأمل نہ کرے گا۔''

الحمدللہ! حضرتِ اقدس کے اس تواضع اور احتیاط کی برکت ہے کہ اب تک لاکھوں مسائل آپ کے قرطاسِ ابیض میں منتقل ہوچکے ہیں، لیکن اِکادُکا مسئلے کے علاوہ کبھی رُجوع کی ضرورت نہیں پڑی۔ یہ خالص اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور حضرتِ اقدس کے مشائخِ اربعہ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا نوّر اللہ مرقدہٗ، حضرتِ اقدس محدث العصر علامہ محمد

یوسف بنوری نوّر اللہ مرقدہٗ، حضرتِ اقدس مولانا خیر محمد صاحب جالندھری نوّر اللہ مرقدہٗ، حضرتِ اقدس عارف باللہ ڈاکٹر عبدالحی عارفی نوّر اللہ مرقدہٗ کے فیضِ صحبت اور مفتیٔ اعظم پاکستان مفتی ولی حسن ٹونکیؒ، اِمامِ اہلِ سنت، جانشینِ حضرت بنوری مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ، عاشقِ حرمین شریفین حضرتِ اقدس مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ کے اعتماد کا مظہر اور ثمرہ ہے، ذٰلِکَ فَضْلُ اللهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ!

مسائل کے سلسلے میں اعتماد کی وجہ سے حضرتِ اقدس کی زبانی بارہا سنا، فرماتے ہیں:

''میں اپنی تحریروں اور مسائل کے سلسلے میں کبھی اپنی رائے پر اعتماد نہیں کرتا، بلکہ اکابر علمائے کرام کے فیوض و برکات کو اپنے الفاظ کے قالب میں ڈھال لیتا ہوں۔ فلسفہ اور فکر میرے اکابر کی ہے، الفاظ میرے ہیں۔ اگر کبھی تحقیق کے زعم میں اپنی کوئی رائے قائم بھی ہوجائے اور دِماغ میں وسوسہ آجائے کہ میری رائے اَرفع ہے تو فوراً یہ کہہ کر جھٹک دیتا ہوں کہ ان اکابر کے سامنے تیری رائے کی کیا حقیقت ہے۔ میری تحریروں میں اکابر کے علم کے سوا کچھ نہیں ملے گا، یہی وجہ ہے کہ کبھی اپنے علم پر ناز نہیں بلکہ اپنے علم کو ان بزرگوں کی جوتیوں کا صدقہ گردانا۔''

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ ''جنگ'' اخبار میں تو موضوعات کی ترتیب ممکن نہیں، بلکہ پہلے سوال پہلے جواب کی بنیاد پر مسائل شائع ہوتے ہیں، اس لئے ایک ہی دن فقہی لحاظ سے کئی موضوعات پر مشتمل مسائل طبع ہوجاتے ہیں، مگر کتابی شکل کے لئے فقہی ترتیب کا خیال رکھا گیا ہے، اور گزشتہ ساتوں جلدیں فقہی ترتیب کے مطابق شائع ہوئی ہیں، اسی لحاظ سے اس آٹھویں جلد میں بھی اسی ترتیب کا خیال رکھا گیا ہے۔ پردے کے مسائل سے کتاب کا آغاز ہے، پردے کے مختلف عنوانات کے لحاظ سے ایک سو تین سوال اس باب میں جمع کئے گئے ہیں، اخلاقیات کے باب میں ۳۲ مسائل، رُسومات کے باب میں ۲۹ مسائل، معاملات کے باب میں ۳۵، اس کے علاوہ سیاست، تعلیم، اوراد و وظائف، جہاد اور شہید کے اَحکام، مختلف جائز اور ناجائز اُمور اور بعض متفرق مسائل سے اگلے صفحات

کو مزین کیا گیا ہے۔

اس کتاب کی تدوین کے سلسلے میں حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری، ڈاکٹر شہیر الدین علوی، مولانا نعیم امجد سلیمی، مولانا عبدالشکور اور برادرم عبداللطیف طاہر، محمد اطہر عظیم، مولانا محمد طیب لدھیانوی، وسیم غزالی کا شکریہ ادا نہ کرنا ناانصافی ہوگی۔ اُمید ہے کہ یہ کتاب ''جنگ'' کے بانی میر خلیل الرحمٰن کے لئے صدقۂ جاریہ اور محترم جناب میر جاوید الرحمٰن اور میر شکیل الرحمٰن کے لئے اس دُنیا میں نافع ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو اپنی طرف سے بدلہ عطا فرمائے اور مرشدی حضرتِ اقدس زید مجدہم کو صحت و عافیت کے ساتھ ان کی اس خدمت کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ برادرم عتیق الرحمٰن، مکتبہ لدھیانوی کی وساطت سے آپ کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

محمد جمیل خان

خاک پائے حضرتِ اقدس

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

فہرست

فہرست

سیاست ۱۵۲

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پردہ

پردے کا صحیح مفہوم

س...... میں شرعی پردہ کرتی ہوں، کیونکہ دِینی مدرسہ کی طالبہ ہوں، اور مجھے پریشانی جب ہوتی ہے جب میں کسی تقریب وغیرہ میں مجبوراً جاتی ہوں تو اپنا برقع نہیں اُتارتی۔ جس کی وجہ سے لوگ مجھے برقع اُتارنے پر مجبور کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ: ''پردے کا ذکر تو قرآن میں نہیں آیا، بس اوڑھنی کا ذکر آیا ہے۔'' حالانکہ انہوں نے پورا مفہوم اور اس کی تفسیر وغیرہ نہیں پڑھی ہے، بس صرف یہ کہتے ہیں کہ: ''جب اسلام نے چادر کا ذکر کیا ہے تو اتنا پردہ کیوں کرتی ہو؟'' اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ: ''اسلام نے اتنی سختی نہیں رکھی، جتنی آپ کرتی ہیں۔'' وہ کہتے ہیں کہ: ''چہرہ، ہاتھ اور پاؤں وغیرہ کھلے رہیں'' حالانکہ میں کہتی ہوں ان سے کہ اس کا ذکر تو صرف نماز میں آیا ہے پردے میں نہیں۔ اور آج کل اس فتنے کے دور میں تو عورت پر یہ لازم ہوتا ہے کہ وہ مکمل پردہ کرے بلکہ اپنا چہرہ، ہاتھ وغیرہ چھپائے۔ پردے کے متعلق آپ مجھے ذرا تفصیل سے بتادیجئے تاکہ ان لوگوں کے علم میں یہ بات آجائے کہ ''شرعی پردہ'' کہتے کسے ہیں؟ اور کتنا کرنا چاہئے؟

ج...... آپ کے خیالات بہت صحیح ہیں، عورت کو چہرے کا پردہ لازم ہے، کیونکہ گندی اور بیماری نظریں اسی پر پڑتی ہیں۔ چہرہ، ہاتھ اور پاؤں عورت کا ستر نہیں، یعنی نماز میں ان اعضاء کا چھپانا ضروری نہیں، لیکن گندی نظروں سے ان اعضاء کا حتی الوسع چھپانا ضروری ہے۔

س...... آپ نے کیا ایسا مسئلہ بھی اخبار میں دیا تھا کہ اگر لڑکی پردہ کرتی ہے اپنے سسرال

فہرست

میں اور وہاں پردے کا ماحول نہیں ہے، اپنے دیوروں اور دُوسرے رشتہ داروں سے تو کیا آپ نے یہ جواب میں لکھا تھا کہ پردہ اتنا سخت بھی نہیں ہے، اگر وہ پردہ کرتی ہے تو چادر کا گھونگھٹ گراکر اپنا کام کرسکتی ہے۔ میں یہ نہیں سمجھتی کہ چہرہ چھپانے سے اس کا وجود چھپ جائے، میں تو یہ سمجھتی ہوں کہ جب لڑکی پردہ کرتی ہے تو گویا وہ اپنے نامحرموں سے اوجھل ہوجاتی ہے، جیسا کہ مرنے کے بعد اس کا وجود نہیں ہوتا دُنیا میں۔ آپ کا یہ مسئلہ میری نظروں سے نہیں گزرا، آپ سے گزارش ہے کہ تفصیل سے ذرا بتادیجئے تاکہ ان لوگوں کے علم میں بھی یہ بات باآسانی آجائے کہ پردے کے متعلق کتنا سخت حکم ہے؟

ج…… میں نے لکھا تھا کہ ایک ایسا مکان جہاں عورت کے لئے نامحرموں سے چاردیواری کا پردہ ممکن نہ ہو، وہاں یہ کرے کہ پورا بدن ڈھک کر اور چہرے پر گھونگھٹ کرکے شرم وحیاء کے ساتھ نامحرموں کے سامنے آجائے (جبکہ اس کے لئے جانا ناگزیر ہو)۔

کیا صرف برقع پہن لینا کافی ہے یا کہ دِل میں شرم وحیا بھی ہو؟

س…… خواتین کے پردے کے بارے میں اسلام کیا حکم دیتا ہے؟ کیا صرف برقع پہن لینا پردے میں شامل ہوجاتا ہے؟ آج کل میرے دوستوں میں یہ مسئلہ زیرِ بحث ہے۔ چند دوست کہتے ہیں کہ: ''برقع پہن لینے کے نام کا کہاں حکم ہے؟'' وہ کہتے ہیں: ''صرف حیا کا نام پردہ ہے۔'' میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ پردے کے بارے میں قرآن وسنت کی روشنی میں کیا حکم ہے؟ تفصیلاً بتائیں۔

ج…… آپ کے دوستوں کا یہ ارشاد تو اپنی جگہ صحیح ہے کہ: ''شرم وحیا کا نام پردہ ہے'' مگران کا یہ فقرہ نامکمل اور ادھورا ہے۔ انہیں اس کے ساتھ یہ بھی کہنا چاہئے کہ: ''شرم وحیا کی شکلیں متعین کرنے کے لئے ہم عقلِ سلیم اور وحیٔ آسمانی کے محتاج ہیں۔''

یہ تو ظاہر ہے کہ شرم وحیا ایک اندرونی کیفیت ہے، اس کا ظہور کسی نہ کسی قالب اور شکل میں ہوگا، اگر وہ قالب عقل وفطرت کے مطابق ہے تو شرم وحیا کا مظاہرہ بھی صحیح ہوگا، اور اگر اس قالب کو عقلِ صحیح اور فطرتِ سلیمہ قبول نہیں کرتی تو شرم وحیا کا دعویٰ اس پاکیزہ

صفت سے مذاق تصوّر ہوگا۔

فرض کیجئے! کوئی صاحب بقائمی ہوش وحواس قیدِ لباس سے آزاد ہوں، بدن کے سارے کپڑے اُتار پھینکیں اور لباسِ عریانی زیبِ تن فرماکر ''شرم وحیا'' کا مظاہرہ کریں تو غالباً آپ کے دوست بھی ان صاحب کے دعویٔ شرم وحیا کو تسلیم کرنے سے قاصر ہوں گے، اور اسے شرم وحیا کے ایسے مظاہرے کا مشورہ دیں گے جو عقل وفطرت سے ہم آہنگ ہو۔

سوال ہوگا کہ عقل وفطرت کے صحیح ہونے کا معیار کیا ہے؟ اور یہ فیصلہ کس طرح ہو کہ شرم وحیا کا فلاں مظاہرہ عقل وفطرت کے مطابق ہے یا نہیں؟

اس سوال کے جواب میں کسی اور قوم کو پریشانی ہو، تو ہو، مگر اہلِ اسلام کو کوئی اُلجھن نہیں۔ ان کے پاس خالقِ فطرت کے عطا کردہ اُصولِ زندگی اپنی اصلی حالت میں محفوظ ہیں، جو اُس نے عقل وفطرت کے تمام گوشوں کو سامنے رکھ کر وضع فرمائے ہیں۔ انہی اُصولِ زندگی کا نام ''اسلام'' ہے۔ پس خدا تعالیٰ اور اس کے مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے شرم وحیا کے جو مظاہرے تجویز کئے ہیں وہ فطرت کی آواز ہیں، اور عقلِ سلیم ان کی حکمت وگہرائی پر مہرِ تصدیق ثبت کرتی ہے۔ آیئے! ذرا دیکھیں کہ خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ مقدسہ میں اس سلسلے میں کیا ہدایات دی گئی ہیں۔

۱:......صنفِ نازک کی وضع وساخت ہی فطرت نے ایسی بنائی ہے کہ اسے سراپا ستر کہنا چاہئے، یہی وجہ کہ خالقِ فطرت نے بلاضرورت اس کے گھر سے نکلنے کو برداشت نہیں کیا، تاکہ گوہرِ آب دار، ناپاک نظروں کی ہوس سے گرد آلود نہ ہوجائے، قرآنِ کریم میں ارشاد ہے:

''وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْأُوْلٰی.'' (الاحزاب:۳۳)

ترجمہ:......''اور ٹکی رہو اپنے گھروں میں اور مت نکلو پہلی جاہلیت کی طرح بن ٹھن کر۔''

''پہلی جاہلیت'' سے مراد قبل از اسلام کا دور ہے، جس میں عورتیں بے حجابانہ

بازاروں میں اپنی نسوانیت کی نمائش کیا کرتی تھیں۔ ''پہلی جاہلیت'' کے لفظ سے گویا پیش گوئی کردی گئی کہ انسانیت پر ایک ''دُوسری جاہلیت'' کا دور بھی آنے والا ہے جس میں عورتیں اپنی فطری خصوصیات کے تقاضوں کو ''جاہلیتِ جدیدہ'' کے سیلاب کی نذر کردیں گی۔

قرآن کی طرح صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صنفِ نازک کو سراپا ستر قرار دے کر بلاضرورت اس کے باہر نکلنے کو ناجائز فرمایا ہے:

''وعنہ (عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ) عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: المرأۃ عورۃ فاذا خرجت استشرفھا الشیطان. (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص:۲۶۹)

ترجمہ:...... ''حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت سراپا ستر ہے، پس جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک جھانک کرتا ہے۔''

۲:...... اور اگر ضروری حوائج کے لئے اسے گھر سے باہر قدم رکھنا پڑے تو اسے حکم دیا گیا کہ وہ ایسی بڑی چادر اوڑھ کر باہر نکلے جس سے پورا بدن سر سے پاؤں تک ڈھک جائے، سورۂ احزاب آیت:۶۹ میں ارشاد ہے:

''یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ.''

ترجمہ:...... ''اے نبی! اپنی بیویوں، صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ (جب باہر نکلیں تو) اپنے اُوپر بڑی چادریں جھکالیا کریں۔''

مطلب یہ کہ ان کو بڑی چادر میں لپٹ کر نکلنا چاہئے، اور چہرے پر چادر کا گھونگھٹ ہونا چاہئے۔ پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس دور میں خواتینِ اسلام کا یہی معمول تھا۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے کہ: ''خواتین، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز کے لئے مسجد آتی

تھیں تو اپنی چادروں میں اس طرح لپٹی ہوئی ہوتی تھیں کہ پہچانی نہیں جاتی تھیں۔“

مسجد میں حاضری، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز پڑھنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سننے کی ان کو ممانعت نہیں تھی، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کو بھی یہ تلقین فرماتے تھے کہ ان کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا ان کے لئے بہتر ہے۔

(ابوداوٴد، مشکوٰة ص:۹۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دِقتِ نظر اور خواتین کی عزّت وحرمت کا اندازہ کیجئے کہ مسجدِ نبوی، جس میں ادا کی گئی ایک نماز پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواتین کے لئے اس کے بجائے اپنے گھر پر نماز پڑھنے کو افضل اور بہتر فرماتے ہیں۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں جو نماز ادا کی جائے، اس کا مقابلہ تو شاید پوری اُمت کی نمازیں بھی نہ کرسکیں، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اقتدا میں نماز پڑھنے کے بجائے عورتوں کے لئے اپنے گھر پر تنہا نماز پڑھنے کو افضل قرار دیتے ہیں۔ یہ ہے شرم وحیا اور عفت وعظمت کا وہ بلندترین مقام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتینِ اسلام کو عطا کیا تھا اور جو بدقسمتی سے تہذیب جدید کے بازار میں آج ٹکے سیر بک رہا ہے۔

مسجد اور گھر کے درمیان تو پھر بھی فاصلہ ہوتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے قانونِ ستر کا یہاں تک لحاظ کیا ہے کہ عورت کے اپنے مکان کے حصوں کو تقسیم کرکے فرمایا کہ: فلاں حصے میں اس کا نماز پڑھنا فلاں حصے میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”عن عبدالله عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: صلٰوة المرأة فی بیتها افضل من صلٰوتها فی حجرتها، وصلٰوتها فی مخدعها افضل من صلٰوتها فی بیتها.“ (ابوداوٴد ج:۱ ص:۸۴)

ترجمہ:......”عورت کی سب سے افضل نماز وہ ہے جو اپنے گھر کی چاردیواری میں ادا کرے، اور اس کا اپنے مکان کے

کمرے میں نماز ادا کرنا اپنے صحن میں نماز پڑھنے سے افضل ہے، اور پچھلے کمرے میں نماز پڑھنا آگے کے کمرے میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔“

بہرحال ارشادِ نبوی یہ ہے کہ عورت حتی الوسع گھر سے باہر نہ جائے، اور اگر جانا پڑے تو بڑی چادر میں اس طرح لپٹ کر جائے کہ پہچانی تک نہ جائے، چونکہ بڑی چادروں کا بار بار سنبھالنا مشکل تھا۔ اس لئے شرفاء کے گھرانوں میں چادر کے بجائے برقع کا رواج ہوا، یہ مقصد ڈھیلے ڈھالے قسم کے دیسی برقع سے حاصل ہوسکتا تھا، مگر شیطان نے اس کو فیشن کی بھٹی میں رنگ کر نسوانی نمائش کا ایک ذریعہ بناڈالا۔ میری بہت سی بہنیں ایسے برقعے پہنتی ہیں جن میں ستر سے زیادہ ان کی نمائش نمایاں ہوتی ہے۔

۳:......عورت گھر سے باہر نکلے تو اسے صرف یہی تاکید نہیں کی گئی کہ چادر یا برقع اوڑھ کر نکلے، بلکہ گوہرِ نایاب، شرم وحیا کو محفوظ رکھنے کے لئے مزید ہدایات بھی دی گئیں۔ مثلاً: مردوں کو بھی اور عورتوں کو بھی یہ حکم دیا گیا ہے کہ اپنی نظریں نیچی اور اپنی عصمت کے پھول کو نظرِ بد کی بادِ سموم سے محفوظ رکھیں، سورۃ النور آیت: ۳۰، ۳۱ میں ارشاد ہے:

”قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِکَ اَزْکٰی لَهُمْ، اِنَّ اللهَ خَبِیْرٌ بِمَا یَصْنَعُوْنَ.“

ترجمہ:......”اے نبی! مؤمنوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لئے زیادہ پاکیزگی کی بات ہے اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے خبردار ہے۔“

”وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا.“

ترجمہ:......”اور مؤمن عورتوں سے بھی کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں، اور اپنی

زینت کا اظہار نہ کریں، مگر یہ کہ مجبوری سے خود کھل جائے....الخ۔“

ایک ہدایت یہ دی گئی ہے کہ عورتیں اس طرح نہ چلیں جس سے ان کی مخفی زینت کا اظہار نامحرموں کے لئے باعثِ کشش ہو، قرآن کی مندرجہ بالا آیت کے آخر میں فرمایا ہے:

”وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ.“

ترجمہ:...... ”اور اپنا پاؤں اس طرح نہ رکھیں کہ جس سے ان کی مخفی زینت ظاہر ہو جائے۔“

ایک ہدایت یہ دی گئی ہے کہ اگر اچانک کسی نامحرَم پر نظر پڑ جائے تو اسے فوراً ہٹالے، اور دوبارہ قصداً دیکھنے کی کوشش نہ کرے۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے علی! اچانک نظر کے بعد دوبارہ نظر مت کرو، پہلی تو (بے اختیار ہونے کی وجہ سے) تمہیں معاف ہے، مگر دُوسری کا گناہ ہوگا۔“ (مسندِ احمد، دارمی، ترمذی، ابوداؤد، مشکوٰۃ)

بغیر پردہ عورتوں کا سرِعام گھومنا

س...... بغیر پردے کے مسلمان عورتوں کا سرِعام گھومنا کہاں تک جائز ہے؟

ج...... آج کل گلی کوچوں میں، بازاروں میں، کالجوں میں اور دفتروں میں بے پردگی کا جو طوفان برپا ہے، اور یہود و نصاریٰ کی تقلید میں ہماری بہو بیٹیاں جس طرح بن ٹھن کر بے حجابانہ گھوم پھر رہی ہیں، قرآنِ کریم نے اس کو ”جاہلیت کا برج“ فرمایا ہے، اور یہ انسانی تہذیب، شرافت اور عزّت کے منہ پر زناٹے کا طمانچہ ہے۔ ترمذی، ابوداؤد، ابنِ ماجہ، مستدرک میں بہ سندِ صحیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہے کہ:

”عن ابی المليح قال: قدم علٰى عائشة نسوة من أهل حمص فقالت: من اين أنتن؟ .... قالت: فانى سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا تخلع امرأة ثيابها فى غير بيت زوجها الا هتكت الستر بينها

وبین ربھا.'' (مشکوٰۃ، واللفظ لہٗ، ترمذی ص:۱۰۲)

ترجمہ:......''جس عورت نے اپنے گھر کے سوا دُوسری کسی جگہ کپڑے اُتارے اس نے اپنے درمیان اور اللہ کے درمیان جو پردہ حائل تھا، اسے چاک کردیا۔''

عورت کے سر کا ایک بال بھی ستر ہے، اور نامحرموں کے سامنے ستر کھولنا شرعاً حرام اور طبعاً بے غیرتی ہے۔

نامحرموں سے پردہ

س...... تائی، چچی، ممانی کے پردے کا کیا حکم ہے؟ وہ دیور یا جیٹھ وغیرہ کے بیٹوں سے آیا پردہ کرے گی یا نہیں؟ اگر گھر میں ساتھ رہتے ہوں تو کس حد تک پردہ کرے؟

ج...... تائی، چچی، ممانی بھی غیرمحرَم ہیں، ان سے بھی پردہ کا حکم ہے، اگر چاردیواری کا پردہ ممکن نہ ہو تو چادر کا پردہ کافی ہے۔

س...... چچا سسر، ماموں سسر سے پردے کا کیا حکم ہے؟

ج...... وہی ہے جو اُوپر لکھا ہے۔

عورت کو پردے میں کن کن اعضاء کا چھپانا ضروری ہے؟

س...... میرے شوہر کا کہنا ہے کہ عورت نام ہی پردہ کا ہے، لہٰذا اس کو ہمہ وقت پردہ کرنا چاہئے، ورنہ معاشرے میں خرابیاں پیدا ہوں گی، حتیٰ کہ وہ باپ بھائی سے بھی پردہ کرے کیونکہ نفس تو سب کے ساتھ ہے، لیکن حرج کی وجہ سے اسلام نے اس کو واجب قرار نہیں دیا، لیکن کرنا چاہئے۔

دوم:...... یہ کہ عورت بازار جائے تو اسلام اس کو مردوں پر فوقیت نہیں دیتا اور ''لیڈیز فرسٹ'' انگریزی کا مقولہ ہے، مثلاً: چند مردوں کو روٹی لینا ہے، قطار میں کھڑے ہیں، ایک عورت آئی اس کو پہلے روٹی مل گئی تو شوہر کے بقول یہ ان تینوں کے حقوق غصب کرنا ہے۔ لیکن میرا موقف یہ ہے کہ مقولہ اگرچہ انگریز کا ہے لیکن اس میں عورت کا احترام ہے، ایسا ہونا چاہئے اور اس میں کوئی حرج نہیں۔

سوم:...... یہ کہ عورت اپنے باپ اور سگے بھائی سے بھی زیادہ دیر بات نہ کرے اور نہ مذاق کرے، بس بقدرِ ضرورت سلام دُعا اور خیریت دریافت کرسکتی ہے۔ جبکہ میرا خیال یہ ہے کہ ان کی یہ بات نامناسب ہے، پردے سے انکار نہیں لیکن ایک حد تک۔

چہارم:......عورت کا بازار جانا حرام ہے، جبکہ میں نے سنا ہے کہ ''عورت کا وہ سفر جو شرعی سفر ہو وہ محرَم کے بغیر کرنا حرام ہے'' تو کیا عورت بقدرِ ضرورت کپڑا وغیرہ خریدنے کے لئے بازار نہیں جاسکتی، جبکہ مردوں اور عورتوں کی پسند میں بہت فرق ہوتا ہے۔ اب عورت پردے کے ساتھ بازار جائے تو کیا حرج ہے، منہ کا چھپانا واجب نہیں مستحب ہے۔

پنجم:......کیا عورت کا پردہ جتنا اجنبی غیرمحرَم سے ضروری ہے اتنا ہی پردہ رشتہ دار نامحرَم (مثلاً چچازاد، ماموں زاد وغیرہ) سے بھی ضروری ہے؟ کیا اس میں کوئی فرق ہے؟ حالانکہ ان سے پردے میں کافی مشکل ہوتی ہے۔

ج...... پردے کے مسئلے میں آپ اور آپ کے شوہر دونوں راہِ اعتدال سے ہٹ کر افراط و تفریط کا شکار ہیں۔

ا:......عورت کی شرم و حیا کا تقاضا تو یہی ہے کہ وہ کسی وقت بھی کھلے سر نہ رہے، لیکن باپ، بھائی، بیٹا، بھتیجا وغیرہ جتنے محرَم ہیں ان کے سامنے سر، گردن، بازو اور گھٹنے سے نیچے کا حصہ کھولنا شرعاً جائز ہے، اور اللہ تعالیٰ نے جس چیز کی اجازت دی ہو اس پر ناگواری کا اظہار شوہر کے لئے حرام اور ناجائز ہے۔ البتہ اگر کوئی محرَم ایسا بے حیا ہو کہ اس کو عزّت و ناموس کی پروا نہ ہو، وہ نامحرَم کے حکم میں ہے اور اس سے پردہ کرنا ہی چاہئے۔

۲:......عورت یا ماں ہے، یا بیٹی ہے، یا بہن ہے، یا بیوی ہے، اور یہ چاروں رشتے نہایت مقدس و محترم ہیں۔ اس لئے اسلام عورت کی بے حرمتی کی تلقین ہرگز نہیں کرتا، بلکہ اس کی عزّت و احترام کی تلقین کرتا ہے، معلوم ہوگا کہ حاتم طائی کی لڑکی جب قیدیوں میں برہنہ سر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائی گئی، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی ردائے مبارک اوڑھنے کے لئے مرحمت فرمائی۔ اسی طرح اگر عورت کی ضرورت کو مردوں سے پہلے نمٹا دیا جائے تو یہ اس کے ضعف و نسوانیت کی رعایت ہے، اس کو انگریزی

مقولہ ''لیڈیز فرسٹ'' سے کوئی تعلق نہیں۔ معلوم ہوگا کہ جہاد میں عورتوں اور بچوں کے قتل سے ممانعت فرمائی گئی ہے۔ البتہ ''لیڈیز فرسٹ'' کے نظریے کے مطابق انگریزی معاشرے میں عورتوں کو جو ہر چیز میں مقدم کیا جاتا ہے اسلام اس کا قائل نہیں۔ چنانچہ نماز میں عورتوں کی صفیں مردوں سے پیچھے رکھی گئی ہیں، اس لئے ''لیڈیز فرسٹ'' کا نظریہ بھی غلط ہے، اور آپ کے شوہر کا یہ موقف بھی غلط ہے کہ عورت کا احترام نہ کیا جائے اور اس کے ضعف و نسوانیت کی رعایت کرتے ہوئے اس کو پہلے فارغ نہ کیا جائے۔

۳:...... جن محارِم سے پردہ نہیں، ان سے بلاتکلف گفتگو کی اجازت ہے۔ آپ کے شوہر کا یہ کہنا کہ: ''ان سے زیادہ بات نہ کی جائے'' صحیح نہیں، بلکہ افراط ہے، البتہ ناروا مذاق کرنے کی اپنے محارِم کے ساتھ بھی اجازت نہیں۔

۴:...... عورت کا بغیر ضرورت کے بازاروں میں جانا جائز نہیں، اور غیرمردوں کے سامنے چہرہ کھولنا بھی جائز نہیں، اس مسئلے میں آپ کی بات غلط ہے اور یہ تفریط ہے، عورت کو اگر بازار جانے کی ضرورت ہو تو گھر سے نکلنے کے بعد گھر آنے تک پردے کی پابندی لازم ہے، جس میں چہرے کا ڈھکنا بھی لازم ہے۔

۵:...... اجنبی نامحرموں سے چاردیواری کا پردہ ہے، اور جو نامحرَم رشتہ دار ہوں اور عورت ان کے سامنے جانے پر مجبور ہو ان سے چادر کا پردہ لازم ہے۔ اس کی تفصیل حضرت تھانویؒ کے رسالہ ''تعلیم الطالب'' سے نقل کرتا ہوں، اور وہ یہ ہے:

> ''جو رشتہ دار شرعاً محرَم نہیں، مثلاً: خالہ زاد، ماموں زاد، پھوپھی زاد بھائی یا بہنوئی، یا دیور وغیرہ، جوان عورت کو ان کے رُوبرو آنا اور بےتکلف باتیں کرنا ہرگز نہ چاہئے۔ جو مکان کی تنگی یا ہر وقت کی آمد و رفت کی وجہ سے گہرا پردہ نہ ہوسکے تو سر سے پاؤں تک تمام بدن کسی میلی چادر سے ڈھانک کر شرم و لحاظ سے بہ ضرورت رُوبرو آجائے، اور کلائی، بازو اور سر کے بال اور پنڈلی ان سب کا ظاہر کرنا حرام ہے۔ اسی طرح ان لوگوں کے رُوبرو عطر لگاکر عورت کو آنا جائز

نہیں اور نہ بجتا ہوا زیور پہنے۔“ (تعلیم الطالب ص:۵)

عورت کو مرد کے شانہ بشانہ کام کرنا

س...... آج کے دور میں جس طرح عورت، مرد کے شانہ بشانہ چل رہی ہے، وہ ہر کام جو اسلامی نقطۂ نظر سے صحیح تصوّر نہیں کیا جاتا، اس میں بھی عورت نے ہاتھ ڈالا ہوا ہے، پوچھنا یہ چاہتی ہوں کہ کیا یہ عورت کا شانہ بشانہ کام، اسلام میں جائز ہے؟

ج...... اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کا دائرۂ کار الگ الگ بنایا ہے، عورت کے کام کا میدان اس کا گھر ہے، اور مرد کا میدانِ عمل گھر سے باہر ہے۔ جو کام مرد کرسکتا ہے، عورت نہیں کرسکتی، اور جو عورت کرسکتی ہے، مرد نہیں کرسکتا۔ دونوں کو اپنے اپنے دائرے میں رہ کر کام کرنا چاہئے۔ جو لوگ مرد کا بوجھ عورت کے نحیف کندھوں پر ڈالتے ہیں وہ عورت پر ظلم کرتے ہیں۔

کیا پردہ ضروری ہے یا نظریں نیچی رکھنا ہی کافی ہے؟

س...... پردہ سے متعلق ”چہرہ کھلا رکھ لینا“ اور نظریں نیچی رکھ لینا ہی شرعی پردہ ہے یا ظاہراً چہرہ چھپانا بھی ضروری ہے؟ کسی ایک صوبے کے سابق ڈی آئی جی ایک رات بات چیت کے دوران مصر تھے کہ سورۂ نور میں صرف نظریں نیچی رکھنے کا حکم ہے، پردے کا نہیں، کیونکہ اس میں تو مردوں سے بھی نگاہ نیچی رکھنے کا کہا ہے پھر مرد کو بھی برقع پہننا چاہئے۔

ج...... شرعاً چہرے کا پردہ لازم ہے، یہ غلط ہے کہ سورۂ نور میں صرف نظریں نیچی رکھنے کا حکم ہے، یہ حکم تو مردوں اور عورتوں کو یکساں دیا گیا ہے، عورتوں کو مزید برآں ایک حکم یہ دیا گیا کہ سوائے ان حصوں کے جن کا اظہار ناگزیر ہے اپنی زینت کا اظہار نہ کریں۔ احادیث میں آتا ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد صحابی عورتیں پورا چہرہ چھپا کر صرف ایک آنکھ کھلی رکھ کر نکلتی تھیں۔ علاوہ ازیں سورۂ احزاب میں حکم دیا گیا ہے کہ اپنی چادریں اپنے گریبانوں پر لٹکا لیا کریں یعنی گھونگھٹ نکالیں، چہروں اور سینوں کو چھپائیں۔

بہنوئی وغیرہ سے کتنا پردہ کیا جائے؟

س...... کیا قریبی رشتہ دار جو غیر محرَم ہیں، مثلاً: بہنوئی وغیرہ سے اس طرح کا پردہ کیا جاسکتا

ہے کہ نظریں نیچی رکھ لے، چہرہ کھلا رکھ لیں؟ یا گھونگھٹ میں غیر محرَم سے گفتگو کرنا کیسا ہے؟

ج…… قریبی نامحرموں سے گھونگھٹ کیا جائے، اور بہنوئی سے بے تکلفی کی بات نہ کی جائے۔

چہرہ چھپانا پردہ ہے، تو حج پر کیوں نہیں کیا جاتا؟

س…… چہرہ چھپانا پردہ ہے تو پھر حج کے موقع پر پردہ کیوں نہیں؟ اسی طرح ایک حدیث کا مفہوم، کم و بیش مجھے اللہ تعالیٰ معاف فرمائے، یہ ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور کہا: میں شادی کر رہا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے اسے دیکھا ہے؟ اس نے کہا: نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا: جاکر اسے دیکھ کر آؤ۔ اس طرح اس حدیث سے بھی چہرہ کھلا رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ذرا اس کی بھی وضاحت فرمادیں تاکہ عقلی تشنگی بھی دُور ہوسکے۔

ج…… اِحرام میں عورت کو چہرہ ڈھکنا جائز نہیں، پردے کا پھر بھی حکم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو، نامحرموں کی نظر چہرے پر نہ پڑنے دے۔ جس عورت سے نکاح کرنا ہو، اس کو ایک نظر دیکھ لینے کی اجازت ہے، لیکن ان دونوں باتوں سے یہ نتیجہ نکال لینا غلط ہے کہ اسلام میں چہرے کا پردہ ہی نہیں۔

پردے کے لئے موٹی چادر بہتر ہے یا مروّجہ برقع؟

س…… پردے کے لئے موٹی چادر بہتر ہے یا آج کل کا برقع یا گول ٹوپی والے پُرانے برقعے؟

ج…… اصل یہ ہے کہ عورت کا پورا بدن مع چہرے کے ڈھکا ہوا ہونا ضروری ہے، اس کے لئے بڑی چادر جس سے سر سے پاؤں تک بدن ڈھک جائے کافی ہے، مگر چادر کا سنبھالنا عورت کے لئے مشکل ہوتا ہے، اس لئے شرفاء نے چادر کو برقع کی شکل دی، پُرانے زمانے میں ٹوپی والے برقعے کا رواج تھا، اب نقاب والے برقع نے اس کی جگہ لے لی ہے۔

کیا دیہات میں بھی پردہ ضروری ہے؟

س…… چونکہ ہم لوگ دیہات میں رہتے ہیں، دیہات میں پردے کا انتظام نہیں، یعنی رواج نہیں۔ زیادہ کھیتی باڑی کا کام ہے اس لئے عورتوں کو مردوں کے ساتھ ساتھ کام کرنا

ہوتا ہے اور گھر کا کام بھی۔ پانی بھرنا اور استعمال کی چیزیں بھی عورتیں ہی خریدتی ہیں اور یہ تو عرصہ دراز سے کام چل رہا ہے اور عورتیں صرف دوپٹہ اوڑھ کر باہر نکلتی ہیں، اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے ذرا وضاحت سے تحریر کریں۔

ج…… پردہ ہونا تو چاہئے کہ شرعی حکم ہے، ہمارے دیہات میں اس کا رواج نہیں، تو یہ شریعت کے خلاف ہے۔

کیا چہرے کا پردہ بھی ضروری ہے؟

س…… عورتوں کے پردے کے بارے میں جواب دیا گیا کہ چہرہ کھلا رکھ سکتی ہیں، لیکن زیب و آرائش نہ کریں تاکہ کشش نہ ہو، کیا چہرے کا پردہ نہیں ہے؟

ج…… شرعاً چہرے کا پردہ لازم ہے، خصوصاً جس زمانے میں دِل اور نظر دونوں ناپاک ہوں، تو ناپاک نظروں سے چہرے کی آبرو کو بچانا لازم ہے۔

کسی کا عمل حجت نہیں، شرعی حکم حجت ہے

س…… اسلام میں مسلمانوں کے لئے نامحرَم سے بات تو درکنار ایک سر کا بال تک نہیں دیکھنا چاہئے، لیکن ''جنگ'' اخبار میں اتوار ۳۰ر جولائی ۱۹۹۵ء کی اشاعت میں ایک تصویر چھپی ہے جس میں دِکھایا گیا ہے کہ مسجدِ اقصیٰ کے سابق اِمام السید اسعد بیوض تمیمی سے لاہور میں ایک خاتون مصافحہ کررہی ہے۔ اس تصویر کو لاکھوں مسلمانوں نے دیکھا ہوگا اور ہم جیسے کچی عمر کے بچے تو یہی سمجھیں گے کہ عورت سے یعنی نامحرَم عورت سے ہاتھ ملانا گناہ نہیں ہے، جبکہ یہ سابق اِمام السید اسعد بیوض تمیمی صاحب نامحرَم سے ہاتھ ملا رہے ہیں۔ آپ اس بارے میں ذرا واضح کردیں کہ یہ اِمام صاحب صحیح کر رہے ہیں جبکہ یہ سیّد بھی ہیں؟ بہت نوازش ہوگی آپ کی۔

ج…… آج کل کی جدید عربی میں ''السید'' ''جناب'' کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ پنڈت جواہر لال نہرو عرب ممالک کے دورے پر گئے تھے، بہت سے لوگوں کو یاد ہوگا کہ عرب اخبارات ان کی خبریں ''السید نہرو'' کے نام سے چھاپتے تھے۔

اسلامی نقطۂ نظر سے نامحرَم کے ساتھ ہاتھ ملانا حرام ہے، اور کسی نامحرَم کے بدن سے مس کرنا ایسا ہے جیسے خنزیر کے خون میں ہاتھوں کو ڈبو دیا جائے۔ مسجدِ اقصیٰ کے سابق اِمام کا فعل خلافِ شرع ہے، اور خلافِ شرع کام خواہ کوئی بھی کرے اس کو جائز نہیں کہا جائے گا۔

سفر میں راستہ دیکھنے کے لئے نقاب لگانا

س…… سفر میں راستہ دیکھنے کے لئے چہرہ یا آنکھیں کھلی رکھنا مجبوری ہے، کیا اس موقع پر نقاب لگائے؟

ج…… جی ہاں! نقاب استعمال کیا جائے۔

نیکر پہن کر اکٹھے نہانا

س…… پانی کے کنویں جو بستی کے اندر ہوتے ہیں عام طور پر لوگ وہاں صرف نیکر پہن کر نہاتے ہیں، جبکہ پانی بھرنے کے لئے مرد اور خواتین، بچے سبھی آتے جاتے رہتے ہیں، ایسی صورت میں صرف نیکر پہن کر کنویں پر نہانا جائز ہے یا نہیں؟

ج…… یہ طریقہ شرم و حیا کے خلاف ہے، مرد کی رانیں اور گھٹنے ستر میں شمار ہوتے ہیں، ان کو عام مجمع میں کھولنا جائز نہیں۔

عورت اور پردہ

س…… کیا خواتین کے لئے ہاکی کھیلنا، کرکٹ کھیلنا، بال کٹوانا اور ننگے سر باہر جانا، کلبوں، سینماؤں یا ہوٹلوں اور دفتروں میں مردوں کے ساتھ کام کرنا، غیر مردوں سے ہاتھ ملانا اور بے حجابانہ باتیں کرنا، خواتین کا مردوں کی مجالس میں ننگے سر میلاد میں شامل ہونا، ننگے سر اور نیم برہنہ پوشاک پہن کر نعت خوانی غیر مردوں میں کرنا، اسلامی شریعت میں جائز ہے؟ کیا علمائے کرام پر واجب نہیں کہ وہ ان بدعتوں اور غیر اسلامی کردار ادا کرنے والی خواتین کے برخلاف حکومت کو انسداد پر مجبور کریں؟

ج…… اس سوال کے جواب سے پہلے ایک غیور مسلمان خاتون کا خط بھی پڑھ لیجئے، جو

ہمارے مخدوم حضرتِ اقدس ڈاکٹر عبدالحی عارفی مدظلہٗ کو موصول ہوا، وہ لکھتی ہیں:

''لوگوں میں یہ خیال پیدا ہوکر پختہ ہوگیا ہے کہ حکومتِ پاکستان پردے کے خلاف ہے، یہ خیال اس کوٹ کی وجہ سے ہوا ہے جو حکومت کی طرف سے حج کے موقع پر خواتین کے لئے پہننا ضروری قرار دے دیا گیا ہے، یہ ایک زبردست غلطی ہے، اگر پہچان کے لئے ضروری تھا تو نیلا برقع پہننے کو کہا جاتا۔

حج کی جو کتاب رہنمائی کے لئے حجاج کو دی جاتی ہے اس میں تصویر کے ذریعے مرد، عورت کو اِحرام کی حالت میں دِکھایا گیا ہے، اوّل تو تصویر ہی غیراسلامی فعل ہے، دُوسرے عورت کی تصویر کے نیچے ایک جملہ لکھ کر ایک طرح سے پردے کی فرضیت سے انکار ہی کردیا، وہ تکلیف دہ جملہ یہ ہے کہ: ''اگر پردہ کرنا ہو تو منہ پر کوئی آڑ رکھیں تاکہ منہ پر کپڑا نہ لگے'' یہ تو دُرست مسئلہ ہے، لیکن ''اگر پردہ کرنا ہو'' کیوں لکھا گیا؟ پردہ تو فرض ہے؟ پھر کسی کی پسند یا ناپسند کا کیا سوال؟ بلکہ پردہ پہلے فرض ہے حج بعد کو۔ کھلے چہرے ان کی تصویروں کے ذریعے اخبارات میں نمائش، ٹی وی پر نمائش، یہ سب پردے کے اَحکام کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ فلم کے پردے پر اسلام اور اسلامی شعائر کی اس قدر توہین واستہزاء ہو رہا ہے اور علمائے کرام اسلام تماشائی بنے بیٹھے ہیں، سب کچھ دیکھ رہے ہیں اور بدی کے خلاف، بدی کو مٹانے کے لئے اللہ کے اَحکام سنا سنا کر پیروی کروانے کا فریضہ ادا نہیں کرتے، خدا کے فضل وکرم سے پاکستان اور تمام مسلم ممالک میں علماء کی تعداد اتنی ہے کہ ملت کی اصلاح کے لئے کوئی دِقت پیش نہیں آسکتی، جب کوئی بُرائی پیدا ہو اس کو پیدا ہوتے ہی کچلنا چاہئے، جب جڑ پکڑ جاتی ہے تو مصیبت بن جاتی

ہے۔ علماء ہی کا فرض ہے کہ ملت کو بُرائیوں سے بچائیں، اپنے گھروں کو علماء رائج الوقت بُرائیوں سے بچائیں، اپنی ذات کو بُرائیوں سے دُور رکھیں تاکہ اچھا اثر ہو۔

تعلیمی ادارے جہاں قوم بنتی ہے غیراسلامی لباس اور غیرزبان میں ابتدائی تعلیم کی وجہ سے قوم کے لئے سودمند ہونے کے بجائے نقصان کا باعث ہیں۔ معلّم اور معلّمات کو اسلامی عقائد اور طریقے اختیار کرنے کی سخت ضرورت ہے، طالبات کے لئے چادر ضروری قرار دی گئی، لیکن گلے میں پڑی ہے، چادر کا مقصد جب ہی پورا ہوسکتا ہے جب معمر خواتین باپردہ ہوں، بچیوں کے ننھے ذہن چادر کو بار تصوّر کرتے ہیں، جب وہ دیکھتی ہیں معلّمہ اور اس کی اپنی ماں گلی بازاروں میں سربرہنہ، نیم عریاں لباس میں ہیں تو چادر کا بوجھ کچھ زیادہ ہی محسوس ہونے لگتا ہے۔ بے پردگی ذہنوں میں جڑ پکڑ چکی ہے، ضرورت ہے کہ پردے کی فرضیت واضح کی جائے، اور بڑے لفظوں میں پوسٹر چھپوا کر تقسیم بھی کئے جائیں، اور مساجد، طبّی ادارے، تعلیمی ادارے، مارکیٹ جہاں خواتین ایک وقت میں زیادہ تعداد میں شریک ہوتی ہیں، شادی ہال وغیرہ وہاں پردے کے اَحکام اور پردے کی فرضیت بتائی جائے۔ بے پردگی پر وہی گناہ ہوگا جو کسی فرض کو ترک کرنے پر ہوسکتا ہے۔ اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا، ہمارے معاشرے میں ننانوے فیصد بُرائیاں بے پردگی کی وجہ سے وجود میں آئی ہیں، اور جب تک بے پردگی ہے بُرائیاں بھی رہیں گی۔

راجہ ظفرالحق صاحب مبارک ہستی ہیں، اللہ پاک ان کو مخالفتوں کے سیلاب میں ثابت قدم رکھیں، آمین! ٹی وی سے فحش

اشتہار ہٹائے تو شور برپا ہوگیا، ہاکی ٹیم کا دورہ منسوخ ہونے سے ہمارے صحافی اور کالم نویس رنجیدہ ہوگئے ہیں۔

جو اخبار ہاتھ لگے، دیکھئے، جلوۂ رقص ونغمہ، حسن و جمال، رُوح کی غذا کہہ کر موسیقی کی وکالت! کوئی نام نہاد عالم ٹائی اور سوٹ کو بین الاقوامی لباس ثابت کرکے اپنی شناخت کو بھی مٹا رہے ہیں، ننھے ننھے بچے ٹائی کا وبال گلے میں ڈالے اسکول جاتے ہیں، کوئی شعبہ زندگی کا ایسا نہیں جہاں غیروں کی نقل نہ ہو۔

راجہ صاحب کو ایک قابلِ قدر ہستی کی مخالفت کا بھی سامنا ہے، اس معزّز ہستی کو اگر پردے کی فرضیت اور افادیت سمجھائی جائے تو اِن شاء اللہ مخالفت، موافقت کا رُخ اختیار کرلے گی۔ عورت سرکاری محکموں میں کوئی تعمیری کام اگر اسلام کے اَحکام کی مخالفت کرکے بھی کر رہی ہے تو وہ کام ہمارے مرد بھی انجام دے سکتے ہیں بلکہ سرکار کے سرکاری محکموں میں تقرّر مرد طبقے کے لئے تباہ کن ہے، مرد طبقہ بے کاری کی وجہ سے یا تو جرائم کا سہارا لے رہا ہے یا ناجائز طریقے اختیار کرکے غیرممالک میں ٹھوکریں کھا رہا ہے۔“

بدقسمتی سے دورِ جدید میں عورتوں کی عریانی و بے حجابی کا جو سیلاب برپا ہے، وہ تمام اہلِ فکر کے لئے پریشانی کا موجب ہے، مغرب اس لعنت کا خمیازہ بھگت رہا ہے، وہاں عائلی نظام تلپٹ ہوچکا ہے، شرم وحیا اور غیرت وحمیت کا لفظ اس کی لغت سے خارج ہوچکا ہے۔ اور حدیثِ پاک میں آخری زمانے میں انسانیت کی جس آخری پستی کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا گیا ہے کہ: ”وہ چوپایوں اور گدھوں کی طرح سرِ بازار شہوت رانی کریں گے“ اس کے مناظر بھی وہاں سامنے آنے لگے ہیں۔ اِبلیسِ مغرب نے صنفِ نازک کو خاتونِ خانہ کے بجائے شمعِ محفل بنانے کے لئے ”آزادیٔ نسواں“ کا خوبصورت نعرہ بلند کیا۔ ناقصات العقل والدّین کو سمجھایا گیا کہ پردہ ان کی ترقی میں حارج ہے، انہیں گھر کی

چار دیواری سے نکل کر زندگی کے ہر میدان میں مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنا چاہئے۔ اس کے لئے تنظیمیں بنائی گئیں، تحریکیں چلائی گئیں، مضامین لکھے گئے، کتابیں لکھی گئیں، اور پردہ جو صنفِ نازک کی شرم و حیا کا نشان، اس کی عفت و آبرو کا محافظ، اور اس کی فطرت کا تقاضا تھا، اس پر ''رجعت پسندی'' کے آوازے کسے گئے، اس مکروہ ترین اِبلیسی پروپیگنڈے کا نتیجہ یہ ہوا کہ حوّا کی بیٹیاں اِبلیس کے دامِ تزویر میں آگئیں، ان کے چہرے سے نقاب نوچ لی گئی، سر سے دوپٹہ چھین لیا گیا، آنکھوں سے شرم و حیا لوٹ لی گئی، اور اسے بے حجاب و عریاں کر کے تعلیم گاہوں، دفتروں، اسمبلیوں، کلبوں، سڑکوں، بازاروں اور کھیل کے میدانوں میں گھسیٹ لیا گیا، اس مظلوم مخلوق کا سب کچھ لٹ چکا ہے، لیکن اِبلیس کا جذبۂ عریانی و شہوانی ہنوز تشنہ ہے۔

مغرب، مذہب سے آزاد تھا، اس لئے وہاں عورت کو اس کی فطرت سے بغاوت پر آمادہ کر کے مادر پدر آزادی دِلا دینا آسان تھا، لیکن مشرق میں اِبلیس کو دُہری مشکل کا سامنا تھا، ایک عورت کو اس کی فطرت سے لڑائی لڑنے پر آمادہ کرنا، اور دُوسرے تعلیماتِ نبوّت، جو مسلم معاشرے کے رگ و ریشہ میں صدیوں سے سرایت کی ہوئی تھیں، عورت اور پورے معاشرے کو ان سے بغاوت پر آمادہ کرنا۔

ہماری بدقسمتی، مسلم ممالک کی نکیل ایسے لوگوں کے ہاتھ میں تھی جو ''ایمان بالمغرب'' میں اہلِ مغرب سے بھی دو قدم آگے تھے، جن کی تعلیم و تربیت اور نشو و نما خالص مغربیت کے ماحول میں ہوئی تھی، جن کے نزدیک دِین و مذہب کی پابندی ایک لغو اور لایعنی چیز تھی اور جنھیں نہ خدا سے شرم تھی، نہ مخلوق سے۔ یہ لوگ مشرقی روایات سے کٹ کر مغرب کی راہ پر گامزن ہوئے، سب سے پہلے انہوں نے اپنی بہو، بیٹیوں، ماؤں، بہنوں اور بیویوں کو پردۂ عفت سے نکال کر آوارہ نظروں کے لئے وقفِ عام کیا، ان کی دُنیوی وجاہت و اقبال مندی کو دیکھ کر متوسط طبقے کی نظریں للچائیں، اور رفتہ رفتہ تعلیم، ملازمت اور ترقی کے بہانے وہ تمام اِبلیسی مناظر سامنے آنے لگے جن کا تماشا مغرب میں دیکھا جاچکا تھا۔ عریانی و بے حجابی کا ایک سیلاب ہے، جو لمحہ بہ لمحہ بڑھ رہا ہے، جس میں اسلامی تہذیب و

فہرست

تمدن کے محلات ڈُوب رہے ہیں، انسانی عظمت وشرافت اور نسوانی عفت وحیا کے پہاڑ بہہ رہے ہیں، خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ سیلاب کہاں جاکر تھمے گا اور انسان، انسانیت کی طرف کب پلٹے گا؟ بظاہر ایسا نظر آتا ہے کہ جب تک خدا کا خفیہ ہاتھ قائدینِ شر کے وجود سے اس زمین کو پاک نہیں کردیتا، اس کے تھمنے کا کوئی امکان نہیں: ''رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا. اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا!''

جہاں تک اسلامی تعلیمات کا تعلق ہے، عورت کا وجود ہ فطرۃً سراپا ستر ہے اور پردہ اس کی فطرت کی آواز ہے۔

حدیث میں ہے:

"المرأة عورة، فاذا خرجت استشرفها الشيطان."

(مشکوٰۃ ص:۲۶۹ بروایت ترمذی)

ترجمہ:...... ''عورت سراپا ستر ہے، پس جب وہ نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک جھانک کرتا ہے۔''

اِمام ابونعیم اصفہانیؒ نے حلیۃ الاولیاء میں یہ حدیث نقل کی ہے:

"عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما خير للنساء؟ – فلم ندر ما نقول – فجاء علي رضي الله عنه الٰى فاطمة رضي الله عنها فاخبرها بذٰلك، فقالت: فهلا قلت له خيرٌ لهنّ ان لا يرين الرجال ولا يرونهنّ. فرجع فأخبره بذٰلك، فقال له: من علّمك هٰذا؟ قال: فاطمة! قال: انها بضعة منّي.

سعيد بن المسيّب عن عليّ رضي الله عنه انّه قال لفاطمة: ما خير للنساء؟ قالت: لا يرين الرجال ولا يرونهنّ، فذكر ذٰلك للنبي صلى الله عليه وسلم فقال: انما فاطمة بضعة مني." (حلیۃ الاولیاء ج:۲ ص:۴۰، ۴۱)

فہرست

ترجمہ:......''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے فرمایا: بتاوٴ! عورت کے لئے سب سے بہتر کون سی چیز ہے؟ ہمیں اس سوال کا جواب نہ سوجھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ وہاں سے اُٹھ کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، ان سے اسی سوال کا ذکر کیا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ لوگوں نے یہ جواب کیوں نہ دیا کہ عورتوں کے لئے سب سے بہتر چیز یہ ہے کہ وہ اجنبی مردوں کو نہ دیکھیں اور نہ ان کو کوئی دیکھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے واپس آکر یہ جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ جواب تمہیں کس نے بتایا؟ عرض کیا: فاطمہؓ نے! فرمایا: فاطمہ آخر میرے جگر کا ٹکڑا ہے ناں۔

سعید بن مسیّبؒ، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ: عورتوں کے لئے سب سے بہتر کون سی چیز ہے؟ فرمانے لگیں: یہ کہ وہ مردوں کو نہ دیکھیں اور نہ مردان کو دیکھیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا تو فرمایا: واقعی فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت اِمام ہیثمیؒ نے ''مجمع الزوائد'' (ج:۹ ص:۲۰۲) میں بھی مسندِ بزار کے حوالے سے نقل کی ہے۔

موجودہ دور کی عریانی اسلام کی نظر میں جاہلیت کا تبرّج ہے، جس سے قرآنِ کریم نے منع فرمایا ہے، اور چونکہ عریانی قلب ونظر کی گندگی کا سبب بنتی ہے، اس لئے ان تمام عورتوں کے لئے بھی جو بےحجابانہ نکلتی ہیں اور ان مردوں کے لئے بھی جن کی ناپاک نظریں ان کا تعاقب کرتی ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

فہرست

"لعن اللّٰہ الناظر والمنظور الیہ."

ترجمہ:...... "اللہ تعالیٰ کی لعنت دیکھنے والے پر بھی اور جس کی طرف دیکھا جائے اس پر بھی۔"

عورتوں کا بغیر صحیح ضرورت کے گھر سے نکلنا، شرفِ نسوانیت کے منافی ہے، اور اگر انہیں گھر سے باہر قدم رکھنے کی ضرورت پیش ہی آئے تو حکم ہے کہ ان کا پورا بدن مستور ہو۔

مرد کا ننگے سر پھرنا انسانی مروّت وشرافت کے خلاف ہے اور عورت کے لئے گناہِ کبیرہ ہے

س...... میرے ذہن میں بچپن ہی سے ایک سوال ہے کہ اسلام میں ننگے سر، سرِعام پھرنا جائز ہے؟ میں دس سال کا بچہ ہوں اور مجھے لکھنا بھی صحیح نہیں آتا، مہربانی فرماکر غلطیاں نکال دیں۔ میرے خط کا جواب ضرور دیں، شکریہ۔

ج...... تمہارے خط کی غلطیاں تو ہم نے ٹھیک کرلیں، مگر تمہارا سوال اتنا اہم ہے کہ کسی طرح یقین نہیں آتا کہ یہ سوال دس سال کے بچے کا ہوسکتا ہے۔

لو! اب جواب سنو! اسلام بلند اخلاق وکردار کی تعلیم دیتا ہے اور گھٹیا اخلاق و معاشرت سے منع کرتا ہے، ننگے سر بازاروں اور گلیوں میں نکلنا اسلام کی نظر میں ایک ایسا عیب ہے جو اِنسانی مروّت وشرافت کے خلاف ہے، اس لئے حضراتِ فقہائے کرامؒ فرماتے ہیں کہ اسلامی عدالت ایسے شخص کی شہادت قبول نہیں کرے گی۔ مسلمانوں میں ننگے سر پھرنے کا رواج انگریزی تہذیب و معاشرت کی نقالی سے پیدا ہوا ہے، ورنہ اسلامی معاشرت میں ننگے سر پھرنے کو عیب تصوّر کیا جاتا ہے، اور یہ حکم مردوں کا ہے۔ جبکہ عورتوں کا برہنہ سر، کھلے بندوں پھرنا اور کھلے بندوں بازاروں میں نکلنا صرف عیب ہی نہیں بلکہ گناہِ کبیرہ ہے۔

نابالغ بچی کو پیار کرنا

س...... ایک بچی جو تیسری کلاس میں پڑھتی ہے میں اس کو ٹیوشن پڑھاتا ہوں، وہ بچی

میرے کو بہت اچھی لگتی ہے، کبھی کبھی میں اس سے پیار بھی کرلیتا ہوں، لیکن پھر خوفِ خدا سے دِل کانپ کر رہ جاتا ہے، پھر سوچتا ہوں یہ تو بچی ہے۔ آپ سے اِلتماس ہے کہ اتنی چھوٹی بچی سے پیار کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج…… اگر دِل میں غلط خیال آئے تو اس سے پیار کرنا جائز نہیں، بلکہ ایسی صورت میں اس کو پڑھانا بھی جائز نہیں۔

ٹی وی کے تفہیمِ دِین پروگرام میں عورت کا غیرمحرَم مرد کے سامنے بیٹھنا

س…… ٹیلی ویژن کے پروگرام تفہیمِ دِین میں خواتین شرکاء بھی ہوتی ہیں جو اسلامی سوالات کے جواب دیتی ہیں، لیکن خود ایک غیرمحرَم مرد کے سامنے منہ کھولے بیٹھی ہوتی ہیں۔ کیا یہ اسلام میں منع نہیں ہے؟

ج…… اسلام میں تو منع ہے، لیکن شاید ٹیلی ویژن کا اسلام کچھ مختلف ہوگا۔

کیا غیرمسلم عورت سے پردہ کرنا چاہئے؟

س…… ایک غیرمسلم نوکرانی جو گھر میں کام کرتی ہے، مسلمان عورت کو اس سے کیا پردہ کرنا چاہئے؟ کیونکہ اسلام کی رُو سے غیرمسلم عورت مرد کے حکم میں آتی ہے۔ قرآن میں عورتوں کو پردے کے بارے میں یہ الفاظ بھی ہیں: جو انہی کی طرح کی عورتیں ہوں ان سے پردہ نہیں کرنا چاہئے، ''انہیں کی قسم کی عورتوں'' کا کیا مطلب ہے؟ کیا وہ پردہ دار ہوں یا مسلمان عورتیں ہوں؟

ج…… ان کا حکم نامحرَم مردوں کا ہے، ان کے سامنے چہرہ، ہاتھ اور پاؤں کھول سکتی ہیں، باقی پورا وجود ڈھکا رہنا چاہئے۔

عورتوں کا نیوی میں بھرتی ہونا شرعاً کیسا ہے؟

س…… پچھلے جمعہ کے روزنامہ ''جنگ'' میں ایک اشتہار شائع ہوا، جو پاکستان نیوی (بحریہ) میں عورتوں کی بھرتی کے بارے میں تھا۔ لکھا ہے کہ پاکستان نیوی میں خواتین سیلرز وردی پہن کر ڈیوٹی مثلاً: کلرک وغیرہ بھرتی کرنا ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا اسلام میں اور بالخصوص

پاکستان میں جہاں اسلامی نظام رائج کرنے کی کوششیں جاری ہیں، عورتوں کا بھرتی کرنا یا کام کرنا جائز ہے؟ دُوسری بات یہ ہے کہ یہ خواتین وردی پہنیں گی، آپ کو علم ہوگا کہ وردی پہننے سے (جو تنگ لباس ہوتا ہے) عورت کے لئے بے پردگی ہوگی، بالخصوص عورت کی قمیص تنگ ہوگی، اس کے اعضائے زینت دُور سے نظر آئیں گے، کیا یہ ناجائز نہیں؟

ج...... کیا اس کا ناجائز ہونا بھی کوئی ڈھکی چھپی بات ہے؟ عورتیں اسپتالوں میں نرسنگ کر رہی ہیں، جہازوں میں میزبانی کے فرائض انجام دے رہی ہیں وغیرہ وغیرہ، یہ سب کچھ جائز ہی سمجھ کر کیا جارہا ہے۔

بالغ لڑکی کو پردہ کرانا، ماں باپ کی ذمہ داری ہے

س...... شرعی رُو سے لڑکی کو پردہ کرانا کس کے ذمہ ہے، ماں کے یا باپ کے؟

ج...... بچی کو جب وہ بالغ ہوجائے پردہ کرانا ماں باپ کی ذمہ داری ہے، اور خود بھی اس پر فرض ہے۔

عورتوں کو گھر میں ننگے سر بیٹھنا کیسا ہے؟

س...... کیا عورتیں گھر میں ننگے سر بیٹھ سکتی ہیں؟

ج...... کوئی غیرمحرَم نہ ہو تو عورت گھر میں سر ننگا کرسکتی ہے۔

کیا بیوی کو نیم عریاں لباس سے منع کرنا اس کی دِل شکنی ہے؟

س...... اگر بیوی نیم عریاں لباس پہنے مثلاً: ساڑھی وغیرہ جس میں اس کا پیٹ ناف تک کھلا ہوتا ہے، تو اس کا شوہر اس کو منع کرسکتا ہے یا نہیں؟ اگر وہ ڈانٹ کر منع کردیتا ہے، اس پر بیوی روتی ہے، تو کیا یہ دِل شکنی ہوگی اور یہ گناہ ہوگا یا نہیں؟

ج...... بیوی اگر گناہ میں مبتلا ہو تو شوہر پر لازم ہے کہ ہرممکن طریقے سے اس کی اصلاح کی کوشش کرے، اگر ڈانٹنے سے اصلاح ہوسکتی ہے تو یہ بھی کرے۔ اگر ایمان شکنی ہوتی ہوئی دیکھے تو دِل شکنی کی پروانہ کرے۔

فتنے کا اندیشہ نہ ہو تو بھائی بہن گلے مل سکتے ہیں

س...... بھائی بہن ایک دُوسرے کے گلے لگ کر مل سکتے ہیں؟

ج...... فتنے کا اندیشہ نہ ہو تو ٹھیک ہے۔

عورت کی آواز بھی شرعاً ستر ہے

س...... بعض برادریوں میں شادی بیاہ کے موقع پر خصوصاً عورتوں کی مجالس ہوتی ہیں، جن میں عورتیں جمع ہوتی ہیں اور لاؤڈ اسپیکر پر ایک عورت وعظ و نصیحت کرتی ہے، خوش الحانی سے نعتیں پڑھی جاتی ہیں، غیر مرد سنتے ہیں اور خوش الحانی سے پڑھی گئی نعتوں میں لذّت لیتے ہیں۔ یہ مجالس آیا ناجائز ہیں یا جائز؟ اگر غیر مرد اس میں دِلچسپی لیں تو اس کا گناہ منتظمین پر ہوتا ہے یا نہیں؟ اس مقصد کے لئے صحیح لائحہ عمل کیا ہونا چاہئے؟

ج...... عورت کی آواز شرعاً ستر ہے اور غیر مردوں کو اس کا سننا اور سنانا جائز نہیں، خصوصاً جبکہ موجبِ فتنہ ہو۔ جلسے کے منتظمین، یہ گانے والیاں اور سننے والے سبھی گناہگار ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی اور بددُعا کے مستحق ہیں۔

س...... شریعت میں عورت کی آواز کو بھی ستر قرار دیا گیا ہے، لیکن بازار جانے کی صورت میں خواتین اس کی پابند نہیں رہ سکتیں، ویسے بھی اللہ کے نزدیک بازار سب سے ناپسندیدہ جگہ ہے۔ اکثر خواتین کو ہمارے مرد بھائیوں نے بازار جانے پر خود مجبور کر رکھا ہے، کیا بحالت شدید مجبوری ایک پردہ دار خاتون اشیائے ضرورت کی خریداری کرسکتی ہے؟ اور ایسا کرنے پر وہ گناہ کی تو مرتکب نہ ہوگی؟

ج...... اصل تو یہی ہے کہ عورت بازار نہ جائے، لیکن اگر ضرورت ہو تو پردے کی پابندی کے ساتھ خرید و فروخت کرسکتی ہے، مگر نامحرَم کے سامنے آواز میں لچک پیدا نہ ہو۔

غیر محرَم عورت کی میّت دیکھنا اور اس کی تصویر کھینچنا جائز نہیں

س...... کیا مری ہوئی عورت کا چہرہ عام آدمی کو دِکھانا، تصویر کھینچنا جائز ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب دیں۔

ج…… غیر محرَم کو دیکھنا جائز نہیں، اور تصویر لینا بھی جائز نہیں۔

لیڈی ڈاکٹر سے بچے کا ختنہ کروانا

س…… ہمارے ہاں میٹرنٹی ہوم میں لڑکے کا ختنہ لیڈی ڈاکٹر کرتی ہیں۔ قرآن وسنت کی روشنی میں اس کی اہمیت اور اس کے جائز وناجائز ہونے کا تعین کریں کیونکہ بعض لوگ اس کو غلط اور مکروہ کہتے ہیں۔

ج…… شرعاً کوئی حرج نہیں۔

خالہ زاد یا چچازاد بھائی سے ہاتھ ملانا اور اس کے سینے پر سر رکھنا

س…… اسلام کے نزدیک خالہ زاد، چچازاد وغیرہ جیسے رشتوں میں کس قسم کا تعلق جائز ہے؟ فرض کریں نسرین اور اکبر آپس میں خالہ زاد ہیں اور آپس میں بالکل بہن بھائیوں کی طرح پیار کرتے ہیں، تو کیا یہ دونوں بالکل سگے بہن بھائیوں کی طرح مل سکتے ہیں؟ اکبر جب نسرین کے گھر جاتا ہے تو اس سے مصافحہ کرسکتا ہے اور نسرین اکبر کے سینے پر سر رکھ کر اسے رُخصت یا خوش آمدید کہہ سکتی ہے یا صرف اکبر کا نسرین کے سر پر ہاتھ رکھنا ہی کافی ہے؟

ج…… خالہ زاد اور چچازاد بھائیوں کا حکم نامحرَم اجنبی مردوں کا ہے، جن اُمور کا خط میں ذکر ہے یہ ناجائز ہیں۔

سگی چچی جس سے نکاح جائز ہو اس سے پردہ ضروری ہے

س…… سگی چچی سے پردے کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

ج…… سگی چچی بیوہ یا مطلقہ سے شرعاً نکاح جائز ہے تو پردہ بھی لازم ہے۔

بغرضِ علاج اعضائے مستورہ کو دیکھنا اور چھونا شرعاً کیسا ہے؟

س…… میں ایم بی بی ایس (ڈاکٹر) کا طالبِ علم ہوں، جسمِ انسانی کی اصلاح ہماری تعلیم و تربیت کا موضوع ہے، تربیت کے زمانے میں ہمیں جسمِ انسانی کے تمام اعضاء کی ساخت سمجھائی جاتی ہے اور تمام اعضائے انسانی میں پیدا ہونے والی بیماریوں کے علاج کی تدابیر پڑھائی جاتی ہیں۔ بعض اوقات بغرضِ علاج اور زیرِ تربیت ڈاکٹروں کو بغرضِ تربیت مرد و

فہرست

عورت کے مستور حصوں کو دیکھنا پڑتا ہے، مجھے اِشکال پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے لئے ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بالخصوص عورت (مریضہ) کے مستور اعضاء کو دیکھنا یا ہاتھ لگانا مثلاً عملِ زچگی میں پیش آنے والی بیماریوں کا بغرضِ علاج دیکھنا اور زیرِ تربیت ڈاکٹروں کا بغرضِ تربیت اس عمل کو دیکھنا جائز ہوگا یا نہیں؟ یاد رہے کہ یہ عمل صرف شدید ضرورت کے وقت بغرضِ علاج اور بغرضِ تربیت کیا جاتا ہے اور کالج کے قواعد اور نصاب کے مطابق تمام زیرِ تربیت ڈاکٹروں کے لئے ایسا کرنا ضروری ہے۔ صورتِ مسئولہ کے پیشِ نظر آپ میری رہنمائی فرمائیں کہ کسی زیرِ تربیت ڈاکٹر (مرد) کے لئے بغرض تربیت کسی مریضہ کے اندامِ نہانی اور عملِ زچگی کو دیکھنا تاکہ زیرِ تربیت ڈاکٹر آئندہ بوقتِ ضرورت کسی ایسی عورت (مریضہ) کا علاج یا آپریشن کرسکے جائز ہے یا نہیں؟

ج......

”وفی شرح التنویر: ومداواتها، ینظر الطبیب الٰی موضع مرضها بقدر الضرورة. اذا لضرورات تتقدر بقدرها. وکذا نظر قابلة وختان. وینبغی ان یعلم امرأة تداویها لأن نظر الجنس الی الجنس اخف. وفی الشامیة: قال فی الجوهرة: اذا کان المرض فی سائر بدنها غیر الفرج یجوز النظر الیه عند الدوا لأنه موضع ضرورة. وان کان فی موضع الفرج فینبغی ان یعلم امرأة تداویها، فان لم توجد وخافوا علیها ان تهلک او یصیبها وجع لا تحتملہ، یستروا منها کل شئ الا موضع العلة ثم یداویها الرجل ویغض بصره ما استطاع الا عن موضع الجرح .... الخ. فتأمل والظاهر ان ینبغی هنا للوجوب. (رَدّالمحتار ج:۶ ص:۷۱)

ترجمہ:...... ”اور شرح تنویر میں عورت کے علاج کے سلسلے

میں ہے کہ: بقدرِ ضرورت مرد طبیب عورت کی مرض والی جگہ کو دیکھ سکتا ہے کیونکہ ضرورت کو مقدارِ ضرورت میں محدود رکھا جاتا ہے۔ دائی جنائی اور ختنہ کرنے والے کا بھی یہی حکم ہے کہ بقدرِ ضرورت دیکھ سکتے ہیں۔ بہتر ہے کہ عورت کو عورت کے علاج کا طریقہ سکھایا جائے کیونکہ عورت کا عورت کے حصۂ مستور کو دیکھنا بہرحال اَخف ہے۔ شامیہ میں جوہرہ کے حوالے سے ہے کہ: جب شرم گاہ کے علاوہ عورت کے کسی حصۂ بدن میں مرض ہو تو مرد طبیب بغرضِ علاج بقدرِ ضرورت مرض کی جگہ کو دیکھ سکتا ہے۔ اگر شرم گاہ میں بیماری ہو تو کسی خاتون کو اس کا طریقۂ علاج سمجھا دے، اگر ایسی کوئی عورت نہ ملے یا اس مریضہ کے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہو، یا ایسی تکلیف کا اندیشہ ہو کہ جس کا وہ تحمل نہ کرسکے گی تو ایسی صورت میں مرد طبیب پورا بدن ڈھانپ کر بیماری والی جگہ کا علاج کرسکتا ہے، مگر باقی بدن کو نہ دیکھے، حتی الوسع غضِ بصر کرے۔''

ان روایات سے مندرجہ ذیل اُمور مستفاد ہوئے:

۱:...... طبیب کے لئے عورت کا علاج ضرورت کی بنا پر جائز ہے۔

۲:...... اگر کوئی معالج عورت مل سکے تو اس سے علاج کرانا ضروری ہے۔

۳:...... اگر کوئی عورت نہ مل سکے، تو مرد کو چاہئے کہ اعضائے مستورہ خصوصاً شرم گاہ کا علاج کسی عورت کو بتادے، خود علاج نہ کرے۔

۴:...... اگر کسی عورت کو بتانا بھی ممکن نہ ہو، اور مریضہ عورت کی ہلاکت یا ناقابلِ برداشت تکلیف کا اندیشہ ہو تو لازم ہے کہ تکلیف کی جگہ کے علاوہ تمام بدن ڈھک دیا جائے، اور معالج کو چاہئے کہ جہاں تک ممکن ہو زخم کی جگہ کے علاوہ باقی بدن سے غضِ بصر کرے۔

بچہ جنائی کا کام خاص عورتوں کا ہے، اگر معاملہ عورتوں کے قابو سے باہر ہو (مثلاً: آپریشن کی ضرورت ہو اور آپریشن کرنے والی کوئی لیڈی ڈاکٹر بھی موجود نہ ہو) تو شرائطِ

فہرست

مندرجہ بالا کے ساتھ مرد علاج کرسکتا ہے۔ ہمارے یہاں تہذیبِ جدید کے تسلط اور تدین کی کمی کی وجہ سے ان اُمور کی رعایت نہیں کی جاتی اور بلاتکلف نوجوانوں کو زچگی کا عمل ہسپتالوں میں دِکھایا جاتا ہے جو شرعاً و عقلاً قبیح ہے۔ اگر طالبِ علم کو اس پر مجبور کیا جائے تو اس کے سوا کیا مشورہ دیا جاسکتا ہے کہ وہ جہاں تک ممکن ہو قلب ونظر کو بچائے اور اِستغفار کرتا رہے، واللہ اعلم!

کیا ۴۵، ۵۰ سال عمر کی عورت کو ایسے لڑکے سے پردہ کرنا ضروری ہے جو اس کے سامنے جوان ہوا ہو؟

س…… کیا ۴۵، ۵۰ سال کی عمر کی عورت پر نامحرَم سے پردہ نہ کرنا صحیح ہے؟ وہ اس لئے کہ ایک عورت ۲۵ سال کی ہے، اس کے محلّہ میں کسی کے ولادت ہوئی ہے، آج اس عورت کی عمر پچاس سال ہے، جبکہ اس کے سامنے ہونے والا بچہ آج جوان ہے، اور وہ اس لئے پردہ نہیں کرتی کہ اس کے سامنے پلا اور جوان ہوا، یہ میرا بیٹا اور میں اس کی ماں کے برابر ہوں۔

ج……قرآنِ کریم کی آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جو بڑی بوڑھی نکاح کی میعاد سے گزر گئی ہو وہ اگر غیرمحرَم کے سامنے چہرہ کھول دے، بشرطیکہ زینت کا اظہار نہ ہو تو کوئی حرج نہیں، لیکن پردہ اس کے لئے بھی بہتر ہے۔ اور یہ بات محض فضول ہے کہ: ”یہ بچہ تو میرے سامنے پل کر جوان ہوا ہے، اس لئے اس سے پردہ نہیں۔“

برقع کے لئے ہر رنگ کا کپڑا جائز ہے

س……کس قسم کے رنگ کا کپڑا شریعتِ مطہرہ میں برقع کے لئے استعمال کرنا چاہئے؟

ج…… ہر قسم کے رنگین کپڑے کا برقع استعمال کرسکتی ہے، اصل چیز ڈھانپنا ہے۔

بے پردگی اور غیراسلامی طرزِ زندگی پر قہرِ الٰہی کا اندیشہ

س…… میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دِلانا چاہتا ہوں، اُمید ہے کہ آپ بغیر کسی رُورعایت کے جواب سے مستفیض فرمائیں گے۔ مسئلہ یہ ہے کہ رمضان کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض فرمائے، قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ”لوگو! تم پر رمضان کے روزے

فرض کئے گئے جیسا کہ تم سے پہلی اُمتوں پر، تا کہ تم متقی اور پرہیزگار بن جاؤ'' اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آج کے دور میں مرد اور خواتین ایک دُوسرے سے آزادانہ طور پر ملتے ہیں، خواتین مردوں کے شانہ بشانہ ہر شعبۂ زندگی میں کام کر رہی ہیں۔ آج کی عورت بے پردہ ہوکر، بناؤ سنگھار کے ساتھ بازاروں، گلی کوچوں اور بس اِسٹاپوں غرض کہ ہر جگہ پر اِٹھلاتی نظر آتی ہے، اس بے پردہ عورت کا لباس نیم برہنگی کا احساس دِلاتا ہے اور نیک طینت مرد کی نظریں شرم سے جھک جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''عورتیں اپنی زینت نہ دِکھاتی پھریں'' اس کا مطلب یہ ہے کہ عورت غیر مرد کے سامنے نہ آئے، ہاں! پردے میں رہ کر اپنی ضروری حاجتوں کو پورا کرسکتی ہے، آپ کہیں گے کہ مرد غیر عورت کو دیکھتے ہی کیوں ہیں؟ اور یہی سوال ہر بے پردہ عورت بھی کرتی ہے، میرا استدلال یہ ہے کہ کیا عورت کو غیر مرد کا دیکھنا جائز ہے؟

حضرت عائشہ صدیقہؓ ایک مرتبہ ایک نابینا صحابی کے سامنے آگئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! تم نے ایسا کیوں کیا؟ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ: یا رسول اللہ! یہ نابینا ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم تو نابینا نہیں ہو! اس طرح آپ صلی اللہ علیہ سلم نے حضرت عائشہؓ کو تنبیہ فرمائی اور قیامت تک آنے والی خواتین کے لئے ہدایت۔ اب آپ بتائیے کہ آج کے دور میں کوئی مرد یا عورت روزہ رکھ کر متقی اور پرہیزگار بن سکتا ہے جبکہ ہر طرف بنی سنوری عورتیں گھومتی پھرتی نظر آتی ہیں؟ اور اس پر عورتوں کی یہ ہٹ دھرمی کہ مرد ہمیں دیکھتے ہی کیوں ہیں؟ مرد کہاں کہاں نظریں نیچی کریں گے، عورت سایے کی طرح ہر جگہ ساتھ ساتھ ہے، کیا عورت برقع یا چادر اوڑھ کر ضروری کام نہیں کرسکتی؟ کیا وہ بغیر دوپٹہ کے ٹرانسپیرنٹ لباس پہن کر دُنیا کے کام انجام دے سکتی ہے؟ یہ بنیادی اَحکامات عورت نے پسِ پشت ڈال دیئے اور روزہ رکھنے لگی، جس میں طہارت، تقویٰ اور پرہیزگاری بنیادی جز ہیں۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ اس سلسلے میں صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے اطمینان بخش جواب مرحمت فرمائیں گے۔

ج...... آپ نے ہمارے عریاں معاشرے کے بارے میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس پر سوائے

فہرست

اظہارِ افسوس اور اِنَّـا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھنے کے میں کیا تدبیر عرض کرسکتا ہوں؟ شرم و حیا عورت کی زینت ہے، اور پردہ اس کی عزّت و عصمت کا نگہبان! سب سے اوّل تو خود ہماری خواتین کو اپنا مقام پہچاننا چاہئے تھا، ان عورتوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے جو بناؤ سنگھار کرکے بے محابا بازاروں میں نکلتی ہیں۔ کیا کوئی عورت جس کے دِل میں ذرّۂ ایمان موجود ہو وہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت لینے کے لئے تیار ہوسکتی ہے؟

دُوسرے:...... ان خواتین کے والدین، بھائیوں، شوہروں اور بیٹوں کا فرض ہے کہ جو چیز اسلامی غیرت کے خلاف ہے اسے برداشت نہ کریں، بلکہ اس کی اصلاح کے لئے فکرمند ہوں، حیا اور ایمان دونوں اہم ترین ہیں، جب ایک جاتا ہے تو دُوسرا بھی اسی کے ساتھ رُخصت ہوجاتا ہے۔

تیسرے:...... معاشرے کے برگزیدہ اور معزّز افراد کا فرض ہے کہ اس طغیانی کے خلاف جہاد کریں، اور اپنے اثر و رُسوخ کی پوری طاقت کے ساتھ معاشرے کو اس گندگی سے نکالنے کی فکر کریں۔

چوتھے:...... حکومت کا فرض ہے کہ اس کے انسداد کے لئے عملی اقدامات کرے۔ اس قوم کی بدقسمتی ہے کہ ہمارا پورے کا پورا معاشرہ ملعون اور اخلاق باختہ قوموں کی غلط رَوِش پر چل نکلا ہے، وضع قطع، نشست و برخاست اور طور طریق سب بدکردار و بداَطوار قوموں کے اپنائے جارہے ہیں۔

اگر اس خوفناک ذِلت و گراوٹ اور شر و فساد کی اصلاح کی طرف توجہ نہ دی گئی تو اندیشہ اس بات کا ہے کہ خدانخواستہ اس قوم پر قہرِ الٰہی نازل نہ ہو، نعوذ باللہ من غضب اللہ وغضب رسولہ!

نامحرَم جوان مرد وعورت کا ایک دُوسرے کو سلام کرنا

س...... اکثر ہمارا واسطہ تایازاد، چچازاد، ڈاکٹروں، اُستادوں اور اسی طرح کے محرَم اور نامحرَم

فہرست

لوگوں سے پڑتا ہے۔ جبکہ ایک مسلمان ہونے کے ناتے یہ اچھا محسوس نہیں ہوتا کہ سلام یا ابتدائی کلمات ادا کئے بغیر بات کی جائے، عورت (بالغ و نابالغ) کیا مردوں محرَم و غیر محرَم کو سلام کرسکتی ہے؟ اگر نہیں، تو بات کا آغاز کس طرح کرے؟

ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم (آپ پر میں اور میرے والدین قربان) سے دریافت کیا کہ اسلام کی کون سی صفات بہترین ہیں؟ ارشاد فرمایا کہ: کھانا کھلانا اور ہر شخص کو سلام کرنا چاہئے خواہ تم اس کو جانتے ہو یا نہیں۔

ج…… نامحرَم کو سلام کرنا، جبکہ دونوں جوان ہوں، فتنے سے خالی نہیں، اس لئے سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا دونوں جائز نہیں۔

دیور اور جیٹھ سے پردہ ضروری ہے، اس معاملے میں والدین کی بات نہ مانی جائے

س…… آج کل بہت سے جرائم دیور اور جیٹھ کی وجہ سے ہورہے ہیں، میری نگاہ سے ایک حدیث گزری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: اگر دیور بھابھی سے پردہ نہ کرے تو اس پر ہلاکت ہو، اور اگر بھابھی اس سے پردہ نہ کرے تو اس پر ہلاکت ہو۔ میں نے جب یہ شرط اپنے گھر میں عائد کی، یعنی اپنی بیوی سے دیور اور جیٹھ کے پردے کے لئے کہا تو میرے گھر والوں نے مجھے گھر سے نکل جانے کی دھمکی دی۔ دُوسری طرف یہ بھی حکم ہے کہ ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔ ایک سنت پر عمل کرنے کے لئے دُوسری سنت کو ترک کرنا پڑ رہا ہے، اگر کہیں یہ عمل ہوتا ہے تو معاشرے کے لوگ اسے بے غیرت کہتے ہیں کہ اپنے بھائیوں پر شک کرتا ہے۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ قرآن و سنت کی روشنی میں اس مسئلے کا حل بتایا جائے۔

ج…… عورت اپنے دیور، جیٹھ کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے، چہرے کا پردہ کرے، بے تکلفی کے ساتھ باتیں نہ کرے، ہنسی مذاق نہ کرے، بس اتنا کافی ہے۔ اس پر اپنی بیوی کو سمجھا لیجئے۔ آج کل چونکہ پردے کا رواج نہیں، اس لئے معیوب سمجھا جاتا ہے۔ والدین کی بے ادبی تو

نہ کی جائے، لیکن خدا اور سول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کوئی بات کہیں تو ان کے حکم کی تعمیل نہ کی جائے۔

بے پردگی کی شرط لگانے والی یونیورسٹی میں پڑھنا

س...... ایک مسئلہ یہ ہے کہ جس کی خبر سن کر میں حیران پریشان رہ گیا، جس کا اثر ابھی تک ہے۔ وہ یہ ہے کہ جدہ میں ایک یونیورسٹی نوجوان لڑکیوں کی ہے جس کے چند اُصولوں میں ایک اُصول یہ ہے کہ اس یونیورسٹی کا لباس اسکرٹ (جس کی لمبائی گھٹنے تک ہوتی ہے) ہے، جس کا پہننا ہر لڑکی کے لئے ضروری ہے۔ دُوسرا اُصول یہ ہے کہ اس یونیورسٹی میں داخل ہوتے ہی دوپٹہ پہننا ممنوع، بلکہ سخت جرم ہے۔ اگرچہ راستے میں اور اس یونیورسٹی تک برقع کی حالت میں آنا لازمی ہے۔ پوچھنا یہ ہے کہ آیا اس یونیورسٹی میں پڑھانا لڑکیوں کو کیسا ہے کیونکہ میری بھابھی وہاں پڑھتی ہے؟ براہِ مہربانی تفصیل سے جواب دیں کہ وہاں لڑکیوں کو پڑھانا کیسا ہے؟ اور اسی طرح عورت کے لئے بغیر دوپٹہ کے گھر کی چار دیواری میں پڑھنا کیسا ہے؟ جس کی وجہ سے سینہ بھی ظاہر ہو۔

ج...... اگر وہاں کسی غیر مرد کا سامنا نہیں ہوتا بلکہ یونیورسٹی کا عملہ عورتوں ہی پر مشتمل ہے، تو مسلمان عورتوں کے سامنے عورت کا سر کھولنا جائز ہے، اور اگر وہاں مرد لوگ بھی ہوتے ہیں تو ان کے سامنے سر اور چہرہ کا ڈھکنا فرض ہے، اور مردوں کے سامنے کھولنا حرام ہے۔ ایسی صورت میں اس یونیورسٹی میں پڑھنا ہی جائز نہیں۔

شادی سے قبل لڑکی کو دیکھنا اور اس سے باتیں کرنا شرعاً کیسا ہے؟

س...... کیا اسلام میں اس بات کی اجازت ہے کہ لڑکا شادی سے پہلے لڑکی کو دیکھے اور لڑکی لڑکے کو دیکھے، بات کرے اور اپنے لئے پسند کرے؟ جبکہ اسلام میں غیر مردوں سے پردے کا سخت حکم ہے اور شادی سے قبل دونوں ایک دُوسرے کے لئے غیر ہی ہوتے ہیں۔ اس عمل کے بارے میں کوئی حدیث ہے تو بیان کریں۔

ج...... جس عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو اس کو صرف ایک نظر دیکھ لینے کی اجازت

ہے، اور ضرورت کی بنا پر یہ چیز پردے کے حکم سے مستثنیٰ ہے۔

اگر فتنے کا اندیشہ نہ ہو تو عورت چہرہ کھول سکتی ہے

س……زید کہتا ہے کہ عورت کا چہرہ ان اعضاء میں نہیں جس کا چھپانا ضروری ہے، بکر کہتا ہے کہ اگر عورت اپنا چہرہ نہ چھپائے تو پھر پردے کا فائدہ کیا ہے، سب سے زیادہ موجبِ فتنہ تو یہی چہرہ ہے، اگر عورت اپنے چہرے کو نہ چھپائے تو کیا اس کو شرع میں پردہ کہا جائے گا؟ پردے کی آیت کے نزول کے وقت صحابیات رضوان اللہ تعالیٰ علیہنّ کا کیا عمل تھا؟

ج……ایک ہے چہرے کو ڈھانپنا، دُوسرا ہے غیرمحرَم سے پردہ کرنا، تو شارع نے عورت کے چہرے کو ستر نہیں بنایا، تو عورت پر چہرے کا ڈھانپنا گھر میں واجب نہیں، البتہ غیرمحرَم سے پردہ کرنا واجب ہے۔ ہاں! اگر فتنے کا خطرہ نہ ہو تو عورت چہرہ کھول سکتی ہے۔

کیا شوہر کے مجبور کرنے پر اس کے بھائیوں اور بہنوئیوں سے پردہ نہ کروں؟

س……شادی سے پہلے مجھے دِین سے شغف تو تھا، لیکن شادی کے بعد دِینی کتابوں کے مطالعے کا موقع بھی ملا، کیونکہ شوہر صوم و صلوٰۃ کے پابند ہیں اور دِینی کتب کا مطالعہ بھی کرتے ہیں۔ پھر ایک مرحلہ ایسا آیا کہ میں نے پردہ شروع کر دیا، جب سسرال والوں کو خبر ہوئی تو انہوں نے ایک طوفان کھڑا کر دیا۔ نند اور سسر نے ایسا لتاڑا کہ الامان والحفیظ! جس کی وجہ سے میرے شوہر بھی مجھ سے بدگمان ہوگئے اور یہ سمجھنے لگے کہ میں ان سے ان کے رشتہ داروں کو چھڑانا چاہتی ہوں۔ حتیٰ کہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ وہ مجھے چھوڑنے کے لئے تیار ہیں۔ شوہر چاہتے ہیں کہ میں ان کے بھائیوں اور بہنوئیوں سے پردہ نہ کروں، جبکہ میں یہ نہیں چاہتی۔ میں ان کے بھائیوں کے سامنے زیادہ نہیں جاتی اور نہ ہی ان کے بھائیوں سے زیادہ بات کرتی ہوں۔ اس صورتِ حال میں مجھے کیا کرنا چاہئے؟ آنجناب اپنے قیمتی مشورے سے سرفراز فرمائیں۔

ج……بیٹی! تمہارے لئے سسرال والوں کی ناواقفی مجاہدہ ہے۔ بہرحال جہاں ایسا ماحول

ہو، کوشش کرو کہ چہرہ، دونوں کلائیاں اور دونوں پاؤں کے علاوہ پورا بدن ڈھکا رہے، اور ضرورت کی بات کرنے کی اجازت ہے۔ بہرحال اپنے لئے اِستغفار بھی کرتی رہو اور اللہ تعالیٰ سے دُعا بھی کرتی رہو۔ اِن شاء اللہ تم اللہ کے سامنے سرخرو ہو جاؤ گی۔

سگے بھائی سے پردہ نہیں

س...... ہم نے سنا ہے کہ شریعت کی رُو سے اسلام میں سگے بھائی سے بھی پردہ واجب ہے، اور اگر نہ کرو تو گناہ ہے، اس وجہ سے ہم سخت اُلجھن کا شکار ہیں، ذہن اس بات کو قبول نہیں کرتا، لیکن اگر یہ بات صحیح ہے تو پھر والد سے بھی پردہ لازم ہے۔

ج...... جن عزیزوں سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہے جیسے: باپ، دادا، بھائی، بھتیجا، بھانجا ان سے پردہ نہیں، ایسے لوگ ''محرَم'' کہلاتے ہیں۔ البتہ اگر کسی کا کوئی محرَم بے دِین ہو اور اس کو عزّت و آبرو کی شرم نہ ہو، اس سے بھی پردہ کرنا ضروری ہے۔

منہ بولے بھائی سے بھی پردہ ضروری ہے

س...... کیا اسلام میں منہ بولے بھائی سے پردہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج...... اسلام میں منہ بولے بھائی کی حیثیت اجنبی کی ہے، اس سے بھی پردہ لازم ہے۔

منہ بولے بیٹے سے بھی پردہ ضروری ہے

س...... مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ زید نے ایک دُور کے رشتہ دار جوان لڑکے کو بیٹا بنا کر گھر میں رکھا ہوا ہے، جبکہ گھر میں جوان بیوی بھی ہے جو کہ پردہ نہیں کرتی ہے، اور وہ یہ بھی کہتی ہے کہ میں نے بیٹا بنا کر رکھا ہے۔ آپ شریعت کی روشنی میں یہ بتائیے کہ کیا کسی دُور کے رشتہ دار کو بیٹا بنا کر رکھا جاسکتا ہے جبکہ جوان بیوی بھی گھر میں ہو؟ کیا شوہر کے کہنے پر بیوی اس جوان نامحرَم کے سامنے بے پردہ ہوسکتی ہے؟

ج...... شریعت میں منہ بولا بیٹا بنانے کی کوئی حیثیت نہیں، قرآنِ کریم میں اس کی صاف ممانعت آئی ہے، اس لئے منہ بولے بیٹے کا حکم بھی شرعاً اجنبی کا ہے اور اس سے پردہ کرنا لازم ہے۔

ایک ساتھ رہنے والے نامحرَم سے بھی جوان ہونے کے بعد پردہ لازم ہے

س...... کیا کسی ایسے گھر میں پردہ ضروری ہے جہاں کوئی شخص بچپن گزارے اور جوانی کی حدود میں قدم رکھے جبکہ وہ گھر کے ایک ایک فرد سے اچھی طرح واقف ہو؟ کتاب وسنت کی روشنی میں کیا پردہ لازم ہے؟

ج...... جوان ہونے کے بعد بنصِ قرآن اس سے پردہ لازم ہے۔

عورت کو تمام غیرمحرَم افراد سے پردہ ضروری ہے، نیز منگیتر سے بھی ضروری ہے

س...... خاندان کے کن کن افراد سے لڑکی ذات کو پردہ کرنا چاہئے؟ اور پردہ کے لئے کم از کم کتنی عمر ہونی چاہئے؟

ج...... شریعت میں محرَم سے پردہ نہیں، اور ''محرَم'' وہ ہے جس سے نکاح کسی وقت بھی حلال نہ ہو، اس کے سوا سب سے پردہ ہے۔

س...... کیا منگنی کے بعد بھی منگیتر سے پردہ کرنا چاہئے؟

ج...... منگنی، نکاح کا وعدہ ہے، نکاح نہیں، اور جب تک نکاح نہیں ہوجاتا دونوں ایک دُوسرے کے لئے اجنبی ہیں، اور پردہ ضروری ہے۔

س...... کیا منگنی کے بعد منگیتر سے بات چیت پر بھی پابندی ہے؟

ج...... جس سے نکاح کرنا ہو، شریعت نے اسے ایک نظر دیکھ لینے کی اجازت دی ہے، تاکہ پسند و ناپسند کا فیصلہ کرنے میں آسانی ہو۔ اس کے علاوہ منگیتر کا حکم بھی اجنبی کا ہے جب تک نکاح نہ ہو۔

عورت کو کن کن اعضاء کا چھپانا ضروری ہے؟

س...... کیا اسلام میں عورت کے لئے پردہ ضروری ہے؟

ج...... جی ہاں!

س...... اگر ضروری ہے تو پردہ کن چیزوں کا ہے؟ یعنی پورے چہرے کا؟

ج...... فطرت نے عورت کا پورا جسم ہی ایسا بنایا ہے کہ اسے نامحرَموں کی گندی نظر سے چھپانا ضروری ہے۔ جو اعضاء نہیں چھپائے جاسکتے ان کی مجبوری ہے، مثلاً: ہاتھ، پاؤں۔

س...... آج کل چادر اور برقع ہے، کیا چادر سے پردہ ہوسکتا ہے؟

ج...... جی ہاں! بشرطیکہ چادر بڑی ہو، سر سے پاؤں تک۔

عورت کو مرد ڈاکٹر سے پوشیدہ جگہوں کا علاج کروانا

س...... میرے دوست کی بیوی جنسی علاج کی غرض سے سوِل ہسپتال گئی، وہاں پر اس نے دیکھا کہ مرد ڈاکٹر عورتوں کو برہنہ کرکے ان کا چیک اپ کرتے ہیں، جب اس عورت کو مرد ڈاکٹر نے برہنہ ہونے کو کہا تو اس نے اپنا علاج کرانے سے انکار کردیا اور وہ گھر چلی آئی۔ یہ عورت ابھی تک اس جنسی مرض میں مبتلا ہے۔ کیا شریعت میں اس بات کی گنجائش ہے کہ کوئی مرد علاج کی غرض سے کسی مسلمان خاتون کے پوشیدہ حصے کو اپنے ہاتھوں سے چھوئے؟ اگر نہیں تو آپ خود بتائیے کہ مسلمان خواتین کس طرح اپنے مذہب کے بتائے ہوئے اُصولوں پر زندگی گزاریں؟ جبکہ علاج کرانا بھی ضروری ہو، جبکہ آج کل سرکاری زچہ خانوں میں سارے کام مرد ڈاکٹر کرتے ہیں اور شریعت میں تو پردے کی اتنی اہمیت ہے کہ عورت کا ناخن تک کوئی غیرمرد نہیں دیکھ سکتا۔ مولوی صاحب! میرا مقصد صرف مسئلہ معلوم کرنا نہیں، بلکہ آپ عالمِ دِین کا یہ فرض ہے کہ آپ اس بڑھتی ہوئی بے غیرتی کو روکیں، ورنہ مستقبل میں ہمارے ملک کا ایسا حال ہوگا جیسا کہ آج کل یورپ کا ہے۔

ج...... مسئلہ تو آپ نہیں پوچھنا چاہتے، اور اس بڑھتی ہوئی بے غیرتی کا انسداد، میرے، آپ کے بس کا نہیں۔ یہ حکومت کا فرض ہے کہ خواتین کی اس بے حرمتی کا فوری انسداد کرے۔ شرم و حیا ہی انسانیت کا جوہر ہے، یہ نہ ہو تو انسان، انسان نہیں بلکہ آدمی نما جانور ہے، بدقسمتی سے یہ جدید تہذیب میں شرم و حیا کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صرف یورپ میں ہی نہیں بلکہ کراچی میں بھی عورتیں سر برہنہ بازاروں میں گشت کرتی ہیں،

دفتروں میں اجنبی مردوں کے برابر بیٹھتی اور بے تکلفی میں ان سے ہاتھ ملاتی ہیں، درزیوں کو کپڑوں کا ناپ دیتی ہیں، ان سے اپنے بدن کی پیائش کراتی ہیں اور یہ سب کچھ ترقی کے نام پر ہورہا ہے۔ جس معاشرے میں نہ اسلامی اَحکام کا لحاظ ہو، نہ خدا اور رسول سے شرم ہو، نہ عورتوں کو مردوں سے شرم ہو، نہ انہیں اپنی نسوانیت کا احساس ہو، وہاں اگر دائی جنائی کا کام بھی مردوں کے سپرد کردیا جائے تو تہذیبِ جدید کے فلسفے کے عین مطابق ہے! یہی وجہ ہے کہ ہمارے بڑے گھرانوں کی بیگمات کو اس سانحے کا علم ہے، مگر ان کی طرف سے کبھی اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند نہیں ہوئی۔ جہاں تک ناگزیر حالات میں اجنبی مرد سے علاج کرانے کا تعلق ہے شریعت نے اس کی اجازت دی ہے، مگر اسی کے ساتھ اس کے حدود بھی متعین کئے ہیں۔

کیا بیمار مرد کی تیمارداری عورت کرسکتی ہے؟

س…… میں مقامی بڑے اسپتال میں بطور نرس کام کرتی ہوں اور یہی میرا ذریعۂ معاش ہے، اور کوئی کفالت کرنے والا بھی نہیں، قرآن اور سنت کی روشنی میں بتائیں کہ ہم مسلمان لڑکیوں کو اس پیشے سے وابستگی رکھنی چاہئے؟ معاشرے میں لوگ مختلف خیال رکھتے ہیں، جبکہ ہم انسانیت کی خدمت کرتے ہیں، جہاں ماں باپ، عزیز رشتہ دار بھی پیچھے ہٹ جاتے ہیں، ہمارے ہاتھوں میں کئی لاوارث دَم توڑتے ہیں، جن کو کوئی کلمہ پڑھانے والا نہیں ہوتا اور کئی لاوارث دُعائیں دیتے ہیں کہ ہمیں شفا اللہ نے دی اس کے بعد آپ لوگوں کی دیکھ بھال، تیمارداری ہے۔ دِماغ عجیب اُلجھن میں پڑا رہتا ہے، اس کا حل بتائیں ہم نرسوں کا اسلام میں کیا مقام ہے؟ ہمیں یہ پیشہ اختیار رکھنا چاہئے یا ترک کردیں؟ اور بہنوں کو روکیں یا ترغیب دیں؟

ج…… بیمار کی تیمارداری تو بہت اچھی بات ہے، لیکن نامحرَم مردوں سے بے حجابی اس سے بڑھ کر وبال ہے۔ عورتوں کے ذمہ خواتین کی تیمارداری کا کام ہونا چاہئے، مردوں کی تیمارداری کی خدمت عورتوں کے ذمہ صحیح نہیں۔

لیڈی ڈاکٹر کو ہسپتال میں کتنا پردہ کرنا چاہئے؟

س…… میں ڈاکٹر ہوں کیا میں اس طرح پردہ کرسکتی ہوں کہ گھر سے باہر تو چادر اس طرح اوڑھوں کہ پورا چہرہ ڈھک جائے اور مریضوں کے سامنے یا اسپتال میں اس طرح کہ بال وغیرہ سب ڈھکے رہیں اور صرف چہرہ کھلا رہے؟

ج……کوئی ایسی نقاب پہن لی جائے کہ نامحرَموں کو چہرہ نظر نہ آئے۔

برقع یا چادر میں صرف آنکھیں کھلی رکھنا جائز ہے

س…… پردے کے بارے میں پوچھنا ہے کہ آج کل اس طرح برقع یا چادر اوڑھتے ہیں کہ ماتھے تک بال وغیرہ ڈھک جاتے ہیں اور نیچے سے چہرہ ناک تک، صرف آنکھیں کھلی رہتی ہیں۔ یہ طریقہ صحیح ہے یا نہیں؟

ج……صحیح ہے۔

نامحرَم عورت کا سر یا بازو دیکھنا جائز نہیں

س……اگر کم سن یا بالغ عورت کے کھلے ہوئے سر یا بازو پر قصداً نظر کی جائے تو کیا گناہ ہوتا ہے؟ جبکہ یہ اعضاء سترِ خفیفہ میں شامل ہیں۔

ج…… نامحرَم بالغ عورت یا جو لڑکی بلوغ کے قریب ہو، اس کے ان اعضاء کی طرف دیکھنا گناہ ہے۔

عورت اپنے محرَم کے سامنے کتنا جسم کھلا رکھ سکتی ہے؟

س……عورت محرَم کے سامنے کس حد تک جسم کھلا رکھ سکتی ہے، مثلاً: ایک بہن اپنے بھائی کے سامنے؟

ج…… گھٹنے سے نیچے کا حصہ اور سینے سے اُوپر کا حصہ، سر، چہرہ، بازو، محرَم کے سامنے کھولنا جائز ہے۔

نامحرَم عورت کو قصداً دیکھنا

س……کیا یہ صحیح ہے کہ نامحرَم عورت کو اگر قصداً بلا لذّت دیکھا جائے تو یہ آنکھوں کے زنا میں

شمار نہ ہوگا؟

ج...... بغیر ضرورت کے جب نامحرَم کو قصداً دیکھا جائے تو اس کا داعیہ لذّت کے سوا کیا ہوسکتا ہے، اور ''بلالذّت'' کی شناخت کیسے ہوگی؟ یہ محض نفس کا فریب ہے۔

گاؤں میں پردہ نہ کرنے والی بیوی کو کس طرح سمجھائیں؟

س...... ایک گاؤں میں عام پردہ کا رواج نہیں، مگر ایک لڑکی جو قبل از نکاح پردہ نہیں کرتی تھی، اب بعد از نکاح اس کا خاوند جو شرعی اور مذہبی نوعیت کا آدمی ہے، اس کو پردے کا حکم دیتا ہے تو وہ خوش اخلاقی سے جواباً کہتی ہے کہ: ''میں آپ کی بات مانوں گی مگر اپنی بہنوں اور والدہ اور بھابھیوں کو ذرا فرمائیے کہ وہ بھی پردہ رکھیں'' جبکہ وہ ذمہ داری والد اور بھائیوں کی ہے، اس میں خاوند کا کوئی بس ہی نہیں چلتا تو ایسی صورت میں خاوند کو بیوی سے کیا سلوک کرنا چاہئے؟ کیا طلاق دے دے یا تشدّد کرے یا پھر دُوسری کوئی صورت ہے؟

ج...... عام رشتہ داروں سے پردہ ضروری ہے، اور بیوی کی یہ دلیل دُرست نہیں کہ فلاں پردہ کیوں نہیں کرتی۔ شوہر کو چاہئے کہ جب عام رواج پردے کا نہیں ہے، سختی سے کام نہ لے، متانت اور محبت و پیار سے اس کو سمجھائے اور اگر اس کو یقین ہے کہ طلاق دینے کی صورت میں اسے اس سے اچھی باپردہ بیوی مل سکتی ہے تو اس کی اپنی صوابدید ہے۔

لڑکوں کا عورت لیکچرار سے تعلیم حاصل کرنا

س...... اسلام کی رُو سے یہ حکم ہے کہ عورت کو بے پردہ ہوکر باہر نہیں نکلنا چاہئے، اب جبکہ خواتین، طلبہ کے کالجز میں بھی آچکی ہیں تو ہمیں پیریڈ کے دوران ان سے سوال بھی پوچھنا پڑتا ہے تو پڑھانے والی گناہگار ہیں کہ پڑھنے والے جبکہ ہم مجبور ہیں؟

ج...... عورتوں کا بے پردہ نکلنا جاہلیتِ جدیدہ کا تحفہ ہے، شاید وہ وقت عنقریب آیا چاہتا ہے جس کی حدیث پاک میں خبر دی گئی ہے کہ مرد و عورت سرِ بازار جنسی خواہش پوری کیا کریں گے اور ان میں سب سے شریف آدمی وہ ہوگا جو صرف اتنا کہہ سکے گا کہ: ''میاں! اس کو کسی اوٹ میں لے جاتے'' جہاں تک آپ کی مجبوری کا تعلق ہے، بڑی حد تک یہ مجبوری بھی مصنوعی ہے، طلبہ جہاں اور بہت سے مطالبات کرتے رہتے ہیں اور ان کے

لئے احتجاج کرتے ہیں، کیا حکومت سے یہ مطالبہ نہیں کرسکتے کہ انہیں اس گناہ گار زندگی سے بچایا جائے...؟

عورتوں کا آفس میں بے پردہ کام کرنا

س......عورتوں کا بینکوں، آفسوں میں مردوں کے ساتھ کام کرنا کیسا ہے؟

ج......عورتوں کا بے پردہ، غیرمردوں کے ساتھ دفاتر میں کام کرنا مغربی تہذیب کا شاخسانہ ہے، اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔

س......اگر مذہب اسلام عورتوں کو اس قسم کی اجازت نہیں دیتا تو کیا اسلامی مملکت کی حیثیت سے ہمارا فرض نہیں کہ عورتوں کی ملازمت کو ممنوع قرار دیا جائے یا کم از کم ان کے لئے پردہ یا علیحدگی لازمی قرار دی جائے۔

ج...... بلاشبہ فرض ہے اور جب کبھی ''صحیح اسلامی مملکت'' قائم ہوگی اِن شاء اللہ عورت کی یہ تذلیل نہ ہوگی۔

ازواجِ مطہراتؓ پر حجاب کی حیثیت، قرآن سے پردے کا ثبوت

س......ازواجِ مطہراتؓ پر حجاب فرض تھا یا واجب؟

ج......فرض تھا۔

س......اور عام مؤمنات کو اور ازواجِ مطہراتؓ کو پردے کا حکم برابر ہے یا فرق؟

ج......حکم برابر ہے، مگر احترام و عظمت کے اعتبار سے شدّت و ضعف کا فرق ہے۔

س......اگر ہے تو کس وجہ سے؟

ج......**لقوله تعالٰی: ''لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ .... الخ۔**

س......اور قرآن شریف کی کس آیت سے حکمِ پردہ کی تائید ہوتی ہے؟

ج......''يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ ''الآیة۔

سفرِ حج میں بھی عورتوں کے لئے پردہ ضروری ہے

س......اکثر دیکھا گیا ہے کہ سفرِ حج میں چالیس حاجیوں کا ایک گروپ ہوتا ہے، جس میں

فہرست

محرَم اور نامحرَم سب ہوتے ہیں، ایسے مبارک سفر میں بے پردہ عورتوں کو تو چھوڑیئے باپردہ عورتوں کا یہ حال ہوتا ہے کہ پردے کا بالکل اہتمام نہیں کرتیں، جب ان سے پردے کا کہا جاتا ہے تو اس پر جواب دیتی ہیں کہ: ’’اس مبارک سفر میں پردے کی ضرورت نہیں اور مجبوری بھی ہے‘‘ اس کے ساتھ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ حرم میں عورتیں نماز وطواف کے لئے باریک کپڑا پہن کر تشریف لاتی ہیں اور ان کا یہ حال ہوتا ہے کہ خوب آدمیوں کے ہجوم میں طواف کرتی ہیں اور اسی طرح حجرِ اَسوَد کے بوسے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی کوشش کرتی ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ آیا ایسی مجبوری کی حالت میں شریعت کے یہاں پردے میں کوئی رعایت ہے؟ چاہئے تو یہ تھا کہ ایسے مبارک سفر میں حرام سے بچے تاکہ حج مقبول ہو، اس طرح کے کپڑے پہن کر طواف ونماز وغیرہ کے لئے آنا شریعت میں کیا حیثیت رکھتا ہے؟

ج…… اِحرام کی حالت میں عورت کو حکم ہے کہ کپڑا اس کے چہرے کو نہ لگے، لیکن اس حالت میں جہاں تک اپنے بس میں ہو، نامحرَموں سے پردہ کرنا ضروری ہے، اور جب اِحرام نہ ہو تو چہرے کا ڈھکنا لازم ہے۔ یہ غلط ہے کہ مکہ مکرّمہ میں یا سفرِ حج میں پردہ ضروری نہیں، عورت کا باریک کپڑا پہن کر (جس میں سے سر کے بال جھلکتے ہوں) نماز اور طواف کے لئے آنا حرام ہے، اور ایسے کپڑے میں ان کی نماز بھی نہیں ہوتی۔ طواف میں عورتوں کو چاہئے کہ مردوں کے ہجوم میں نہ گھسیں اور حجرِ اَسوَد کا بوسہ لینے کی بھی کوشش نہ کریں، ورنہ گناہگار ہوں گی اور ’’نیکی برباد، گناہ لازم‘‘ کا مضمون صادق آئے گا۔ عورتوں کو چاہئے کہ حج کے دوران بھی نمازیں اپنے گھر پر پڑیں، گھر پر نماز پڑھنے سے پورا ثواب ملے گا، ان کا گھر پر نماز پڑھنا، حرم شریف میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ اور طواف کے لئے رات کو جائیں اس وقت رش نسبتاً کم ہوتا ہے۔

بہنوئی سے بھی پردہ ضروری ہے چاہے اس نے سالی کو بچپن سے بیٹی کی طرح پالا ہو

س…… میں اپنے بہنوئی (دُولہا بھائی) کے پاس رہتی ہوں، بچپن ہی سے انہوں نے مجھے

اپنی بیٹی کی طرح پالا ہے، مجھے بہت چاہتے ہیں۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا بہنوئی سے پردہ ہے یا نہیں؟ بہنوئی سے نکاح نہیں ہوسکتا اس لئے میرے خیال میں ان سے پردہ بھی نہیں ہونا چاہئے، اگر ہے تو میں کیا کروں؟ میرا یہ مسئلہ اسلامی مسئلے کے ساتھ ساتھ ذہنی اور نفسیاتی مسئلہ بھی بن گیا ہے کیونکہ میری بہت خواہش ہے کہ میں نیک بن جاؤں، اس مقصد کے لئے میں نے ہر بُرائی کو اپنے دِل پر پتھر رکھ کر ختم کردیا ہے، لیکن یہ مسئلہ میرے بس کا روگ نہیں۔ باجی مجھے بہت چاہتی ہیں، اپنے آپ سے جدا نہیں کرسکتیں کیونکہ وہ بہت بیمار رہتی ہیں، ان کی کوئی بیٹی بھی نہیں ہے۔ سب کچھ ہوسکتا ہے لیکن جس انسان کے چوبیس گھنٹے ساتھ رہا جائے اس سے پردہ کیسے ہوسکتا ہے؟ میں ہر وقت پریشان رہتی ہوں، شدید ذہنی اُلجھن کا شکار ہوں، ہر وقت خوفِ خدا اور خدا کے عذاب کے کھٹکے نے مجھ سے میرا چین چھین لیا ہے۔ لوگ میری حالت پر شک کرتے ہیں، اس مسئلے کو جب بتاتی ہوں تو کوئی بھی یقین نہیں کرتا کہ میں اتنے سے مسئلے کے لئے اتنی پریشان ہوں، وہ اسے چھوٹا سا مسئلہ ہی سمجھتے ہیں، لیکن میں اپنے ضمیر کو کس کونے میں سلاؤں جو ہر وقت مجھ کو پریشان کئے رکھتا ہے، میری عمر ۱۹ سال ہے، سیکنڈ ایئر کی طالبہ ہوں۔

ج…… پردہ تو بہنوئی سے بھی ہے، لیکن چادر کا پردہ کافی ہے۔ بلاضرورت بات نہ کی جائے، نہ بلاضرورت سامنے آیا جائے، اور حتی الوسع پورے بدن کو چھپا کر رکھا جائے، اور اگر اس میں کوتاہی ہوجائے تو توبہ واِستغفار سے اس کی تلافی کی جائے۔

فہرست

منہ بولا باپ، بھائی، بیٹا اجنبی ہیں، شرعاً ان سے پردہ لازم ہے

س…… مولانا! ہم پردیس میں رزق کی تلاش میں آنے والوں کی زندگی بھی ایک عجیب تماشا ہے۔ وہی حساب ہے کہ ''نکلے تری تلاش میں اور خود ہی کھوگئے۔'' ہم اپنا وطن، اپنا گھر بار اور اپنے پیاروں کو ہزاروں میل دُور چھوڑ کر رزقِ حلال کے ذریعہ اپنے پیاروں کی خوشیاں خریدنے نکلے تھے، لیکن اپنی خوشیاں اور ذہنی سکون بھی گنوا بیٹھے ہیں۔ جیسا کہ وطن میں بسنے والے لوگوں کا بلکہ خود ہم پردیس میں رہنے والے لوگوں کے گھر والوں کا خیال ہے کہ یہاں کھجور کے درختوں پر ریال، دینار اور درہم وڈالر لٹکتے ہیں، صرف ہاتھ بڑھا کر توڑنے کی دیر

ہے، حالانکہ اپنے وطن، اپنے والدین، بیوی بچوں سے دُوری کا عذاب، دیارِ غیر کی سختیاں، حقارت آمیز سلوک، مشین کی طرح کام کرنا، یہاں پر گزرا ہوا ایک سال اپنے وطن کے دس سال کے برابر ہوجاتا ہے۔ صبح سے شام تک بے تکان کام اور جب تھکے ہارے بستر پر لیٹو تو گھر والوں کی یاد، ان کی فکریں، خط نہیں آیا تو ایک پریشانی، پھر ملکی حالات۔ ایک طرف یہ زندگی، دُوسری طرف گھروں کے سربراہ یعنی کوئی باپ ہے، شوہر ہے، بھائی ہے ان کے پردیس چلے جانے سے اور وطن میں ان کی بیویوں، بیٹیوں، بیٹوں اور ماؤں کے تنہا رہ جانے سے جو ذہنی اُلجھنیں پیدا ہورہی ہیں۔ معاشرتی مسائل بن رہے ہیں، جن گھروں کو ہم نے اس صحرا کی تپتی ریت میں اپنے خون پسینے کی کمائی سے بنایا تھا، ان کی دیواریں گر رہی ہیں، ہم لوگ اپنے ہی گھروں میں اجنبی بن کر رہ گئے ہیں، ہماری واپسی کے ذکر سے بھی ہمارے گھر والوں کے چہرے اُتر جاتے ہیں اور ہم صرف روپیہ کمانے کی مشین بن کر رہ گئے ہیں۔

میں اس سمع خراشی کی دست بستہ معافی چاہتا ہوں، آپ کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے، لیکن جس معاشرتی مسئلے کی طرف میں آپ کی توجہ مبذول کرا رہا ہوں، وہ بھی مذہبی اور معاشرتی نقطۂ نگاہ سے کم اہم نہیں ہے، اس کی وجہ سے بہت سے گھر برباد ہورہے ہیں، خوشگوار ازدواجی زندگیاں نفرت، رُسوائی اور جدائی کا شکار ہورہی ہیں، اس بات کو اس طرح دیکھیں۔

زید نے مسماۃ زاہدہ سے شادی کی، خاندانی و معاشرتی لحاظ سے، مذہبی لحاظ سے دونوں کے گھرانے قابلِ فخر اور قابلِ عزّت ہیں، دونوں میں حد درجہ باہمی محبت اور اِتحاد ہے، خلوص ہے۔ شوہر کا بیوی پر اور بیوی کا شوہر پر اعتماد ہے۔ بیوی شوہر کا ہر مشکل اور ہر پریشانی، غربت میں ساتھ دیتی ہے، بیوی کا کوئی سگا بھائی نہیں ہے، بیوی عمر کو بھائی بناتی ہے اور عمر یہ کہتا ہے کہ یہ میری سگی بہن کی طرح ہے، (عمر بھی شادی شدہ اور دو بچوں کا باپ ہے)، زید کو خدا پر اور اپنی بیوی کے کردار پر بے انتہا بھروسہ ہے، جس شخص کو بھائی بنایا گیا ہے وہ بھی ایک شریف اور ایک اعلیٰ کردار کا حامل شخص ہے، لیکن زید بار بار اپنی بیوی کو یہ سمجھاتا رہا کہ: ''ٹھیک ہے، مجھے تم پر بھروسہ ہے لیکن اس منہ بولے رشتے کی کوئی شرعی

حیثیت نہیں ہے، اور خاص کر اس صورت میں کہ جب کسی عورت کا شوہر، باپ یا بھائی پردیس میں ہو تو اسے کسی نامحرَم سے اس طرح میل ملاقات کرنا نہیں چاہئے، آخر کار اس میں رُسوائی ہے۔'' لیکن بیوی ضد کرتی ہے اور زور دیتی ہے کہ: ''نہیں! عمر میرے سگے بھائیوں کی طرح ہے اور میں ملوں گی'' ان باتوں کا اثر یہ ہوتا ہے کہ آہستہ آہستہ دونوں کے درمیان جو خلوص، محبت اور ہمدردی کا بندھن تھا، کمزور پڑنے لگتا ہے، قربتیں دُوریوں میں بدل جاتی ہیں۔ اور اگر شوہر واپسی کا ارادہ ظاہر کرتا ہے تو بیوی دُوسروں کی رائے اور مشورے سناتی ہے کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ معاشی حالات ملک کے خراب ہیں اس لئے زید کو آنا نہیں چاہئے۔ ان مشیروں میں منہ بولے بھائی بھی شامل ہیں، جو تنہائی میں زید کو ہمیشہ پُرزور مشورہ دیتے ہیں کہ اسے واپس آجانا چاہئے۔

آخر کار بدترین اندیشے رنگ لاتے ہیں، لوگ اُنگلیاں اُٹھانے لگتے ہیں، الزام لگاتے ہیں اور بات یہاں تک پہنچتی ہے کہ زید قتل کرنے پر بھی تیار ہو جاتا ہے۔ مولانا! یہ ایک زید کی کہانی نہیں ہے، ایسی ہزاروں کہانیاں جنم لے رہی ہیں، کئی گھر بار برباد ہو رہے ہیں، رشتے ٹوٹ رہے ہیں، بچے بے گھر ہو رہے ہیں۔ خدارا! اپنے کالم میں اس موضوع پر قلم اُٹھائیں اور بتائیں کہ اسلام میں، قرآن میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں ان منہ بولے رشتوں کی کیا حقیقت ہے؟ اور ایک عورت کے لئے کسی نامحرَم شخص سے منہ بولے بھائی کی حیثیت سے بھی اس طرح ملنا، اسے شوہر پر ترجیح دینا، اور جبکہ بات عزّت و رُسوائی تک آپہنچے اس کے باوجود یہ زور دے کر کہنا کہ: ''میرا ضمیر صاف ہے، میں ملوں گی!'' کہاں تک جائز ہے؟ اور مذہب میں ان باتوں کی کیا سزا یا جزا ہے؟ اسلام نے ہر عورت اور مرد کے لئے میل ملاپ کی حدیں مقرّر کی ہیں۔ یہ تو ان بھائی بنانے والی عورتوں کو معلوم ہونا چاہئے اور ان بھائی بننے والے مردوں کو اپنی بہنوں کی عزّت کا خیال رکھنا چاہئے کہ ان کی وجہ سے ان کی بہنوں کی عزّت پر حرف آرہا ہے، ان کے گھر برباد ہو رہے ہیں، لیکن ہمارے معاشرے کو کیا ہوا ہے؟ ہر شخص خودسر، خودغرض ہو چکا ہے۔

ج...... شریعت میں منہ بولے بیٹے، باپ یا بھائی کی کوئی حیثیت نہیں، وہ بدستور اجنبی رہتے

فہرست

ہیں اور ان سے عورت کو پردہ کرنا لازم ہے، اس منہ بولے کے چکر میں سینکڑوں خاندان اپنی عزّت و آبرو نیلام کرچکے ہیں۔ اس لئے اس عورت کا یہ کہنا کہ: ''میں منہ بولے بھائی سے ضرور ملوں گی'' خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی اور بے حیائی کی بات ہے۔ اور یہ کہنا کہ: ''میرا ضمیر صاف ہے!'' کوئی معنی نہیں رکھتا، کیونکہ گفتگو ضمیر کے صاف ہونے نہ ہونے پر نہیں، کسی کے ضمیر کی خبر یا تو اس کو ہوگی یا اللہ تعالیٰ بہتر جانتے ہیں کہ کس کا ضمیر کس حد تک صاف ہے۔ گفتگو تو اس پر ہے کہ جب منہ بولا بھائی شرعاً اجنبی ہے تو اجنبی مرد سے (شوہر کی طویل غیر حاضری میں) مسلسل ملنا کیونکر حلال ہوسکتا ہے؟ اگر اس کا ضمیر صاف بھی ہو تب بھی تہمت اور اُنگشت نمائی کا موقع تو ہے، اور حدیث میں ایسے مواقع سے بچنے کی تاکید آئی ہے، حدیث میں ہے:

''اتقوا مقام التهمة!''

ترجمہ:...... تہمت کے مقام سے بچو!''

کیا پردہ صرف آنکھوں کا ہوتا ہے یا برقع اور چادر بھی ضروری ہے؟

س...... آج کل کے جدید دور میں یہ کہا جارہا ہے کہ پردہ صرف آنکھوں کا ہوتا ہے، اگر خواتین آنکھیں نیچی یا حفاظت کرکے چلیں تو برقع یا چادر کی کوئی ضرورت نہیں، کہاں تک دُرست ہے؟

ج...... کیا دورِ جدید میں قرآنِ کریم کی وہ آیات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ ارشادات منسوخ ہوگئے جن میں حجاب (پردے) کا حکم ہے...؟ اور اگر آنکھیں نیچی کرنے کے حکم پر ساری دُنیا، مسلم و غیرمسلم عمل کیا کرتی تو آپ کہہ سکتے تھے کہ جب کوئی دیکھنے والا ہی نہیں تو پردہ کس سے کریں؟ لیکن جب آوارہ نظریں چارسو کھلے چہروں کا تماشا دیکھ رہی ہوں تو کیا ان کی گندگی سے بچنے کے لئے پردے کی ضرورت نہ ہوگی...؟

سن رسیدہ خواتین کے لئے پردے کا حکم

س...... دستور کمیشن کے سربراہ مولانا ظفر احمد انصاری نے اپنے ایک بیان میں فرمایا ہے کہ

فہرست

۴۵-۴۰ سال کی عمر پر پہنچنے کے بعد عورت کے لئے شریعت میں پردے کی شرائط بھی نرم ہوجاتی ہیں۔ اس سلسلے میں آپ سے یہ دریافت کرنا ہے کہ کیا اس عمر میں عورتوں کو مردوں کے ساتھ دفتروں میں کام کرنے کی اجازت دی جاسکتی ہے یا دُوسرے کاموں میں مردوں کے ساتھ رہ سکتی ہیں؟ وزارت، سفارت کے منصب پر مقرّر کی جاسکتی ہیں؟ غرضیکہ کہاں تک پردے کے اَحکام میں نرمی برتی جاسکتی ہے؟

ج…… پردے کے اَحکام نرم ہوجانے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اب اس پر نسوانی اَحکامات جاری نہیں ہوتے۔ جو کام مردوں کے ہیں، یا جن کاموں میں غیرمردوں کے ساتھ بے محابا اختلاط یا تنہائی کی نوبت آتی ہے وہ اب بھی جائز نہیں ہوں گے۔

کیا شادی میں عورتوں کے لئے پردے میں کوئی تخفیف ہے؟

س…… اکثر خواتین پردہ کرتی ہیں، جبکہ شادی وغیرہ میں پردہ نہیں کرتیں، حالانکہ وہاں ان کا سامنا مردوں سے بھی ہوتا ہے، اگر سامنا نہ بھی ہو تو مووی اور تصاویر یہ کسر پوری کردیتے ہیں کہ باپردہ خواتین کو مرد حضرات بھی دیکھ لیتے ہیں، کیا یہ پردہ مناسب ہے؟ جبکہ میرے خیال میں شادی یا دُوسری ایسی تقاریب میں بھی باپردہ رہنا چاہئے، چاہے مرد نہ بھی ہوں، لیکن مووی بن رہی ہو۔ آپ بتایئے کہ کیا یہ پردہ دار خواتین کہلانے کی مستحق ہیں؟

ج…… آپ کا خیال صحیح ہے، ایسی عورتیں پردہ دار نہیں بلکہ پردہ در ہیں۔

پردے کی حدود کیا ہیں؟

س…… اسلام میں صحیح پردہ کیا ہے؟ کیا ہاتھ، پاؤں، چہرہ، آنکھیں کھلی رکھی جاسکتی ہیں؟ بہت سی لڑکیوں کو اکثر چہرے کھولے پردہ کرتے دیکھا ہے، جبکہ میرے خیال میں چہرہ بھی پردے کی چیز ہے، مسلکِ حنفی یا اسلام میں ہاتھ پنجوں تک، پیر اور آنکھیں کھلی رکھنے کی اجازت ہے یا ہاتھ اور پاؤں پر بھی موزے اور دستانے استعمال کئے جائیں۔ مطلب یہ کہ آپ دُرست طریقہ پردے کا وضاحت سے بتلایئے۔

ج…… ہاتھ، پاؤں اور آنکھیں کھلی رہیں، چہرہ چھپانا چاہئے۔

کن لوگوں سے؟ اور کتنا پردہ ضروری ہے؟

س…… میں ایک معزّز سیّد گھرانے سے تعلق رکھتی ہوں، ہمارے گھر میں پردہ بھی ہوتا ہے مگر اپنے عزیز و اقارب سے نہیں، جبکہ میں اپنے تمام نامحرَم رشتہ داروں سے پردہ کرنا چاہتی ہوں۔ اب جبکہ میں نے ایسا کیا تو دُوسرے لوگوں کے علاوہ اپنے والدین کی مخالفت کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ میں ٹی وی نہیں دیکھتی ہوں اور غیر مردوں کی تصاویر بھی نہیں دیکھتی ہوں، امی ابو پریشان ہیں۔ پلیز مجھے قرآن وسنت کی روشنی میں بتلائیے کہ مجھے کیا کرنا چاہئے؟ میں اپنے والدین کو اپنی وجہ سے پریشان اور مغموم نہیں دیکھ پاتی ہوں، مگر خدا کے اَحکام کی خلاف ورزی بھی نہیں چاہتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے باریک لباس پر اعتراض فرمایا تھا تو یہ بھی فرمایا تھا کہ مجبوری کی حالت میں عورت اپنے قریبی محرَم کے سامنے چہرہ کھول سکتی ہے، اس سلسلے میں بھی وضاحت کردیں تو مشکور ہوں گی، کیا ہم اپنے کزن (خالہ زاد، چچازاد وغیرہ) کے سامنے چہرہ کھول سکتی ہیں؟

ج…… جس شخص کے ساتھ عورت کا نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہو وہ ''محرَم'' کہلاتا ہے، اور جس سے کسی وقت نکاح جائز ہوسکتا ہے وہ عورت کے لئے ''نامحرَم'' ہے، اور شرعاً نامحرَم سے پردہ ہے، اس لئے خالہ زاد، چچازاد سے بھی پردہ کرنا چاہئے، اگر کبھی کبھار مجبوری سے کسی نامحرَم کے سامنے آنا پڑے تو چہرہ چھپالینا چاہئے۔ نامحرَم رشتہ داروں سے بے تکلفی کے ساتھ باتیں کرنا اور بے حجاب ان سے اختلاط کرنا شرعاً و اخلاقاً زہرِ قاتل ہے۔

گھر سے باہر پردہ نہ کرنے والی خواتین، گھر میں رشتہ داروں سے کیوں پردہ کرتی ہیں؟

س…… ہمارے ہاں اب پردہ ایک نیا رُخ اختیار کرچکا ہے، وہ یہ کہ عورتیں، لڑکیاں ویسے تو کھلے عام پھرتی ہیں، خوب شاپنگ کرتی ہیں اور کسی کے دیکھنے نہ دیکھنے کی کوئی پروا نہیں کرتیں، مگر وہ جب اپنے گھروں میں ہوتی ہیں، اگر اس وقت کوئی مہمان یا کوئی اور آجائے تو فوراً پردہ کرلیتی ہیں اور ہرگز کسی کے سامنے نہیں آتیں۔ آپ بتاسکتے ہیں کہ مسلمان عورتوں،

لڑکیوں کے اس ماڈرن پردے کی اسلام میں کوئی شق موجود ہے؟ اگر نہیں تو پھر اپنے گھر میں آنے والے شریف لوگوں سے پردہ چہ معنی دارد، جبکہ اس طرح شریف لوگوں کی دِل شکنی بھی ہوتی ہے جو بذاتِ خود ایک بڑا گناہ ہے۔

ج…… اعتراض صحیح چیز پر نہیں، غلط پر ہوتا ہے۔ آپ کو اعتراض ''ماڈرن بے پردگی'' پر ہونا چاہئے جو بے حیائی کی حدود سے بھی کچھ آگے نکل گئی ہے، پردہ بہرحال پردہ ہے، وہ محلِ اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ جو عورت خدا اور رسول کا حکم سمجھ کر پردہ کرے گی وہ خدا اور رسول کی رضامندی کی مستحق ہوگی، اور جو فیشن کے طور پر کرے گی وہ اس رضامندی سے محروم رہے گی۔

بھابھیوں سے پردہ کتنا ضروری ہے؟

س…… میرے نو بیٹے ہیں، ان میں سے تین کی شادی ہوگئی ہے، دراصل مسئلہ یہ ہے کہ میرے تمام بیٹے اپنی بھابھیوں سے پردہ کرتے ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ بھابھیوں سے پردہ کرنے کی نوعیت کیسی ہوگی؟ آیا ان سے پردہ عام اجنبی عورتوں کی طرح ہوگا یا ان سے کچھ گنجائش ہے؟ مثلاً: ضروری بات کرنی یا کھانا پینا ہو تو کیا سامنے آسکتی ہیں یا نہیں؟ کیونکہ اگر بھابھیوں سے عام اجنبی عورتوں کی طرح پردہ کیا گیا تو ایک گھر میں رہنا مشکل ہوجائے گا۔

ج…… بھابھیوں سے پردہ تو عام لوگوں کی طرح ہے، مگر گھر میں آنا جانا مشکل ہوجاتا ہے، اس لئے صرف چادر کا پردہ کافی ہے، ضروری بات بھی کرسکتے ہیں اور کھانا وغیرہ بھی لاسکتے ہیں۔

نرس کے لئے مرد کی تیمارداری

س…… عام طور سے مسلمان لڑکیاں نرسنگ کورس کو اپنانے سے گریز کرتی ہیں، میں نے یہ سوچ کر نرسنگ ٹریننگ میں داخلہ لیا تھا کہ ہماری جیسی مسلمان لڑکیاں بھی آگے آئیں اور اس پیشے کو اپنائیں، لیکن اس پیشے میں مرد اور عورت دونوں کی تیمارداری کرنا پڑتی ہے۔ لڑکی ہونے کی حیثیت سے عورتوں اور بچوں کا کام تو کرسکتی ہیں، لیکن مردانہ وارڈ میں زخم وغیرہ کی مرہم پٹی ایک غیرمرد کی کیا ایک مسلمان لڑکی کے لئے صحیح ہے؟ مہربانی فرماکر اسلام اور

شریعت کی روشنی میں تفصیلی جواب دیں۔

ج…… مردوں کی مرہم پٹی اور تیمارداری کے لئے مردوں کو مقرّر کیا جانا چاہئے، نامحرَم عورتوں سے یہ خدمت لینا جائز نہیں۔

بھابھی سے پردے کی حد

س…… ہم دو ساتھی ہیں اور الحمدللہ ہم دونوں نے اپنے اپنے گھروں میں شرعی پردے کا مکمل اہتمام کیا ہے، لیکن میرا ساتھی مجھے اس پر تنگ کرتا ہے کہ: ”آپ شریعت کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور اپنی بھابھیوں سے پردہ نہیں کرتے اور اس کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتے ہو“ جبکہ اعتراض کنندہ کا کوئی اور بھائی نہیں ہے جس کی بناء پر وہ اعتراض کرتا ہے اور ہم تین بھائی ہیں، تینوں شادی شدہ ہیں۔ آپ کا تحریر کردہ ایک مسئلہ بندہ نے اعتراض کنندہ کو پیش کیا کہ ضرورت کے وقت بھابھی سے بات بھی کی جاسکتی ہے اور بھابھی، ہاتھ، پاؤں اور چہرہ ننگا کرسکتی ہے۔ لیکن وہ کہتا ہے کہ: ”اس مسئلے کے ساتھ کوئی دلیل مذکور نہیں ہے، اس لئے میں اس کی تقلید نہیں کرتا۔“ لہٰذا آپ سے گزارش ہے کہ اس مسئلے کو وضاحت کے ساتھ قرآن وسنت کی روشنی میں بیان فرمائیں۔

ج…… حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ”جو رشتہ دار محرَم نہیں، مثلاً: خالہ زاد، ماموں زاد، پھوپھی زاد بھائی یا بہنوئی یا دیور وغیرہ جوان عورت کو ان کے رُوبرو آنا اور بے تکلف باتیں کرنا ہرگز نہیں چاہئے، اگر مکان کی تنگی یا ہر وقت کی آمد و رفت کی وجہ سے گہرا پردہ نہ ہوسکے تو سر سے پاؤں تک کسی میلی چادر سے ڈھانک کر شرم ولحاظ سے بضرورت رُوبرو آجائے اور کلائی، بازُو، سر کے بال اور پنڈلی ان سب کا ظاہر کرنا حرام ہے، اسی طرح ان لوگوں کے رُوبرو عطر لگاکر عورت کو آنا جائز نہیں، اور نہ بجتا ہوا زیور پہنے۔“ (تعلیم الطالب ص:۵)

بھتیجی اور بھانجی کے شوہر سے پردہ ہے

س…… مجھ سے کسی نے کہا ہے کہ داماد کسی بھی درجے کا ہو، اس سے پردہ کرنا نہیں آیا، مثلاً: سگی بہن، بھتیجی اور بھانجی کا شوہر۔ کیا یہ بات دُرست ہے؟

ج…… بھتیجی اور بھانجی کے شوہر سے پردہ ہے، وہ شرعاً داماد نہیں۔

جیٹھ کے داماد سے بھی پردہ ضروری ہے

س...... اپنے جیٹھ کے داماد سے پردہ کرتی ہوں، لوگ کہتے ہیں کہ گھر کے آدمی سے پردہ نہیں کرنا چاہئے اور سامنے آنے میں کوئی حرج نہیں۔ آپ بتایئے کہ پردہ ہے یا نہیں؟

ج...... اس سے بھی پردہ ہے۔

س...... جب جیٹھ، نندوئی، دیور، بہنوئی ان سب سے شرع کا حکم پردہ کرنے کا ہے تو ہمارے بزرگ اور شوہر، بھائی ہم سے پردہ کرنے کو کیوں نہیں کہتے اور ہمیں سامنے آنے پر کیوں مجبور کرتے ہیں؟

ج...... غلط کرتے ہیں۔

پردے کے لئے کون سی چیز بہتر ہے برقع یا چادر؟

س...... اسلام میں پردے کی اہمیت بہت زیادہ ہے، لیکن پردے کا اصل مفہوم کیا ہے؟ کیا خواتین کو برقع استعمال کرنا لازمی ہے؟ اور موجودہ دور میں برقع کا جس طرح استعمال کیا جاتا ہے، کیا وہ اسلام میں جائز ہے؟

ج...... پردے سے مراد پورے بدن کا ستر ہے، خواہ چادر سے ہو یا برقع سے، جو برقع ستر کا فائدہ نہ دے وہ بے کار ہے۔

عورت کا مردوں کو خطاب کرنا، نیز عورت سے گفتگو کس طرح کی جائے؟

س۱:...... کیا عورت غیرمحرَم مردوں کے جلسے میں وعظ یا اصلاحِ معاشرہ یا اصلاحِ رُسوم کے سلسلے میں تقریر کرسکتی ہے؟ (پردہ چاردیواری میں ہے)۔

س۲:...... کیا عورت بلاضرورت غیرمحرَم کو اپنی آواز سنا سکتی ہے؟

س۳:...... کیا حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہما یا دیگر صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہنّ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسے نیک لوگوں سے پردے میں وعظ یا تقریر کی؟

س۴:...... صحابہ کرامؓ بوقتِ ضرورت اُمت کی ماں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کیسے مسئلہ

معلوم کرتے تھے؟

ج۱:...... نامحرَموں کے سامنے بے پردہ تقریر کرنا جائز نہیں، حرام ہے۔ اور بوقتِ ضرورت پردے کے ساتھ گفتگو جائز ہے، مگر لب و لہجے میں سختی و درشتی ہونی چاہئے، جس سے دُوسرے آدمی کو عورت کی طرف کشش پیدا نہ ہو۔

آج کل جو جلسوں میں خواتین و حضرات کا مشترکہ خطاب ہوتا ہے، یہ جاہلیتِ جدیدہ کی بدعتِ سیئہ ہے۔

ج۲:...... بلاضرورت جائز نہیں، خصوصاً جبکہ فتنے کا اندیشہ ہو، اور مجمع بازاری لوگوں کا ہو، اسی لئے کہا گیا ہے:

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا ایں دولت از گفتار خیزد

ج۳:...... بلاپردہ تقریر کرنا ثابت نہیں، نہ بلاضرورت۔ پھر ''مسلمانوں کی ماں'' پر آج کی عورت کو اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقدس معاشرے پر آج کے گندے معاشرے کو قیاس کرنا بدعقلی ہے۔

ج۴:......قرآنِ کریم میں ہے: ''فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ'' (ترجمہ: ازواجِ مطہراتؓ سے کچھ پوچھنا ہو تو پس پردہ پوچھو) اس لئے پردے کے پیچھے سوال کرتے تھے۔

پردے کے مخالف والدین کی اطاعت ضروری نہیں، نیز بہنوئیوں سے بھی پردہ ضروری ہے

س...... علمائے کرام سے سنا ہے کہ بیٹے پر شریعتِ اسلامیہ کی رُو سے والدین کی اطاعت اس حد تک واجب ہے کہ اگر وہ حکم دیں کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو تو وہ طلاق دے دے۔ دُوسری طرف سے شریعتِ اسلامیہ میں شادی کو سنتِ مؤکدہ قرار دیا گیا ہے، اور بیوی کے پردے کو واجب یا فرضِ عین۔ اور خاص کر حدیثِ نبوی میں بیوی کو شوہر کے بھائیوں سے سختی کے ساتھ پردہ کرنے کا حکم ہے۔ میری شادی کو ہوئے تین سال کا عرصہ ہوا ہے، میں نے شریعتِ اسلامیہ کی رُو سے بیوی کو اپنے (شوہر کے) بھائیوں (حقیقی و سوتیلے) سے پردے

کا حکم دیا ہے۔ اس لئے وہ شرعی حکم کی تعمیل میں سخت پردہ کرتی ہے۔ ان (بیوی) کی دُوسری چار (غیرشادی شدہ) بہنیں بھی ہیں۔ اب مجھے سخت مسائل درپیش ہیں، جن سے سخت نالاں ہوں، اور محسوس ہوتا ہے کہ شریعت کے یہ دو اَحکام ایک دُوسرے سے ٹکرارہے ہیں، وہ یہ کہ میرے بھائی صاحبان اور میرے والدین مجھ سے اس بات (پردہ مذکورہ پر) سے سخت خفا ہیں، خط و کتابت بند کردی ہے، اب اگر میں شادی نہ کرتا تو سنتِ مؤکدہ ترک ہوجاتی، اگر شادی کرلی تو بیوی کا پردہ واجب ہوگیا۔ اِدھر سے والدین کی اطاعت بھی واجب۔ اگر پردے والے شرعی حکم کو مانتا ہوں اور اس پر عمل کروں گا تو والدین کی اطاعت جو شرعاً واجب ہے، ترک ہوگی۔ اور اگر والدین کا حکم اور منشاء کی اطاعت کروں گا تو پردہ جو (شرعاً واجب ہے) کا ترک لازم آئے گا۔ دُوسری طرف سے سسرال کا تکرار ہے کہ باقی جو میری سالیوں کی شادی جب ہوجائے گی، تو ان ہم دامادوں سے بھی بیوی کو پردہ نہ کرانا، اور بیوی کی بھی یہی تکرار ہے، اور اندیشہ قطعی ہے کہ اگر میں بیوی کو اپنے ہم داماد بھائیوں سے جب شرعی پردے کا حکم دُوں گا تو میرے گھر کا ماحول انتہائی خراب ہوگا۔ بیوی کا حق مہر جو پچیّس ہزار روپے میرے ذمہ غیرمؤجل ہیں کا مطالبہ ہوگا، میں ایک غریب آدمی ہوں، آفس میں کلرک ہوں، ماہانہ تنخواہ سے گھر کا گزارا کفایت کرکے بمشکل ہوتا ہے، حق مہر کے لئے اپنی ماہانہ آمدنی سے ایک پیسہ بھی نہیں بچایا جاسکتا۔ تقریباً اندازہ ہے کہ حق مہر کی رقم میں (اگرچہ انکار نہیں مگر) ادا تازیست نہ کرسکوں گا۔ خدارا! آپ سے دست بستہ عرض ہے کہ شریعتِ اسلامیہ کی رُو سے مجھے اپنے آئندہ موقف مناسبہ اختیار کرنے کی رہنمائی فرمائیے گا۔ میں آپ کے لئے تاحیات دُعا کرتا رہوں گا۔ اللہ پاک آپ کے اور آپ کے اہل و عیال کے علم میں اضافہ فرمائے اور اَجرِ عظیم عنایت فرمائے، آمین!

ج…… والدین کا یہ کہنا کہ بھائیوں سے بیوی کو پردہ نہ کرنے کا کہو، خلافِ شرع ہے۔ اور ان کے ایسے حکم کی تعمیل گناہ ہے۔ والدین نے اگر محض اس وجہ سے تعلق ختم کردیا ہے تو وہ گنہگار ہیں، آپ ان سے تعلق قطع نہ کریں۔ آپ کے سسرال والوں کا یہ مطالبہ کہ آپ کی بیوی اپنے بہنوئیوں سے پردہ نہیں کرے گی، یہ بھی خلافِ شریعت ہے۔ اگر آپ کی بیوی

اصرار کرے تو اس کو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سمجھایئے، لیکن اگر وہ اس پر راضی نہ ہو بلکہ طلاق کا مطالبہ کرے تو اس سے کہئے کہ خلع کرے، یعنی مہر معاف کرنے کی شرط پر طلاق لے لے۔

پردے سے متعلق چند سوالات کے جوابات

س…… بندہ آپ سے پردے کے بارے میں درج ذیل سوالات کا شرعِ متین کی رُو سے جوابات کا خواہاں ہے۔

س۱:…… ایک مسلمان عورت کو اپنے رشتہ داروں میں سے کن کن مردوں سے پردہ کرنا ضروری ہے؟

س۲:…… مسلمان عورتوں کے لئے پردے کی فرضیت قرآن مجید کی کن آیات سے ہوئی؟

س۳:…… ہمارے موجودہ معاشرے میں عورتوں کا بے پردہ باہر نکلنا اور دفاتر و فیکٹریوں میں ملازمت کرنا ایک معمول بن چکا ہے اور معیوب نہیں سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ ایسے بگڑے ہوئے ماحول میں مرد نگاہ کی حفاظت کیسے کرسکتے ہیں؟ راستوں اور بسوں میں باوجود کوشش کے بار بار نظر پڑ جانے سے گناہ ہوگا یا نہیں؟

ج۱:…… ایسے رشتہ دار جن سے عورت کا نکاح نہیں ہوسکتا، جیسے: باپ، دادا، بھائی، بھتیجے، بھانجے، چچا، ماموں وغیرہ، وہ عورت کے ''محرَم'' کہلاتے ہیں، ان سے عورت کا پردہ نہیں، اور وہ تمام لوگ جن سے نکاح ہوسکتا ہے ان سے پردہ لازم ہے، جیسے: ماموں زاد، چچازاد، پھوپھی زاد، خالہ زاد وغیرہ وغیرہ۔

ج۲:…… پردے کی فرضیت قرآنِ کریم کی متعدّد آیات سے ثابت ہے، مثلاً:

سورۂ اَحزاب کی آیت نمبر:۳۳ میں ارشادِ خداوندی ہے:

''وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْأُوْلٰی.''

ترجمہ:…… ''اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو، اور قدیم زمانۂ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو۔''

دُوسری جگہ ارشاد فرمایا:

”وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ اٰبَآئِهِنَّ أَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَآئِهِنَّ أَوْ أَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ اِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِیْٓ اِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِیْٓ أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَآئِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَیْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِیْنَ غَیْرِ أُولِی الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰی عَوْرَاتِ النِّسَآءِ“ (النور:۳۱)

ترجمہ:...... ”اور اپنی زیبائش کو کسی پر ظاہر نہ کریں، سوائے اپنے خاوند کے یا اپنے باپ کے، یا اپنے خاوند کے باپ کے، یا اپنے بیٹوں کے یا اپنے خاوند کے بیٹوں کے، یا اپنے بھائیوں کے، یا اپنے بھتیجوں کے، یا اپنے بھانجوں کے، یا اپنی ہم جنس عورتوں کے، یا اپنی باندیوں کے، یا ان ملازموں کے جو عورت کی زیب و زینت سے غرض نہیں رکھتے، یا ان لڑکوں کے جو عورت کے اسرار سے بے خبر ہیں۔“

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

”یٰٓـاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ.“ (الاحزاب:۵۹)

ترجمہ:...... ”اے نبی! کہہ دیجئے اپنی عورتوں کو اور اپنی بیٹیوں کو اور مسلمانوں کی عورتوں کو کہ نیچے لٹکالیں اپنے اُوپر تھوڑی سی اپنی چادریں۔“

ج۳:...... عورت کا ایسی جگہ ملازمت کرنا حرام ہے، جہاں اس کا اختلاط اجنبی مردوں سے ہوتا ہو۔ اور ایسے گندے ماحول میں، جو کہ ہمارے یہاں پیدا ہوچکا ہے، ایک ایسے شخص کو اپنی نگاہ کی حفاظت نہایت ضروری ہے جو اپنا ایمان سلامت لے جانا چاہتا ہو۔ قصداً کسی نامحرَم کی طرف نظر بالکل ہی نہ کی جائے اور اگر اچانک نظر بہک جائے تو فوراً ہٹالی جائے۔

فہرست

”دیور موت ہے“ کا مطلب!

س...... میں نے اپنے بیٹے سے ایک حدیث سنی ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ دیور کو موت قرار دیا گیا ہے، تو کیا یہ حدیث ہے؟ اگر ہے تو اس حدیث کی مراد کیا ہے؟

ج...... اس حدیث کا مطلب واضح ہے کہ دیور سے موت کی طرح ڈرنا اور بچنا چاہئے، اس سے بے تکلفی کی بات نہ کی جائے، تنہائی میں اس کے پاس نہ بیٹھا جائے وغیرہ۔

شوہر کے کہنے پر پردہ چھوڑنا

س...... ایک اچھے گھرانے کی لڑکی جو بچپن سے جوانی تک شریعت کے مطابق پردہ کرتی ہو، لیکن شادی کے بعد اگر شوہر اسے برقع اُتارنے پر مجبور کرے یا صرف چہرہ ہی کھولنے پر مجبور کرے تو کیا ایسی صورت میں لڑکی کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ مکمل برقع اُتار دے یا چہرہ کھول کر مردوں میں آزادنہ گھومتی رہے، میرے محدود علم کے مطابق پردہ مسلمان عورتوں پر بالکل اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح نماز اور روزہ مسلمانوں پر فرض ہے، کیا مرد کی جانب سے اس قسم کی سختی پر عمل کرنا جائز ہے؟ شریعت اس کے لئے کیا حکم صادر کرتی ہے؟ آج کے معاشرے میں بعض لڑکیاں بچپن سے جوانی تک شریعت کے مطابق پردہ کرتی ہیں، لیکن شادی کے فوراً بعد اپنی مرضی سے پردہ ختم کر دیتی ہیں اور اس کا سارا اِلزام عموماً شوہروں پر ڈال دیا جاتا ہے، میں آپ سے یہ کہنا چاہوں گا کہ شریعت اس قسم کے معاملے پر کیا حکم دیتی ہے؟

ج...... پردہ شرعی حکم ہے، شوہر کے کہنے پر نہ چہرہ کھولنا جائز ہے اور نہ پردے کا چھوڑنا ہی جائز ہے۔ شوہر اگر مجبور کرے تو اس سے طلاق لے لی جائے تاکہ وہ ایسی بیوی لاسکے جو ہر ایک کو نظارۂ حسن کی دعوت دے۔ اور خود پردہ چھوڑ کر شوہر پر اِلزام دھرنا غلط ہے، لیکن ان کے گناہ میں شوہر بھی برابر کے شریک ہیں، کیونکہ وہ بے پردگی کو برداشت کرتے ہیں۔

شرعی پردے سے منع کرنے والے مرد سے شادی کرنا

س...... اگر ایک لڑکی شرعی پردہ کرتی ہو اور جب اس کی شادی ہونے والی ہو تو اس کو اس

فہرست

بات کا احساس ہو کہ لڑکا پردے پر راضی نہیں ہوگا، تو کیا وہ شادی سے رُک جائے؟

ج…… پردہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے، اس میں کسی دُوسرے کی اطاعت جائز نہیں، اگر لڑکا ایسا ہو تو وہاں شادی نہ کرے۔

پردے پر آمادہ نہ ہونے والی عورت کی سزا

س…… اگر عورت کو شریعت کے متعلق حکم دیا جائے اور وہ نہ مانے، مثلاً: پردے کے متعلق (خصوصاً بیوی کو) تو اس کو کیا سزا دینی چاہئے؟ کیا زبردستی اس پر عمل کرایا جائے اور نہیں تو خاموشی اختیار کی جائے؟ برائے مہربانی شریعتِ اسلامی کی روشنی میں جواب دیجئے۔

ج…… اس کو پیار و محبت سے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سمجھایا جائے، اگر وہ نہ مانے تو اس سے علیحدگی اختیار کرلی جائے۔

پیر سے بغیر پردہ کے عورت کا ملنا جائز نہیں

س…… ہماری والدہ ایک پیر سے عقیدت رکھتی ہیں، کیا پیر سے اسلام میں میل ملاپ رکھنا اور پردہ نہ کرنا جائز ہے؟

ج…… پیر سے پردہ لازم ہے، جو پیر اجنبی عورت سے تنہائی میں ملتا ہے وہ خود بھی گمراہ ہے، اس کے پاس جانا جائز نہیں۔

چہرہ، ہاتھ، پاؤں کیا پردے میں داخل ہیں؟

س…… کیا عورت کے لئے چہرے کا پردہ نہیں ہے؟ نیز یہ بتائیے کہ عورت کو کن کن حصوں کا کھولنا منع ہے؟ اور عورت کے لئے چچازاد، خالہ زاد جیسے رشتہ داروں سے پردہ کرنا کیسا ہے؟ حدیث سے جواب دیں۔ کیا یہ دُرست ہے کہ جن سے عورت کا نکاح جائز ہے ان سے پردہ ضروری ہے، چاہے وہ رشتہ دار ہوں؟

ج…… چہرہ اور ہاتھ پاؤں ستر میں داخل نہیں، لیکن پردے کے لئے چہرہ ڈھانکنا بھی ضروری ہے تاکہ نامحرَم نظریں چہرے پر نہ پڑیں۔ نامحرَم وہ لوگ ہیں جن سے نکاح جائز ہے، ان سے پردہ ہے۔

فہرست

بیٹی کے انتقال کے بعد اس کے شوہر (داماد) سے بھی پردہ ہے؟

س...... میری والدہ جن کی عمر تقریباً ۳۵-۴۰ سال کے قریب ہے، وہ نوجوانی میں ہی ہم سات بہن بھائیوں کی موجودگی میں ۱۲ سال قبل بیوہ ہوگئی تھیں، انہوں نے بڑے مشکل وقت میں ہماری پرورِش کی ہے، مگر دو سال قبل والدہ صاحبہ نے ایک شخص (جو کہ ان کا ہی ہم عمر ہے) کو اپنا منہ بولا بیٹا بنایا اور ہم سب بہن بھائیوں کی مخالفت کے باوجود انہوں نے اس شخص سے ہماری چھوٹی بہن کی شادی کردی، جبکہ وہ شخص پہلے سے اپنی بیوی کو طلاق دے چکا ہے اور میری بہن کی عمر کی اس کی بیٹی ہے، والدہ نے اس شخص سے ملنا نہیں چھوڑا اور ہم سے کہا کہ یہ میرا داماد ہے، دُنیا کا کوئی قانون مجھے میرے داماد سے ملنے سے روک نہیں سکتا۔ شادی کے پانچ مہینے بعد میری بہن کا انتقال ہوگیا اور میری والدہ ابھی تک اس شخص سے ملتی ہیں، وہ کہتی ہیں کہ بیٹی کے مرنے سے داماد کا رشتہ نہیں ٹوٹتا اور داماد سے پردہ جائز نہیں۔

ج...... داماد سے پردہ نہیں ہوتا، لیکن اگر دونوں جوان ہوں تو پردہ لازم ہے، ایسا نہ ہو کہ شیطان دونوں کا منہ کالا کردے، آپ کی والدہ کا وہاں جانا جائز نہیں۔

غیرمحرَم رشتہ داروں سے کتنا پردہ ہے؟ نیز جیٹھ کو سسر کا درجہ دینا

س...... ہمارے خاندان میں پردہ ہے، خواتین پردہ کرتی ہیں، لیکن جیٹھ، نندوئی، دیور، بہنوئی اور ان کے دامادوں سے پردہ نہیں کرتیں۔ نیز خالہ زاد، ماموں زاد، چچازاد بھائیوں سے بھی پردہ نہیں کرتیں۔ آپ مجھے بتائیں کہ ان لوگوں سے پردہ ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کس طرح کا؟ کیا ان لوگوں سے بالکل اسی طرح کا پردہ کیا جائے جس طرح کا عام لوگوں سے ہے؟ اب کیونکہ معاشرے میں پردے کی حکمت واہمیت کا احساس مٹ گیا ہے تو چھٹی والے دن ان لوگوں کے گھر جانے سے محض اس لئے انکار کرسکتی ہوں کہ مرد گھر پر ہوتے ہیں اور بے پردگی ہوتی ہے؟ کیونکہ اب پردہ کرنے کو دقیانوسیت سمجھا جاتا ہے۔ اگر ان لوگوں میں سے کوئی گھر میں آئے تو سامنے نہ جاؤں اور پردے میں ہوجاؤں۔ میں علیحدہ گھر میں رہتی ہوں، مشترکہ خاندانی نظام نہیں ہے۔ اگر سسر حیات نہ ہوں تو کیا ہمارا دِین

اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ جیٹھ کو ان کا قائم مقام سمجھ کر سامنے ہوا جائے؟ پردہ صرف جسم کا ہے یا چہرے کا بھی ہے؟ اس کی بھی وضاحت کی جائے۔ آپ میرے سوالوں کا جواب وضاحت سے دیں تاکہ میری کنفیوژن دُور ہو اور عورت سے جس طرح کا پردہ اسلام چاہتا ہے اس پر عمل پیرا ہونے کی صدقِ دِل سے کوشش کروں۔

ج...... جن رشتہ داروں کے نام آپ نے لکھے ہیں، ان سے بھی ویسا ہی پردہ ہے جیسا کہ اجنبی لوگوں سے۔ کوشش تو یہ ہونی چاہئے کہ ان کے سامنے نہ جایا جائے، لیکن اگر کبھی جانا پڑے تو کپڑے سے چہرے کا پردہ کرلیا جائے اور ان کے ساتھ بے تکلف گفتگو نہ کی جائے۔ سسر کے بعد جیٹھ اس کے قائم مقام نہیں ہوجاتا۔

اجنبی عورت کو بطور سیکریٹری رکھنا

س...... آج کل کے دور میں مخلوط ملازمت کا سلسلہ چل رہا ہے، اکثر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ پرائیویٹ آفس میں لیڈیز سیکریٹری رکھی جاتی ہیں اور مالکان اپنی سیکریٹریوں سے خوش گپیوں میں مصروف ہوتے ہیں، حالانکہ اسلام میں عورت کا نامحرَم کے سامنے بے پردہ نکلنا حرام ہے۔ برائے مہربانی تحریر فرمائیں کہ اس مسئلے کے متعلق شرع کیا حکم دیتی ہے؟

ج...... حکم ظاہر ہے کہ اجنبی عورت سے خلوَت کرنا اور اس سے خوش گپیوں میں مشغول ہونا شرعاً حرام ہے، اس لئے عورت سیکریٹری رکھنا جائز نہیں۔

لڑکیوں کا بے پردہ مردوں سے تعلیم حاصل کرنا

س...... میں گرلز کالج میں پڑھتی ہوں اور مذہبی پردے دار گھرانے سے تعلق رکھتی ہوں، چونکہ سائنس کی اسٹوڈنٹ ہوں اس لئے کالج روزانہ جانا پڑتا ہے اور کالج میں تقریباً اسٹاف مردوں پر مشتمل ہے، اور ہم لوگوں کے پاس کالج میں ایک باریک پٹی ہوتی ہے، دوپٹہ لینے کی اجازت نہیں ہے، ایسی صورت میں جب ہم پر مجبوری ہو تو کیا کیا جائے؟ جبکہ اسلام میں عورت کو اپنا بال تک دِکھانے کی اجازت نہیں ہے۔

ج...... لڑکیوں کا غیرمحرَم مردوں سے بے پردہ پڑھنا فتنے سے خالی نہیں، یا تو باپردہ تعلیم کا

فہرست

انتظام کیا جائے، ورنہ تعلیم چھوڑ دی جائے۔

عمر رسیدہ عورت کا اسکول میں بچوں کو پڑھانا

س...... ایک ایسی عورت جو کہ اپنے تمام فرائض سے سبکدوش تقریباً ہوچکی ہے، اور اس کے بچے اسکول میں پڑھتے ہیں اور گھر میں فالتو ہوتی ہے، تو کیا وہ عورت اپنے گھر کے عین سامنے اسکول میں پڑھانے جاسکتی ہے؟ جبکہ علم کا حاصل کرنا ہر کسی پر فرض ہے، اور اس طریقے سے اس عورت کا وقت بھی اچھے کام میں صَرف ہوتا ہے۔

ج...... اگر اللہ تعالیٰ نے اس کو معاش سے فارغ کر رکھا ہے تو فرصت کو غنیمت سمجھ کر اپنی آخرت کی تیاری میں لگے، ذکر واَذکار، تسبیحات، تلاوت اور نماز میں وقت گزارے، معاشی طور پر تنگ دست ہو تو ملازمت باپردہ کرسکتی ہے۔ جس علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے، وہ یہ نہیں جو اسکولوں میں پڑھایا جاتا ہے۔

بغیر دوپٹہ کے عورت کا کالج میں پڑھانا اور دفتر میں کام کرنا

س...... ہمارے تعلیمی اداروں میں مخلوط تعلیم کا رواج ہے، شرعی لحاظ سے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ ہمارے تعلیمی اداروں میں خواتین ٹیچرز بغیر دوپٹے کے کلاسز لیتی ہیں، جبکہ اسکولوں میں مرد اساتذہ بھی ہوتے ہیں، کیا یہ دُرست ہے؟

ج...... یہ مخلوط نظامِ تعلیم بے خدا قوموں کا ایجاد کردہ ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ مرد، مرد نہ رہیں، اور عورتیں، عورتیں نہ رہیں، اسلام کے ساتھ اس نظام کا کوئی جوڑ نہیں۔

س...... ہمارے ملک میں مخلوط ملازمت کا رواج ہے، سرکاری اور غیرسرکاری دفاتر میں جہاں صرف مرد کام کرتے ہیں، آفیسر اپنے لئے لیڈی سیکریٹری رکھتے ہیں، کیا ایسے دفاتر فحاشی کے اَڈّے نہیں کہلائیں گے؟ شرع کے لحاظ سے ایسی خواتین اور آفیسروں کے لئے کیا حکم ہے؟

ج...... یہ مخلوط ملازمت کا نظام، مخلوط تعلیم کا شاخسانہ ہے، جو مردانہ غیرت اور نسوانی حیا نکال پھینکنے کا نتیجہ ہے۔

عورت بازار جائے تو کتنا پردہ کرے؟

س......اسلام میں آزاد عورت (یعنی آج کل کی گھریلو خاتون) کو غیرمحرَم سے پردے کا کیا حکم ہے؟ خصوصاً سورۂ اَحزاب کی آیت نمبر:۵۹ اور سورۂ نور کی آیت نمبر:۳۱ میں پردے کا جو حکم ہے، اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اور جہاں بھی پردے کا حکم دیا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پردے کا کیا حکم دیا ہے؟ جناب! خصوصاً سورۂ اَحزاب کی آیت نمبر:۵۹ اگر تفصیل سے سمجھادیں تو مہربانی ہوگی۔

”اے نبی! (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ واسطے بیبیوں اپنی کے اور بیٹیوں اپنی کے اور بیویوں مسلمانوں کی، کے نزدیک کرلیں اُوپر اپنے بڑی چادریں اپنی، یہ بہت نزدیک ہے اس سے کہ پہچانی جاویں پس نہ ایذا دی جاویں اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان۔“

(سورۂ اَحزاب)

اور سورۂ نور میں پردے کے متعلق جو حکم آیا ہے، وہ بھی تفصیل سے سمجھادیں۔

ج...... پردے کے بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ اگر عورت کو گھر سے باہر جانے کی ضرورت پیش آئے تو بڑی چادر یا برقع سے اپنے پورے بدن کو ڈھانپ کر نکلے اور صرف راستہ دیکھنے کے لئے آنکھ کھلی رہے، ان آیات کی تفسیر مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی تفسیر ”معارف القرآن“ میں دیکھ لی جائے۔

بے پردگی والی جگہ پر عورت کا جانا جائز نہیں

س......زید اپنی بیوی کو اس کے بھائی کے گھر جانے سے روکتا ہے، کیونکہ اس کے بھائی کے گھر میں خدمت گار نوجوان ہیں، جبکہ یہ خدمت گار گھر کے ایک مخصوص حصے تک محدود ہیں۔ آپ اس مسئلے کا تفصیلی و تحقیقی جواب تحریر فرمائیں۔

ج......شوہر کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنی بیوی کو ایسی جگہ جانے سے منع کرے جہاں غیرمحرَم مردوں سے بے پردگی کا اندیشہ ہو، ہاں! البتہ اگر بیوی کے بھائی کے گھر بے پردگی کا

فہرست

خطرہ نہ ہو اور خدمت گار مردوں کے لئے الگ کوئی مخصوص جگہ ہو تو پھر کبھی کبھی جانے میں کوئی حرج نہیں، لیکن پردے کا اہتمام ضروری اور لازمی ہے۔

گھر میں نوجوان ملازم سے پردہ کرنا ضروری ہے

س…… ایک تعلیم یافتہ مسلمان جن کے کام کاج کرنے کے لئے ایک مسلمان نوجوان ملازم ہے، جو رات دن ان کے گھر میں رہتا ہے، جس کا ان کے اہلِ خانہ سے پردہ نہیں ہے، سنا ہے کہ وہ اس ملازم کو اپنے گھر میں چھوڑ کر ایک ماہ کے لئے کہیں باہر کام پر گئے ہیں۔ پردہ شرعی کی چہل حدیث میں لکھا ہے کہ ایسا شخص جس کو اس کی پروا نہ ہو کہ اس کی گھر والیوں کے پاس کون آتا ہے؟ کون جاتا ہے؟ وہ دیوث ہے، اور دیوث کبھی جنت میں داخل نہ ہوگا۔ کیا اس قسم کا شخص اس صورت میں کہ وہ دِینی کام سے جاتا ہے، جنتی ہوجائے گا؟

ج…… ملازم سے پردہ ہے، اور اس کا بغیر پردے کے مستورات کے پاس جانا جائز نہیں۔

عورتوں کو تبلیغ کے لئے پردۂ اسکرین پر آنا

س…… عورتوں کے لئے پردے کا حکم بہت شدید ہے، یعنی یہ کہ عورت کو مرد سے اپنے ناخن تک چھپانے چاہئیں، لیکن آج کل کی عورت دفتروں میں، دُکانوں میں (سیلز گرل) اور سڑکوں پر بے پردہ گھومتی ہے، جو کہ ظاہر ہے غلط ہے۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ اگر عورت ٹیلی ویژن پر آتی ہے تو یقیناً اسے لاکھوں کی تعداد میں مرد دیکھتے ہیں، اور آج کل ٹی وی پر عورتیں تبلیغِ دِین کے لئے آتی ہے، کیا اس عمل سے وہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرلیتی ہیں؟

ج…… جو عورتیں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اَحکام کو توڑ کر پردۂ اسکرین پر اپنی نمائش کرتی ہیں، انہیں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کیسے حاصل ہوسکتی ہے…؟ ہاں! اِبلیس اور ذُرّیتِ اِبلیس ان کے اس عمل سے ضرور خوش ہیں۔

کیا عورت کھیلوں میں حصہ لے سکتی ہے؟

س…… پچھلے دنوں اخبار ''جنگ'' میں پروفیسر وارث میر صاحب نے عورتوں کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے، پروفیسر صاحب لکھتے ہیں کہ: ''عورت بغیر پردہ یعنی کہ منہ چھپائے

بغیر باہر نکل سکتی ہے، کھیلوں میں حصہ لے سکتی ہے، مردوں کے شانہ بشانہ کام کرسکتی ہے'' یہ کہاں تک صحیح ہے کہ عورت بغیر پردہ کئے باہر نکل سکتی ہے؟ جبکہ عورت کی ساری خوبصورتی اس کے چہرے سے ہی معلوم ہوتی ہے۔ اس چہرے کے مسئلے کو تفصیلاً تحریر کریں۔ دُوسرا سوال یہ ہے کہ ہم لوگ جو آج کل کے دور میں تعلیم حاصل کررہے ہیں، آیا اس کے لئے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا؟ نیز عورتوں کو میڈیکل کی تعلیم حاصل کرنا یا وکالت کرنا یا جج کے فرائض انجام دینا کہاں تک صحیح ہے؟ ضرور تحریر کریں۔

ج...... پروفیسر وارث میر کا فتویٰ غلط ہے۔ بے پردگی، فحاشی کی بنیاد ہے، اور اسلام فحاشی کو برداشت نہیں کرتا۔ عورت کے لئے قرآنِ کریم کا حکم یہ ہے کہ وہ بغیر شدید ضرورت کے گھر سے ہی نہ نکلے، اور اگر ضرورت کی بنا پر نکلے تو جلباب (بڑی چادر جو پورے بدن کو ڈھانک لے) پہن کر نکلے، اور اس کا پلّو چہرے پر لٹکائے رکھے، مرد اور عورت اپنی نظریں نیچی رکھیں اور عورتیں اپنے محرَموں کے سوا کسی کے سامنے اپنی زینت کا اظہار نہ کریں۔ مجھے قرآنِ کریم میں کوئی ایسی آیت نہیں ملی جس میں عورتوں کو مردوں سے کندھا ملاکر (شانہ بشانہ) چلنے کا حکم دیا گیا ہو، اور جس میں یہ کہا گیا ہو کہ عورتیں مردوں کے شانہ بشانہ چلتے ہوئے کھیل کے میدان میں بھی جاسکتی ہیں۔ یہ آسمانِ مغرب کی ''وحی'' ہے جس نے مرد و زَن کا امتیاز مٹاڈالا ہے، جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی یہ ہے کہ:

''اللہ کی لعنت ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں، اور اللہ کی لعنت ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت کرتی ہیں۔''

۲:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علومِ نبوّت لے کر آئے تھے اور آپ نے انہی کے حاصل کرنے کی ترغیب بھی دی ہے، اور اس کے فضائل بھی بیان فرمائے ہیں۔ دُنیاوی علوم انسانی ضرورت ہے اور حدودِ شریعت کے اندر رہتے ہوئے ان سے استفادہ بھی جائز ہے، لیکن جو علم، اَحکامِ الٰہیہ سے برگشتہ کردے (جیسا کہ آج کل عام طور سے دیکھنے میں آرہا ہے) وہ علم نہیں، جہل ہے۔

عورتوں کا میڈیکل سیکھنا، قانون پڑھنا جائز ہے، بشرطیکہ شرعی پردہ محفوظ رہے،

ورنہ بے پردگی حرام ہے۔ عورت کو جج بنانا صحیح نہیں، لیکن اگر بنادیا گیا تو اس کا فیصلہ صحیح ہوگا، مگر حدود و قصاص میں عورت کا فیصلہ معتبر نہیں۔

عورت کے چہرے کا پردہ

س…… جناب! میں پردہ کرتی ہوں جیسا کہ اللہ کا حکم ہے کہ نامحرَم سے پردہ کرنا چاہئے، میں اب تک کوشش یہی کرتی رہی ہوں کہ اپنے خالہ زاد یا ماموں زاد، پھوپھی زاد بھائیوں کے سامنے نہ آؤں، مگر کبھی کبھار سامنا ہو ہی جاتا ہے۔ میں نے ابھی ایک مضمون پڑھا تھا جس میں عورت کے چہرے کے پردے پر زور نہیں دیا گیا تھا، معلوم یہ کرنا ہے کہ رشتہ داروں سے چہرے کا پردہ کرنا چاہئے یا نہیں؟ جبکہ فی زمانہ یہ بہت ہی زیادہ مشکل ہے۔

ج……عورت کو کسی مجبوری کے بغیر چہرہ کھولنے کی اجازت نہیں، جہاں تک ممکن ہو آپ بدستور پردہ کرتی رہیں، اخباروں میں صحیح غلط ہر قسم کی باتیں چھپتی ہیں، جب تک کسی محقق عالم سے تحقیق نہ کرلی جائے، اخباری مضامین پر کان نہیں دھرنا چاہئے۔

عورت کی کلائی پردے میں شامل ہے

س……آپ نے ''غیرمحرَم کو ہاتھ لگانا'' کے جواب میں یہ لکھا ہے: ''عورت کا ہاتھ کلائی تک پردے کے حکم میں نہیں ہے'' حالانکہ کلائی ہاتھ کی گٹوں سے شروع ہوتی ہے جو کہ پردے کے حکم میں ہے۔ کیا ہاتھ کی کلائی عورت کے پردے کے حکم میں ہے؟ ضرور وضاحت فرمائیں، اگر کلائی عورت کی نماز میں کھلی رہ جائے تو اس کی نماز نہ ہوگی؟

ج……کلائی گٹوں سے شروع ہوتی ہے، اور گٹوں تک ہاتھ ستر میں شامل نہیں، گٹوں سے لے کر کلائی ستر میں شامل ہے، اس میں آپ کو کیا اِشکال ہے؟ وہ سمجھ میں نہیں آیا۔

بہنوئی سے بھی پردہ ضروری ہے

س…… بہنوئی سے پردہ کرنا چاہئے یا نہیں؟ ہمارے اِدھر ایک حافظ ہیں، وہ کہتے ہیں کہ جب تک بہن زندہ ہو پردہ نہیں کرنا چاہئے۔

ج……بہنوئی سے پردہ ہے، حافظ صاحب غلط کہتے ہیں۔

رشتہ دار نامحرَموں سے بھی پردہ ضروری ہے

س…… ہم غیرمحرَموں سے پردہ کرتی ہیں، لیکن ہماری ایک بزرگ خاتون کہتی ہیں کہ: ''تم جو پردہ کرتی ہو صحیح نہیں ہے، تھوڑا بہت زمانے کے ساتھ بھی چلنا پڑتا ہے'' وہ کہتی ہیں کہ: ''چہرہ وغیرہ غیرمحرَموں کے سامنے کھول سکتے ہیں'' وہ کہتی ہیں کہ: ''حج میں بھی تو عورتیں چہرہ وغیرہ کھلا رکھتی ہیں'' آپ ضرور تفصیل سے جواب دیں کہ عورتیں حج میں اپنا چہرہ کیوں کھلا رکھتی ہیں؟

ج…… جس طرح مرد کو اِحرام کی حالت میں سلا ہوا کپڑا پہننا اور سر ڈھانکنا جائز نہیں، اسی طرح چہرے کو کپڑا لگانا عورت کو اِحرام کی حالت میں جائز نہیں۔ چنانچہ عورت کو یہ حکم ہے کہ اِحرام کی حالت میں اس طرح پردہ کرے کہ کپڑا منہ کو نہ لگے۔ اب اگر آپ کی بزرگ خاتون جیسا کوئی عقل مند لوگوں کو یہ تبلیغ کرتا پھرے کہ: ''جس طرح مردوں کو وہاں کُرتا شلوار پہننا جائز نہیں تو یہاں بھی جائز نہیں'' تو آپ اس کے بارے میں کیا رائے قائم کریں گی؟ وہی رائے اس بزرگ خاتون کے بارے میں قائم کرلیجئے…! علاوہ ازیں اِحرام کی حالت میں چہرہ ڈھکنا تو جائز نہیں لیکن پردہ کرنا وہاں بھی فرض ہے، اور لوگوں کے سامنے کھلے بندوں پھرنا حرام ہے، اب اگر بعض بیوقوف عورتیں اس پر عمل نہیں کرتیں تو ان کا فعل شریعت تو نہیں۔ رہا اس بزرگ خاتون کا یہ کہنا کہ: ''تھوڑا بہت زمانے کے ساتھ بھی چلنا پڑتا ہے'' بالکل غلط ہے، ''چلو تم اِدھر کو جدھر کی ہوا ہو'' دُنیا پرستوں اور کافروں کا شیوہ تو ہوسکتا ہے، کسی مؤمن کا نہیں۔ کیونکہ کوئی مسلمان خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرکے زمانے کی ہوا کا ساتھ نہیں دے سکتا ورنہ پھر مسلمان اور کافر کے درمیان کیا فرق رہ جائے گا…!

بے پردگی سے معاشرتی پیچیدگیاں پیدا ہورہی ہیں نہ کہ پردے سے

س…… محترم! فیڈریشن آف پروفیشنل ویمن ایسوسی ایشن کے زیرِاہتمام ایک اجلاس منعقد ہوا، جس میں فیڈریشن کی صدر ڈاکٹر سلیمہ احمد صاحب نے فرمایا: ''خواتین کو پردے میں بٹھانے سے معاشرتی پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں'' کیا ان محترمہ کا بیان دُرست ہے؟

فہرست

ج……ڈاکٹر صاحبہ کو جس پردے میں پیچیدگیاں نظر آرہی ہیں اس کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں دیا ہے، چنانچہ سورۂ اَحزاب آیت:۳۳ میں خواتینِ اسلام کو حکم فرماتے ہیں:

”وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاھِلِیَّةِ الْأُوْلٰی۔“ (الاحزاب:۳۳)

ترجمہ:……”اور قرار پکڑو اپنے گھروں میں، اور دِکھلاتی نہ پھرو جیسا کہ دِکھانا دستور تھا پہلے جہالت کے وقت میں۔“ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اس آیت شریفہ کے ذیل میں لکھتے ہیں:

”اسلام سے پہلے زمانۂ جاہلیت میں عورتیں بے پردہ پھرتی اور اپنے بدن اور لباس کی زیبائش کا علانیہ مظاہرہ کرتی تھیں۔ اس بداخلاقی اور بے حیائی کی رَوِش کو مقدس اسلام کب برداشت کرسکتا ہے؟ اس نے عورتوں کو حکم دیا کہ گھروں میں ٹھہریں اور زمانۂ جاہلیت کی طرح باہر نکل کر حسن و جمال کی نمائش کرتی نہ پھریں۔“

یہ تو چاردیواری میں بیٹھنے کا حکم ہوا، اور اگر کبھی باَمرِ مجبوری خواتین کو گھر سے باہر قدم رکھنا پڑے تو وہ کس انداز سے نکلیں؟ اس کے لئے درج ذیل ہدایت فرمائی گئی، سورۂ اَحزاب آیت:۵۹ میں ارشاد ہے:

”یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ۔“

ترجمہ:……”اے نبی! کہہ دے اپنی عورتوں کو اور اپنی بیٹیوں کو اور مسلمانوں کی عورتوں کو، نیچے لٹکالیں اپنے اُوپر تھوڑی سی اپنی چادریں۔“ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

”یعنی بدن ڈھانپنے کے ساتھ چادر کا کچھ حصہ سر سے نیچے چہرے پر بھی لٹکالیویں۔ روایات میں ہے کہ اس آیت کے

نازل ہونے پر مسلمان عورتیں بدن اور چہرہ چھپا کر اس طرح نکلتی تھیں کہ صرف ایک آنکھ دیکھنے کے لئے کھلی رہتی تھی۔‘‘

یہ بڑی چادروں (جلابیب) سے سر لپیٹ کر اور سر اور چہرہ ڈھک کر نکلنے کا حکم چادر کا پردہ ہوا، اور شرفاء کے یہاں برقع کا رواج درحقیقت اسی حکم کی تعمیل کی خوبصورت شکل ہے۔

بہرحال یہ ہیں شرعی پردے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے پاک ارشادات، اور یہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسلمانوں کا ان اَحکامِ خداوندی پر عمل۔ نہ جانے ڈاکٹر صاحبہ کو پردے کے اندر وہ کون سی پیچیدگیاں نظر آگئیں جن کا علم-نعوذ باللہ- نہ اللہ تعالیٰ کو ہوا، نہ صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کو، اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی پاکیزہ خواتین کو، رضی اللہ عنہنّ۔ اللہ تعالیٰ عقل و ایمان اور عفت و حیا کی محرومی سے پناہ میں رکھیں۔

کیا گھر کی کھڑکیاں اور دروازے بند رکھنا ضروری ہے؟

س…… محض شک کی بنا پر گھر کے دروازے، کھڑکیاں بند رکھنا کہ کہیں کسی غیرمرد کی نظر خواتین پر نہ پڑے، حالانکہ بے پردگی کا قطعی امکان نہ ہو کہاں تک دُرست ہے؟

ج…… گھر میں پردے کا اہتمام تو ہونا چاہئے، لیکن اگر مکان ایسا ہے کہ اس سے بے پردگی کا احتمال نہ ہو تو خواہ مخواہ شک میں پڑنا صحیح نہیں۔ شک، اسلام کی تعلیم نہیں، بلکہ ایک نفسیاتی مرض ہے جو گھر کے ماحول میں بداعتمادی کو جنم دیتا ہے اور جس سے رفتہ رفتہ گھر کا ماحول آتش کدہ بن جاتا ہے۔ البتہ دروازوں، کھڑکیوں سے اگر غیرنظروں کے گزرنے کا احتمال ہو تو ان پر پردے لگانے چاہئیں۔

دُودھ شریک بھائی سے پردہ کرنا

س…… کیا کسی بہن کو اپنے دُودھ شریک بھائی سے پردہ کرنا چاہئے؟

ج…… دُودھ شریک بھائی اپنے حقیقی بھائی کی طرح محرَم ہے، اس سے پردہ نہیں۔ البتہ اگر وہ بدنظر اور بدقماش ہو تو فتنے سے بچنے کے لئے اس سے بھی پردہ لازم ہے۔

اخلاقیات

نصیحت کرنے کے آداب

س...... اگر میرے ساتھ کام کرنے والا یا کوئی رشتہ دار کسی طریقے یعنی تبلیغ یا نرمی سے سمجھانے پر بھی نماز پڑھنے یا غلط عمل کے ترک کرنے پر آمادہ نہ ہو تو اس کے ساتھ دِینِ اسلام کی رُو سے کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے؟

ج...... اپنے مسلمان بھائیوں کو نیکی کرنے اور بُرائی چھوڑنے کی ترغیب دینا تو فرض ہے، مگر اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ بات بہت نرمی اور خوش اخلاقی سے سمجھائی جائے۔ طعن و تشنیع کا لہجہ اختیار نہ کیا جائے۔ اور تبلیغ کرتے وقت بھی اس کو اپنے سے افضل سمجھا جائے۔ اگر آپ نے پیار و محبت سے سمجھایا اور اس کے باوجود بھی وہ نہیں مانا تو آپ نے اپنا فرض ادا کرلیا، اب زیادہ اس کے پیچھے نہ پڑیں، بلکہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے رہیں کہ اسے راہِ راست کی توفیق عطا فرمائے اور کسی مناسب موقع پر پھر نصیحت کریں۔ بہرحال یہ خیال رہنا چاہئے کہ ہمیں بیماری سے نفرت ہے، بیمار سے نہیں۔ جو مسلمان بے عمل ہو اسے حقیر نہ سمجھا جائے، بلکہ اخلاق و محبت سے اس کی کوتاہی دُور کرنے کی پوری کوشش کی جائے، اس کے لئے تدابیر سوچی جائیں۔

جوان مرد اور عورت کا ایک بستر پر لیٹنا

س...... کیا عورتوں کے کمرے میں مرد اکٹھے سو سکتے ہیں، جبکہ مردوں کے علیحدہ کمرے موجود ہوں؟ ان گناہگار آنکھوں نے کئی بار عورتوں کے ساتھ مردوں کو رات بھر ایک بستر پر سوتے دیکھا ہے، اور ان کو منع کیا مگر بدقسمتی سے تلخ جواب ملا یہ کہتے ہوئے کہ: ''انسان تو چاند تک پہنچ گیا ہے اور تم ابھی تک دقیانوسی خیالات بار بار دُہراتے ہو، موجودہ ترقی یافتہ

دور میں یہ سب ٹھیک ہے۔ پچاس برس کی ماں اپنے پچیّس برس کے بیٹے کے ساتھ سوسکتی ہے اوراسی طرح پچیّس سال کا بھائی اپنی بیس برس کی بہن کے ساتھ سوسکتا ہے۔''

ج…… حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ:''جب بچے دس سال کے ہوجائیں تو ان کے بستر الگ کردو'' (مشکوٰۃ ص:۵۸) پس جوان بہن بھائیوں کا ایک بستر پر سونا کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟ انسان کے چاند پر پہنچ جانے کے اگر یہ معنی ہیں کہ اس ترقی کے بعد انسان، انسان نہیں رہا، جانور بن گیا ہے اور اب اسے انسانی اقدار اور قوانینِ فطرت کی پابندی کی ضرورت نہیں، تو ہم اس ترقی کے مفہوم سے ناآشنا ہیں۔ ہمارے خیال میں انسان چاند چھوڑ کر مریخ پر جاپہنچے، اس پر انسانیت کے حدود وقیود کی رعایت لازم ہے، اور اسلام انسانیت کے فطری حدود وقیود ہی کا نام ہے۔ جولوگ اسلام کی مقدس تعلیمات کو''دقیانوسی باتیں'' کہہ کر اپنی آزادخیالی اور ترقی پسندی کا مظاہرہ کرتے ہیں، وہ دراصل یہ چاہتے ہیں کہ انسان اور حیوان کا امتیاز مٹ جانا چاہئے، ایسے لوگوں کو مسلمان کہنا ہی غلط ہے۔

غصّے میں گالیاں دینا شرعاً کیسا ہے؟

س…… میرے دادا جان جن کی عمر تقریباً ۶۰ سال ہے، ماشاء اللہ سے خاصے صحت مند ہیں اور ان کی سنت کے حساب سے داڑھی بھی ہے، لیکن وہ عادتاً گالیاں دیتے ہیں۔ غصہ پینے کی بجائے بہت غصہ کرتے ہیں، انڈین فلمیں دیکھنے کا بھی شوق رکھتے ہیں، کبھی تو پانچ وقت کی نماز پابندی سے ادا کرتے ہیں، لیکن وہ بھی گھر میں، بعض اوقات تو جمعہ کی نماز بھی گھر پر پڑھتے ہیں، اور کبھی کبھی بالکل ہی نماز چھوڑ دیتے ہیں۔ اگر ذرا سر میں درد ہو یا کسی دن کام کی زیادتی ہوتی ہے اور وہ تھک جاتے ہیں تو صرف یہ کہہ کر نماز چھوڑ دیتے ہیں کہ آج بہت تھک گیا ہوں۔

ج……غصہ تو ان کو بڑھاپے کی کمزوری کی وجہ سے آتا ہوگا، لیکن غصّے میں گالیاں بکنا تو بہت بُری بات ہے، اور پھر ایک معمر بزرگ کے منہ سے گالیاں تو اور بھی بُری بات ہے۔ نماز میں کوتاہی کرنا ایک مسلمان کے شایانِ شان نہیں، بڑھاپے کے بعد تو قبر ہی باقی رہ گئی ہے، اگر

فہرست

آدمی کو بڑھاپے میں اپنی کوتاہیوں کی تلافی کا ہوش نہ آئے تو کب آئے گا...؟ حدیث میں ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے ساٹھ برس کی عمر عطا کردی، اس کے سارے عذر ختم کردیئے:

"عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ینادی مناد یوم القیام: این ابن الستین؟ وھو العمر الذی قال اللہ تعالیٰ: أَوَ لَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيرُ."

(رواہ البیھقی فی شعب الایمان، مشکوٰۃ ص:۴۵۱)

ترجمہ:......"حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: قیامت کے دن ایک منادی اعلان کرے گا کہ: ساٹھ سال کی عمر والے کہاں ہیں؟ یہی عمر ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی کہ جس کو سمجھنا ہوتا وہ سمجھ سکتا، اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی پہنچا تھا؟" (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے "اصلی گھر" کی تیاری کی توفیق عطا فرمائیں۔

سوَر کی گالی دینا

س...... بزرگوں سے سنا ہے کہ سوَر کی گالی دینے سے چالیس دن کا رزق اُڑ جاتا ہے، اسلام میں یہ بات کہاں تک دُرست ہے؟

ج...... کسی کو یہ گندی گالی دینا تو دُرست نہیں، باقی رِزق اُڑ جانے کی بات مجھے معلوم نہیں۔

انسان کا شکریہ ادا کرنے کا طریقہ

س......انسان کا شکریہ ادا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ الفاظ: "مہربانی، شکریہ" وغیرہ کہنا جائز ہے؟

ج......کسی شخص کے احسان کا شکریہ ادا کرنے کے لئے شریعت نے "جَزَاکَ اللہ" کہنے کی تلقین کی ہے، حدیث میں ہے:

”من صنع اليه معروف قال لفاعله: جزاک الله، فقد ابلغ فی الثناء.“ (ترمذی ج:۲ ص:۲۳)

ترجمہ:...... ”جس پر کسی نے احسان کیا ہو، وہ احسان کنندہ کو ”جزاک اللہ“ کہہ دے تو اس نے تعریف کو حدِ کمال تک پہنچادیا۔“

بداخلاق نمازی اور بااخلاق بےنمازی میں سے کون بہتر ہے؟

س...... ایک شخص ہے نمازی اور بہت نیک اور پرہیزگار، مگر اس کے اخلاق اچھے نہیں، ہر ایک کے ساتھ بداخلاقی سے پیش آتا ہے، اور ایک شخص بےنمازی اور پرہیزگار بھی نہیں ہے، مگر اس کے اخلاق بہت اچھے ہیں، ایسی صورت میں کس کا عمل اچھا ہے؟

ج...... آپ کی یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے، کیونکہ عبادات کی تو تأثیر یہ ہے کہ وہ انسان کو مہذّب بنادے، اس کا دِل نرم کردے، اس کے اخلاق کو اچھا بنادے، اس کے تکبر کو ختم کردے، کیونکہ نماز کے بارے میں آتا ہے کہ وہ بےحیائی اور فواحش سے روکتی ہے، پھر جب انسان نماز میں تواضع سے سر جھکاتا ہے تو تکبر ختم ہوجاتا ہے، ہر وقت وہ نماز میں خدا تعالیٰ سے دُعا کرتا ہے کہ مجھے نیک لوگوں کے راستے پر چلا، اور نیک لوگوں کے اخلاق اچھے اور اعلیٰ ہوتے ہیں، تو معلوم ہوا کہ عبادت کا اثر ہی یہی ہے کہ اس کے اخلاق بھی اچھے ہوجائیں۔ اب اگر عبادت اس میں یہ تأثیر نہیں کرتی تو معلوم ہوا کہ اس کی عبادت میں کوئی نقص ہے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی عبادت کی اصلاح کرے، لیکن اس کو نماز، روزہ اور دیگر نیک کاموں کا اَجر اپنی جگہ الگ ملے گا اور بداخلاقی کا گناہ اپنی جگہ الگ۔ اسی طرح بااخلاق شخص جو کہ نیک اعمال نہیں کرتا اور فرائض میں کوتاہی کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو فطرتِ سلیمہ اور صحیح طبیعت عطا کی ہے، مگر وہ اپنی غفلت اور کوتاہی اور شیطان کے بہکانے میں آکر اپنے فرائض میں کوتاہی کر رہا ہے، تو اس کو ان فرائض میں کوتاہی کی سزا ضرور ملے گی۔ ان دونوں اَشخاص کی آپس میں کوئی نسبت نہیں، دونوں ہی صحیح

راستے پر نہیں، ایک نے ایک حصہ دِین کا چھوڑ دیا، اور دُوسرے نے دُوسرا دِین کا حصہ چھوڑ دیا، اس لئے دونوں ناقص ہیں۔

منافق کی تین نشانیاں

س…… میں یہاں ایک حدیثِ نبوی کا ترجمہ بحوالہ بخاری و مسلم درج کرنا چاہتا ہوں:
''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق کی تین نشانیاں ہیں، بات کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو خلافِ وعدہ کرے، کوئی امانت اس کے پاس رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے، چاہے وہ شخص روزہ رکھتا ہو، نماز پڑھتا ہو اور اپنے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہو'' اس حدیثِ مبارکہ کی روشنی میں آپ اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں جس شخص میں یہ تینوں خصوصیات بدرجۂ اَتم ہوں؟

ج…… منافق دو قسم کے ہیں، ایک منافقِ اعتقادی جو ظاہر میں مسلمان ہو اور دِل میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہی نہ رکھتا ہو۔ دُوسرا منافقِ عملی، یہ وہ شخص ہے جو اللہ و رسول کو مانتا ہے اور دِینِ اسلام کا عقیدہ رکھتا ہے، لیکن کام منافقوں والے کرتا ہے، مثلاً: جھوٹ بولنا، وعدہ خلافی کرنا، امانت میں خیانت کرنا، اس حدیثِ پاک میں اس دُوسری قسم کے منافق کا ذکر ہے، جو اگرچہ مسلمان ہے، نماز روزہ کرتا ہے، مگر اس کا کردار منافقانہ ہے۔ جس شخص کا آپ نے ذکر کیا ہے، اگر اس میں یہ سب باتیں پائی جاتی ہیں تو حدیثِ پاک کی وعید اس کو شامل ہے کہ اس کا کردار منافقوں والا ہے، مگر اس کو مطلقاً ''منافق'' کہنا جائز نہیں، جیسا کہ کوئی شخص کافروں والے عمل کرتا ہو تو اس کو مطلقاً ''کافر'' کہنا جائز نہیں۔

کسی کے بارے میں شک و بدگمانی کرنا

س…… ایک حدیث ہے کہ کسی پر شک نہیں کرنا چاہئے، یعنی شک، بدگمانی اور تجسّس منع ہیں۔ دُوسری حدیثِ مبارک ہے کہ جو چیز تمہیں شک میں ڈال دے اسے چھوڑ دو۔ ان دونوں حدیثوں میں کیا فرق ہے عمل کے لحاظ سے؟ اور کیا مطلب ہے؟

فہرست

ج…… کسی کے بارے میں بدگمانی جائز نہیں، یہ تو پہلی حدیث کا مطلب ہے۔ اور دُوسری حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس کام کے بارے میں تردّد ہو کہ آیا یہ جائز ہے یا نہیں، تو اس کو نہ کرو۔

غیبت کی سزا

س…… کیا غیبت کرنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں، میں نے سنا ہے کہ جس آدمی کی غیبت کی جاتی ہے غیبت کرنے والا گناہگار ہوجاتا ہے، مگر جس کی غیبت کی جاتی ہے اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ کیا جس کی غیبت کی جاتی ہے واقعی اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں؟

ج…… غیبت کرنے والے سے اس کی نیکیاں لے کر جس کی غیبت کی گئی ہو اس کو دِلائی جائیں گی، اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوں تو جس کی غیبت کی گئی اس کے گناہ غیبت کے بقدر اس پر ڈال دیئے جائیں گے۔ تمام حقوق العباد کا یہی مسئلہ ہے، اِلَّا یہ کہ اللہ تعالیٰ صاحبِ حق کو اپنے پاس سے عطا فرماکر اس سے معاف کرادیں تو ان کا فضل ہے۔

غیبت کرنا، مذاق اُڑانا اور تحقیر کرنا گناہِ کبیرہ ہے؟

س…… گزارش یہ ہے کہ میں سرکاری دفتر میں کام کرتا ہوں، وہاں پر چند نوجوان ہیں، وہ ہر وقت کسی نہ کسی طرح، کسی نہ کسی کا مذاق اُڑاتے رہتے ہیں، لڑاتے رہتے ہیں اور جھوٹی قسم کھاتے ہیں، کسی کے سر پر تھپڑ مارتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں، کسی کو تکلیف دے کر خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں: ''مزہ آگیا'' جب ان سے کہا جاتا ہے: اللہ سے ڈرو! تو کہتے ہیں: ''اللہ کو درمیان میں نہ لایا کرو!'' جب کہ سب کے سب مسلمان ہیں، ہمارا مذہب ایسے لوگوں کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ ان لوگوں کے اندر نہ تو خدا کا خوف، نہ ہی ڈر ہے، اکثر دوساتھیوں میں جھگڑا کراکے خوش ہوتے اور کہتے ہیں: ''آج بہت تفریح ہوگئی اور طبیعت خوش ہوگئی'' اور جھوٹ بولنا، چغلی کرنا، بات کو اِدھر اور اُدھر کرنا مشغلہ ہے، اور اپنے سامنے دُوسرے کو کم تر سمجھنا اور خوار کرنا شامل ہے۔ لہٰذا آپ سے درخواست ہے کہ اسلامی نقطۂ نظر سے بتائیں ایسے لوگوں کے ساتھ اُٹھنا اور بیٹھنا جائز ہے اور مذہب کیا حکم دیتا ہے؟

ج…… یہ تمام اُمور جو آپ نے ذکر کئے ہیں، گناہِ کبیرہ ہیں، کسی کا مذاق اُڑانا، کسی کی تحقیر کرنا، کسی کو دُوسرے سے لڑانا، کسی کی غیبت کرنا، جھوٹ بولنا، جھوٹی قسم کھانا، اس قسم کے تمام اُمور نہایت سنگین ہیں اور ان سے معاشرے میں شر و فساد اور رنجشیں جنم لیتی ہیں، ایسے لوگوں سے دوستانہ مراسم نہیں رکھنے چاہئیں۔

کسی کے شر سے لوگوں کو بچانے کے لئے غیبت کرنا

س……ایک صاحب ہمارے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ: ''فلاں صاحب جو آپ کے محلے میں رہتے ہیں، ان سے ہم اپنی بیٹی کا رشتہ کرنا چاہتے ہیں، برائے مہربانی آپ ہمیں ان صاحب کی عادتوں اور کردار وغیرہ اور دیگر تفصیلات کے متعلق بتائیں'' کیا ان سائل کو تمام باتیں بتانا چاہئے یا نہیں؟ اور اگر بتانا چاہیں تو کیا وہ باتیں بھی بتادی جائیں جن کو کسی سے ذکر نہ کرنے کا ہم سے وعدہ لے لیا گیا ہو؟

ج……اس شخص کی غیبت کرنا مقصود نہ ہو بلکہ رشتہ کرنے والے کو نقصان سے بچانا مقصود ہو تو اس شخص کی حالت کا ذکر کردینا جائز ہے، اور اگر کسی سے ذکر نہ کرنے کا وعدہ کر رکھا ہو تو بہتر یہ ہے کہ خود نہ بتائے بلکہ کسی اور واقف کار کا حوالہ دے دے کہ اس سے دریافت کرلو۔

فوٹو والے بورڈ والی کمپنی کے خلاف تقریر غیبت نہیں

س……ایک محترمہ مبلغ نے خواتین کے اجتماع کے سامنے اشتہاری بورڈ (جس پر عورت کا فوٹو بنا ہوتا ہے) کو تقریر کا موضوع بنایا، ایک کمپنی کا نام لے کر اس پر تنقید کی اور یہاں تک کہہ گئیں کہ: ''سفید داڑھی والے عورتوں کی کمائی کھاتے ہیں'' پکار کر کہا کہ: ''اگر کوئی فلاں کمپنی والوں کی رشتہ دار یہاں موجود ہے تو ہمارا پیغام ان کو پہنچادے'' خواتین نے ایک خاتون کی طرف اشارہ کیا کہ یہ ان کی رشتہ دار ہے، سو اس خاتون نے وعدہ کیا کہ میں آپ کا پیغام پہنچادُوں گی۔ یہ واقعہ ایک جمعہ کو ہوا، ہفتے کو کمپنی کے مالک کو معلوم ہوا، مذکورہ بورڈ اس کی اطلاع میں نہیں تھا، بہرحال بورڈ فوراً صاف کرادیا گیا۔ آئندہ بدھ کو پھر اسی محترمہ نے ایک دُوسرے علاقے میں تقریر کی، اسی بورڈ کو موضوعِ تقریر بنایا، وہی سوال کیا کہ اگر ان کا

فہرست

کوئی رشتہ دار یہاں ہے تو ہمارا پیغام پہنچا دے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا جمعہ کے دن جو پہلی تقریر کی تھی وہ غیبت ہے جو مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے برابر ہے؟ اور جو بدھ کو تقریر کی تھی وہ بہتان ہے، کیونکہ بورڈ اس سے قبل بالکل مکمل طور پر مٹایا جاچکا تھا؟

ج…… جو گناہ اعلانیہ کیا جاتا ہو، اس کو بیان کرنا غیبت نہیں، اس لئے اس خاتون کی پہلی تقریر صحیح تھی اور یہ غیبت کے ذیل میں نہیں آتی۔ بورڈ صاف کرکے اگر اس خاتون کو اطلاع نہیں کی گئی تھی تو اس خاتون کی بدھ کی تقریر بھی صحیح تھی، کیونکہ ضروری نہیں کہ اس کو بورڈ کے صاف کردیئے جانے کا علم بھی ہوگیا ہو، اس میں قصور اس خاتون کا نہیں بلکہ کمپنی والوں کا ہے۔

جب کسی کی غیبت ہوجائے تو فوراً اس سے معافی مانگ لے یا اس کے لئے دُعائے خیر کرے

س…… مولانا صاحب! میں نے خدا تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ کسی کی غیبت نہیں کروں گی، لیکن دوبارہ اس عادتِ بد میں مبتلا ہوگئی ہوں۔ فی زمانہ یہ بُرائی اس قدر عام ہے کہ اس کو بُرائی نہیں سمجھا جاتا۔ میں اگر خود نہ کروں تو دُوسرے لوگ مجھ سے باتیں کرتے ہیں، نہ سنوں تو نک چڑھی کہلاتی ہوں۔ آپ برائے مہربانی فرمائیے کہ میں کس طرح اس عادتِ بد سے چھٹکارا حاصل کروں؟ عہد توڑنے کا کیا کفارہ ادا کروں؟

ج…… عہد توڑنے کا کفارہ تو وہی ہے جو قسم توڑنے کا ہے، یعنی دس مسکینوں کو دو وقتہ کھانا کھلانا، اور اس کی طاقت نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھنا۔ باقی غیبت بہت بڑا گناہ ہے، حدیث میں اس کو زنا سے بدتر فرمایا ہے۔ اس بُری عادت کا علاج بہت اہتمام سے کرنا چاہئے اور اس میں کسی کی ملامت کی پروا نہیں کرنی چاہئے۔ اور اس کا علاج یہ ہے کہ اوّل تو آدمی یہ سوچے کہ میں کسی کی غیبت کرکے ''مردہ بھائی کا گوشت'' کھا رہا ہوں، اور یہ کہ میں اپنی نیکیاں اس کو دے رہا ہوں، اور یہ خالص حماقت ہے کہ جس کی بُرائی کر رہا ہے اس کو اپنی نیکیاں دے رہا ہے۔ دُوسرے جب کسی کی غیبت ہوجائے تو فوراً اس سے معافی مانگ

لے، اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو اس کے لئے دُعائے خیر کرے، اِن شاء اللہ تعالیٰ اس تدبیر سے یہ عادت جاتی رہے گی۔

تکبر کیا ہے؟

س...... آپ نے اسلامی صفحے کا آغاز کیا ہے، یہ سلسلہ بہت پسند آیا، ہماری طرف سے مبارک باد قبول کیجئے۔ اگر آپ تکبر پر روشنی ڈالیں تو مہربانی ہوگی۔

ج...... تکبر کے معنی ہیں: کسی دِینی یا دُنیوی کمال میں اپنے کو دُوسروں سے اس طرح بڑا سمجھنا کہ دُوسروں کو حقیر سمجھے۔ گویا تکبر کے دو جز ہیں:

ا:...... اپنے آپ کو بڑا سمجھنا۔ ۲:...... دُوسروں کو حقیر سمجھنا۔

تکبر بہت ہی بُری بیماری ہے، قرآن و حدیث میں اس کی اتنی بُرائی آتی ہے کہ پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ آج ہم میں سے اکثریت اس بیماری میں مبتلا ہے، اس کا علاج کسی ماہر رُوحانی طبیب سے باقاعدہ کرانا چاہئے۔

قبلہ کی طرف پاؤں کرکے لیٹنا

س...... میرے ذہن میں کچھ اُلجھنیں ہیں جن کو صرف آپ ہی دُور کرسکتے ہیں، وہ یہ کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ قبلہ کی طرف پاؤں کرکے نہ تو سونا چاہئے اور نہ ہی تھوکنا چاہئے، کیا یہ صحیح ہے؟

ج...... قبلہ شریف کی طرف پاؤں کرنا بے ادبی ہے، اس لئے جائز نہیں۔

کیا قبلہ کی طرف پاؤں کرنے والے کو قتل کرنا واجب ہے؟

س...... بزرگوں سے سنا ہے کہ قبلہ شریف کی طرف جو شخص ٹانگیں پھیلا کر سو رہا ہو اس کو قتل کرنا واجب ہے۔ کیا جو شخص قبلہ شریف کی طرف منہ کرکے پیشاب کرے اور پیشاب کرے بھی کھڑا ہو کر تو برائے مہربانی بتائیں کہ کیا اس طرف پیشاب کرنے والے کا قتل بھی واجب ہے؟

ج...... قبلہ شریف کی طرف پاؤں پھیلانا بے ادبی ہے، اور اس طرف پیشاب کرنا گناہ ہے،

لیکن اس گناہ پر قتل کرنا جائز نہیں، جبکہ وہ شخص مسلمان ہو، البتہ اگر ایسے افعال کعبہ شریف کی توہین کی نیت سے کرتا ہے تو یہ کفر ہے۔

لوگوں کی ایذا کا باعث بننا شرعاً جائز نہیں

س...... آپ نے روزنامہ ''جنگ'' جمعہ ایڈیشن ۳/دسمبر ۱۹۸۲ء کی اشاعت میں کالم ''آپ کے مسائل اور اُن کا حل'' میں ایک صاحب کے ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ مکان کرائے پر دینا اور لینا جائز ہے۔ یہ تو صحیح ہے، لیکن ایسی صورت میں کہ ایک شخص جسے لوگ دِین دار مسلمان سمجھتے ہوں، نیز وہ خود بھی دِین کا درس اور اسلام کی تعلیم دینے کا دعوے دار ہو، کسی رہائشی علاقے میں مکان خرید کر ایسے کاروبار یا کارخانے کے لئے جو اس رہائشی علاقے کے لحاظ سے نہ تو قانونی، نہ ہی اخلاقی طور پر جائز و مناسب ہو، زیادہ کرائے کے لالچ پر دے، جو وہاں کے رہنے والوں کے لئے اذیت اور پریشانی کا باعث ہو، یہاں تک کہ لوگوں کو گٹر کا پانی پینا اور استعمال کرنا پڑے (مال بردار گاڑیوں کی آمد و رفت سے گٹر اور پانی کی پائپ لائنیں ٹوٹ پھوٹ جانے کی وجہ سے)، نیز ایسی ایذا رسانی کی بنیاد کو ختم کرانے کے لئے لوگوں کی برادرانہ گزارشات کو مختلف حیلے بہانوں سے ٹالتا رہے اور اپنی بات پر قائم رہنے کے لئے مختلف تأویلوں سے جھوٹ کا ارتکاب بھی کرے، اس سلسلے میں قرآن و حدیث کی روشنی میں آپ کا کیا جواب ہے؟

ج...... کسی شخص کے لئے ایسے تصرفات شرعاً بھی جائز نہیں جو لوگوں کی ایذا رسانی کے موجب ہوں۔

کیا قاتل کی توبہ بھی قبول ہو جاتی ہے؟

س...... یہ بھی بتایئے کہ کیا قاتل کی توبہ قبول ہوتی ہے؟

ج...... توبہ تو ہر گناہ سے ہوسکتی ہے اور ہر سچی توبہ کو قبول کرنے کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرما رکھا ہے۔ لیکن قتل کے جرم سے توبہ کرنے میں کچھ تفصیل ہے، اس کو سمجھ لینا ضروری ہے۔

قتل بہت بڑا کبیرہ گناہ ہے، جس کا تعلق بندے کے حق سے بھی ہے اور اللہ تعالیٰ

فہرست

فہرست

کے حق سے بھی ہے، اور اللہ تعالیٰ کے حق سے اس کا تعلق اس طرح ہے کہ جان اور جسم کا رشتہ اللہ تعالیٰ نے جوڑا ہے، جو شخص کسی کو قتل کرتا ہے وہ گویا اللہ تعالیٰ کے اس فعل میں مداخلت کرتا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے کسی کو ناحق قتل کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے، لیکن قاتل اس ممانعت کی پروا نہ کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی حکم عدولی کرتا ہے۔

بندے کے حق سے قتل کا تعلق دُہرا ہے، ایک تو اس نے مقتول کو ظلم کا نشانہ بنایا، دُوسرے مقتول کے لواحقین پر ظلم ڈھایا، اس کی بیوی کا سہاگ اُجاڑ دیا، اس کے بچوں کو یتیم کردیا۔ اس کے بہن بھائیوں کا بازُو کاٹ دیا اور اس کے اعزّہ و اقارب کو صدمہ پہنچایا۔

جب یہ بات معلوم ہوئی کہ قتل میں اللہ تعالیٰ کے حق کی بھی حق تلفی ہے، مقتول کے حق کی بھی اور اس کے وارثوں کی بھی۔ اب یہ سمجھنا چاہئے کہ توبہ اس وقت قبول ہوتی ہے جب آدمی کو اپنے جرم پر ندامت بھی ہو اور اس جرم سے جن جن کی حق تلفی ہوئی ہے ان کا حق یا تو ادا کردیا جائے یا ان سے معاف کرالیا جائے۔ لہٰذا قاتل کی توبہ اس وقت قبول ہوگی جب متعلقہ فریقوں سے اس کو معافی مل جائے۔ اللہ تعالیٰ سے اگر سچے دِل سے معافی مانگی جائے تو وہ ارحم الراحمین غنیٔ مطلق ہے، ان کے دربار سے تو معافی مل جائے گی، مقتول دُوسرے جہان میں جاچکا ہے، اس سے معافی کی صورت بس ایک ہے کہ اللہ تعالیٰ قاتل کی سچی توبہ کو قبول فرماکر مقتول کو اس سے راضی کرادیں اور اس پر جو ظلم ہوا ہے، اس کا بدلہ اپنے پاس سے ادا فرمادیں اور مقتول کے وارثوں کی جو حق تلفی ہوئی ہے قاتل ان کو معاوضہ دے کر یا بغیر معاوضے کے محض راہِ للہ معاف کرالے۔ اگر یہ تینوں فریق اس کو معاف کردیں تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کا جرم معاف ہوجائے گا۔ ورنہ آخرت میں اسے اپنے کئے کی سزا بھگتنی ہوگی۔ اگر قاتل واقعتاً سچی توبہ کرلے، اور ان تینوں فریقوں سے سچے دِل سے معافی لینا چاہے تو اِن شاء اللہ اس کو ضرور معافی مل جائے گی۔ یہاں پر یہ عرض کردینا بھی ضروری ہے کہ شریعت نے ''قتل'' کی جو دُنیاوی سزا رکھی ہے، یہ سزا اگر قاتل پر جاری بھی ہوجائے تب بھی آخرت کی سزا سے بچنے کے لئے توبہ ضروری ہے۔

آپ کا عمل قابلِ مبارک ہے

س…… میں رات کو سوتے وقت اپنے بستر پر لیٹ کر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا وِرد، آیت الکرسی، دُعائے صدیقؓ، دُرود شریف پڑھتا ہوں اور پھر اس کے بعد خدا سے اپنے گناہوں کی معافی، دُعائے حاجات مانگتا ہوں۔ کیا میرا یہ عمل صحیح ہے؟ بستر پر لیٹتے وقت وضو میں ہوتا ہوں، جسم اور کپڑے صاف ہوتے ہیں، کیا بستر پر لیٹتے وقت اس طرح پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ جواب دے کر ضرور مطلع کریں۔

ج…… آپ کا عمل صحیح اور مبارک ہے۔

گھر میں عورتوں کے سامنے اِستنجا خشک کرنا

س…… مجھے یہ کہتے ہوئے آتی تو شرم ہے، مگر مسئلہ اہم ہے۔ میرے ایک دوست کے والد اور چچا وغیرہ کی عادت ہے کہ جب وہ گھر میں بھی ہوں تو پیشاب کے بعد گھر میں ہی ازار بند سنبھالے وٹوانی (پیشاب کو ڈھیلے سے خشک کرنا) کرتے ہیں، میرے دوست کو تو جو شرم آتی ہے میں خود شرمندہ ہو جاتا ہوں کہ ان کے گھر میں ان کی بیٹیاں، بیٹے سب ہوتے ہیں اور انہیں ذرا احساس نہیں ہوتا ہے کہ یہ کتنی بُری بات ہے۔ ایک بار میری بہن نے میرے دوست کی بہن سے کہا، تو اس نے کہا: میں کیا کہہ سکتی ہوں، ابا کو خود سوچنا چاہئے۔ آپ براہ مہربانی یہ بتائیں کہ کیا اسلام میں اس طرح وٹوانی کو منع نہیں کیا گیا؟ اہم بات یہ ہے کہ میرے دوست کے والد پانچوں وقت کے نمازی ہیں، میرا دوست کہتا ہے کہ: میرے والد کیا، پنجاب کے بیشتر دیہات کے نہایت پرہیزگار لوگ اسی طرح کرتے ہیں۔

ج…… یہ عمل حیا کے خلاف ہے، ان کو ایسا نہیں کرنا چاہئے، استنجا خشک کرنے کے لئے اس کی ضرورت ہو تو استنجا خانے میں اس سے فارغ ہو لیا کریں۔

دیارِ غیر میں رہنے والے کس طرح رہیں؟

س…… پاکستان میں زیادہ پیسے کی نوکری نہیں ملتی اور زندگی کے دُوسرے معاملات میں رشوت زیادہ چلتی ہے، تو کیا صرف ان وجوہات کی وجہ سے کسی مسلمان کے لئے جائز ہے کہ

امریکہ جیسے ملک میں رہے؟ کیونکہ وہاں بُرائیاں بہت عام ہیں، کیا کسی مسلمان کے لئے جائز ہے کہ وہ امریکن شہریت حاصل کرلے؟ کیونکہ امریکن شہریت حاصل کرنے کے لئے اپنی سابقہ شہریت سے دستبردار ہونا پڑتا ہے اور حلف اُٹھانا پڑتا ہے کہ میں امریکن قوانین کا پابند رہوں گا۔ اور ان قوانین میں جیسے کہ دُوسری شادی نہیں کرسکتے، یعنی کچھ امریکن قوانین اسلامی شریعت سے متصادم ہوتے ہیں، کیا مسلمان کے لئے جائز ہے کہ وہ صرف اچھے مستقبل کی خاطر اس قسم کے حلف اُٹھاسکتا ہے؟ عصری علم حاصل کرنے کے لئے امریکہ میں ہمارے نوجوان رہتے ہیں، تو کیا ہمارا یہ فعل شریعت کے خلاف تو نہیں؟

ج...... ایک جنت تو شدّاد نے بنائی تھی، اور ایک جنت دورِ جدید کے شدّاد (مغربی ممالک) نے بنائی ہے۔ ان لوگوں کو آخرت پر ایمان تو ہے نہیں، اس لئے انہوں نے دُنیا کی راحت و سکون کے تمام وسائل جمع کرلئے ہیں۔ امریکہ چونکہ کافروں کی جنت ہے اس لئے ہمارے بھائیوں کو آخرت والی جنت کی اتنی رغبت و کشش نہیں جتنی امریکہ کی شہریت مل جانے کی ہے۔ اگر کسی کو "گرین کارڈ" مل جائے تو ایسا خوش ہوتا ہے جیسے میدانِ محشر میں کسی کو جنت کا ٹکٹ مل جائے۔

ایک مسلمان کا مطمحِ نظر تو آخرت ہونی چاہئے، اور یہ کہ دُنیا کی دوروزہ زندگی تو جیسے کیسے تنگی و ترشی کے ساتھ گزر ہی جائے گی، لیکن ہماری آخرت برباد نہیں ہونی چاہئے۔ مگر ہمارے بھائیوں پر آج دُنیا طلبی، زیادہ سے زیادہ کمانے اور دُنیا کی آرائش و آسائش کی ہوس اتنی غالب ہوگئی ہے کہ آخرت کا تصوّر ہی مٹ گیا اور قبر و حشر کا عقیدہ گویا ختم ہو رہا ہے۔ اس لئے کسی کو جائز و ناجائز کی پروا ہی نہیں۔ بہرحال کسبِ معاش کے لئے یا علوم و فنون حاصل کرنے کے لئے غیرملک جانے سے ہماری شریعت منع نہیں کرتی۔ البتہ یہ تاکید ضرور کرتی ہے کہ تمہارے دِین کا نقصان نہیں ہونا چاہئے، اور تمہاری آخرت برباد نہیں ہونی چاہئے۔

امریکہ اور مغربی ممالک میں بھی اللہ تعالیٰ کے بہت سے نیک بندے آباد ہیں، جن کی نیکی و پارسائی پر رشک آتا ہے۔ جو لوگ امریکہ جائیں یا کسی اور ملک میں جائیں ان کو لازم ہے کہ اپنے دِین کی حفاظت کا اہتمام کریں اور دُنیا کمانے کے چکر میں اس قدر غرق

فہرست

نہ ہوجائیں کہ دُنیا سے خالی ہاتھ جائیں اور دِین و ایمان کی دولت سے محروم ہوجائیں۔ ان حضرات کو مندرجہ ذیل اُمور کا اہتمام کرنا چاہئے:

۱:...... اپنے دِینی فرائض سے غافل نہ ہوں، حتی الوسع نماز باجماعت کا اہتمام کریں اور چوبیس گھنٹے میں اپنے وقت کا ایک حصہ قرآنِ کریم کی تلاوت، ذکر و تسبیح اور دِینی کتابوں کے مطالعے کے لئے مخصوص رکھیں۔ اور ان چیزوں کی ایسی پابندی کریں جس طرح غذا اور دوا کا اہتمام کیا جاتا ہے، غذا و دوا اگر انسانی بدن کو زندہ و توانا رکھنے کے لئے ضروری ہے، تو یہ چیزیں رُوح کی غذا ہیں، ان کے بغیر رُوح توانا نہیں رہ سکتی۔

۲:...... کفار اور لادِین لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے سے گریز کریں اور کفار کو جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے دے رکھی ہیں، ان کو ایسا سمجھیں جیسے اس قیدی کو، جس کے لئے سزائے موت کا حکم ہوچکا ہے، تمام آسائشیں مہیا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ الغرض! کفار کی نعمتوں کو عبرت کی نگاہ سے دیکھیں، لجاجت و حرص کی نظر سے نہ دیکھیں، اور ان چیزوں پر رال نہ ٹپکائیں۔ کفار و فجار کی نقالی سے پرہیز کریں، کیونکہ ملعون اور مبغوض لوگوں کی نقالی بھی آدمی کو انہی کے زُمرے میں شامل کرادیتی ہے۔

۳:...... ان ممالک میں حرام و حلال کا تصوّر بہت کمزور ہے، جبکہ ایک مسلمان کے لئے ہر ہر قدم پر یہ دیکھنا لازم ہے کہ یہ چیز حلال ہے یا حرام؟ جائز ہے یا ناجائز؟ اس لئے ان بھائیوں سے التماس ہے کہ اپنے دِین کے حلال و حرام کو کسی لمحہ فراموش نہ کریں، اور اس بات کا یقین رکھیں کہ ہمارے دِین نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے درحقیقت وہ زہر ہے، جس کے کھانے سے آدمی ہلاک ہوجاتا ہے، اگر ہمیں کسی کھانے میں ملا ہوا زہر نظر نہ آئے تو کسی ایسے شخص کی بات پر اعتماد کرتے ہیں جو لائقِ اعتماد اور سچا ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لائقِ اعتماد اور سچا ہونا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حقائق سے باذنِ اللہ واقف ہونا ایسی حقیقت ہے جو ہر مسلمان کا جزوِ ایمان ہے، پس جن چیزوں کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام اور ناجائز بتایا ہے ان سے اسی طرح پرہیز کرنا لازم ہے جس طرح زہر سے پرہیز کیا جاتا ہے۔

۴:…… آدمی، آدمی کو دیکھ کر بنتا ہے یا بگڑتا ہے، ان مغربی اور امریکی معاشروں میں انسان کے بگاڑ کا سامان تو قدم قدم پر ہے، لیکن انسان کی اصلاح و فلاح کا چرچا بہت کم ہے، اس لئے ان ممالک میں رہنے والے مسلمان بھائیوں کو لازم ہے کہ اپنے علاقے اور حلقے میں اچھے اور نیک لوگوں کو تلاش کرکے کچھ وقت ان کے ساتھ گزارنے کا اِلتزام کریں۔ اس کے لئے سب سے زیادہ موزوں دعوت و تبلیغ کا کام ہے، جو حضرات اس کام میں جڑے ہوئے ہوں ان کے ساتھ کچھ وقت ضرور لگائیں۔ حق تعالیٰ شانہ ان تمام بھائیوں کے دِین و ایمان کی حفاظت فرمائیں۔

۵:…… ان بھائیوں سے ایک گزارش یہ ہے کہ دِین کے مسائل ہر شخص سے دریافت نہ کریں، کیونکہ بعض مسائل بہت نازک ہیں، اس لئے کسی محقق عالم سے مسائل پوچھا کریں۔ اگر ان ممالک میں کوئی لائقِ اعتماد عالم موجود ہیں تو ٹھیک، ورنہ اب تو دُنیا سمٹ کر ایک محلّہ کی شکل اختیار کرگئی ہے، پاکستان کے محقق اہلِ علم سے ٹیلیفون پر مسائل دریافت کرسکتے ہیں یا ڈاک کے ذریعے مسائل کا جواب معلوم کرسکتے ہیں۔

معصوم بچوں کی دِل جوئی کے لئے بسکٹ بانٹنا

س…… ایک حاجی صاحب باشرع ہیں، وہ اپنی دُکان پر چھوٹے بچوں کو سستے بسکٹ بانٹا کرتے ہیں، کسی بچے کو ایک اور کسی کو دو۔ یہ عمل موصوف کی دانست میں ثواب کا باعث ہے۔ مجھے یہ طریقِ کار پسند نہیں آیا، میرا خیال یہ ہے کہ روزانہ بسکٹ بانٹنے سے بچوں کو مانگنے کی عادت پڑسکتی ہے اور موصوف کی خودنمائی کا ذریعہ بھی بن جاتا ہے۔ آپ اس مسئلے کا حل بتائیں کہ کیا یہ عمل ثواب ہے؟ اس کو جاری رکھنا بُرا نہیں ہے؟

ج…… وہ بزرگ معصوم بچوں کی دِل جوئی کو کارِ خیر سمجھتے ہیں، اور آپ کے دونوں اندیشے بھی معقول ہیں، وہ بزرگ اس کو خود ہی ترک کردیں تو ٹھیک ہے، ورنہ اس کے جائز یا مکروہ ہونے کا فتویٰ دینا مشکل ہے۔

بچپن میں لوگوں کی چیزیں لے لینے کی معافی کس طرح ہو؟

س…… آپ کے صفحے کا بہت دنوں سے قاری ہوں اور آپ سوالات کے بے حد اچھے اور سچے

فہرست

لفظوں میں جواب دیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اس وقت میری عمر تقریباً ۱۹ سال ہے اور کالج میں زیرِ تعلیم ہوں، جس وقت میری عمر تقریباً ۱۱،۱۲ سال کی تھی تو لڑکپن کی شرارتیں اپنے عروج پر تھیں، ہم چند لڑکے بازار وغیرہ جاتے تو کوئی پھل والے کے پھل وغیرہ چرا لیتے، یا کسی کو بغیر پیسے دیئے چیزیں لے لیتے تھے، مسجد میں جو چپلیں ہوتی تھیں ان چپلوں کے بند وغیرہ کاٹ دیتے تھے، کوئی چپل اُٹھا کر باہر پھینک دیتے تھے، بس میں ٹکٹ نہیں لیتے تھے، تقریب وغیرہ میں بغیر بلائے کھانا کھا آتے تھے، زمین پر پڑی ہوئی چیز اُٹھا لیتے تھے، پیسے وغیرہ۔ یعنی لڑکپن اور جوانی کے دوران خوب یہ کام کرتے تھے اور خوش ہوتے تھے۔ اب میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کاموں کا جس میں ہم نے کسی کی چیزیں استعمال کیں، کس طرح نقصان پورا کرسکتے ہیں؟ آپ شرعی لحاظ سے جواب دیجئے اور تفصیل سے دیجئے، ہم آپ کے منتظر ہیں۔

ج…… ہونا تو یہ چاہئے کہ جن جن لوگوں کا آپ نے نقصان کیا تھا ان سب سے معافی مانگی جائے، لیکن وہ سارے لوگ یاد نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ سے ان کے حق میں دُعا و اِستغفار کریں، آپ کے اِستغفار سے ان کی بخشش ہوجائے تو وہ آپ کو بھی معاف کردیں گے۔

لوگوں کا راستہ بند کرنا اور مسلمانوں سے نفرت کرنا شرعاً کیسا ہے؟

س…… ہمارے علاقے میں ایک مولانا صاحب رہتے ہیں، جو کہ جمعہ اور عیدین پڑھاتے ہیں، کچھ روز قبل انہوں نے محکمۂ اوقاف سے مل کر لوگوں کے راستے اور قانونی گزرگاہوں کو تنگ کرنا اور بند کرنا شروع کردیا، جس سے لوگوں کو بہت بڑی مصیبت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، علاقے کے لوگوں نے خدا کے واسطے دیئے مگر وہ صاحب ٹس سے مس نہیں ہوئے۔ تو پھر لوگوں نے میونسپل کمیٹی اور اوقاف سے فریاد کی اور انہوں نے بھی علاقے کے لوگوں کے مسئلے کو جائز قرار دیا اور کہا کہ مولانا صاحب جس طرح کریں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ آپ سے شریعت کی روشنی میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کسی مسلمان کا راستہ بند کرنا یا ذہنی کوفت پہنچانا شریعت میں کہاں تک دُرست ہے اور اس کی سزا کیا ہے؟

ج……لوگوں کا راستہ بند کرنا گناہِ کبیرہ ہے۔

س…… کیا ان حالات میں ان صاحب کے پیچھے جمعہ اور عیدین کی نماز ہوتی ہے؟ جو کہ دِل میں مسلمانوں سے نفرت کرتا ہے۔

ج…… ان صاحب کو مسلمانوں سے نفرت نہیں کرنا چاہئے اور لوگوں کی ایذا رسانی سے توبہ کرنی چاہئے، اگر وہ اپنا رویہ تبدیل نہ کریں تو مسلمانوں کو چاہئے کہ اس کی جگہ دُوسرا امام و خطیب مقرّر کرلیں۔

گناہ گار آدمی کے ساتھ تعلقات رکھنا

س…… ایک آدمی زانی ہو، چور اور ڈاکو ہو، یتیموں کا مال کھاتا ہو، مال دار ہو اور صدقہ زکوٰۃ وصول کرتا ہو، وعدہ خلافی کرتا ہو، جھوٹ اور بکواس کرتا ہو، اپنی اچھائی اور صداقت کے لئے لوگوں کے سامنے قسمیں کھاتا ہو کہ میں نے فلاں کے ساتھ یہ اچھائی کی اور اس کا کام کیا۔ کیا ایسے شخص کے ساتھ معاملات رکھنا، اس کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا اور اس کے پیچھے نمازیں پڑھنا جائز ہے یا کہ نہیں؟ قرآن مجید اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ جواب سے مطلع کریں۔

ج…… یہ شخص گناہ گار مسلمان ہے، اس سے دوستانہ تعلقات تو نہ رکھے جائیں، لیکن ایک مسلمان کے جو حقوق ہیں، مثلاً: بیمار پُرسی اور نمازِ جنازہ وغیرہ ان کو ادا کیا جائے، اور اگر قدرت ہو اور نفع کی توقع ہو تو اس سے ان گناہوں کے چھڑانے کی کوشش کی جائے، ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی ہے۔

مجذوم بیمار سے تعلق رکھنے کا حکم

س…… صحیح بخاری شریف کی حدیث مبارکہ میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''مجذوم سے بچو'' فقہِ حنفی کا مسئلہ یہ ہے کہ مجذوم کی بیوی کو اختیار ہے کہ وہ فسخِ نکاح کرے، اب عرض یہ ہے کہ جذام جسے انگریزی میں ''لپروسی'' کہتے ہیں پہلے ایک لاعلاج اور قابلِ نفرت بیماری تصوّر کی جاتی تھی، اب یہ مرض لاعلاج نہیں رہا، ایسے مریض میں نے دیکھے ہیں جو جذام سے صحت یابی کے بعد شادیاں کرچکے ہیں اور ان کے صحت مند بچے ہیں۔ میرا

مقصد یہ ہے کہ اب یہ بیماری عام بیماریوں کی طرح ایک عام مرض ہے جس کا سو فیصد کامیاب علاج گارنٹی کے ساتھ ہوتا ہے۔ معاشرے میں مجذوم سے جو نفرت ہوتی تھی اب وہ نہیں رہی۔ اس بیماری کے جو ڈاکٹرز ہوتے ہیں ان کے حسنِ اخلاق کا کیا کہنا، وہ کہتے ہیں کہ جذام کے مریض، لوگوں کی توجہ کے مستحق ہیں، ان سے نفرت نہیں کرنی چاہئے تاکہ یہ لوگ احساسِ کمتری کا شکار نہ ہوں۔ بعض اوقات یہ ڈاکٹرز مجذومین کے ساتھ بیٹھ کر کھانا بھی کھاتے ہیں، ان کے ساتھ مصافحہ بھی کرتے ہیں، گفتگو کرتے ہیں، صحت کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ اب تک میں نے کسی سے نہیں سنا کہ کسی مجذوم سے یہ مرض ڈاکٹر یا کسی عام آدمی کو لاحق ہوا ہو۔ اب آپ سے دو باتیں پوچھنی ہیں:

۱:...... حدیثِ مذکور کا مفہوم یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیماری قابلِ نفرت ہے، اور اس بیماری کے معالجین کہتے ہیں کہ یہ بیماری قابلِ نفرت نہیں ہے، حدیث شریف کا صحیح مفہوم کیا ہے؟ یہ اِشکال محض میری جہالت و کم فہمی و کم علمی پر مبنی ہے۔

۲:...... فقہِ حنفی کا جو مسئلہ میں نے تحریر کیا ہے، کیا آج کل کے حالاتِ مذکورہ کے موافق ایک ایسے آدمی کی بیوی کو بھی فسخِ نکاح کا اختیار ہوگا جو کہ جذام کی بیماری سے مکمل طور پر صحت یاب ہو چکا ہو؟

ج ۱:...... نفیس سوال ہے، اس کا جواب سمجھنے کے لئے دو باتوں کو اچھی طرح سمجھ لینا ضروری ہے۔ ایک یہ کہ بعض لوگ قوی المزاج ہوتے ہیں، ایسے مریضوں کو دیکھ کر یا ان کے ساتھ مل کر ان کے مزاج میں کوئی تغیر نہیں آتا، اور بعض کمزور طبیعت کے ہوتے ہیں (اور اکثریت اسی مزاج کے لوگوں کی ہے)، ان کی طبیعت ایسے موذی امراض کے مریضوں کو دیکھنے اور ان سے میل جول رکھنے کی متحمل نہیں ہوتی۔ دوم یہ کہ شریعت کے اَحکام قوی وضعیف سب کے لئے ہیں، بلکہ ان میں کمزوروں کی رعایت زیادہ کی جاتی ہے۔ چنانچہ اِمام کو حکم ہے کہ وہ نماز پڑھاتے ہوئے کمزوروں کے حال کی رعایت رکھے۔ یہ دو باتیں معلوم ہو جانے کے بعد سمجھئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بہ نفسِ نفیس مجذوم کے ساتھ کھانا تناول فرمایا، چنانچہ حدیث میں ہے کہ: ''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ

فہرست

علیہ وسلم نے مجذوم کا ہاتھ پکڑ کر اس کو اپنے سالن کے برتن میں داخل کیا اور فرمایا کھا اللہ تعالیٰ کے نام سے، اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور اعتماد کرتے ہوئے۔'' (ترمذی ج:۲ ص:۴، مشکوٰۃ)

اِمام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی نوعیت کا واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بھی نقل کیا ہے، گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے واضح فرمایا کہ نہ مجذوم قابلِ نفرت ہے اور نہ وہ اَچھوت ہے، لیکن چونکہ ضعفاء کی ہمت وقوّت اس کی متحمل نہیں ہوسکتی، اس لئے ان کے ضعفِ طبعی کی رعایت فرماتے ہوئے ان کو اس سے پرہیز کا حکم فرمایا۔

ج۲:...... حضراتِ فقہاء کا یہ فتویٰ بھی عورت کے ضعفِ طبعی کی رعایت پر محمول ہے، پس اگر مجذوم کا صحیح علاج ہوجائے تو عورت کو نکاح فسخ کرانے کی ضرورت نہیں ہوگی اور نہ حضرات فقہاء کا یہ فتویٰ اس پر لاگو ہوگا۔

غلطی معاف کرنا یا بدلہ لینا

س...... اگر ہمارا مسلمان بھائی کوئی غلطی کرتا ہے تو کیا ہمیں اس کی غلطی معاف کردینی چاہئے یا اس سے انتقام لینا چاہئے؟

ج...... معاف کردینا افضل ہے، اور شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے بدلہ لینا جائز ہے۔

اصلاح کی نیت سے دوستی جائز ہے

س...... سوال یہ ہے کہ میرا ایک دوست ہے جس کا نام ''ایم اے اے شاہ'' ہے، جو کہ ایک اچھے خاندان سے تعلق رکھتا ہے، میں نے اس دوست کا ہر موڑ پر ساتھ دیا اور اس کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے پر لے گیا اور وہ کافی دن تک صحیح راستے پر چلتا رہا، لیکن اب وہ غلط راستے پر چلا گیا ہے اور پورے شہر میں رُسوا ہوگیا ہے، آپ یہ بتائیں آیا میں اس کے ساتھ رہوں یا نہیں؟

ج...... اگر اس کی اصلاح کی نیت سے ساتھ رہیں تو ٹھیک ہے، ورنہ اس سے الگ ہوجائیں تاکہ اس کی غلط روی کی وجہ سے آپ کے حصے میں بدنامی نہ آئے۔

رُسومات

توہمات کی حقیقت

س...... جہالت کی وجہ سے برِصغیر میں بعض مسلمان گھرانوں کے لوگ مندرجہ ذیل عقیدوں پر یقین رکھتے ہیں، مثلاً: گائے کا اپنی سینگ پر دُنیا کو اُٹھانا، پہلے بچے کی پیدائش سے پہلے کوئی کپڑا نہیں سیا جائے، بچے کے کپڑے کسی کو نہ دیئے جائیں، کیونکہ بانجھ عورتیں جادُو کرکے بچے کو نقصان پہنچاسکتی ہیں، بچے کو بارہ بجے کے وقت پالنے یا جھولے میں نہ لٹایا جائے کیونکہ بھوت پریت کا سایہ ہوجاتا ہے، بچے کو زوال کے وقت دُودھ نہ پلایا جائے اور اگر بچے کو کوئی پیچیدہ بیماری ہوجائے تو اس کو بھی بھوت پریت کا سایہ کہہ کر جھاڑ پھونک اور جادُوٹونا کرتی ہیں، اور دُوسرے مسائل وغیرہ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اسلام میں ان باتوں کا کوئی وجود ہے؟ کیا یہ ایمان کی کمزوری کی باتیں نہیں ہیں؟ اگر ہمارا ایمان پختہ ہو تو ان توہمات سے چھٹکارا حاصل کرنا کوئی مشکل نہیں۔ شاید آپ کے جواب سے لاکھوں گھروں کی جہالت دُور ہوجائے اور لوگ فضول توہمات پر یقین رکھنے کی بجائے اپنا ایمان پختہ کریں۔

ج...... آپ نے جو باتیں لکھی ہیں، وہ واقعۃً توہم پرستی کے ذیل میں آتی ہیں۔ جنات کا سایہ ہونا ممکن ہے اور بعض کو ہوتا بھی ہے، لیکن بات بات پر سائے کا بھوت سوار کرلینا غلط ہے۔

بچوں کو کالے رنگ کا ڈورا باندھنا یا کاجل کا ٹکا لگانا

س...... لوگ عموماً چھوٹے بچوں کو نظرِ بد سے بچانے کے لئے کالے رنگ کا ڈورا یا پھر کالا کاجل کا ٹکا نما لگادیتے ہیں کیا یہ عمل شرعی لحاظ سے دُرست ہے؟

ج...... اگر اعتقاد کی خرابی نہ ہو تو جائز ہے، مقصد یہ ہوتا ہے کہ بدنما کردیا جائے تاکہ نظر نہ لگے۔

سورج گرہن اور حاملہ عورت

س...... ہمارے معاشرے میں یہ بات بہت مشہور ہے اور اکثر لوگ اسے صحیح سمجھتے ہیں کہ جب چاند کو گرہن لگتا ہے یا سورج کو گرہن لگتا ہے تو حاملہ عورت یا اس کا خاوند (اس دن یا رات کو جب سورج یا چاند کو گرہن لگتا ہے) آرام کے سوا کوئی کام بھی نہ کریں، مثلاً: اگر خاوند دن کو لکڑیاں کاٹے یا رات کو وہ اُلٹا سو جائے تو جب بچہ پیدا ہوگا تو اس کے جسم کا کوئی نہ کوئی حصہ کٹا ہوا ہوگا یا وہ لنگڑا ہوگا یا اس کا ہاتھ نہیں ہوگا، وغیرہ۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں اس کا جواب عنایت فرمائیں اور یہ بھی بتائیں کہ اس دن یا رات کو کیا کرنا چاہئے؟

ج...... حدیث میں اس موقع پر صدقہ و خیرات، توبہ و اِستغفار، نماز اور دُعا کا حکم ہے، دُوسری باتوں کا ذکر نہیں، اس لئے ان کو شرعی چیز سمجھ کر نہ کیا جائے۔

سورج اور چاند گرہن کے وقت حاملہ جانوروں کے گلے سے رسیاں نکالنا

س...... چاند اور سورج گرہن کی کتاب و سنت کی نظر میں کیا حقیقت ہے؟ قرآن اور سنت کی روشنی میں بتائیں کہ یہ دُرست ہے یا کہ غلط کہ جب سورج یا چاند کو گرہن لگتا ہے تو حاملہ گائے، بھینس، بکری اور دیگر جانوروں کے گلے سے رسے یا سنگل کھول دینے چاہئیں یا یہ صرف توہمات ہی ہیں؟

ج...... چاند گرہن اور سورج گرہن کو حدیث میں قدرتِ خداوندی کے ایسے نشان فرمایا گیا ہے، جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈرانا چاہتے ہیں، اور اس موقع پر نماز، صدقہ خیرات اور توبہ و اِستغفار کا حکم دیا گیا ہے۔ باقی سوال میں جس رسم کا تذکرہ ہے اس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔

ہمارے خیال میں یہ توہم پرستی ہے جو ہندو معاشرے سے ہمارے یہاں منتقل ہوئی ہے، واللہ اعلم!

عیدی مانگنے کی شرعی حیثیت

س...... عید کے دنوں میں جس کو دیکھو عیدی لینے پر تلا ہوا ہوتا ہے، خیر بچوں کا تو کیا کہنا،

گوشت والے کو دیکھو، سبزی والے کو دیکھو۔ میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس طرح جو عیدی لوگ لیتے ہیں وہ حرام ہے یا اس کی کوئی شرعی حیثیت بھی ہے؟

ج…… عیدی مانگنا تو جائز نہیں، البتہ خوشی سے بچوں کو، ماتحتوں کو، ملازموں کو ہدیہ دے دیا جائے تو بہت اچھا ہے، مگر اس کو لازم اور ضروری نہ سمجھا جائے، نہ اس کو سنت تصوّر کیا جائے۔

سالگرہ کی رسم انگریزوں کی ایجاد ہے

س…… بڑے گھرانوں اور عموماً متوسط گھرانوں میں بھی بچوں کی سالگرہ منائی جاتی ہے، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا یہ جائز ہے؟ رشتہ داروں اور دوست احباب کو مدعو کرلیا جاتا ہے جو اپنے ساتھ بچے کے لئے تحفے تحائف لے کر آتے ہیں، خواتین وحضرات بلاتمیز محرَم و غیرمحرَم کے ایک ہی ہال میں کرسیوں پر براجمان ہوجاتے ہیں، یا ایک بڑی میز کے گرد کھڑے ہوجاتے ہیں، بچہ ایک بڑا سا کیک کاٹتا ہے اور پھر تالیوں کی گونج میں ''سالگرہ مبارک ہو'' کی آوازیں آتی ہیں، اور جناب تحفے تحائف کے ساتھ ساتھ پُرتکلف چائے اور دیگر لوازمات کا دور چلتا ہے۔

ج…… سالگرہ منانے کی رسم انگریزوں کی جاری کی ہوئی ہے، اور جو صورت آپ نے لکھی ہے وہ بہت سے ناجائز اُمور کا مجموعہ ہے۔

سالگرہ کی رسم میں شرکت کرنا

س…… ایک شخص خود سالگرہ نہیں مناتا، لیکن اس کا کوئی بہت ہی قریبی عزیز اسے سالگرہ میں شرکت کی دعوت دیتا ہے، کیا اسے شرکت کرنی چاہئے؟ کیونکہ اسلام یوں تو دُوسروں کی خوشیوں میں شرکت اور دعوتوں میں جانے کو ترجیح دیتا ہے۔

ج…… فضول چیزوں میں شرکت بھی فضول ہے۔

س…… میں ڈی ایم سی کی طالبہ ہوں، کالج میں جس لڑکی کی سالگرہ ہوتی ہے وہ کالج ہی میں ٹریٹ (دعوت) دیتی ہے، کیا ٹریٹ میں شرکت کرنی چاہئے؟

ج…… فضول چیزوں میں شرکت بھی فضول ہے۔

س……اگر شرکت نہ کریں اور وہ خود جس کی سالگرہ ہو آکر ہمیں کیک اور دُوسری اشیاء دے تو کھالینی چاہئے یا انکار کردینا چاہئے؟

ج……اگر اس فضول میں شرکت مطلوب ہو تو کھالیا جائے، ورنہ انکار کردیا جائے۔

س……اگر سالگرہ میں جانا مناسب نہیں ہے تو صرف سالگرہ کا تحفہ اس دعوت کے بعد یا پہلے دے دینا کیسا ہے؟ کیونکہ لوگ پھر یہ کہیں گے کہ تحفہ نہ دینا پڑے اس لئے نہ آئے، حالانکہ اسلام تو خود اجازت دیتا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بھی ہے کہ ایک دُوسرے کو تحائف دیا کرو اس سے محبت بڑھتی ہے۔

ج……تحفہ دینا اچھی بات ہے، لیکن سالگرہ کی بنا پر دینا بدعت ہے۔

س……ہم خود سالگرہ نہ منائیں، لیکن کوئی دُوسرا ہمیں کارڈ یا تحفہ دے (سالگرہ کا) تو اسے قبول کرنا چاہئے یا انکار کردینا چاہئے؟ حالانکہ انکار کرنا کچھ عجیب سا لگے گا۔

ج……اُوپر لکھ چکا ہوں، انکار کرنا عجیب اس لئے لگتا ہے کہ دِل و دِماغ میں انگریزیت رچ بس گئی ہے، اسلام اور اسلامی تمدن نکل چکا ہے۔

س……کالج میں عموماً سالگرہ کی مبارک باد دینے کے لئے سالگرہ کے کارڈز دیئے جاتے ہیں، کیا وہ دینا دُرست ہے؟ ایک صاحب کا کہنا ہے کہ دُرست ہے کیونکہ یہ ایک دُوسرے کی خوشیوں میں شرکت کا اظہار ہے۔

ج…… یہ بھی اسی فضول رسم کی شاخ ہے، جب سالگرہ کی خوشی بے معنی ہے، تو اس میں شرکت بھی بے معنی ہے۔

مکان کی بنیاد میں خون ڈالنا

س……میں نے ایک عدد پلاٹ خریدا ہے اور میں اس کو بنوانا چاہتا ہوں، میں نے اس کی بنیاد رکھنے کا ارادہ کیا تو ہمارے بہت سے رشتہ دار کہنے لگے کہ: ''اس کی بنیادوں میں بکرے کو کاٹ کر اس کا خون ڈالنا اور گوشت غریبوں میں تقسیم کردینا اچھا ہے'' اور بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ: ''بنیادوں میں تھوڑا سا سونا یا چاندی ڈالو، ورنہ آئے دن بیمار رہو گے'' میں نے جہاں پلاٹ لیا ہے وہاں بہت سے مکان بنے ہیں اور زیادہ تر لوگوں نے بکرے وغیرہ کا

خون بنیادوں میں ڈالا ہے، میں نے اس سلسلے میں اپنے اُستاد سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ: ''میاں! خون اور سونا یا چاندی بنیادوں میں ڈالنا سب ہندوانی رسمیں ہیں'' اس سلسلے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج…… آپ کے اُستاد صاحب نے صحیح فرمایا ہے، مکان کی بنیاد پر بکرے کا خون یا سونا چاندی ڈالنے کی کوئی شرعی اصل نہیں۔

نئے عیسوی سال کی آمد پر خوشی

س…… کیا نئے عیسوی سال کی آمد پر خوشی منانا جائز ہے؟

ج…… عیسائیوں کی رسم ہے، اور مسلمان جہالت کی وجہ سے مناتے ہیں۔

دریا میں صدقے کی نیت سے پیسے گرانا موجبِ وبال ہے

س…… دریا کے پلوں سے گزرتے ہوئے اکثر مسافر پانی میں روپے پیسے بہا دیتے ہیں، کیا یہ عمل صدقے کی طرح دافعِ بلا ہے؟

ج…… یہ صدقہ نہیں، بلکہ مال کو ضائع کرنا ہے، اس لئے کارِ ثواب نہیں، بلکہ موجبِ وبال ہے۔

مخصوص راتوں میں روشنی کرنا اور جھنڈیاں لگانا

س…… کیا ستائیسویں رمضان کی شب اور بارہ ربیع الاوّل کی شب کو روشنیوں اور جھنڈیوں کا انتظام کرنا باعثِ ثواب ہے؟

ج…… خاص راتوں میں ضرورت سے زیادہ روشنی کے انتظام کو فقہاء نے بدعت اور اِسراف (فضول خرچی) کہا ہے۔

غلط رُسومات کا گناہ

س…… ہم لوگ مسلمانوں کے فرقے سے ہیں، ہماری برادری کی اکثریت کاٹھیاوار (گجراتی) بولنے والوں کی ہے، ہم لوگوں پر اپنے آباء واجداد کے رائج رُسوم، طریقہ ورواج کے اثرات ہیں، جن کے مطابق ہم لوگ بڑی پابندی سے ذکر کردہ رُسوم وطریقے پر عمل

فہرست

کرتے ہیں، جن کی بنا پر ہم لوگ (بہت مصروف ہوتے ہیں) ہم لوگ نماز نہیں پڑھتے، بعض ہماری رُسوم ایسی ہوتی ہیں کہ رات کافی دیر تک ہوتی ہیں۔ رمضان میں ہم روزہ نہیں رکھتے، زکوٰۃ کو ہم ''وسونڈ'' کہتے ہیں، فرق یہ ہے کہ روپیہ پر ہم دو آنہ دیتے ہیں، ذکر کردہ تمام رُسوم، طریقے کو ہم گجراتی میں الگ الگ نام سے پکارتے ہیں، جن میں خاص خاص کے نام یہ ہیں: مجلس دُعا، نادی چاندرات کی مجلس، گھٹ پاٹ، جرا، بول اسم اعظم نورانی، فدائی، بخشونی، ستارے جی تسبیحات، پھاڑا نیچے بھائیوں کی مجلس وغیرہ وغیرہ، (یہ سب نام گجراتی میں لکھے گئے ہیں)، آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ چونکہ مسلمان ہم سب ہیں، کیا ہمیں ان رُسوم، طریقہ و رواج کو اپنائے رکھنا چاہئے یا ترک کردیں؟ کیونکہ ان کی بنا پر ہماری عبادات مخل ہوتی ہیں، اور کیا ہم لوگ ان رُسومات کی بنا پر کہیں گناہ گار تو نہیں ہو رہے؟

ج...... چند باتیں اچھی طرح سمجھ لیجئے:

۱:...... دِینِ اسلام کے ارکان کا ادا کرنا اور ان کو ضروری سمجھنا ہر مسلمان پر فرض ہے، اور ان کو چھوڑنے کی کسی حالت میں بھی اجازت نہیں، اس لئے آپ یا آپ کی برادری کے جو لوگ اسلامی ارکان کے تارک ہیں وہ اس کی وجہ سے سخت گناہ گار ہیں، اس سے توبہ کرنی چاہئے۔

۲:...... آپ نے جن رُسومات کا ذکر کیا ہے، ان کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے، ان کو شرعی عبادت سمجھ کر ادا کرنا بہت ہی غلط بات ہے۔

۳:...... جس مشغولی کی وجہ سے فرائض ترک ہوجائیں، ایسی مشغولی بھی ناجائز ہے۔

ان تین نکات میں آپ کے تمام سوالوں کا جواب آگیا۔

مایوں اور مہندی کی رسمیں غلط ہیں

س...... آج کل شادی کی تقریبات میں طرح طرح کی رُسومات کی قید لگائی جاتی ہے، معلوم نہیں کہ یہ کہاں سے آئی ہیں؟ لیکن اگر ان سے منع کرو تو جواب ملتا ہے کہ: ''نئے نئے مولوی، نئے نئے فتوے'' جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دُلہن کو شادی سے چند دن پہلے

فہرست

پیلے رنگ کا جوڑا پہنا کر گھر کے ایک کونے میں بٹھا دیا جاتا ہے، اس حصے میں جہاں دُلہن ہو اسے پردے میں کر دیا جاتا ہے (چادر وغیرہ سے) حتیٰ کہ باپ، بھائی وغیرہ یعنی محارمِ شرعی سے بھی اسے پردہ کرایا جاتا ہے، اور باپ، بھائی وغیرہ (یعنی محارِم) سے پردہ نہ کرانے کو انتہائی معیوب سمجھا جاتا ہے (چاہے شادی کے دنوں سے پہلے وہ لڑکی بے پردہ ہوکر کالج ہی کیوں نہ جاتی ہو)۔ اس رسم کا خواتین بہت زیادہ اہتمام کرتی ہیں اور اسے ''مایوں بٹھانا'' کے نام سے یاد کرتی ہیں، اگر کم دن بٹھایا جائے تو بھی بہت زیادہ اعتراض کرتی ہیں کہ: ''صرف دو دن پہلے مایوں بٹھایا؟'' اس کی شرعی حیثیت کیا ہے اور کیا اس کا کسی بھی طرح سے اہتمام کرنا چاہئے یا کہ اسے بالکل ہی ترک کر دینا صحیح ہے؟

ج...... ''مایوں بٹھانے'' کی رسم کی کوئی شرعی اصل نہیں، ممکن ہے جس شخص نے یہ رسم ایجاد کی ہے، اس کا مقصد یہ ہو کہ لڑکی کو تنہا بیٹھنے، کم کھانے اور کم بولنے، بلکہ نہ بولنے کی عادت ہو جائے اور اسے سسرال جاکر پریشانی نہ ہو۔ بہرحال اس کو ضروری سمجھنا اور محارِمِ شرعی تک سے پردہ کرا دینا نہایت بے ہودہ بات ہے، اگر غور کیا جائے تو یہ رسم لڑکی کے حق میں ''قیدِ تنہائی'' بلکہ زندہ درگور کرنے سے کم نہیں۔ تعجب ہے کہ روشنی کے زمانے میں تاریک دور کی یہ رسم خواتین اب تک سینے سے لگائے ہوئے ہیں اور کسی کو اس کی قباحت کا احساس نہیں ہوتا...!

س...... اسی طرح سے ایک رسم ''مہندی'' کے نام سے موسوم کی جاتی ہے، ہوتا کچھ اس طرح ہے کہ ایک دن دُولہا کے گھر والے مہندی لے کر دُلہن کے گھر آتے ہیں اور دُوسرے دن دُلہن والے، دُولہا کے گھر مہندی لے کر جاتے ہیں، اس رسم میں عورتوں اور مردوں کا جو اختلاط ہوتا ہے اور جس طرح کے حالات اس وقت ہوتے ہیں وہ ناقابلِ بیان ہیں، یعنی حد درجے کی بے حیائی وہاں برتی جاتی ہے، اور اگر کہا جائے کہ یہ رسم ہندوؤں کی ہے اسے نہ کرو تو بعض لوگ تو اس رسم کو اپنے ہی گھر منعقد کرلیتے ہیں (یعنی ایک دُوسرے کے گھر جانے کی ضرورت نہیں رہتی)، مگر کرتے ضرور ہیں، جوان لڑکیاں بے پردہ ہوکر گانے گاتی ہیں اور بڑے بڑے حضرات جو اپنے آپ کو بہت زیادہ دِین دار کہتے ہیں، ان کے گھروں

میں بھی اس رسم کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔

ج……مہندی کی رسم جن لوازمات کے ساتھ ادا کی جاتی ہے، یہ بھی دورِ جاہلیت کی یادگار ہے، جس کی طرف اُوپر اشارہ کرچکا ہوں، اور یہ تقریب جو بظاہر بڑی معصوم نظر آتی ہے بہت سے محرّمات کا مجموعہ ہے، اس لئے پڑھی لکھی خصوصاً دِین دار خواتین کو اس کے خلاف احتجاج کرنا چاہئے اور اس کو یکسر بند کردینا چاہئے، بچی کے مہندی لگانا تو بُرائی نہیں، لیکن اس کے لئے تقریبات منعقد کرنا اور لوگوں کو دعوتیں دینا، جوان لڑکوں اور لڑکیوں کا شوخ رنگ اور بھڑکیلے لباس پہن کر بے محابا ایک دُوسرے کے سامنے جانا بے شرمی و بے حیائی کا مرقع ہے۔

شادی کی رُسومات کو قدرت کے باوجود نہ روکنا شرعاً کیسا ہے؟

س……شادی کی رُسومات کو اگر روکنے کی قدرت ہو تو بھی ان کو اپنے گھروں میں ہونے دینا کیسا ہے؟ یعنی ان رُسومات سے روکا نہ جائے بلکہ ناجائز سمجھتے ہوئے بھی کرایا جائے تو اس شخص کے لئے کیا حکم ہے؟ نیز ان رُسومات کو کس حد تک روکا جائے؟ آیا کہ بالکل ہونے ہی نہ دیا جائے یا صرف یہ کہہ دینا: ''بھئی یہ کام نہیں ہوگا اس گھر میں'' بھی کافی ہے؟

ج……ایمان کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ بُرائی کو ہاتھ سے روکا جائے، درمیانہ درجہ یہ ہے کہ زبان سے روکا جائے، اور سب سے کمزور درجہ یہ ہے کہ اگر ہاتھ سے یا زبان سے منع کرنے کی قدرت نہ ہو تو کم سے کم دِل سے بُرا سمجھے۔ جو لوگ قدرت کے باوجود ایسے حرام کاموں سے نہیں روکتے، نہ دِل سے بُرا جانتے ہیں ان میں آخری درجے کا بھی ایمان نہیں۔

شادی کی مووی بنانا اور فوٹو کھنچوا کر محفوظ رکھنا

س……شادی میں فوٹوگرافی کی رسم بھی انتہائی ضروری ہے، یہ جانتے ہوئے بھی کہ تصویر کشی حرام ہے، لوگ اس کے کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ آپ سے معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا جو تصویریں کم علمی کے باعث پہلے بنوائی جاچکی ہیں، ان کا دیکھنا یا ان کا رکھنا کیسا ہے؟ آیا کہ ان کو بھی جلادیا جائے یا انہیں رکھ سکتے ہیں؟ اور جو اِن تصاویر کو سنبھال کر رکھے گا اور ان کی حرمت ثابت ہونے کے باوجود انہیں جلاتا نہیں ہے اس کے لئے شریعت کیا حکم دیتی ہے؟

ج……تصویر بنانا، دیکھنا اور رکھنا شرعاً حرام ہے، تصویر بنائی ہی نہ جائے اور جو بے ضرورت ہو اس کو تلف کردیا جائے، اور اللہ تعالیٰ سے اِستغفار کیا جائے۔

س……فوٹوگرافی کے علاوہ (مووی بنانا) یعنی ویڈیو کیمرے کے ذریعے سے تصویر کشی کرنا کیسا ہے؟ اس کا بنوانا، اس کا دیکھنا اور اس کا رکھنا کیسا ہے؟ اگر بنانے والا اپنا محرَم ہی ہو تو پھر کیسا ہے (یعنی بے پردگی نہیں ہوگی)؟

ج……''مووی بنانا'' بھی تصویر سازی میں داخل ہے، ایسی تقریبات، جن میں ایسے حرام اُمور کا ارتکاب کرکے اللہ تعالیٰ کی ناراضی مول لی جائے، موجبِ لعنت ہیں، اور ایسی شادی کا انجام ''خانہ بربادی'' کے سوا کچھ نہیں نکلتا، ایسی خرافات سے توبہ کرنی چاہئے۔

عذر کی وجہ سے اُنگلیاں چٹخانا

س…… میری اور میری دُوسری بہنوں کی اُنگلیاں چٹخانے کی عادت ہے، اگر اُنگلیاں چٹخائے ایک یا ڈیڑھ گھنٹہ ہوجائے تو ہاتھوں میں درد ہونے لگتا ہے، جبکہ ہماری امی اس حرکت سے سخت منع کرتی ہیں اور وہ کہتی ہیں کہ اُنگلیاں چٹخانا حرام ہے۔ آپ براہِ کرم مجھے یہ بتائیں کہ کیا واقعی یہ حرکت کرنا حرام ہے یا شریعت میں اس کے متعلق کوئی حکم ہے؟

ج……اُنگلیاں چٹخانا مکروہ ہے اور اس کی عادت بہت بُری ہے۔

رات کو اُنگلیاں چٹخانا

س……کیا اُنگلی چٹخانا گناہ ہے؟ کیونکہ ہمارے ایک دوست نے کہا کہ رات میں اُنگلی نہیں چٹخانا چاہئے، اس سے فرشتے نہیں آتے، کیونکہ اُنگلی چٹخانا نحوست کی علامت ہے۔ تو آپ بتائیے کہ کیا یہ دُرست ہے یا نہیں؟

ج……اُنگلیاں چٹخانا مکروہ ہے۔

کیا اُنگلیاں چٹخانا منحوس ہے؟

س……کیا اُنگلیاں چٹخانا منحوس ہے؟ اور اگر ہے تو اس کی وجہ کیا ہے؟

ج……اسلام نحوست کا قائل نہیں، البتہ نماز میں اُنگلیاں چٹخانا مکروہ ہے اور بیرونِ نماز بھی

پسندیدہ نہیں، فعلِ عبث ہے۔

ماتمی جلوس کی بدعت

س...... ماتمی جلوس کی شریعت میں کیا حیثیت ہے؟ کب اور کیسے ایجاد ہوئے؟ نیز یہ کہ حالیہ واقعات میں علمائے اہلِ سنت نے کیا تجاویز پیش کیں؟

ج...... محرّم کے ماتمی جلوسوں کی بدعت چوتھی صدی کے وسط میں معزالدولہ دیلمی نے ایجاد کی، شیعوں کی مستند کتاب ''منتہی الآمال'' (ج:۱ ص:۴۵۳) میں ہے:

''جملہ (ای مؤرّخین) نقل کردہ اند کہ ۳۵۲ھ (سی صد و پنجاہ ودو) روز عاشور معزالدولہ دیلمی امر کرد اہلِ بغداد را بہ نوحہ ولطمہ وماتم بر اِمام حسین وآنکہ زنہا مویہا را پریشان وصورتہا را سیاہ کنند وبازارہا را بہ بندند، وبردکانہا پلاس آویزاں نمائند، وطباخین طبخ نہ کنند، وزنہائے شیعہ بیروں آمدند درحالیکہ صورتہا را بہ سیاہی دیگ وغیرہ سیاہ کردہ بودند وسینہ می زدند، ونوحہ می کردند، سالہا چنیں بود۔ اہلِ سنت عاجز شدند از منع آں، لکون السلطان مع الشیعۃ۔''

ترجمہ:...... ''سب مؤرِّخین نے نقل کیا ہے کہ ۳۵۲ھ میں عاشورہ کے دن معزالدولہ دیلمی نے اہلِ بغداد کو اِمام حسین رضی اللہ عنہ پر نوحہ کرنے، چہرہ پیٹنے اور ماتم کرنے کا حکم دیا اور یہ کہ عورتیں سر کے بال کھول کر اور منہ کالے کرکے نکلیں، بازار بند رکھے جائیں، دُکانوں پر ٹاٹ لٹکائے جائیں اور طباخ کھانا نہ پکائیں۔ چنانچہ شیعہ خواتین نے اس شان سے جلوس نکالا کہ دیگ وغیرہ کی سیاہی سے منہ کالے کئے ہوئے تھے اور سینہ کوبی ونوحہ کرتی ہوئی جارہی تھیں۔ سالہا سال تک یہی رواج رہا اور اہلِ سنت اس (بدعت) کو روکنے سے عاجز رہے، کیونکہ بادشاہ شیعوں کا طرف دار تھا۔''

حافظ ابنِ کثیرؒ نے ''البدایہ والنہایہ'' میں ۳۵۲ھ کے ذیل میں یہی واقعہ اس طرح نقل کیا ہے:

''فی عاشر المحرّم من هٰذه السنة أمر معز الدولة بن بويه -قبحه الله- ان تغلق الأسواق، وان يلبس النساء المسوح من الشعر، وأن يخرجن فی الأسواق حاسرات عن وجوههن ناشرات شعورهن يلطمن وجوههن ينحن علی الحسين بن علی بن أبی طالب. ولم يكن أهل السنّة منع ذٰلک لکثرة الشيعة وظهورهم وكون السلطان معهم.'' (البدایہ والنہایہ ج:۱۱ ص:۲۴۳)

ترجمہ:...... ''اس سال (۳۵۲ھ) کی محرّم دسویں تاریخ کو معز الدولہ بن بویہ دیلمی نے حکم دیا کہ بازار بند رکھے جائیں، عورتیں بالوں کے ٹاٹ پہنیں اور ننگے سر، ننگے منہ، بالوں کو کھولے ہوئے، چہرے پیٹتی ہوئی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر نوحہ کرتی، بازاروں میں نکلیں، اہلِ سنت کو اس سے روکنا ممکن نہ ہوا، شیعوں کی کثرت و غلبہ کی وجہ سے اور اس بنا پر کہ حکمران ان کے ساتھ تھا۔''

اس سے واضح ہے کہ چوتھی صدی کے وسط تک اُمت ان ماتمی جلوسوں سے یکسر ناآشنا تھی، اس طویل عرصے میں کسی سنی اِمام نے تو درکنار، کسی شیعہ مقتداء نے بھی اس بدعت کو روا نہیں رکھا، ظاہر ہے کہ ان ماتمی جلوسوں میں اگر ذرا بھی خیر کا پہلو ہوتا تو خیر القرون کے حضرات اس سے محروم نہ رہتے، حافظ ابنِ کثیرؒ کے بقول:

''وهٰذا تكلف لا حاجة اليه فی الاسلام، ولو كان هٰذا امرًا محمودًا لفعله خير القرون وصدر هٰذه الأُمَّة وخيرتها. وهم أوْلٰی به ولو كان خير ما سبقونا اليه وأهل السنة يقتدون ولا يبتدعون.'' (البدایہ والنہایہ ج:۱۱ ص:۲۵۴)

ترجمہ:...... ''اور یہ ایک ایسا تکلف ہے جس کی اسلام میں کوئی حاجت و گنجائش نہیں، ورنہ اگر یہ اَمر لائقِ تعریف ہوتا تو خیرالقرون اور صدرِ اوّل کے حضرات جو بعد کی اُمت سے بہتر و افضل تھے، وہ اس کو ضروری کرتے کہ وہ خیر و صلاح کے زیادہ مستحق تھے، پس اگر یہ خیر کی بات ہوتی تو وہ یقیناً اس میں سبقت لے جاتے اور اہلِ سنت، سلف صالحین کی اقتدا کرتے ہیں، ان کے طریقے کے خلاف نئی بدعتیں اختراع نہیں کیا کرتے۔''

الغرض جب ایک خودغرض حکمران نے اس بدعت کو حکومت و اقتدار کے زور سے جاری کیا اور شیعوں نے اس کو جزوِ ایمان بنالیا تو اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ اگلے ہی سال یہ ماتمی جلوس سنی شیعہ فساد کا اکھاڑا بن گیا اور قاتلینِ حسین نے ہر سال ماتمی جلوسوں کی شکل میں معرکۂ کربلا برپا کرنا شروع کردیا، حافظ ابنِ کثیرؒ ۳۵۲ھ کے حالات میں لکھتے ہیں:

''ثم دخلت سنة ثلاث وخمسين وثلاث مائة، فی عاشر المحرّم منها عملت الرافضة عزأ الحسين كما تقدم فی السنة الماضية، فاقتتل الروافض أهل السُّنَّة فی هٰذا اليوم قتالًا شديدًا وانتهبت الأموال.''

(البدایہ والنہایہ ج:۱۱ ص:۲۵۳)

ترجمہ:...... ''پھر ۳۵۳ھ شروع ہوا تو رافضیوں نے دس محرّم کو گزشتہ سال کے مطابق ماتمی جلوس نکالا، پس اس دن روافض اور اہلِ سنت کے درمیان شدید جنگ ہوئی اور مال لوٹے گئے۔''

چونکہ فتنہ وفساد ان ماتمی جلوسوں کا لازمہ ہے، اس لئے اکثر و بیشتر اسلامی ممالک میں اس بدعتِ سیئہ کا کوئی وجود نہیں، حتیٰ کہ خود شیعی ایران میں بھی اس بدعت کا یہ رنگ نہیں جو ہمارے ہاں کربلائی ماتمیوں نے اختیار کر رکھا ہے، حال ہی میں ایران کے صدر کا بیان اخبارات میں شائع ہوا، جس میں کہا گیا:

فہرست

''علم اور تعزیہ غیر اسلامی ہے۔ عاشورہ کی مروّجہ رُسوم غلط ہیں۔ ایران کے صدر خامنہ ای کی تنقید۔ تہران (خصوصی رپورٹ) ایران کے صدر خامنہ ای نے کہا ہے کہ یومِ عاشورہ پر اِمام حسین رضی اللہ عنہ کی یاد تازہ کرنے کے مروّجہ طریقے یکسر غلط اور غیر اسلامی ہیں۔ اسلام آباد کے انگریزی اخبار ''مسلم'' کی رپورٹ کے مطابق ایرانی سربراہِ مملکت نے نمازِ جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مزید کہا کہ یہ طریقہ نمود و نمائش پر مبنی اور اسلامی اُصولوں کے منافی ہے۔ فضول خرچی اور اِسراف ہمیں اِمام حسین رضی اللہ عنہ کے راستے سے دُور کردیتا ہے۔ انہوں نے علم اور تعزیے کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ خواہ یہ محراب وگنبد کی شکل میں ہی کیوں نہ ہوں، یاد تازہ کرنے کی اسلامی شکل نہیں، ان نمائشی چیزوں پر رقم خرچ کرنا حرام ہے اور عاشورہ کی رُوح کے منافی ہے، کیونکہ یومِ عاشورہ تفریح کا دن نہیں ہے۔ اِمام خمینی کے فتویٰ کا حوالہ دیتے ہوئے صدر خامنہ ای نے کہا کہ مذہبی تقریبات کے دوران لاؤڈ اسپیکر کو بہت اُونچی آواز میں استعمال نہیں کرنا چاہئے اور عزاداری کے مقام پر بھی پڑوسیوں کو کوئی تکلیف نہیں پہنچانا چاہئے۔ لوگوں کو ماتم کرنے پر مجبور نہیں کرنا چاہئے اور نہ ہی اس رسم کو لوگوں کے لئے تکلیف دہ ہونا چاہئے۔'' (روزنامہ ''جنگ'' کراچی پیر ۱۹ر محرم ۱۴۰۵ھ، ۱۵ر اکتوبر ۱۹۸۴ء)

ہند و پاک میں یہ ماتمی جلوس انگریزوں کے زمانے میں بھی نکلتے رہے اور ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' میں بھی ان کا سلسلہ جاری رہا، اہلِ سنت نے اکثر و بیشتر فراخ دِلی و رواداری سے کام لیا اور فضا کو پُرامن رکھنے کی کوشش کی، لیکن ان تمام کوششوں کے باوجود کبھی یہ بدعت فتنہ وفساد سے مبرا نہیں رہی۔ انگریزوں کے دور میں تو ان ماتمی جلوسوں کی اجازت قابلِ فہم تھی کہ ''لڑاؤ اور حکومت کرو'' انگریزی سیاست کی کلید تھی، لیکن یہ بات

ناقابلِ فہم ہے کہ قیامِ پاکستان کے بعد اس فتنہ وفساد کی جڑ کو کیوں باقی رکھا گیا جو ہر سال بہت سی قیمتی جانوں کے ضیاع اور ملک کے دوطبقوں کے درمیان کشیدگی اور منافرت کا موجب ہے...؟ بظاہر اس بدعتِ سیئہ کو جاری رکھنے کے چند اسباب ہوسکتے ہیں۔ ایک یہ کہ ہمارے اربابِ حل وعقد نے ان ماتمی جلوسوں کے حسن وقبح پر نہ تو اسلامی نقطۂ نظر سے غور کیا اور نہ ان معاشرتی نقصانات اور مضرتوں کا جائزہ لیا جو اِن تمام ماتمی جلوسوں کے لازمی نتائج کے طور پر سامنے آتے ہیں۔ ایک نظام جو انگریزوں کے زمانے سے چلا آتا تھا انہوں نے بس اسی کو جوں کا توں برقرار رکھنا ضروری سمجھا اور اس میں کسی تبدیلی کو شانِ حکمرانی کے خلاف تصوّر کیا۔ عاشورائے محرّم میں جو قتل وغارت اور فتنہ وفساد ہوتا ہے، وہ ان کے خیال میں کوئی غیرمعمولی بات نہیں جس پر کسی پریشانی کا اظہار کیا جائے، یا اسے غور وفکر کے لائق سمجھا جائے۔ دُوسرا سبب یہ کہ اہلِ سنت کی جانب سے ہمیشہ فراخ قلبی ورواداری کا مظاہرہ کیا گیا، اور ان شرانگیز ماتمی جلوسوں پر پابندی کا مطالبہ نہیں کیا گیا اور ہمارے حکمرانوں کا مزاج ہے کہ جب تک مطالبے کی تحریک نہ اُٹھائی جائے وہ کسی مسئلے کو سنجیدہ غور وفکر کا مستحق نہیں سمجھتے۔

جنابِ صدر کراچی تشریف لائے اور مختلف طبقات سے ملاقاتیں فرمائیں، سب سے پہلے شیعوں کو شرفِ باریابی بخشا گیا، آخر میں مولانا محمد بنوری، مولانا مفتی ولی حسن اور مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب کی باری آئی، مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی نے نہایت متانت و سنجیدگی اور بڑی خوبصورتی سے صورتِ حال کا تجزیہ پیش کیا، لیکن اہلِ سنت کی اشک شوئی کا کوئی سامان نہ ہوا۔

اہلِ سنت بجا طور پر یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ:

۱:......ان ماتمی جلوسوں پر پابندی عائد کی جائے۔

۲:......جن شرپسندوں نے قومی ونجی املاک کو نقصان پہنچایا ہے ان کو رہزنی و ڈکیتی کی سزا دی جائے۔

۳:......اہلِ سنت کی جن املاک کا نقصان ہوا، ان کا پورا معاوضہ دِلایا جائے۔

۴:......اہلِ سنت کے جن رہنماؤں کو ''جرمِ بے گناہی'' میں نظر بند کیا گیا ہے، ان کو رہا کیا جائے۔

جھلی میں پیدا ہونے والا بچہ اور اس کی جھلی

س......بعض بچوں کی ولادت خواہ لڑکا ہو یا لڑکی ایک جھلی میں ہوتی ہے، جسے برقع بھی کہا جاتا ہے۔ بعض خواتین وحضرات کا کہنا یہ ہے کہ اس جھلی کو سکھا کر رکھ لیا جائے بہت نیک فال ثابت ہوتی ہے، اور اس جھلی میں پیدا ہونے والا بچہ بھی بہت خوش نصیب ہوتا ہے۔ قرآن وسنت کی روشنی میں فرمایئے کہ جھلی رکھ لینا دُرست ہے؟ پھینک دینا دُرست ہے؟ یا دفن کردینا دُرست ہے؟

ج...... یہ جھلی عموماً دفن کردی جاتی ہے، اس کو رکھنے اور ایسے بچے کے خوش نصیب ہونے کا قرآن وحدیث میں کہیں ثبوت نہیں۔

ماں کے دُودھ نہ بخشنے کی روایت کی حقیقت

س......اولاد کے لئے ماں کے دُودھ بخشنے کی جو روایات ہم ایک عرصے سے سنتے آئے ہیں، قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کی کیا اہمیت ہے؟ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ آج کل مائیں اولاد کی پروَرِش ڈبوں کے دُودھ پر کرتی ہیں، وہ کس طرح دُودھ بخشیں گی؟

ج......دُودھ بخشنے کی روایت تو کہیں میری نظر سے نہیں گزری، غالباً اس کا مطلب یہ ہے کہ ماں کا حق اتنا بڑا ہے کہ آدمی اس کو ادا نہیں کرسکتا، اِلَّا یہ کہ ماں اپنا حق معاف کردے۔

بچے کو دیکھنے کے پیسے دینا

س......فرسودہ رسم ورواج میں سے ایک رسم جو اکثر گھرانوں میں پائی جاتی ہے، یہ ہے کہ جب کسی گھر میں بچے کی پیدائش ہوتی ہے تو تمام رشتے دار اسے دیکھنے کے لئے آتے ہیں، لیکن بچے کو دیکھ لینے کے بعد ہر شخص پر یہ لازم ہوجاتا ہے کہ وہ اپنی حیثیت کے مطابق جیب سے نوٹ نکال کر نومولود بچے کے ہاتھ میں تھمادے، کچھ ہی دیر بعد وہ نوٹ بچے کی ماں کے تکیے کے نیچے جمع ہوجاتے ہیں۔ یہ آسمانی قانون کی طرح ایک پختہ رسم بن چکی ہے اور آج

تک ہم نے کسی کو اس کی خلاف ورزی کرتے نہیں دیکھا، جب بچے کی ماں کا چلہ پورا ہوجاتا ہے تو پھر نوٹوں کی گنتی کی جاتی ہے اور نوٹوں کی تعداد کو دیکھتے ہوئے بچے کی خوش قسمتی یا بدقسمتی کے متعلق رائے قائم کی جاتی ہے، یہ کاروبار کرنے کے لئے کئی گھرانوں میں بچے کی پیدائش کا بے چینی سے انتظار کیا جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا اسلام میں ان فرسودہ رسم و رواج کی کوئی گنجائش موجود ہے؟

ج...... نومولود بچے کی پیدائش پر اسے تحفہ دینا تو بزرگانہ شفقت کے زُمرے میں آتا ہے، لیکن اس کو ضروری اور فرض و واجب کے درجے میں سمجھ لینا اور اس کو بچے کی نیک بختی یا بدبختی کی علامت تصوّر کرنا غلط اور جاہلانہ تصوّر ہے۔

عید کارڈ کی شرعی حیثیت

س...... عید کارڈ کا رواج ہمارے ہاں کب سے ہوا؟ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس کی لکھائی چھپائی اور تقسیم پر جو لاکھوں روپیہ صَرف ہوتا ہے کیا یہ اِسرافِ بے جا نہیں؟ شاید یہ رسمِ قبیح بھی غیرملکی دورِ اقتدار کی نشانی ہے، کیونکہ قیمتی کاغذ کی شکل میں لاکھوں روپیہ غیرملکیوں کو چلا جاتا ہے اور غیرملکی آقاؤں کی دی ہوئی تعلیم کا حامل ہمارا تعلیم یافتہ طبقہ اس میں زیادہ حصہ لیتا ہے۔ شادی کارڈ کی شکل میں صَرف ہونے والا روپیہ بھی اس ذیل میں آتا ہے، ان کارڈوں کا خریدار بے تحاشہ روپیہ اس مد میں صَرف کرتا ہے جبکہ مرسل الیہ کو کچھ بھی نہیں ملتا۔ کیا عید کی مبارک باد سادہ خط میں نہیں دی جاسکتی؟

ج...... یہ تو معلوم نہیں کہ عید کارڈ کی رسم کب سے جاری ہوئی؟ مگر اس کے فضول اور بے جا اِسراف ہونے میں کوئی شبہ نہیں، اسی طرح شادی کارڈ بھی فضول ہیں۔ آپ کے خیالات قابلِ قدر ہیں!

جشنِ ولادت یا وفات؟

س...... ہمارے ہاں ۱۲؍ربیع الاوّل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یومِ ولادت بڑے تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ نیز یہ جشنِ ولادت ہے یا وفات؟

ج…… ہمارے یہاں ربیع الاوّل میں ''سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کے جلوسوں کا اہتمام کیا جاتا ہے اور ''جشنِ عید میلاد النبی'' بھی بڑی دُھوم دھام سے منایا جاتا ہے، چراغاں ہوتا ہے، جھنڈیاں لگتی ہیں، جلسے ہوتے ہیں، جلوس نکلتے ہیں، ان تمام اُمور کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقِ محبت کی ادائیگی سمجھا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں اہلِ فکر کو اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخِ ولادت میں مشہور قول ۱۲؍ربیع الاوّل کا ہے، لیکن محققین کے نزدیک راجح یہ ہے کہ آپ کی ولادت ۸؍ربیع الاوّل کو ہوئی، اور آپ کی وفات شریفہ راجح اور مشہور قول کے مطابق ۱۲؍ربیع الاوّل کو ہوئی۔ گویا ربیع الاوّل کا مہینہ اور اس کی بارہ تاریخ صرف آپ کا یومِ ولادت نہیں بلکہ یومِ وفات بھی ہے۔ جو لوگ اس مہینے اور اس تاریخ میں ''جشنِ عید'' مناتے ہیں انہیں سو بار سوچنا چاہئے کہ کیا وہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر تو ''جشنِ عید'' نہیں منا رہے؟ مسلمان بڑی بھولی بھالی قوم ہے، دُشمنانِ دِین کے خوشنما عنوانات پر فریفتہ ہوجاتی ہے۔ صفر کے آخری بدھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرضِ وفات شروع ہوا، دُشمنوں کو اس کی خوشی ہوئی اور اس خوشی میں مٹھائیاں بانٹنا شروع کیں، اِدھر مسلمانوں کے کان میں چپکے سے یہ پھونک دیا کہ اس دن آنحضور سرورِ کون ومکاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ''غسلِ صحت'' فرمایا تھا اور آپ سیر وتفریح کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ ناواقف مسلمانوں نے دُشمن کی اُڑائی ہوئی اس ہوائی کو ''حرفِ قرآن'' سمجھ کر قبول کرلیا اور اس دن گھر گھر مٹھائیاں بٹنے لگیں۔ جس طرح ''یومِ مرض'' کو ''یومِ صحت'' مشہور کرکے دُشمنانِ رسول نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی کہلانے والوں سے اس دن مٹھائیاں تقسیم کرائیں، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ''یومِ وفات'' کو ''یومِ میلاد'' مشہور کرکے مسلمانوں کو اس دن ''جشنِ عید'' منانے کی راہ پر لگادیا۔ شیطان اس قوم سے کتنا خوش ہوگا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرضِ موت پر مٹھائیاں تقسیم کرتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دن ''جشن'' مناتی ہے…! کیا دُنیا کی کوئی غیرت مند قوم ایسی ہوگی جو اپنے مقتدا و پیشوا کے یومِ وفات پر ''جشنِ عید'' مناتی ہو؟ اگر نہیں، تو سوال یہ ہے کہ مسلمان ''بارہ وفات'' پر ''جشنِ عید'' کس کے اِشارے پر مناتے ہیں؟ کیا

اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کام کا حکم دیا تھا؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا سے تشریف لے جاتے ہوئے فرما گئے تھے کہ میری وفات کے دن کو ''عید'' بنالینا؟ کیا خلفائے راشدینؓ، صحابہؓ و تابعینؒ اور ائمہ مجتہدینؒ میں سے کسی نے اس دن ''جشنِ عید'' منایا؟ کیا حدیث وفقہ کی کسی کتاب میں مذکور ہے کہ ''بارہ وفات'' کا دن اسلام میں ''عید'' کی حیثیت رکھتا ہے؟ اور یہ کہ اس دن مسلمانوں کو سرکاری طور پر چھٹی کرنی چاہئے اور ''جشنِ عید'' منانا چاہئے...؟

''جشنِ عید'' منانا روافض کے ماتمِ محرّم کی تقلید ہے، اور کسی کی برسی منانا (خواہ پیدائش کی ہو یا وفات کی) خود خلافِ عقل و دانش ہے، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ ''تحفۂ اثنا عشریہ'' میں تحریر فرماتے ہیں:

> ''نوع پانزدہم امثال متجددہ را یک چیز بعینہٖ دانستن، و ایں وہم خیلے بر ضعیف العقول غلبہ دارد حتیٰ کہ آب دریا و شعلہ چراغ و آب فوارہ را اکثر اشخاص یک آب و یک شعلہ خیال کنند، و اکثر شیعہ در عادات خود منہمک ایں خیال اند، مثلاً روز عاشورا در ہر سال کہ بیاید آں را روزِ شہادت حضرت اِمامِ عالی مقام حسین علیہ السلام گمان برند و اَحکام ماتم و نوحہ و شیون و گریہ و زارے۔
>
> وفغاں و بے قرارے آغاز نہند مثل زنان کہ ہر سال بر میّت خود ایں عمل نمایند حالانکہ عقل بالبداہت میداند کہ زمان امر سیال غیر قار ست ہرگز جز او ثبات و قرار ندارد و اعادۂ معدوم محال و شہادت حضرت اِمام در روزے شدہ بود کہ ایں روز ازاں روز فاصلہ ہزار و دوصد سال دارد ایں روز را باآں روز چہ اتحاد و کدام مناسبت و روز عیدالفطر و عیدالنحر را بریں قیاس نباید کرد کہ در آں جا مایہ سرور و شادے سال بسال متجدد ست یعنی اداء روزہ رمضان و ادائے حج خانہ کعبہ کہ (شکر النعمة المتجدّدة) سال بسال فرحت و سرور نو پیدا مے شود ولہٰذا اعیاد شرائع بریں وہم فاسد نیامدہ بلکہ اکثر عقلا نیز

نوروز مہرجان وامثال ایں تجددات وتغیرات آسمانی راعید گرفتہ اند کہ ہر سال چیزے نو پیدا می شود و موجب تجدد اَحکام میباشد وعلیٰ ہذا القیاس تعید بعید بابا شجاع الدین وتعید بعید غدیر وامثال ذالک مبنی بر ہمیں وہم فاسدست از ینجا معلوم شد کہ روز نزول آیۃ (الیوم اکملت لکم دینکم)وروز نزولِ وحی وشبِ معراج راچرادرشرع عید قرار ندادہ اند وعید الفطر وعید النحر راقرار دادہ اندوروز تولد ووفات ہیچ نبے راعید نگردانیدند وچرا صوم یوم عاشورا کہ درسال اول بموافقت یہود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بجا آوردہ بودند منسوخ شد دریں ہمہ ہمیں سرست کہ وہم را دخلے نباشد بدون تجدد نعمت حقیقۃ سرور و فرحت نمودن یا غم و ماتم کردن خلافِ عقل خالص از شوائب وہم است۔" (تحفہ اثناعشریہ، فارسی، ص:۳۵۱)

ترجمہ:......"نوع پانزدہم نئی نئی امثال کو ایک چیز بعینہٖ جاننا اور یہ وہم کرنا ضعیف العقول پر بہت غلبہ رکھتا ہے، یہاں تک کہ دریا کے پانی اور شعلہ اور چراغ اور آبِ فوارہ کو اکثر لوگ ایک آگ اور ایک شعلہ خیال کرتے ہیں۔ اکثر شیعہ ان خیالات کے عادتوں میں ڈُوبے ہوئے ہیں، مثلاً ہر سال دسویں محرّم کی ہوتی ہے، ہر سال روزِ شہادت حضرت اِمام عالی مقام حسین علیہ السلام کا گمان کرتے ہیں اور اَحکامِ ماتم اور شیون اور گریہ وزاری اور فغاں و بے قراری شروع کرتے ہیں، عورتوں کی طرح کہ ہر سال اپنی میّت پر یہ عمل کرتے ہیں، حالانکہ عقل صریح جانتی ہے کہ زمانہ ہر سال کا غیر قار ہے، یعنی قرار نہ پکڑنے والا، کوئی جز اس کا ثابت وقائم نہیں رہتا، اوراس زمانے کا لوٹنا بھی محال ہے، اور شہادت حضرت اِمام رضی اللہ عنہ کی جس دن ہوئی اُس دن سے اِس دن تک فاصلہ گیارہ سو پچاس

فہرست

برس کا ہوا، پھر یہ اور وہ دن کیسے ایک ہوگیا اور کونسی مناسبت ہوگئی؟

عیدالفطر اور عیدِ قرباں کو اس پر قیاس کرنا نہیں چاہئے کیونکہ اس میں خوشی اور شادی سال در سال نئی ہے، یعنی روزے رمضان کے ادا کرنا اور حج خانہ کعبہ کا بجالانا کہ **شکر النعمة المتجدّدة** (یعنی شکر ہے نئی نئی نعمت کا) سال در سال فرحت و سرور نیا پیدا ہوتا ہے۔ اسی واسطے عیدین شریعت کی اس وہمِ فاسد پر مقرّر نہیں ہوئی ہیں، بلکہ اکثر عقلاء نے بھی نوروز اور مہرجان اور امثال اس کی نئی باتوں اور تغیرِ آسمانی کو خیال کرکے عید اختیار کی ہے کہ ہر سال ایک چیز نئی پیدا ہوتی ہے اس پر نئے نئے اَحکام کئے جاتے ہیں اور علیٰ ہٰذا القیاس تعید بعید بابا شجاع الدین اور تعید بعید غدیر اور مثل ان کے سب کی بناء، وہمِ فاسد پر ہے، اور اسی موقع سے معلوم ہوا کہ جس روز یہ آیت نازل ہوئی: "**الیوم اکملت لکم دینکم**" اور جس دن وحی نازل ہوئی اور شبِ معراج، ان روزوں کو شرع میں کیوں نہیں عید ٹھہرایا ہے اور عیدالفطر اور عیدِ قرباں کو عید ٹھہرایا، وہ دن بھی تو بڑی خوشی کے تھے، ایسے کسی نبی کے تولد اور وفات کے دن کو عید نہ ٹھہرایا اور روزہ عاشورا کا کہ اوّل سال یہود کی موافقت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تھا کیوں منسوخ ہوا؟ ان سب باتوں میں یہی بھید تو ہے کہ وہم کو دخل نہ ہونے پائے بغیر کسی نئی نعمت حقیقۃ کی فرحت اور سرور کا ہونا یا غم اور ماتم کرنا اس عقل کے خلاف ہے جو آمیزش وہم سے خالص ہے۔" (ترجمہ تحفۂ اثناعشریہ ص:۲۲۶)

علاوہ ازیں اس قسم کے جشنوں میں وقت برباد ہوتا ہے، ہزاروں روپیہ ضائع ہوتا ہے، نمازیں غارت ہوتی ہیں، نمود و نمائش ہوتی ہے، مردوں عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے، بے حجابی و بے پردگی ہوتی ہے۔ ذرا غور کیجئے! کیا ان تمام باتوں کو آنحضرت صلی اللہ

فہرست

علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ سے کوئی جوڑ ہے؟ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس نام پر ان تمام چیزوں کا روا رکھنا کتنا بڑا ظلم ہے...؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ شریفہ اور آپ کا وجودِ سامی سراپا رحمت ہے (حق تعالیٰ شانہ کی مزید عنایت در عنایت یہ کہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں شامل ہونے کا شرف عطا فرمایا، اللّٰھم فلک الحمد ولک الشکر) مگر اس رحمت سے فائدہ اُٹھانے والے وہی خوش قسمت ہیں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت و سیرت کو اپنانے اور آپ کے مقدس اُسوۂ حسنہ پر گامزن ہونے کی توفیق ارزانی کی جاتی ہے کہ یہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا مقصدِ وحید ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ ہر اُمتی کے لئے مینارۂ نور ہے اور دِین و دُنیا کی فلاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اَحکام و اِرشادات کے اِتباع پر موقوف ہے اور اس کی ضرورت صرف نماز روزہ وغیرہ عبادات تک محدود نہیں، بلکہ عقائد و عبادات، معاملات و معاشرت، اخلاق و عادات اور شکل و شمائل الغرض! زندگی کے ہر شعبے کو محیط ہے۔

اُمتِ مسلمہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کی پیروی کا التزام متعدّد وجوہ سے ضروری ہے۔

اوّل:...... حق تعالیٰ شانہ نے بار بار تاکیداتِ بلیغہ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرماں برداری اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم کی پیروی کا حکم فرمایا ہے، بلکہ اپنی اطاعت و بندگی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و اِتباع کے ساتھ مشروط فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

"وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللهَ." (النساء:۸۰)

دوم:...... ہم لوگ "لا اِلٰہ اِلَّا اللہ محمد رسول اللہ" کا عہد کرکے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہیں اور ہمارے اس ایمانی عہد کا تقاضا ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک فیصلے پر دِل و جان سے راضی ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک حکم کی تعمیل

کریں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت کو اَپنائیں، حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:

”فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔“ (النساء:۶۵)

سوم:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر اُمتی کے لئے محبوب ہیں اور یہ محبت شرطِ ایمان ہے، ارشادِ نبوی ہے:

”والذی نفسی بیدہ! لا یؤمن احدکم حتّٰی اکون احبّ الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔“

(صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من الایمان)

اور محبت کا خاصہ ہے کہ ایک محبِّ صادق اپنے محبوب کی ہر ہر اَدا پر مرمٹتا ہے، اور اسے محبوب کی تمام ادائیں محبوب ہوتی ہیں، یہ نہ ہو تو دعویٔ محبت محض لاف وگزاف ہے۔ پس ہماری ایمانی محبت کا تقاضا ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کے سانچے میں ڈَھل جائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک ادا پر مرمٹیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت کو زندہ کریں، اس کے بغیر ہمیں بارگاہِ الٰہی سے محبتِ نبوی کی سند نہیں مل سکتی۔

چہارم:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی کمالِ انسانیت کا نقطۂ معراج ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ادائیں، تمام سنتیں اور آپ کا پورا اُسوۂ حسنہ مظہرِ کمال بھی ہے اور مظہرِ جمال بھی، پس جو شخص جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے گا اور اسے جس قدر اُسوۂ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا و اِتباع نصیب ہوگی اسی قدر کمالِ انسانیت سے بہرہ ور ہوگا، اور جس قدر اسے اُسوۂ نبوی سے بُعد ہوگا اسی قدر وہ کمالاتِ انسانیت سے گرا ہوا ہوگا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ''انسانِ کامل'' کے لئے معیار اور نمونے کی حیثیت رکھتی ہے۔ پس نہ صرف اہلِ ایمان کو بلکہ پوری انسانیت کو لازم ہے کہ کمالِ انسانی کی معراج تک پہنچنے کے لئے

اس ''انسانِ کامل''، صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم کی پیروی کرے، واللہ اعلم!

یہ اس اُمت پر حق تعالیٰ شانہ کا احسانِ عظیم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محبوب رَبّ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کا مکمل ریکارڈ اُمت کے سامنے اس طرح موجود ہے کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے اور سوتے جاگتے ہماری نظروں کے سامنے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ شمائل اور احادیث کا مستند ذخیرہ موجود ہے، اور ہر دور میں اکابرِ اُمت اور حضراتِ محدثینؒ نے اسے اپنے اپنے انداز میں مرتب فرمایا ہے، تاکہ اُمت ہر شعبۂ زندگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات و ارشادات سے واقف ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کی پیروی کو اپنا مقصدِ زندگی بنائے اور اُسوۂ نبوی کے قالب میں اپنی زندگی کے تمام شعبوں کو ڈھالے۔

موجودہ دور میں جبکہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں سے مغایرت بڑھتی جارہی ہے اور مسلمان اپنے دِین کی تعلیمات اور اپنے مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کو چھوڑ کر غیروں کے طور طریقے اپنا رہے ہیں، اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو چند روزہ جشن منانے کے بجائے ان کی متاعِ گم گشتہ کی طرف بار بار بلایا جائے اور انہیں اسلامی تعلیمات اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی دعوت دی جائے، کیونکہ مسلمانوں کی دُنیوی و اُخروی ہر طرح کی صلاح و فلاح اِتباعِ سنت ہی میں مضمر ہے۔

معاملات

دفتر کی اسٹیشنری گھر میں استعمال کرنا

س...... سرکاری ملازمین کو دفتروں میں جو اسٹیشنری ملتی ہے کبھی کام کم ہونے کی وجہ سے پوری طرح سرکاری استعمال میں نہیں آسکتی، پھر دُوسرے ماہ اور سامان مل جاتا ہے، چنانچہ فاضل اسباب لوگ گھر لے جاکر بچوں کے استعمال میں دے دیتے ہیں، کیا یہ تمام اشیاء ملازمین کے ذاتی حقوق کی مد میں آتی ہیں اور ان کا ذاتی اور گھریلو استعمال اسلامی اُصولوں کے مطابق جائز ہے یا نہیں؟

ج...... سرکاری سامان کو گھر لے جانا دُرست نہیں، اِلَّا یہ کہ سرکار کی طرف سے اس کی اجازت ہو۔

سرکاری کوئلہ استعمال کرنے کی بجائے اس کے پیسے استعمال کرلینا کیسا ہے؟

س...... میں سرکاری ملازم ہوں، ہمیں سردی کے موسم میں حکومت سے کوئلے کے لئے بجٹ منظور ہوتا ہے، یہ کوئلہ صرف سرد علاقوں کے لئے منظور ہوتا ہے، چونکہ میں ضلع سوات میں ملازمت کرتا ہوں جو کہ انتہائی سرد علاقہ ہے اور جنوری سے لے کر مارچ تک یہاں بہت سردی ہوتی ہے اور ہمیں کوئلہ جلانا ان مہینوں میں درکار ہوتا ہے، لیکن اس وقت حکومت ہمیں کوئی رقم مہیا نہیں کرتی اور پھر بعد میں جون کے مہینے میں روپے ملتے ہیں۔ اس کا طریقۂ کار اس طرح ہے کہ حکومت ایک آدمی کو ٹھیکہ دیتی ہے کہ آپ ان سرکاری دفاتر کو کوئلہ مہیا کریں، لیکن ٹھیکے دار کوئلہ مہیا نہیں کرتا بلکہ وہ اپنے کاغذات میں واضح کرتا ہے کہ میں نے کوئلہ مہیا کیا، حالانکہ نہ ٹھیکے دار کوئلہ مہیا کرتا ہے اور نہ ہی دفتروں میں کوئلہ جلایا جاتا ہے بلکہ جب

جون کے مہینے میں بجٹ منظور ہوتا ہے تو ٹھیکے دار اس سے اپنا کمیشن لیتا ہے اور باقی روپے ہم آپس میں تقسیم کرتے ہیں، حالانکہ یہ رقم ہمیں کوئلے کے لئے دی جاتی ہے۔ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ: ''یہ رقم ہمارے لئے جائز ہے کیونکہ سردی کے دنوں میں ہم نے سردی برداشت کی اور اپنے لئے بچت کی لہٰذا اس میں کوئی حرج نہیں۔'' اور بعض کہتے ہیں کہ: ''نقد حالت میں اس کا لینا جائز نہیں ہے، کیونکہ ہم نے کوئلہ جلایا نہیں تو رقم کس چیز کی لیں گے؟'' آپ حضرات فیصلہ کریں۔

ج...... چونکہ بجٹ میں دیگر مصارف کے ساتھ اس مد میں بھی رقم رکھی جاتی ہے اور حکومت کی جانب سے اس کا باقاعدہ ٹھیکہ دیا جاتا ہے اور چونکہ ٹھیکے دار اس مد کی رقم سرکاری خزانے سے وصول کرتا ہے، اس لئے اس رقم کا لینا صارفین کا حق ہے۔ رہا یہ کہ ضرورت کے وقت کوئلہ مہیا نہیں کیا گیا اور آپ حضرات نے اس کے بغیر سردی کا موسم گزارا، یہ حکومت کی کارکردگی کا نقص ہے یا ٹھیکے دار کی نااہلی۔ آپ لوگوں کو اس کے خلاف احتجاج کرنا چاہئے اور اس نظام میں جو خرابی ہے اس کی اصلاح کرانی چاہئے تاکہ ٹھیکے دار بروقت کوئلہ مہیا کرے۔ بہرحال جب اس مد کی رقم سرکاری خزانے سے نکالی جاچکی ہے، اس کا وصول کرنا آپ حضرات کے لئے صحیح ہے۔

سرکاری گاڑی کا بے جا استعمال

س...... میں ایک سرکاری ملازم ہوں، عہدہ اور تنخواہ کے لحاظ سے مجھے کار رکھنے کا حق حاصل ہے، حکومت کی طرف سے کار الاؤنس ۲۸۵ روپے ماہوار ملتا ہے، لیکن میں اپنی گاڑی سے دفتر نہیں آتا ہوں، دفتر آنے جانے کے لئے سرکاری گاڑی استعمال کرتا ہوں جس کے لئے جواز یہ پیدا کرتا ہوں کہ سرکاری فائل لے جانی ہوتی ہے، اس طرح سرکاری گاڑی کے استعمال پر تقریباً دو ہزار روپے ماہوار خرچ آتا ہے۔ آپ برائے کرم احتساب کے حوالے سے بتایئے کہ ایک مسلمان ہوتے ہوئے کیا یہ کار الاؤنس لینا میرے لئے حلال ہے؟ دُوسرے سرکاری گاڑی کا اس طرح جواز پیدا کرکے استعمال کرنا کہاں تک جائز ہے؟ چونکہ

میں اس دن سے ڈرتا ہوں جب احتساب کیا جائے گا، اس لئے خداوند کریم کی خوشنودی حاصل کرنے اور احتساب سے بچنے کے لئے مجھ کو کیا کرنا چاہیے؟

ج…… اُصول یہ ہے کہ سرکاری املاک کو انہی مقاصد کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے، جن کی سرکار کی طرف سے اجازت ہے۔ آپ سرکاری گاڑی کے استعمال کو اس اُصول پر منطبق کرلیجئے، اگر کار الاؤنس کے ساتھ آپ کو سرکاری گاڑی کے استعمال کی اجازت نہیں تو یہ استعمال غلط اور لائقِ مؤاخذہ ہے۔

سرکاری طبّی اِمداد کا بے جا استعمال

س…… اکثر سرکاری اور نجی اداروں میں دُوسری سہولتوں کے ساتھ طبّی سہولت بھی مفت فراہم کی جاتی ہے، اور دیکھنے میں آیا ہے کہ ملازمین ان سہولتوں کا بے جا استعمال، خصوصاً طبّی سہولت کا، اس طرح کرتے ہیں کہ اپنی غلط بیانی سے بیماری بتاکر یا پھر ڈاکٹر کو بھی اس اسکیم میں شامل کرکے اپنے نام بہت ساری دوائیاں لکھوالیتے ہیں، اور پھر ان دوائیوں کو میڈیکل اسٹور والوں کو ہی بیچ کر سستے داموں میں ہی اپنی ضرورت کی کچھ اور چیزیں خرید لیتے ہیں، اور یہ کام اتنی حجت سے کیا جاتا ہے کہ اکثر ملازمین اسے اپنا حق سمجھتے ہیں اور اسے بُرائی کہنا ان کے لئے گالی دینے کے برابر بن جاتا ہے۔ مولانا صاحب! ایسا مال جو کہ جھوٹ بول کر اور ادارے کو دھوکا دے کر حاصل کیا جائے رزقِ حلال کہا جاسکتا ہے؟ اور اس کے بدلے میں جو مال حاصل کیا جائے جائز ہے؟

ج…… آپ کے سوال کا جواب تو اتنا واضح ہے کہ مجھے جواب لکھتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ سرکاری یا نجی اداروں نے جو طبّی سہولتیں فراہم کی ہیں وہ بیماروں کے لئے ہیں، اب جو شخص بیمار ہی نہیں اس کا ان مراعات میں کوئی حق نہیں، اگر وہ مصنوعی طور پر بیمار بن کر علاج کے مصارف وصول کرتا ہے تو چند کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے۔ اوّل: جھوٹ اور جعل سازی۔ دوم: ادارے کو دھوکا اور فریب دینا۔ سوم: ڈاکٹر کو رشوت دے کر اس گناہ میں شریک کرنا۔ چہارم: ادارے کا ناحق مال کھانا۔ اور ان چاروں چیزوں کے حرام

اور گناہِ کبیرہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں اور جس کمائی میں یہ چار گناہ شامل ہوں گے اس کے ناپاک، ناجائز اور بے برکت ہونے میں کیا شک ہے...؟ اللہ تعالیٰ ہمارے مسلمان بھائیوں کو عقل اور ایمان نصیب فرمائے کہ وہ حلال کو بھی حرام کرکے کھاتے ہیں...!

فارم اے کی فروخت شرعاً کیسی ہے؟

س...... میں حال ہی میں سعودی عرب سے واپس آیا ہوں، وہاں پر حکومتِ پاکستان کی طرف سے ہمیں ایک سہولت یہ ہے کہ جس کو بھی وہاں پر دو سال کا عرصہ گزر جاتا ہے اس کو گفٹ اسکیم مل جاتی ہے۔ اس اسکیم کے تحت ہوتا یہ ہے کہ آپ اپنے خاندان کے کسی فرد کو ایک گاڑی گفٹ کرسکتے ہیں، اس کے لئے ایک فارم جس میں یہ لکھنا ہوتا ہے کہ کتنا عرصہ آپ کو یہاں ہوا ہے اور کس کے نام گاڑی بھیج رہے ہیں، پھر سفارت خانے سے تصدیق کروانی ہوتی ہے۔ کچھ لوگ تو گاڑی بک کرواکر پاکستان گاڑی پہنچنے پر اس کو فروخت کردیتے ہیں اور اکثریت یہ کرتی ہے کہ اس فارم کو پاکستان میں بیچ دیتے ہیں اور میرا بھی فارم بیچنے کا ارادہ ہے، تو دراصل میرے پوچھنے کا مقصد یہ ہے کہ فارم بیچنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس سے حاصل شدہ رقم جائز ہے کہ ناجائز؟ اگر رقم ناجائز ہے تو کیا میں فارم کو ضائع کردوں یا اس سے ملنے والی رقم کو کہیں اور خرچ کروں؟

ج......اس فارم کی حیثیت اجازت نامے کی ہے، اور اجازت نامہ قابلِ فروخت چیز نہیں، اس لئے اس کی خرید و فروخت صحیح نہیں۔

جعلی کارڈ استعمال کرنا

س......آج کل کالج کے کارڈ جو ''کے ٹی سی'' نے جاری کئے ہیں، وہ جعلی بنتے ہیں، ایسے کارڈ سے اصل کرائے کے جو پیسے بچتے ہیں وہ استعمال کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

ج......جعلی کارڈ کا استعمال گناہِ کبیرہ ہے اور یہ بددیانتی اور خیانت کے زُمرے میں آئے گا۔

اسی طرح بعض لوگ ان کارڈوں کے ذریعہ ریل میں رعایتی ٹکٹ استعمال کرتے ہیں، یہ بھی گناہ ہے، جو اس قسم کی حرکت کا ارتکاب کرچکے ہیں ان کو چاہئے کہ اس کے

بدلے صدقہ کردیں تاکہ بددیانتی کا گناہ معاف ہو۔

مالک کی اجازت کے بغیر چیز استعمال کرنا

س…… عرض یہ ہے کہ ہمارا پیشہ دھوبی کا ہے، کسی کا کپڑا اس کی اجازت کے بغیر نہیں پہن سکتے، یہ بات ہر آدمی جانتا ہے، مگر ہمارے کاروبار میں اکثر یہ ہوتا ہے کہ اگر کسی صاحب پر زیادہ پیسے (اُدھار) ہوگئے ہوں تو وہ اپنے کپڑے چھوڑ دیتے ہیں اور دوبارہ نہیں آتے، جس کی وجہ سے ہمارے پیسے رُک جاتے ہیں، تین مہینے کے بعد ہماری ذمہ داری ان کپڑوں پر سے ختم ہوجاتی ہے، ان تین مہینوں کے بعد کیا ہم ان کپڑوں کو پہن سکتے ہیں یا نہیں؟

ج…… کپڑوں کے مالکوں کا تو آپ کو معلوم ہوتا ہے، پھر ان مالکوں تک کیوں نہیں پہنچا سکتے؟ اگر مالک کا پتا نہ ہو تو تین ماہ کے بعد وہ لقطے کے حکم میں ہے، لہٰذا مالک کی طرف سے صدقہ کردیں اور نیت یہ رکھیں کہ اگر مالک آ گیا تو اس کو قیمت دے دُوں گا، اگر آپ مستحق ہیں تو خود بھی رکھ سکتے ہیں۔

چوڑیوں کا کاروبار کیسا ہے؟

س…… چوڑیوں کا کاروبار کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ آج کل چوڑیوں کا کام فیشن میں شامل ہے اور دُکان پر لیڈیز اگر خریدتی ہیں اور پہنتی بھی ہیں، مردوں سے عورتوں کا چوڑیاں پہننا ٹھیک تو نہیں ہے، مگر اس وقت ذہن بالکل پاک ماحول میں ہوتا ہے جب انسان اپنی روزی پر کھڑا ہوتا ہے، اس کا ذہن گندے خیالات کی طرف مائل نہیں ہوتا۔ کیا اس لحاظ سے یہ کام کرنا دُرست ہے یا نہیں؟ اگر لیڈیز اپنا سائز دے کر چوڑیاں خریدلیں پھر یہ کام کیسا ہے؟ ان سے آدمی لین دین کرسکتا ہے یا نہیں؟ مجھے اُمید ہے کہ آپ اس پورے سوال کا جواب دے کر مجھے مطمئن کردیں گے۔ میری خود کی چوڑیوں کی دُکان ہے، نماز بھی پڑھتا ہوں، کیا اس کام کی کمائی حلال ہے؟ اس کام کی آمدنی سے انسان زکوٰۃ، خیرات دے سکتا ہے؟ قبول ہوگی یا نہیں؟ جواب دے کر مشکور فرمائیں۔

ج…… چوڑیوں کا فروخت کرنا تو جائز ہے، لیکن نامحرم عورتوں کو چوڑیاں پہنانا جائز نہیں۔

دِل اور ماحول خواہ کیسا ہی پاک ہو، یہ فعل حرام ہے۔ اگر عورت اپنے سائز کی چوڑیاں دے جائے اور آپ اس سائز کی بنا کر ان کے حوالے کردیں تو یہ جائز ہے۔

مرد کے لئے سونے کی انگوٹھی بنانے والا سنار

س...... سونے کی انگوٹھی وغیرہ لاکٹ، چین مرد کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں ہے، اگر کوئی بھائی ہم سے آرڈر پر بنوانا چاہے تو بنانے والے پر کوئی گناہ تو نہیں؟

ج...... سونے کی انگوٹھی بنانا جائز ہے، مرد کو اس کا پہننا حرام ہے، اس لئے آپ گناہگار نہ ہوں گے، لیکن اگر آپ مردانہ انگوٹھی بنانے سے انکار کردیں تو بہت ہی اچھا ہے۔

غیرشرعی لباس سینا شرعاً کیسا ہے؟

س...... زید درزی کا کام کرتا ہے، اس کے پاس زنانہ، مردانہ کپڑے سینے کے لئے آتے ہیں، موجودہ دور کے مطابق اسے گاہک کی فرمائش کے مطابق ڈیزائن بنا کر دینا پڑتا ہے، مثلاً زنانہ لباس تنگ، مردانہ پینٹ، پتلون، قمیص کالر والی وغیرہ تو کیا اس میں کاریگر، بنادینے کی وجہ سے گاہک کے ساتھ گناہگار ہوگا یا نہیں؟

ج...... ایسے لباس کا تیار کرنا جس سے مرد یا عورت کے اعضائے مستورہ کی کیفیات (اُونچ نیچ) نظر آتی ہوں، صحیح نہیں۔ کاریگر پر پہننے کا اور تیار کرنے کا گناہ نہیں ہوگا، لیکن اعانت کرنے کا گناہ ہوگا۔ اس لئے بہتر ہے کہ ایسے لباس تیار کرنے سے احتراز کیا جائے، لوگوں سے جھگڑے اور اعتراض سے بچنے کے لئے دُکان میں لکھ دیا جائے کہ غیرشرعی لباس یہاں تیار نہیں ہوتا۔

درزی کا مردوں کے لئے ریشمی کپڑا سینا

س...... زید ایک ٹیلر ماسٹر ہے اور اوقاتِ کار کے درمیان اَحکاماتِ الٰہیہ کی پابندی اور نماز کے فرائض باقاعدگی سے ادا کرتا ہے، کیا یہ پیشہ حلال روزی پر مبنی ہے؟ کیونکہ زید مردوں کے ریشمی کپڑے سیتا ہے جبکہ مرد کو ریشم پہننا منع ہے، اب اگر مردوں کے کپڑے (جو کہ

فہرست

ریشم کے تار کے ہوتے ہیں) نہ سیئے گا تو گویا اپنی روزی کو لات مارے گا، اگر وہ سیتا ہے تو گناہ کے کام میں معاونت کا حصہ دار کہلاتا ہے۔

ج…… خالص ریشم مردوں کے لئے حرام ہے، لیکن مصنوعی ریشم حرام نہیں، آج کل عام رواج اسی کا ہے، خالص ریشم تو کوئی امیر کبیر ہی پہنتا ہوگا۔ خالص ریشم کا کپڑا مردوں کے پہننے کے لئے سینا مکروہ تو ضرور ہے مگر درزی کی کمائی حرام نہیں۔

لطیفہ گوئی و داستان گوئی کی کمائی کیسی ہے؟

س…… ایک آدمی ہے جو لطیفہ گوئی، داستان گوئی وغیرہ کر کے کمائی کرتا ہے، دُوسرے لفظوں میں اس نے اس کام (لطیفہ گوئی وغیرہ) کو اپنا ذریعۂ معاش بنا رکھا ہے، کیا ایسے شخص کی کمائی حلال ہے یا حرام؟ ایسے شخص سے ہدیہ لینا جائز ہے؟ ایسا آدمی اس کمائی سے فریضۂ حج ادا کرسکتا ہے؟ اگر ہدیہ لے لیا ہے تو پھر اس کو صَرف کس طرح کیا جائے؟ آج کل تھیٹر ہال بنے ہوتے ہیں اور ان میں اسٹیج شو مثلاً ڈرامے، ناچ گانے وغیرہ ہوتے ہیں، ایسے تھیٹر ہال کے مالک، اداکار، ہدایت کار وغیرہ کی کمائی حلال ہے یا حرام؟ اور کیا ایسی کمائی سے حج وغیرہ کیا جاسکتا ہے؟ کیا ایسے آدمی سے ہدیہ لیا جاسکتا ہے؟ اگر ہدیہ لے لیا ہے تو اس کو جائز کس طرح کیا جاسکتا ہے؟

ج…… لطیفہ گوئی اگر جائز حدود میں ہو تو گنجائش ہے، مگر اس کو پیشہ بنانا مکروہ ہے۔ اسٹیج شو، ڈرامے اور ناچ گانے کی کمائی حرام ہے۔ ایسی کمائی سے حج کرنا ایسا ہے جیسے کوئی اپنے بدن اور کپڑوں پر گندگی مل کر کسی بڑے کی زیارت کے لئے اس کے گھر جائے۔

دفتری اُمور میں دیانت داری کے اُصول

س…… دفاتر میں جس افسر کے ماتحت ہوتے ہیں، اس سے ہم کم و بیش ایک دو گھنٹہ پہلے چلے جانے کی ''مستقل'' (روزانہ کی) اجازت لے سکتے ہیں تا کہ دُوسرے کام بھی نمٹائے جاسکیں، جبکہ دفاتر میں کام زیادہ نہیں ہوتا اور جو ہوتا بھی ہے تو جلدی نمٹایا جاسکتا ہے یا اگلے روز بھی کیا جاسکتا ہے۔ اجازت ملنے پر اس عرصے کی تنخواہ جائز ہوگی، جبکہ تنخواہ افسر نہیں

حکومت دیتی ہے؟ افسر بھی کسی کا ماتحت ہوتا ہے اور وہ بھی کسی اور کا، اس طرح ہر کوئی کسی اور کا ماتحت ہے، تو اجازت پر عمل پیرا اپنے افسر کے ہوں جس کے سامنے جواب دہی کرنی ہوتی ہے یا حکومت کے جس کو جوابدہی طلب نہیں کرنی ہوتی ہے؟ (اس سوال کے ہر پہلو کا جواب دیں ورنہ تشنگی رہے گی)۔

ج...... اس مسئلے میں اُصول یہ ہے کہ محکمے کے قانون کے لحاظ سے دفتر کی حاضری کا ایک وقت مقرّر ہے اور اسی کی ملازم کو تنخواہ دی جاتی ہے، اس لئے مقرّرہ وقت سے غیر حاضری جائز نہیں، اور غیر حاضری کے وقت کی تنخواہ بھی حلال نہیں۔ لیکن بعض استثنائی صورتیں ایسی ہوسکتی ہیں کہ ان پر قانون بھی لچک اور رعایت کا معاملہ کرتا ہے، مثلاً: کسی ملازم کو فوری طور پر جانے کی اچانک ضرورت پیش آگئی، ایسی استثنائی صورتوں پر افسرِ مجاز سے اجازت لے کر جانے کی گنجائش ہے، لیکن قبل از وقت جانے کا معمول بنالینا قانون کی نظر میں جرم ہے، اس لئے جو حضرات قبل از وقت دفتر سے جانے کا معمول بنالیتے ہیں ان کے لئے غیر حاضری کے اوقات کی تنخواہ حلال نہیں ہوگی، خواہ وہ افسر سے اجازت لے کر جاتے ہوں، اگر وہ ان اوقات کی تنخواہ لیں گے تو حرام کھائیں گے اور ان کے ساتھ ان کو اجازت دینے والا افسر بھی گناہگار ہوگا اور قیامت کے دن پکڑا ہوا آئے گا۔ رہی یہ صورت کہ دفتر کا سارا کام نمٹا دیا گیا اور اَب ملازمین فارغ بیٹھے ہیں، کیا ان کو وقت ختم ہونے تک دفتر میں حاضر رہنا لازم ہے؟ یا یہ کہ وہ اس صورت میں افسرِ مجاز کی اجازت سے چھٹی کرسکتے ہیں؟ میرے خیال میں چونکہ دفاتر میں کام کا رش رہتا ہے اور فائلوں کے ڈھیر لگے رہتے ہیں اس لئے یہ صورت پیش ہی نہیں آسکتی کہ ملازمین دفتر کا سارا کام نمٹا کر فارغ ہوبیٹھیں۔ تاہم اگر شاذ و نادر ایسی صورت پیش آئے تو اس کے بارے میں بھی محکمۂ قانون ہی سے دریافت کرنا چاہئے کہ آیا ایسی صورت میں بھی ملازمین کو وقت ختم ہونے تک دفتر کی پابندی لازم ہے یا وہ کام ختم کرکے گھر جانے کے مجاز ہیں؟ اگر قانون ان کو ایسی حالت میں گھر جانے کی اجازت دیتا ہے تو اس وقت کی غیر حاضری کی تنخواہ ان کے لئے حلال ہوگی اور اگر قانون اجازت نہیں دیتا تو تنخواہ حلال نہیں ہوگی۔ البتہ اگر کسی ملازم کے ذمہ متعین کام ہے اور اس سے یہ کہہ دیا

گیا ہے کہ تمہیں یہ کام پورا کرنا ہے خواہ یہ مقرّرہ کام تھوڑے وقت میں کردیا یا زیادہ میں، تو اس کو کام پورا کرکے جانے کی اجازت ہوگی۔

س…… دفتری اوقات میں جب کوئی کام نہ ہو تو سیٹ چھوڑ کر یا اِدھر اُدھر جاسکتے ہیں، لائبریری، کینٹین یا آفس سے باہر کسی ذاتی کام سے؟ آخر ٹوائلٹ وغیرہ کے لئے تو سیٹ چھوڑنی پڑتی ہے؟

ج…… اُوپر اس کا جواب بھی آچکا ہے، اگر قانون سیٹ چھوڑنے کی اجازت دیتا ہے تو کوئی حرج نہیں، ورنہ بغیر ضرورت کے سیٹ چھوڑنا جائز نہیں ہوگا۔

س…… آفس ٹائم صبح ۸ سے ۲:۳۰ ہے، مگر اِنچارج نے ۹ سے ۲:۳۰ تک آنے کو کہا ہے اور خود بھی ۹ بجے آتے ہیں، تو بات اِنچارج کی مانی جائے جو ہم سے کام لیتا ہے یا حکومت کی جو تنخواہ دیتی ہے اور جس نے وقت مقرّر کیا ہے؟

ج…… قانون کی رُو سے اِنچارج کی یہ بات غلط ہے، اس پر عمل جائز نہیں، اور اتنے وقت کی تنخواہ حلال نہیں ہوگی۔

س…… جس افسر نے ۹ سے ۲:۳۰ بجے تک کا وقت مقرّر کیا، وہ چلے گئے، ان کی جگہ دُوسرے آئے مگر انہوں نے کچھ بھی اس سلسلے میں نہ کہا اور وہ بھی ۹ بجے آتے ہیں، تو بات اسی پہلے والے افسر کی چلتی رہے گی یا خود کوئی وقت مقرّر کرلیں؟

ج…… قانون کے خلاف نہ پہلے کو اجازت ہے نہ دُوسرے کو، ہاں! قانون ان افسروں کو اس رعایت کی اجازت دیتا ہو تو ان کی بات پر عمل کرنا جائز ہے، ورنہ وہ افسر بھی خائن ہوں گے اور ان کی بات پر عمل کرنے والے ملازم بھی۔

س…… دفتری وقت صبح ۸ سے ۲:۳۰ بجے تک ہے، مگر افسران اور ماتحت سب ۹ بجے آتے ہیں اور کام بھی ۹ بجے سے شروع ہوتا ہے، تو ۸ بجے سے آکر کیا کریں؟

ج…… دفتر آکر بیٹھ جائیں اور تنخواہ حلال کریں۔

س…… آدھا گھنٹہ یا ایک گھنٹہ دفتری اوقات سے دیر سے پہنچیں مگر یہ وقت چھٹی ہوجانے پر دفتر میں رہ کر پورا کریں تو شروع کے آدھا گھنٹہ یا ایک گھنٹہ غیر حاضر رہنے سے اس وقت کی تنخواہ

ناجائز ہوجائے گی یا وقت پورا کردینے سے جائز ہوجائے گی؟

ج…… جی نہیں، دفتر کا جو وقت مقرّر ہے اس میں خیانت کرکے زائد وقت میں کام نمٹانے سے تنخواہ حلال نہیں ہوگی۔

س…… جب معلوم ہو کہ اب کوئی کام ہی نہیں ہے تو واپس جاسکتے ہیں جبکہ چھٹی کا وقت نہ ہوا ہو؟

ج…… اس کا جواب اُوپر آچکا ہے کہ اگر آپ کے ذمہ مقرّرہ وقت کی پابندی نہیں، بلکہ معین کام پورا کرنے کی پابندی ہے تو کام پورا کرنے کے بعد آپ آزاد ہیں، اور اگر آپ کے ذمہ وقت پورا کرنے کی پابندی ہے خواہ کام ہو یا نہ ہو تو آپ نہیں جاسکتے۔

س…… اگر کسی دن ذاتی کام ہو تو افسر سے اجازت لے کر جاسکتے ہیں؟ اور اس دن کے بقیہ وقت کی تنخواہ جائز ہوگی؟

ج…… اگر غیرقانونی طریقے پر چھٹی کی تو تنخواہ حلال ہونے کا کیا سوال…؟

س…… نماز یا لنچ کے لئے جو وقفہ ملتا ہے، اس دوران دفتر میں اپنی سیٹ پر بیٹھے رہیں چاہے کوئی کام ہو یا نہ ہو، اور اس طرح سے نماز یا لنچ کے لئے ملنے والے اس وقفے کے برابر پہلے جاسکتے ہیں؟ یعنی اگر یہ وقفہ آدھا گھنٹے کا ہو تو چھٹی کے مقرّرہ وقت سے آدھا گھنٹہ پہلے جاسکتے ہیں؟

ج…… جی نہیں، یہ وقفہ ضروریات پوری کرنے کا ہے، کام کا وقت نہیں، اوقاتِ کار کے بدلے میں آپ اس وقت کام کرکے بری الذمہ نہیں ہوسکتے۔

س…… نماز بعد میں پڑھ سکتے ہیں کیونکہ دفتر میں اندرونی کپڑے بدلنے میں کافی دِقت ہوتی ہے جو کہ پیشاب کے بعد یا ویسے بھی قطرے آجانے سے خراب ہوجاتے ہیں؟

ج…… نماز کو اگر اس کے مقرّرہ وقت سے موٴخر کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے مجرم اور اپنی ذات سے خیانت کے مرتکب ہوں گے، آپ ایسا لباس پہن کر کیوں جائیں جس کے ساتھ نماز نہیں پڑھ سکتے یا جس کو نماز کے لئے بدلنے کی ضرورت پیش آئے…؟

س…… دفتری کاغذ، قلم و دیگر اشیاء کو ذاتی استعمال میں لاسکتے ہیں جبکہ استعمال میں لانے پر کوئی روک ٹوک نہیں؟

ج…… اگر حکومت یا محکمے کی طرف سے اجازت ہے تو دفتری اشیاء کو ذاتی استعمال میں لاسکتے ہیں، ورنہ نہیں۔

س…… ملازمت ملنے سے پہلے معائنہ کرانا ہوتا ہے، جو لوگ معائنہ کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ چائے پانی کے پیسے لاؤ، اگر نہیں دیا جاتا تو کوئی رُکاوٹ کھڑی کردیتے ہیں، جس کا نتیجہ بے روزگاری میں نکلے گا، اگر ہم مجبور ہوں یا اپنی خوشی سے ان لوگوں کا حق یا محنت سمجھ کر بے روزگاری سے بچنے کے لئے انہیں پیسے دے دیں تو یہ رشوت ہوگی؟

ج…… رشوت خنزیر کی ہڈی ہے اور رشوت لینے والے سگانِ خارشتی یا سگانِ دیوانہ ہیں، اگر وہ اس حرام کی ہڈی کے بغیر گزند پہنچاتے ہیں تو مجبوری ہے۔

س…… جس افسر نے سفارش کرکے ملازمت دِلوائی اس کے بعد اب وہ کہتے ہیں کہ اس خوشی میں ہماری دعوت کرو اور کچھ غیرحاضریوں کو حاضری لگادینے کی خوشی میں بھی، جبکہ کام کرنے سے پہلے کوئی معاہدہ نہ تھا، اب ان کی دعوت کرنے پر یہ رشوت ہوگی؟

ج…… سفارش کا معاوضہ رشوت ہے۔

ڈرائنگ ماسٹر کی ملازمت شرعاً کیسی ہے؟

س…… میرا بھائی بہترین آرٹسٹ ہے، ہم اسے ڈرائنگ ماسٹر بنانا چاہتے ہیں، بعض لوگ کہتے ہیں کہ آرٹ ڈرائنگ اسلام میں ناجائز ہے، وضاحت کریں کہ ڈرائنگ ماسٹر کا پیشہ اسلام میں دُرست ہے یا غلط؟

ج…… آرٹ ڈرائنگ بذاتِ خود تو ناجائز نہیں، البتہ اس کا صحیح یا غلط استعمال اس کو جائز یا ناجائز بنادیتا ہے، اگر آپ کے بھائی جاندار چیزوں کے تصویری آرٹ کا شوق رکھتے ہیں تو پھر یہ ناجائز ہے، اور اگر ایسا آرٹ پیش کرتے ہیں جس میں اسلامی اُصولوں کی خلاف ورزی نہیں ہوتی تو جائز ہے۔

جعلی سرٹیفکیٹ کے ذریعہ حاصل شدہ ملازمت کا شرعی حکم

س…… ایک شخص کسی نہ کسی طرح ایک تجربے کا سرٹیفکیٹ بنواکر باہر ملک جاکر کام کرتا ہے،

فہرست

حقیقت میں اس پوسٹ پر اس نے کام نہیں کیا لیکن اپنے آپ کو اس پوسٹ کا اہل کہتا ہے، قانون کی نظروں میں تو وہ مجرم ہے، لیکن شریعت اور اسلامی اُصولوں پر اگر اس شخص کی کمائی کو پرکھیں تو وہ کمائی جائز ہے یا نہیں؟

ج...... جس منصب پر اسے مقرّر کیا گیا ہے، اگر وہ اس کام کی پوری صلاحیت رکھتا ہے اور کام بھی پوری دیانت داری سے کرتا ہے تو اس کی کمائی حلال ہے، البتہ وہ جھوٹ اور غلط کاری کا مرتکب ہے۔ اور اگر وہ اس کام کا اہل نہیں یا اہل ہے مگر کام دیانت داری سے نہیں کرتا تو کمائی حلال نہیں۔

نقل کر کے اسکالرشپ کا حصول اور رقم کا استعمال

س...... کسی طالب علم کو اسکول یا کالج کی طرف سے اسکالرشپ کی رقم ملی اور وہ اسکالرشپ کی رقم اس کو اچھے نمبر حاصل کرنے کی وجہ سے ملی، اور وہ اچھے نمبر اس نے امتحان میں نقل کر کے حاصل کئے، اس رقم کی شرعی حیثیت کیا ہوئی؟ اگر ناجائز ہے تو اس کو کسی دِینی کام میں لگاسکتے ہیں یا نہیں؟

ج...... اگر اس کو نقل کرنے کی وجہ سے انعام ملا تو یہ شخص انعام کا مستحق نہیں، اس نے دھوکے سے انعام حاصل کیا اور دھوکے سے جو رقم حاصل کی جائے وہ حرام ہے، اور حرام پیسہ کسی دِینی کام میں لگانا جائز نہیں، اس شخص کو چاہئے کہ وہ اپنے اس فعل پر ندامت کے ساتھ توبہ کرے اور یہ رقم کسی محتاج کو بغیر نیتِ صدقہ کے دے دے۔

امتحان میں نقل لگا کر پاس ہونے والے کی تنخواہ کیسی ہے؟

س...... ایک شخص جو کہ سرکاری ملازم ہے، بی اے کا امتحان پڑھے بغیر نقل کر کے امتحان دیتا ہے اور پاس ہوجاتا ہے، آفس میں اس کی ترقی ہوتی ہے اور تنخواہ میں اضافہ ہوتا ہے کیونکہ اس نے بی اے پاس کرلیا ہے، تو آیا اس کے اضافی ترقی کے پیسے جائز ہیں کہ نہیں؟

ج...... اگر اس کی بی اے پاس کی استعداد نہیں تو اس کی اضافی تنخواہ جائز نہیں، اور اگر استعداد ہے تو جائز ہے۔

س…… اگر اس نے کچھ امتحان کی تیاری کی اور کچھ نقل کی اور پاس ہوگیا، تو اس کے ترقی کے پیسے جائز ہوئے کہ نہیں؟

ج…… وہی اُوپر والا جواب ہے۔

گیس، بجلی وغیرہ کے بل جان بوجھ کر لیٹ بھیجنا

س…… ہمارے معاشرے میں لوٹ کھسوٹ اور رقم بٹورنے کا رواج اتنا عام ہوگیا ہے کہ اب سارے سرکاری ادارے بھی ان میں شامل ہوگئے ہیں، سرکاری اداروں نے اب یہ طریقۂ کار بنالیا ہے کہ بجلی، گیس وغیرہ ہر قسم کے واجبات کے بل جب صارفین کو بھیجے جاتے ہیں تو ان پر لکھا ہوتا ہے کہ فلاں تاریخ تک بل کی رقم ادا کردیں، ورنہ لیٹ فیس یعنی سرچارج جرمانہ ۵ سے ۲۰ فیصد تک اضافی ہوگا۔ اب ایسے تمام بل بذریعہ ڈاک تقسیم ہوتے ہیں، جو اکثر و بیشتر ادائیگی کی تاریخ نکل جانے کے بعد ہی صارف کو پہنچتے ہیں، یا پہلے ملتے ہیں تو بھی ایک یا دو دن باقی ہوتے ہیں، جبکہ ان دنوں صارف گھر پر موجود نہیں ہوتا، بینک کی چھٹی ہوتی ہے، وغیرہ وغیرہ، یعنی نتیجتاً ایک بڑی تعداد بلوں کی مقرّرہ تاریخ کے بعد جمع ہونے کی وجہ سے مع لیٹ فیس ماہانہ جمع ہوتے ہیں، آپ شریعت کے مطابق فتویٰ دے کر مشکور فرمادیں کہ:

ا:…… کیا رقم کی وصولی میں لیٹ فیس یا سرچارج وصول کرنا جائز ہے؟ ایسی فالتو رقم وصول کی ہوئی حلال ہوگی؟

۲:…… کیا حکومتی اداروں کے علاوہ دُوسرے افراد یا ادارے بھی یہ طریقۂ وصولی اختیار کرسکتے ہیں جس میں اُدھار کی رقم اگر مقرّرہ تاریخ کو نہ وصول ہو تو من مانا سرچارج جرمانہ وصول کریں اور آیا ایسی فالتو بٹوری ہوئی رقم وصول کنندہ کے لئے حلال تصوّر ہوگی؟

۳:…… کیا ایسی رقم جو بلوں میں ناجائز طور پر چارج کی جاتی ہے اور صارف ان کو حق بجانب نہیں سمجھتا اور محکمے کے عمال زبردستی چارج کرلیتے ہیں، حکومت کے لئے حلال ہوگی؟

ہمارا اسلامی ملک ہے، یہاں ہر وقت نظامِ مصطفیٰ کا مطالبہ رہتا ہے، حلال کی کمائی بنیادی شرط ہے، لیکن سرکاری خزانے میں اکثر ایسی رقم جاتی ہے جو عوام سے بے جواز

وجوہات پر زبردستی وصول کرلی جاتی ہے، اب آپ اس سلسلے میں واضح فتویٰ دیں۔

ج…… آپ نے جو شکایت لکھی ہے، اگر صارف کو اس کا تجربہ ہے اور جب بل ایسے وقت پہنچایا جائے کہ بروقت جمع کرانا ممکن نہ ہو تو اس پر لیٹ فیس وصول کرنا صریحاً ظلم ہے اور ناجائز ہے، متعلقہ اداروں کو اس پر توجہ کرنی چاہئے اور ناجائز استحصال سے احتراز کرنا چاہئے۔

مسجد کی بجلی سے چلنے والی موٹر کا پانی استعمال کرنا

س…… ہمارے گاؤں کی مسجد میں کنواں ہے، جس سے عام لوگ پینے کے لئے، کپڑے دھونے کے لئے اور قریب کسی نے مکان تعمیر کرنا ہو تو اس میں سے پانی استعمال کرتے ہیں، چونکہ اس میں پانی نکالنے والی مشین لگی ہوئی ہے، مسجد کی بجلی بھی خرچ ہوتی ہے، آپ سے عرض ہے کہ اس کا پانی استعمال کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ پھر جن لوگوں نے استعمال کیا ہے ان کے لئے کیا حکم ہے، آئندہ استعمال کرنے کے لئے روکیں یا کیا کریں؟

ج…… جن لوگوں کے چندے سے یہ مشین لگائی گئی ہے اگر انہوں نے عام لوگوں کو اس کنویں سے پانی لینے کی اجازت دی ہو (خواہ لفظاً یا حالاً) تو جائز ہے۔

ناجائز کام کا جواب دار کون ہے، افسر یا ماتحت؟

س…… فرض کریں کوئی بھی سرکاری محکمے کا افسر اپنے زیردست سرکاری ملازم کو ناجائز کام کرنے کا حکم دیتا ہے تو کیا وہ زیردست سرکاری ملازم اپنے سرکاری اعلیٰ افسر کا حکم مانے، اگر وہ زیردست سرکاری ملازم اپنے سرکاری اعلیٰ افسر کا حکم مانتا ہے تو کیا قیامت کے روز یعنی (حشر کے دن) اس ناجائز کام کا حساب سرکاری اعلیٰ افسر سے ہوگا یا اس کے زیردست سرکاری ملازم سے؟

ج…… یہ دونوں مجرم ہیں، اعلیٰ افسر ناجائز کام کا حکم دینے کی وجہ سے گرفتار ہوکر آئے گا، اور اس کا ماتحت ناجائز کام کرنے کی وجہ سے۔

اس سال کا ''بوائز فنڈ'' آئندہ سال کے لئے بچالینا

س…… بکر ایک پرائمری اسکول کا ہیڈ ماسٹر ہے، اس کو ہر سال بچوں کے لئے ۵۰۰۰ (پانچ

ہزار) روپے ''بوائز فنڈ'' ملتا ہے، اور ''بوائز فنڈ'' کی مد کے اخراجات سے جو رقم بچ جاتی ہے وہ دُوسرے تعلیمی سال کے فنڈ میں جمع کردیتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ رقم تو پچھلے سال کے بچوں کا حق ہے اور قانوناً اس کو اسی سال خرچ بھی کردینا چاہئے، تو کیا جو بچے اسکول چھوڑ کر جاتے رہے، ان کے تعلیمی سال کا فنڈ دُوسرے بچوں پر خرچ کیا جاسکتا ہے کہ نہیں؟

ج...... اگر اس نے طالب علموں کی ضروریات پوری کرنے میں بخل سے کام لیا تب تو گناہگار ہوگا، ورنہ جو رقم بچ جائے اسے آئندہ سال کے فنڈ میں جمع کرنا ہی چاہئے۔

پڑوسی سے بجلی کا تار لینا

س...... بجلی کا میٹر ملنا مشکل ہے، پڑوسی کے پاس میٹر ہے، اس سے بجلی کا تار لے سکتے ہیں؟

ج...... بجلی کمپنی کو اگر اس پر اعتراض نہ ہو تو جائز ہے۔

اپنی کمائی کا مطالبہ کرنے والے والد و بھائی کا خرچہ کاٹنا

س...... تقریباً سات سال پہلے میں نے اپنے والدین اور چھوٹے بھائی کو بھی سعودی عرب بلوالیا، والد صاحب نے چار سال اور بھائی صاحب نے دو سال ایک اسٹور میں کام کیا، ان کی رہائش و خوراک ہمارے ساتھ ہی تھی، میرے بیوی بچے بھی یہاں میرے پاس ہی مقیم تھے، والد صاحب اور بھائی صاحب کی تنخواہ میرے پاس ہی جمع رہتی تھی، دورانِ قیام جتنی بھی ان کی ضروریات تھیں یا لوازماتِ زندگی، وہ پوری ہوتی رہیں، گاہے بگاہے وہ کچھ رقم لیتے بھی رہے، جو کہ میں اپنے پاس لکھتا رہا، اس کے علاوہ ان کے ویزا، ٹکٹ کا خرچہ، والدہ کا زیور، بھائی کی شادی بھی میں نے کی، اس کی شادی اور زیور کا خرچ اور حج کے اخراجات (والد صاحب نے چار حج کئے ہیں) اور خوراک کا خرچہ وغیرہ بھی ہوا، جو کہ سب تحریر ہے۔ تین سال پہلے بھائی اور والد واپس چلے گئے، ابھی تک ان کی کفالت میں ہی کرتا ہوں، بھائی کے دو بچے بھی ہوگئے ہیں، مگر وہ سب میرے ہی مکان میں رہتے ہیں، میرے والد صاحب کا مکان علیحدہ ہے جو کہ ان کے نام ہے، مگر ان کی رہائش میرے ہی ساتھ ہے، اب ایک سال سے والد صاحب مجھ سے تقاضا کر رہے ہیں۔ سعودی عرب میں قیام کے دوران

ان کی اور چھوٹے بھائی کی کمائی جو انہوں نے کی ہے وہ سب مانگ رہے ہیں، میں نے انہیں لکھا کہ اس دوران آپ لوگوں پر کچھ اخراجات بھی ہوئے ہیں لہٰذا وہ کٹوتی کرکے باقی دے دوں گا۔ جو کچھ بھی خرچ ہوا اس کا حساب کرکے میں نے ان کو تحریر کردیا، مگر وہ میری اس بات سے ناراض ہوگئے، کیا میں نے ان سے زیادتی کی ہے یا ظلم کیا ہے؟ انہوں نے مجھے جواباً ظالم، نافرمان، جہنمی لکھا ہے، کیا ایک آدمی جو کماتا ہے اس کی اپنی کمائی سے خرچ کا حق ہوتا ہے یا نہیں؟ پہلے وہ سب رقم مانگ رہے تھے، اب میرے لکھنے پر انہوں نے لکھا ہے کہ خوراک کا جو کاٹا ہے وہ واپس کرو ورنہ لعنتی دوزخ میں جاؤگے۔ اگر وہ میرے پاس نہ رہتے دُوسرے شہر میں کام کرتے تو تب اپنی خوراک و رہائش کا بندوبست وخرچہ ان کو خود کرنا تھا یا نہیں، شرعی طور پر کیا صحیح ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ اپنا مکان میرے نام رجسٹرڈ کرادو اور اپنا بینک اکاؤنٹ بھی میرے نام ٹرانسفر کرادو، ساتھ ہی ایک حدیث کا حوالہ دیا ہے۔

ج...... ان کا یہ مطالبہ شرعاً جائز نہیں، اور حدیث کا اس موقع پر حوالہ دینا بھی غلط ہے۔ حدیث اس صورت سے متعلق ہے جبکہ باپ محتاج ہو، اس صورت میں وہ اپنے بیٹے کے مال سے بقدرِ ضرورت لے سکتا ہے۔

گھر میں جو اخراجات ہوتے رہے آپ ان سے حصہ رسدی وصول کرنے کے حق دار ہیں، لیکن اگر آپ خوراک کے اخراجات اپنے حصے میں ڈال لیں، ان سے وصول نہ کریں تو والد صاحب کی ناراضگی دُور ہوسکتی ہے، اور یہ آپ کے لئے موجبِ سعادت ہوگا۔ خلاصہ یہ کہ آپ قانوناً یہ اخراجات ان سے وصول کرسکتے ہیں، لیکن مروّت کا تقاضا یہ ہے کہ ان سے کھانے کے اخراجات وصول نہ کریں۔

قرضے کی نیت سے چوری کرکے واپس رکھنا

س...... ایک آدمی کچھ پیسے اُدھار لینے کی نیت سے چوری کرتا ہے کہ بعد میں رکھ دُوں گا، اور اپنی ضرورت پوری ہونے کے بعد وہ واپس چوری کئے ہوئے پیسے رکھ دیتا ہے، تو کیا اسے سزا ملے گی کہ اس نے پیسے نکالے ہی کیوں؟

ج...... چوری کرنے میں دو قصور ہیں، ایک اللہ تعالیٰ کا، کہ اس کے حکم کے خلاف کیا، دُوسرا

بندے کا، کہ اس کے مال کا نقصان کیا۔ چوری کے پیسے واپس کردینے سے بندے کا حق تو ادا ہوگیا لیکن اللہ تعالیٰ کا جو قصور کیا تھا وہ گناہ اس کے ذمہ رہا، وہ توبہ واِستغفار سے معاف ہوگا۔

گمشدہ چیز کی تلاش کا انعام لینا

س…… میری چچی کا لاکٹ گھر میں گم ہوگیا، اور وہ لاکٹ میرے رشتے کی بہن کو مل گیا، مگر اس نے پیسوں کے لالچ میں وہ چھپالیا، جب چچی نے کہا کہ جو لاکٹ لاکر دے گا اسے دس روپے دیئے جائیں گے، تو اس نے وہ لاکٹ چچی کو دے کر دس روپے لے لئے، اب آپ یہ بتائیں کہ یہ دس روپے اس کے لئے حلال ہیں یا حرام؟

ج…… اگر اس نے واقعی چرایا تھا تو اس کے لئے یہ روپے لینا جائز نہیں۔

شراب وخنزیر کا کھانا کھلانے کی نوکری جائز نہیں

س…… میں بطور میس بوائے (بیرے) کے کام کرتا ہوں، جس میں مجھے خنزیر کا گوشت اور شراب بھی روزانہ کھانے کی میزوں پر لگانا پڑتی ہے، مسئلہ یہ ہے کہ کیا اس کی اُجرت جو ہم کو ملتی ہے وہ جائز ہے یا ناجائز؟ اسلام میں کونسی کمائی حلال اور کونسی حرام ہے؟ مختصر سی تشریح فرمادیں۔

ج…… شراب اور خنزیر کا گوشت جس طرح کھانا جائز نہیں، اسی طرح کسی کو کھلانا بھی جائز نہیں، اور ایک مسلمان کے لئے ایسی نوکری بھی جائز نہیں جس میں کوئی حرام کام کرنا پڑے۔

سوَر کا گوشت پکانے کی نوکری کرنا

س…… میں تمام عمر یہ سنتا آیا ہوں کہ سور کا گوشت کھانا حرام ہے، بالکل صحیح ہے۔ یہ سننے میں آیا ہے کہ سور جس جسم کے حصے پر لگ جائے وہ حصہ ناپاک ہوجاتا ہے۔ محترم جناب! ہم تو باورچی ہیں، جب تک سور کے گوشت کو کاٹیں گے نہیں، دھوئیں گے نہیں اور پکائیں گے نہیں تو انگریز ہمیں نوکری کیا دیں گے؟ جبکہ نمک چکھنے اور ذائقے کی بات باقی ہے۔ اگر انگریز کے پاس (یعنی نوکری میں) سور کا گوشت نہیں پکاتے تو انگریز مذاق اُڑاتے ہیں کیونکہ ہمارے پاکستانی بھائی وہاں پر شراب، زنا جیسی چیزوں کی پروا نہیں کرتے، بلکہ

شراب مانگ لیتے ہیں انگریزوں سے، اور اگر نظر دوڑائی جائے چرس، بھنگ سب کا لین دین ہے، اخباروں میں یہ بیان آتے رہتے ہیں۔ کیا چرس، شراب، رشوت، زنا وغیرہ سے زیادہ سور کا گوشت اہمیت رکھتا ہے؟ مہربانی فرما کر مشکل مسئلے کو حل کریں۔

ج...... سور کا گوشت جیسا کہ آپ نے لکھا ہے مسلمانوں کے لئے حرام ہے، اللہ تعالیٰ کی زمین بہت وسیع ہے، انگریزوں کے پاس سور پکانے کی نوکری آپ کیوں کر رہے ہیں؟ کیا کوئی اور ذریعۂ معاش نہیں مل سکتا؟ رہی یہ بات کہ بعض لوگ شراب، زنا اور رشوت اور دُوسرے گناہوں کی پروا نہیں کرتے، تو یہ لوگ بھی گناہگار ہیں اور مجرم ہیں، لیکن ایک جرم کو دُوسرے جرم کے جواز کے لئے دلیل بنانا صحیح نہیں، ایک شخص اگر زنا کرتا ہے تو کیا اس کے حوالے سے دُوسرے شخص کو گناہ کرنا جائز ہوگا؟

کیا انسان کو دی ہوئی تکلیف کی معافی صرف خدا سے مانگ لے تو معاف ہوجائے گا؟

س...... کسی مسلمان بندے کو اپنے قول یا فعل سے تکلیف پہنچانے کے بعد غلطی کے اعتراف کے طور پر بندے سے معافی مانگنی چاہئے یا نہیں؟ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ بندوں سے معافی نہیں مانگنی چاہئے گناہ ہوتا ہے، صرف خدا سے معافی مانگنی چاہئے۔

ج...... ان لوگوں کا کہنا صحیح نہیں ہے، جس بندے کا قصور کیا ہے اور جس کو تکلیف اور صدمہ پہنچایا اس سے معافی مانگنا لازم ہے، ورنہ قصور معاف نہیں ہوگا، اور اگر وہ فوت ہوگیا ہو یا اس سے معافی مانگنا ممکن نہ ہو تو اس کے لئے دُعائے اِستغفار کرنی چاہئے۔ الغرض صرف خدا تعالیٰ سے معافی مانگنے سے حقوق العباد معاف نہیں ہوتے، ہاں! اللہ تعالیٰ اس بندے کو راضی کرکے اس سے حقوق معاف کروادیں تو ان کی شانِ کریمی ہے، مگر معاف ہوں گے بندے کے معاف کرنے سے ہی۔

تمام جرائم سے معافی مانگیں

س...... کراچی میں آج کل عذابِ الٰہی آیا ہوا ہے، قرآن مجید میں کئی مقامات پر گزشتہ کئی قوموں پر آئے ہوئے عذاب و قہرِ الٰہی کے تذکرے موجود ہیں۔ جب قومیں خدا کی نافرمانی

کرتی ہیں تو ان پر عذاب بھیجا جاتا ہے، ہم بھی نافرمان ہیں اور دن رات خالق کی نافرمانی میں مصروف رہتے ہیں۔ لیکن گزشتہ کئی سالوں سے ہم اجتماعی نافرمانی میں مصروف ہوگئے، گزشتہ کچھ سالوں سے مختلف سیاسی پارٹیوں نے اپنے حامیوں سے چندے کے ساتھ ساتھ فطرہ، صدقہ، زکوٰۃ اور خیرات وغیرہ بھی وصول کرنا شروع کردیا اور اس کا کچھ حصہ مستحقین کو اور بڑا حصہ اپنی شاہ خرچیوں اور اسلحہ وغیرہ کی خریداری پر صَرف کرنا شروع کردیا۔ کراچی کے وہ لوگ جو دیارِ غیر یعنی دُبئی، سعودی عرب، مسقط میں ہیں، انہوں نے بھی اس فعل کو کارِ خیر سمجھ کر اس میں حصہ لیا اور اَب بھی اس پر عمل کر رہے ہیں، جبکہ صدقہ، زکوٰۃ، خیرات وغیرہ کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے باقاعدہ اَحکامات واضح طور پر دیئے ہیں، اس فعل پر کسی عالم نے کبھی توجہ نہ کی، آپ سے درخواست ہے کہ آپ اس کی بابت واضح طور پر بتائیں اور گزشتہ کئے گئے عمل پر توبہ اِستغفار کا کیا طریقہ ہوگا؟ نیز وہ زکوٰۃ، خیرات، صدقہ، فطرہ کیا دوبارہ دیا جائے گا؟

ج……صدقہ، زکوٰۃ، چرمِ قربانی کی رُقوم کو اگر صحیح مصرف پر خرچ نہ کیا جائے تو وہ زکوٰۃ اور صدقاتِ واجبہ ادا ہی نہیں ہوئے اور صدقے کا ثواب نہیں ملتا۔

آپ کی یہ بات صحیح ہے کہ کچھ عرصے سے زکوٰۃ وصدقات اور چرمِ قربانی کی رُقوم کو نااہل ہاتھوں میں دے دیا جاتا ہے اور وہ بڑی بے دردی و بے پروائی کے ساتھ بے موقع خرچ کرڈالتے ہیں۔ حدیث شریف میں اس کو علاماتِ قیامت میں شمار کیا گیا ہے، ظاہر ہے کہ اس بے احتیاطی کے نتیجے میں عذابِ الٰہی تو نازل ہوگا، اس کے علاوہ اور بہت سی بُرائیاں اور گناہ ہیں۔ رشوت جس میں ہم لوگ اجتماعی طور پر مبتلا ہوگئے، ان میں عورتوں کی عریانی و بے حجابی، گانے بجانے کی کثرت، ٹی وی، ڈش انٹینا جیسی لعنت سرفہرست ہیں۔

توبہ واِستغفار کا طریقہ یہ ہے کہ ہم جن جن گناہوں میں مبتلا ہیں ان سے سچے دِل کے ساتھ توبہ کریں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے تمام جرائم کی معافی مانگیں۔ بالخصوص قتل و غارت اور فتنہ و فساد سے دستبرداری کا عزم کریں۔ پاکستان کے عوام نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرکے ایک عورت کو حکمران بنایا ہے، اس سے بطورِ خاص توبہ کریں۔

چھٹی کے اوقات میں ملازم کو بلامعاوضہ پابند کرنا صحیح نہیں

س...... میں پاکستان اسٹیل میں بطور اسسٹنٹ منیجر الیکٹریکل (گریڈ ۱۷ کے برابر) ملازم ہوں۔ نماز، روزہ اور دُوسری اسلامی تعلیمات پر نہ صرف خود عمل کرتا ہوں بلکہ میرے بیوی بچے بھی عمل کرتے ہیں۔ جھوٹ نہیں بولتا، سودی رقم سے اجتناب کرتا ہوں، باقاعدگی سے زکوٰۃ ادا کرتا ہوں، حج ادا کرچکا ہوں، خوفِ خدا رکھتا ہوں۔ غرض یہ کہ اپنے تئیں ایک صالح مسلمان میں جو خوبیاں ہونی چاہئیں ان پر عمل کرنے کی پوری کوشش کرتا ہوں۔ پاکستان اسٹیل کے قریب گلشنِ حدید میں قیام پذیر ہوں، اپنی ڈیوٹی دِل جمعی سے ادا کرتا ہوں، کیونکہ ڈیوٹی بھی عبادت سمجھ کر ادا کرتا ہوں، لہٰذا اپنے موجودہ عہدے سے بھی زیادہ معلومات حاصل کیں اور اپنی ذمہ داریوں کو خوش اُسلوبی سے بجا لاتا ہوں اور اس محاورے کے مصداق کہ: ''جس نے سبق یاد کیا اسے چھٹی نہ ملی'' میرے ساتھ یہی سلوک ہوتا ہے، اور میری ایمان داری، کام سے لگن اور معلومات کی وجہ سے مجھ سے میرے عہدے سے زیادہ کام لیا جاتا ہے، اور وہ میں بھی ادا کرتا ہوں۔ جبکہ سرکاری نوکری ہونے کی وجہ سے میرے عہدے کے برابر بلکہ مجھ سے بڑے عہدے والے عیاشی کرتے ہیں اور ان کی نوکری برائے نام ہوتی ہے۔ نتیجتاً ان کے حصے کا بوجھ کسی نہ کسی حوالے سے مجھے اور مجھ جیسے کچھ دُوسرے (آٹے میں نمک کے برابر) افراد کو اُٹھانا پڑتا ہے۔ ڈیوٹی ٹائم میں محنت کی بات تو الگ رہی، اکثر ڈیوٹی کے بعد مجھے نہ صرف اپنی بلکہ دُوسرے لوگوں کی سائٹ (پلانٹ) پر رُکنا پڑتا ہے اور چھٹی والے دن یا رات کو اکثر و بیشتر مجھے گھر سے فالٹ دُرست کرنے کے لئے اپنی بلکہ دُوسرے لوگوں کی سائٹ (پلانٹ) پر بلایا جاتا ہے، صرف اس لئے کہ دُوسرے لوگ نہ ذمہ داری محسوس کرتے ہیں اور نہ انہوں نے کبھی کچھ سیکھنے کی کوشش کی ہے، اکثر اوقات جب بھی چھٹیاں آتی ہیں (جیسے ابھی حال ہی میں آنے والی عید پر حکومت کی طرف سے منگل، بدھ، جمعرات کی چھٹیوں کا اعلان کیا گیا ہے، جبکہ جمعہ، ہفتہ کو اسٹیل ملز کی اپنی ہفتہ واری چھٹی ہوتی ہے، لہٰذا مسلسل پانچ دن کی چھٹی ہوگئی) تو میری ڈیوٹی لگادی جاتی ہے یا

مجھے چوبیس گھنٹے اپنے گھر پر رہنے پر مجبور کردیا جاتا ہے۔ کیونکہ میرا تمام خاندان کراچی میں رہتا ہے، لہٰذا مجھے مختلف تہواروں کے موقع پر سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جبکہ دُوسرے لوگ مزے اُڑاتے ہیں۔ وہاں اگر میں بہانہ کردوں کہ میرا کوئی فلاں بیمار ہے تو پھر مجھے تہواری چھٹیوں میں گھر پر رہنے پر مجبور کرنا مشکل ہوگا۔ اسی طرح جب دن بھر کی ایمان داری کے ساتھ انجام دی گئی ڈیوٹی کے بعد میں رات کو آرام کر رہا ہوں اور رات دو بجے گاڑی میرے گھر پر کھڑی ہو کہ چلئے صاحب! آپ کو اسٹیل ملز میں یاد کیا جارہا ہے، تو کیا میں اپنی ناسازیٔ طبیعت کا بہانہ کرکے اپنی جان بچاسکتا ہوں یا نہیں؟ اور کیا ایسا کرنا جھوٹ بولنے کے زُمرے میں آئے گا یا نہیں؟ اور کیا اس طرح کا بہانہ کرکے میں گنہگار رہوں گا یا نہیں؟

ج...... آپ امانت داری سے کام کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ خوش رکھے، ایک مسلمان کو یہی کرنا چاہئے۔

۲:...... ڈیوٹی کے اوقات میں تو آپ کے ذمہ کام ہے ہی اور آپ کو کرنا بھی چاہئے، اور زائد وقت میں اگر آپ سے کام لیا جاتا ہے تو آپ کو اس کا الگ معاوضہ ملنا چاہئے۔

۳:...... زائد وقت یا چھٹیوں کا وقت آدمی کے اپنے ضروری تقاضوں اور ضرورتوں کے لئے ہوتا ہے، لہٰذا آپ اگر نہیں جاسکتے تو آپ کے لئے عذر کردینا جائز ہے، کوئی مناسب لفظ استعمال کیا جائے کہ جھوٹ نہ ہو، مثلاً: ''میری طبیعت کچھ صحیح نہیں'' صحیح فقرہ ہے، کیونکہ آدمی کی طبیعت کچھ نہ کچھ تو ناساز رہا ہی کرتی ہے۔

۴:...... عید کی چھٹیوں پر آپ کو پابند کردیا جانا بھی صحیح نہیں، اگر آپ کو اس کا زائد معاوضہ دیا جاتا ہے تب تو ٹھیک، ورنہ آپ کو عذر کردینا چاہئے کہ: ''مجھے کچھ ذاتی کام ہیں'' اور مناسب ہوگا کہ آپ اپنے دفتر کو چٹ لکھ دیا کریں کہ ایسے موقع پر آپ کو نہ بلایا جائے۔

۵:...... واقعہ یہ ہے کہ اگر کاریگر اپنی ڈیوٹی پوری دیانت داری سے ادا کرتا ہو تو اتنے گھنٹے کام کرنے کے بعد اس کے لئے آرام کرنا بے حد ضروری ہے، ورنہ وہ اگلے دن کا کام ٹھیک سے نہیں کرسکتا، اس لئے آپ کو عذر کردینا جائز ہے کہ چھٹی کے اوقات میں آپ کو پریشان نہ کیا جائے۔

زائد رقم لکھے ہوئے بل پاس کروانا

س...... میں گورنمنٹ ڈپارٹمنٹ میں ملازم ہوں، اور جب سرکاری کام کے لئے فوٹو کاپی کروانی ہوتی ہے تو چپراسی مطلوبہ کاپیوں سے زیادہ رقم رسید پر لکھوا کر لاتا ہے اور مجھے ایک فارم پُر کر کے اس رسید کے ساتھ اپنے ماتحت افسر سے تصدیق کرانی ہوتی ہے، کیا اس گناہ میں، میں بھی شریک ہوں حالانکہ میں اس زائد رقم سے ایک پیسہ بھی نہیں لیتا؟

ج...... گناہ میں تعاون کی وجہ سے آپ بھی گناہ گار ہیں، اور دُوسروں کی دُنیا کے لئے اپنی عاقبت برباد کرتے ہیں۔

گمشدہ چیز اگر خود رکھنا چاہیں تو اتنی قیمت صدقہ کردیں

س...... مجھے عیدالاضحیٰ سے چند روز قبل ایک بس سے گری ہوئی کلائی کی گھڑی ملی، گھڑی کافی قیمتی ہے، اپنے طور پر کوشش کرنے کے بعد مالک نہ ملا تو میں نے اخبار ''جنگ'' راولپنڈی میں ایک اشتہار دیا مگر مالک پھر بھی نہ ملا، اب آپ سے درخواست ہے کہ میرا مسئلہ حل کریں کہ میں اس گھڑی کا کیا کروں؟

ج...... اگر مالک ملنے کی توقع نہیں تو اس کی طرف سے صدقہ کردیجئے، آپ گھڑی خود رکھنا چاہیں تو اس کی قیمت لگوا کر اتنی قیمت صدقہ کردیجئے۔ صدقہ کرنے کے بعد اگر مالک مل جائے اور وہ اس صدقے کو جائز رکھے تو ٹھیک، ورنہ صدقہ آپ کی طرف سے ہوگا، مالک کو اس کی قیمت ادا کرنی پڑے گی۔

جعلی ملازم کے نام پر تنخواہ وصول کرنا

س...... میں سرکاری آفیسر ہوں، ہمیں ایک ذاتی ملازم رکھنے کی اجازت ہے، اس ملازم کی تعیناتی ایک طویل دفتری کارروائی کے نتیجے میں ہوتی ہے، بعد میں رجسٹر پر باقاعدہ حاضری لگتی ہے اور اس ملازم کی تنخواہ ہم لوگ خود ہی انگوٹھا لگا کر لیتے رہتے ہیں۔ لیکن مخصوص حالات کی بنا پر ملازم ہر دو چار ماہ بعد بدلنے پڑتے ہیں۔ ملازم (گھر میں کام والی ماسی) آتے جاتے رہتے ہیں۔ مگر جس ملازم کی تعیناتی کاغذوں میں ہے اس کے نام سے تنخواہ ملتی ہے، میں نے کچھ عرصہ قبل آپ سے دریافت کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ ملازم کی تنخواہ

ہمارے لئے جائز نہیں، خواہ گھر کا سارا کام کاج بیگم کرے، تب سے میں نے کئی جزوقتی ملازم رکھنے شروع کئے اور ان سب کی تنخواہ اسی ''ملازم'' کی تنخواہ سے ادا کرتا ہوں، کیا میرا یہ فعل صحیح ہے؟

تنقیح ا:......مندرجہ ذیل اُمور کی وضاحت کی جائے، کیا ایسا ممکن نہیں کہ آپ قانون کے مطابق ایک مستقل ملازم رکھ لیں؟

۲:......کیا جزوقتی ملازمین رکھنے سے اس قانون کا منشا پورا ہوجاتا ہے؟

۳:......اگر گھر کے لوگ ملازم کا کام خود نمٹایا کریں تو کیا قانون آپ کو ملازم کی تنخواہ وصول کرنے کی اجازت دیتا ہے؟

اس تنقیح کا درج ذیل جواب آیا:

آپ نے گزشتہ سوال پر تنقیحی سوالات اُٹھائے ہیں، ان کا جواب حاضر ہے۔

ا:......جی ہاں! قانون کے مطابق تو ایک ملازم رکھ لیتے ہیں، مگر وہ ملازم پردے کی مجبوری کے پیشِ نظر گھر میں کام نہیں کرسکتا، اور اگر کسی مائی کو قانون کے مطابق ملازم رکھ لیں تو یہ مائی (ماسی لوگ) تو ہر دو تین ماہ بعد گھر تبدیل کرلیتے ہیں، یا مالکہ ان کو مجبوراً بدل دیتی ہے، اس صورت میں اس کی تعیناتی اور برخاستگی ایک مشکل مرحلہ ہوگی، کیونکہ اس عمل میں کئی ماہ لگتے ہیں۔ باقی جہاں تک بات قانون کی ہے وہ تو ایک ہی ملازم رکھا جاتا ہے، جبکہ عملی طور پر ایسا شاید ہی کوئی کرتا ہے، یعنی ۲/ا فیصد اور سب لوگوں کو پتہ ہے کہ لوگ اسے اپنے خرچے میں لاتے ہیں۔

۲، ۳......کوئی ملازم نہ رکھیں گے تو تنخواہ ملازمہ کی نہ ملے گی، اس لئے لوگ کاغذی ملازم رکھ لیتے ہیں اور سہولت کے لئے ۱۰۰، ۲۰۰ روپے کی جزوقتی ملازمہ رکھ لیتے ہیں، جبکہ ملازم کی تنخواہ ایک ہزار سے کچھ اُوپر ملتی ہے۔

ج......آپ کی تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ کا قانون ہی کچھ ایسا ہے جو ''اعلیٰ افسران'' کو جھوٹ اور جعل سازی کی تعلیم دیتا ہے، جب تک آپ جعلی دستخط نہ کریں تب تک اس جائز رعایت سے فائدہ نہیں اُٹھاسکتے جو قانون آپ کو دینا چاہتا ہے، اب تین صورتیں ہوسکتی ہیں:

اوّل:...... یہ کہ آپ بھی دُوسرے ''افسران'' کی طرح ہر مہینے جھوٹے دستخط کرنے کی مشق کیا کریں، ظاہر ہے کہ میں آپ کو اس کا مشورہ نہیں دے سکتا۔

دوم:...... یہ کہ آپ ہمیشہ کے لئے اس رعایت سے محرومی کو گوارا کریں، یہ آپ کے ساتھ قانون کی زیادتی ہے کہ اگر آپ سچ بولیں تو رعایت سے محروم، اور اگر رعایت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو جھوٹ بولنا لازم۔

تیسری صورت یہ ہے کہ آپ اور آپ کے رُفقاء اس قانون کے وضع کرنے والوں کو توجہ دِلائیں اور اس قانون میں مناسب لچک پیدا کرائیں تاکہ ملازم کی تنخواہ حاصل کرنے کے لئے آپ کو اور آپ کی طرح کے دیگر ''اعلیٰ افسران'' کو ہر مہینے جعلی دستخط نہ کرنے پڑیں۔

س...... ایک یا دو یا تین جزوقتی ملازم رکھنے کے باوجود کچھ رقم بچ جاتی ہے، جسے میں کسی طرح سے حکومت کو واپس کرنے کی کوشش کرتا ہوں، مثلاً میرے ادارے میں کسی چیز کی ضرورت ہے اس کو محکمہ جاتی کاروائی کے ذریعے خریدا جائے تو شاید دو ہزار روپے لگیں، جبکہ میں نے وہی چیز ایک ہزار روپے میں لے کر خاموشی سے رکھ دی، کیا اس طرح اس رقم لوٹانے سے میں مطالبے سے بری الذمہ ہو جاؤں گا؟

ج...... جی ہاں! جب رقم محکمے میں واپس پہنچ گئی تو آپ کا ذمہ بری ہوگیا۔

س...... بعض لوگ میرے دفتر میں بہت ہی غریب ہیں، گزشتہ دنوں ایک ایسے ہی شخص کی بچی کی شادی کے لئے میں نے اس رقم سے کچھ پیسے دیئے، خیال یہ تھا کہ غریب کی مدد بیت المال سے ہونی چاہئے، اور میرے پاس بھی سرکاری رقم ہے، کیا میرا یہ فعل صحیح ہے؟

ج...... مجھے اس میں تردّد ہے، کیونکہ آپ اس کے مجاز نہیں ہیں۔ بیت المال میں واقعی غریبوں کا حق ہے مگر بیت المال کے شعبے الگ الگ ہیں۔

غیرقانونی طور پر کسی ملک میں رہنے والے کی کمائی اور اَذان و نماز کیسی ہے؟

س...... مولانا! اگر کوئی شخص غیرقانونی طور پر پاکستان میں رہے اور یہاں نوکری کرے تو کیا

فہرست

اس کی کمائی جائز ہے؟ کیونکہ وہ قرآن کے اس حکم کی خلاف ورزی کر رہے ہوتے ہیں کہ ''اور تم میں جو لوگ صاحبِ حکومت ہوں ان کی اتباع کرو۔'' اور کیا اگر ایسا شخص مؤذِّن یا پیش اِمام ہو تو اس کی دی ہوئی اَذان اور پڑھائی ہوئی نماز کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اگر ان کا یہ عمل جائز ہے تو پھر جو لوگ بینکوں اور ٹی وی وغیرہ میں نوکری کرتے ہیں ان کا پیسہ کیوں ناجائز ہوا؟ وہ بھی تو آخر اپنی محنت سے پیسہ کماتے ہیں۔

ج...... اس کی کمائی تو ناجائز نہیں، اگر کوئی غیرقانونی طور پر رہتا ہو تو حکومت کو اس کی اطلاع کی جاسکتی ہے، واللہ اعلم!

مسلمان کا غیرمسلم یا مرتد کے پاس نوکری کرنا

س...... کیا مسلمان کسی غیرمسلم یا مرتد کے پاس نوکری کرسکتا ہے جبکہ وہ جائز اور قانونی کاروبار کرتا ہے اور ایمان داری سے کرتا ہے؟

ج...... مرتدین کے پاس نوکری جائز نہیں، دُوسرے غیرمسلموں کے پاس نوکری جائز ہے۔

نامعلوم شخص کا اُدھار کس طرح ادا کریں؟

س...... اگر ہم نے کسی شخص سے کوئی چیز اُدھار لی، اس کے بعد ہم اس جگہ سے کہیں اور چلے گئے، پھر ایک دن اس کی چیز واپس کرنے اسی کے گھر گئے تو معلوم ہوا کہ وہ شخص تو گھر چھوڑ کر وہاں سے جاچکا ہے، اس شخص کو ہم نے تلاش بھی بہت کیا لیکن وہ نہ ملا تو بتایئے کہ اس شخص کا وہ اُدھار ہم کس طرح چکا سکتے ہیں؟

ج...... اس کا حکم گم شدہ چیز کا ہے، جس کا مالک نہ مل سکے وہ چیز مالک کی طرف سے صدقہ کردی جائے۔

حصے سے دستبردار ہونے والے بھائی کو راضی کرنا ضروری ہے

س...... میرے سارے بہن بھائی میرے والد کا مکان میرے نام کرنے کو تیار تھے، جب کاغذات مکمل کرالئے تو ایک بھائی نے دست بردار ہونے سے انکار کردیا، جس پر انہیں ان کا حصہ دینے کو کہا گیا تو نہ وہ حصہ لینے پر تیار ہوئے، نہ دستبردار ہونے پر، کورٹ نے اجتماعی دستبرداری کی وجہ سے ٹرانسفر کردیا ہے۔ کیا یہ شرعی حیثیت سے دُرست ہے؟ واضح رہے کہ

فہرست

میں اپنی والدہ کے ساتھ اس مکان میں رہتا ہوں اور باقی سب اپنے علیحدہ علیحدہ گھروں میں رہتے ہیں۔

ج…… جو بھائی راضی نہیں، انہیں قیمت دے کر راضی کرنا ضروری ہے۔

بڑے کی اجازت کے بغیر گھر یا دکان سے کوئی چیز لینا

س…… ایک شخص اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے اپنی دُکان سے پیسے چراتا ہے، یعنی چوری کرتا ہے، تو کیا اس صورت میں اس کی نمازیں، وظائف اور تلاوت وغیرہ قبول ہوگی یعنی جو وظیفہ جس کام کے لئے پڑھ رہا ہے وہ وظیفہ چوری کی وجہ سے بے اثر تو نہیں ہوجائے گا؟ کیونکہ یہ شخص اپنی ضروریات کو پوری کرنے کے لئے چوری کرتا ہے عادۃً نہیں۔

ج…… اپنے گھر سے یا دُکان سے اپنے بڑے کی اجازت کے بغیر کوئی چیز لینا جائز نہیں، بتا کر لینا چاہئے۔

ماں کی رضامندی سے رقم لینا جائز ہے

س…… میں بیمار ہوں، کام نہیں کرتا، میرے دو بھائی ملازمت کرتے ہیں اور اسی سے ہم سب گھر والوں کا گزارا ہوتا ہے، میرا چھوٹا بھائی جاوید جو ملازمت کرتا ہے وہ ہر ماہ گھر کے دُوسرے بھائی بہنوں سے چھپ کر مجھے ایک سو روپے دیتا ہے، اور اس نے مجھے تاکید کی ہے کہ ان روپوں کا ذکر گھر والوں سے نہ کروں کیونکہ یہ روپے والدہ کے لئے ہیں اور ان روپوں سے مقوی غذا مثلاً: بادام، مغز، اخروٹ وغیرہ لے کر پابندی سے والدہ کو کھلاتے رہنا۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ میں خود کافی عرصے سے بیمار ہوں اور کمزور بھی ہوں، اس وجہ سے میری ماں اصرار کرکے ہر ماہ سو روپے میں سے کچھ رقم مجھ دے دیتی ہے، یا کبھی اس سو روپے کی رقم سے بنی ہوئی کسی چیز میں مجھے شریک کرلیتی ہے، جب میرے بھائی کو میں نے یہ بات بتلائی تو اس نے مجھ پر ناگواری کا اظہار کیا کہ میں کیوں اس رقم میں سے لیتا ہوں، لیکن بہرکیف وہ اب بھی بدستور ماں کے لئے رقم دیتا ہے اور ماں بھی بدستور مجھے کبھی رقم میں سے کچھ دیتی ہے اور کبھی اس رقم سے تیار شدہ کھانے میں شریک کرلیتی ہے، کیا میرے لئے

اس رقم کا لینا یا اس کھانے وغیرہ میں شریک ہونا جائز ہے یا ناجائز؟ حلال ہے یا حرام؟

ج...... جب وہ رقم آپ اپنی والدہ کے حوالے کر دیتے ہیں اس کے بعد اگر والدہ اپنی مرضی سے آپ کو کچھ رقم دے دیتی ہے یا اس رقم سے تیار کئے ہوئے کھانے میں آپ کو شریک کر لیتی ہے تو آپ کے لئے وہ رقم یا وہ کھانا شیرِ مادر کی طرح حلال ہے۔

کیا مجبوراً چوری کرنا جائز ہے؟

س...... چند روز ہوئے ہمارے ورکشاپ میں چوری پر بحث ہو رہی تھی، ایک صاحب فرمانے لگے کہ اگر آدمی غریب ہو اور اپنے بچوں کا پیٹ نہ پال سکے تو اس کو چوری کرنا جائز ہے، اس نے تو قرآن اور حدیث کا نام لے کر یہ بات کہی ہے کہ ان میں موجود ہے۔ اب آپ سے گزارش ہے کہ آپ برائے مہربانی قرآن وحدیث کی رُو سے اس کی وضاحت کریں کہ آیا ایسا کوئی مسئلہ ہے کہ ایسے آدمی کی چوری کو جائز قرار دیا گیا ہو؟

ج...... اگر کسی شخص کو ایسا فاقہ ہو کہ مردار اس کے لئے جائز ہو جائے تو اس کو اجازت ہے کہ کسی کا مال لے کر اپنی جان بچالے اور نیت یہ کرے کہ جب گنجائش ہوگی اس کو واپس کر دوں گا۔ محض بچوں کا پیٹ پالنے کے لئے چوری کو پیشہ بنا لینا، اس کی اجازت نہیں۔

چائے میں چنے کا چھلکا ملانے والی دُکان میں کام کرنا

س...... ہمارا ایک رشتہ دار ایسی دُکان میں ملازم ہے، جہاں چائے میں چنے کا چھلکا ملا کر بیچا جاتا ہے، اس شخص کی کمائی کیسی ہے، نیز اگر وہ ہدیہ دے تو اس کا لینا کیسا ہے؟

ج...... اس کی کمائی حرام ہے، اس کا ہدیہ لینا بھی جائز نہیں۔

سیاست

کیا انتخابات صالح انقلاب کا ذریعہ ہیں؟

س…… پاکستان میں انتخابات ہونے والے ہیں، اور بار بار یہ عمل دُہرایا جاتا ہے، اس پر لاکھوں روپے خرچ ہوتے ہیں، مختلف پارٹیوں کے راہ نما اپنی اپنی منطق بیان کرتے ہیں، کیا برسرِ اقتدار آنے کا یہ طریقہ صحیح ہے؟ آیا انتخابات صالح انقلاب کا ذریعہ ہیں؟

ج……وطنِ عزیز میں انتخابات ہوں گے یا نہیں؟ ہوں گے تو ان کی نوعیت کی ہوگی؟ ان کے لئے کیا طریقۂ کار اختیار کیا جائے گا؟ اور انتخابات کے نتائج کیا ہوں گے؟ یہ وہ سوالات ہیں جن پر گفتگو ہو رہی ہے، اور ہر شخص اپنی ذہنی و فکری سطح کے مطابق ان پر اظہارِ خیال کرتا نظر آتا ہے۔

حکومت کی جانب سے انتخابات کی قطعی تاریخ کا اعلان اگرچہ نہیں کیا گیا، لیکن اربابِ حل و عقد کی جانب سے بڑے وثوق سے اعلان کیا جارہا ہے کہ نیا سال انتخابی سال ہوگا، اگرچہ سرحدوں کے حالات مخدوش ہیں۔ افغان طیارے پاکستانی فضائی حدود کی مسلسل خلاف ورزی کر رہے ہیں، رُوس کے فوجی دستے پاکستان کی سرحد پر جمع ہیں اور رُوس کی جانب سے پاکستان کو خفی و جلی الفاظ میں دھمکیاں دی جارہی ہیں۔ ادھر بھارت کی مسلح افواج پاکستان کی سرحدوں پر ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں، بھارتی افواج کی طرف سے پاکستانی سرحدوں پر گولہ باری کی خبریں بھی آرہی ہیں اور پاکستان کی پُرامن ایٹمی تنصیبات کو تباہ کرنے کے منصوبے بھی تیار کئے جارہے ہیں۔ مختصر الفاظ میں پاکستان کی سرحدوں پر حالات ''تشویشناک'' ہیں، اس کے باوجود صدرِ مملکت کا ارشاد ہے کہ:

''سرحدوں پر دباؤ سے انتخابی پروگرام متأثر نہیں ہوگا۔

فہرست

ہم جنگ کی توقع نہیں رکھتے، لیکن اگر ہماری خواہشات اور کوششوں کے باوجود کوئی ناخوشگوار اور تلخ صورتِ حال پیدا ہوئی تو انتخابی پروگرام کا جائزہ لیا جائے گا۔'' (روزنامہ ''جنگ'' کراچی ۴ستمبر۱۹۸۴ء)

ظاہر ہے کہ خدانخواستہ سرحدوں پر حالات زیادہ سنگین ہوجائیں تو وطنِ عزیز کا دفاع سب سے اہم تر فریضہ ہے، اور اس صورتِ حال میں انتخابات کا التواء ناگزیر ہوگا۔ گویا حکومت کے اعلانات پر مکمل اعتماد کے باوجود یہ کہنا مشکل ہے کہ مستقبل قریب میں انتخابات ہوں گے یا نہیں؟

رہا دُوسرا سوال کہ انتخابات کس نوعیت کے ہوں گے اور ان کے لئے کیا طریقۂ کار اختیار کیا جائے گا؟ اس سلسلے میں شہسوارانِ سیاست مشوروں کی تیراندازی فرما رہے ہیں، لیکن افسوس کہ ابھی تک کوئی تیر نشانے پر نہیں بیٹھا اور نہ اس سلسلے میں حکومت کا دوٹوک فیصلہ سامنے آیا ہے۔ گویا یہ مسئلہ ہنوز حکومت اور سیاست دانوں کے درمیان متنازعہ فیہ ہے کہ انتخابات جماعتی بنیاد پر ہوں یا غیرجماعتی بنیاد پر۔ اسی طرح انتخابی حکمتِ عملی اور لائحہ عمل کی تفصیلات بھی ابھی تک پردۂ خفا میں ہیں، البتہ صدرِ مملکت اور ان کی حکومت کی یہ کوشش ہے کہ اچھے آدمی منتخب ہوکر سامنے آئیں، لیکن یہ سوال پھر باقی رہ جاتا ہے کہ ''اچھے آدمی'' کا معیار کیا ہوگا؟ اسے کن صفات کی ترازو میں تول کر دیکھا جائے گا؟ اور یہ کہ بگڑے ہوئے معاشرے میں ''اچھے آدمی'' کیسے تلاش کئے جائیں گے؟ اور اگر ان کی ''دریافت'' میں ہم کامیاب بھی ہوجائیں تو ان کے اندر انتخابی کارزار میں ''ھل من مبارز؟'' پکارنے کی صلاحیت کیسے پیدا کی جائے گی؟ اور وہ زر دولت کے جادو کا توڑ کیسے کریں گے؟ کیا ہماری سیاسی فضا میں یہ صلاحیت موجود ہے کہ کوئی اچھا آدمی محض اپنی اچھائی کے بل بوتے پر انتخابات جیت جائے؟ ان سوالوں کا کوئی اُمیدافزا جواب دینا مشکل ہے۔

اب رہا آخری سوال کہ ملک و ملت اور دِین و مذہب کے حق میں یہ انتخابات کس حد تک مفید اور بارآور ہوں گے؟ اس کا فیصلہ تو مستقبل ہی کرے گا۔ لیکن گزشتہ تجربات اور موجودہ حالات پر نظر ڈالی جائے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان انتخابات سے (سوائے تبدیلیٔ

اقتدار کے) خوش کن توقعات وابستہ نہیں کی جاسکتیں۔ اگر انتخابات کو کسی صالح انقلاب کا ذریعہ بنانا مقصود ہو تو اس کے لئے اوّلین شرط یہ ہے کہ تمام دِین دار حلقے گروہی، جماعتی اور ذاتی مفادات سے بالاتر ہوکر کوئی متفقہ لائحہ عمل تجویز کرتے اور اپنا مجموعی وزن انتخابی پلڑے میں ڈالتے۔ تب توقع کی جاسکتی تھی کہ وطنِ عزیز میں لادِین قوّتیں سرنگوں ہوتیں اور ملک میں خیر وفلاح کا علم بلند ہوتا، لیکن افسوس ہے کہ صورتِ حال اس سے یکسر مختلف ہے، جو لوگ اس ملک میں دِینی اقتدار کو بلند دیکھنا چاہتے ہیں اور جن سے یہ توقع کی جاسکتی تھی کہ وہ لادینیت کے سامنے سینہ سپر ہوں گے، ان کا شیرازہ کچھ اس طرح بکھیر دیا گیا ہے کہ کوئی معجزہ ہی ان کو متحد کرسکتا ہے۔ نہ جانے یہ حضرات حالات و واقعات کا صحیح تجزیہ کرنے کی صلاحیت ہی سے محروم ہوچکے ہیں، یا مسلمانوں کی بدقسمتی نے ان کی دُور اندیشی وژرف نگاہی پر پردے ڈال دیئے ہیں، کس قدر افسوس ناک اور لائقِ صد ماتم ہے یہ منظر کہ جن حضرات کے کندھوں پر ملک وملت کی قیادت و رہنمائی کا بار ہے ان کی نظر سے راہ و رسم منزل اوجھل ہورہی ہے اور وہ حزبی وگروہی بھول بھلیوں میں بھٹک رہے ہیں، اس تلخ نوائی پر معذرت خواہ ہوں لیکن اظہارِ دردِ دِل کے بغیر چارہ نہیں:

مرا دردے ست اندر دِل اگر گویم زباں سوزد
وگر درلشم ترسم کہ مغز استخواں سوزد

حالات کی شدّت مجبور کر رہی ہے کہ کسی لاگ لپیٹ کے بغیر صاف صاف عرض کیا جائے:

نوا را تلخ تر می زن چوں ذوق نغمہ کم یابی
حدی را تیز تر می خواں چوں محمل را گراں بینی

ملک کی سیاسی فضاء مارشل لاء کی وجہ سے ٹھٹھری ہوئی ہے، اس کی ظاہری سطح کے پُرسکون ہونے کی وجہ سے کسی کو یہ اندازہ نہیں کہ اس کی اندرونی سطح میں کیسے کیسے لاوے پک رہے ہیں؟ ملک وملت کے خلاف سازشوں کے کیسے کیسے جال بنے جارہے ہیں؟ لادِینی قوّتیں۔ ''اَلْکُفْرُ مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ'' کے اُصول پر۔ متفق ومتحد ہیں، ان کے پاس اربوں کا

سرمایہ ہے، اور بیرونی طاقتوں کی حمایت ورہنمائی میں وہ اس اَمر کے لئے کوشاں ہیں کہ اس ملک سے دِین اور اہلِ دِین کی آواز کو دبایا جائے، (یا پھر اس ملک کے وجود ہی کو معرضِ خطر میں ڈال دیا جائے)، ان کے مقابلے میں دِین کے علم برداروں کے پاس نہ سرمایہ ہے، نہ قوّت، نہ اجتماعی سوچ، ان کی تمام تر صلاحیتیں باہمی نزاعات و اختلافات کو ہوا دینے پر صَرف ہو رہی ہیں، دیوبندی، بریلوی (اپنے اختلافات کے باوجود) دِینی محاذ پر متحد ہوجایا کرتے تھے، اور ان کا یہ اتحاد لادِین طبقے کے لئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا تھا، لیکن موجودہ صورتِ حال سب کے سامنے ہے، اسی طرح تمام دِینی جماعتوں کا شیرازہ کچھ اس طرح بکھر رہا ہے کہ ان کے درمیان کسی اہم ترین مقصد پر بھی اتفاق و اتحاد کا سوال خارج از بحث ہوتا جارہا ہے۔

اس تمام تر صورتِ حال کا انجام کیا ہوگا؟ بزرگانِ ملت کو اس کا احساس ہے...؟

مہاجرین یا اولاد المہاجرین؟

س...... لفظ ''مہاجر'' قرآن شریف میں کس کس جگہ پر آیا ہے؟ یعنی کن کن سورتوں کی کون کون سی آیات میں؟ کس معنی میں؟ لفظ ''مہاجر'' احادیث شریف کی کن کن کتابوں میں کہاں کہاں پر آیا ہے؟ کن معنی میں؟

ج...... لفظ ''مہاجر''، ''ہجرت'' سے ہے، جس کے معنی ہیں: ''ہجرت کرنے والا'' اور ''ہجرت'' کے معنی ہیں: ''اپنے دِین کو بچانے کے لئے دارالکفر سے دارالاسلام کی طرف یا دارالفساد سے دارالامن کی طرف ترکِ وطن کرکے جانا۔''

مکہ مکرّمہ میں جب کفار کا غلبہ تھا اور مسلمانوں کو اپنے دِین پر عمل کرنا دوبھر تھا، اس وقت دو مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مکہ مکرّمہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کی، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنفسِ نفیس مکہ مکرّمہ سے ہجرت کرکے مدینہ تشریف لے آئے، اور مکہ مکرّمہ کے تمام مسلمان جو ہجرت کرسکتے تھے وہ بھی آگے پیچھے مدینہ طیبہ آگئے، اور مکہ مکرّمہ میں چند گنے چنے ایسے مسلمان رہ گئے جو اپنے ضعف اور کمزوری کی وجہ سے ہجرت کرنے سے معذور تھے، مکہ مکرّمہ کے فتح ہونے تک ان تمام لوگوں پر ہجرت کرکے مدینہ طیبہ آنا فرض تھا، جو

کافروں کے درمیان رہتے ہوئے اپنے دِین پر عمل نہ کرسکتے ہوں۔ فتحِ مکہ کے بعد یہ فرضیت باقی نہ رہی، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''فتحِ مکہ کے بعد ہجرت نہیں'' قرآن میں ان مہاجرین کا ذکر بار بار آیا ہے اور ان کے بے شمار فضائل بیان فرمائے گئے ہیں، حوالے کے لئے درج ذیل آیات دیکھ لی جائیں:

الحشر: ۹، التوبہ: ۲۰، الانفال: ۲۷، النور: ۲۲، الاحزاب: ۵۰، النحل: ۴۱، ۱۱۰، العنکبوت: ۲۶، الاحزاب: ۶، آل عمران: ۱۹۵، البقرۃ: ۲۱۸، الحج: ۵۸، الممتحنۃ: ۱۰، الحشر: ۸، النساء: ۹۷، ۱۰۰، التوبہ: ۱۰۰، الانفال ۷۲ تا ۷۴، النساء: ۸۹، التوبہ: ۱۱۷۔

''ہجرت'' اور ''مہاجرین'' کا لفظ صحاحِ ستہ اور دیگر کتبِ حدیث میں بھی بڑی کثرت سے آیا ہے، ان تمام کتابوں کے حوالے درج کرنا میرے لئے ممکن نہیں، ان احادیث میں ہجرت اور مہاجرین کے فضائل، ہجرت کی شرائط، اس کی ضرورت اور اس کی قبولیت کی شرط وغیرہ مضامین بیان فرمائے گئے ہیں۔

س...... کیا لفظ ''مہاجر'' قرآن وسنت کے منافی ہے؟

ج...... ''مہاجر'' کا لفظ قرآن وسنت کے منافی نہیں، البتہ غیر مہاجر کو ''مہاجر'' کہنا بلاشبہ قرآن وسنت کے منافی ہے، چنانچہ حدیث میں ہے:

''المھاجر من ھجر ما نھی اللہ عنہ.''

(صحیح بخاری، صحیح مسلم، ابوداوٴد، نسائی)

ترجمہ:...... ''مہاجر وہ ہے جو ان چیزوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔''

ظاہر ہے جو شخص محرّمات کا مرتکب اور فرائضِ شرعیہ کا تارک ہو، اس کو ''مہاجر'' کہنا اس کے منافی ہوگا۔

س...... مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد ہندوستان کے ان حصوں سے جو اَب بھارت کہلاتا ہے، پاکستان آئی، وہ ''مہاجر'' کہلاتے ہیں اور ان کی اولاد بھی، کیا اس میں ازرُوئے شریعت کوئی قباحت ہے؟

ج…… جو لوگ اپنے دِین کی خاطر ہندوستان سے ترکِ وطن کرکے پاکستان آئے وہ بلاشبہ ''مہاجر'' ہیں، اور جن لوگوں کے مدِنظر دِین نہیں تھا بلکہ دُنیاوی مفادات کی خاطر یہاں آئے وہ قرآن و حدیث کی اصطلاح میں ''مہاجر'' نہیں، نہ قرآن و حدیث کی رُو سے وہ ''مہاجر'' کہلاسکتے ہیں۔ ''ہجرت'' ایک عمل ہے اور اس عمل کے کرنے والے کو ''مہاجر'' کہا جاتا ہے۔ اس لئے جن حضرات نے خود ہجرت کی وہ تو ''مہاجر'' ہیں، ان کی اولاد کو ''اولاد المہاجرین'' کہنا تو صحیح ہے، مگر خود ان کو ''مہاجر'' کہنا قرآن و سنت کی اصطلاح نہیں، جس طرح کسی نمازی کی اولاد کو نمازی، کسی حاجی کی اولاد کو حاجی، کسی غازی کی اولاد کو غازی کہنا غلط ہے، اسی طرح کسی مہاجر کی اولاد کو مہاجر کہنا بھی غلط ہے۔ احادیث میں انصار کی اولاد کو ''اولاد الانصار'' فرمایا گیا ہے، جیسا کہ حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا منقول ہے:

''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَلِأَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ وَلِأَبْنَاءِ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ. وفی روایة: وَلِذَرَارِیِّ الْأَنْصَارِ وَلِذَرَارِیِّ ذَرَارِیِّھِمْ.'' (صحیح بخاری، مسلم، ترمذی، جامع الاصول ج:۹ ص:۱۶۳، ۱۶۴)

پس جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی اولاد کے لئے ''ابناء الانصار'' اور ''ذراری الانصار'' کے الفاظ فرمائے، خود ''انصار'' کے خطاب میں ان کو شامل نہیں فرمایا، اسی طرح ''مہاجر'' کی اولاد کو ''اولاد المہاجرین'' یا ''ابناء المہاجرین'' کہنا تو بجا ہے، لیکن خود ''مہاجر'' کا لقب ان کے لئے تجویز کرنا بے جا بات ہے۔

ہمارے یہاں جو ''نعرۂ مہاجر، جئے مہاجر'' بلند کیا جاتا ہے، حدیثِ نبوی کی رُو سے دعوائے جاہلیت ہے۔ چنانچہ حدیث کا مشہور واقعہ ہے کہ کسی مہاجر نے کسی انصاری کے لات ماردی تھی، انصاری نے ''یا للأنصار!'' کا نعرہ لگایا، اور مہاجر نے ''یا للمهاجرین!'' کا نعرہ لگایا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا:

''ما بال دعوی الجاهلية''

''یہ جاہلیت کے نعرے کیسے ہیں؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قصہ بتایا گیا تو فرمایا:

”دعوها فانّها منتنة. وفی روایة: فانّها خبیثة.“

(بخاری، مسلم، ترمذی، جامع الاصول ج:۲ ص:۳۸۹)

ترجمہ:......”اس نعرے کو چھوڑ دو، یہ بدبودار ہے!“

ہمارے بزرگوں نے پاکستان ”دوقومی نظریہ“ کی بنیاد پر بنایا تھا، یہ سندھی، پنجابی، پختون، بلوچ کے نعرے ”دوقومی نظریہ“ کی نفی ہے، اسی طرح مہاجر قومیت کا تصوّر بھی انہی نعروں میں سے ہے۔ اسلام، رنگ ونسل اور وطنیت کے بتوں کو پاش پاش کرنے آیا تھا، نہ کہ ایک مسلمان کو دُوسرے مسلمان سے لڑانے اور ٹکرانے کے لئے۔ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ رنگ ونسل اور قبیلے کی بنیاد پر حمایت ومخالفت کے پیمانے وضع نہ کرو، بلکہ مظلوم کی مدد کرو، خواہ کسی رنگ ونسل اور قبیلے کا ہو اور ظالم کا ہاتھ روکو خواہ کسی برادری کا ہو۔

”جمہوریت“ اس دور کا صنمِ اکبر

س......میری ایک اُلجھن یہ ہے کہ: ”اسلام میں جمہوریت کی گنجائش ہے یا نہیں؟“ کیونکہ میری ناقص رائے کے مطابق ”جمہوریت“ کی حکومت میں آزاد خیالی اور لفظِ ”آزادی“ کی وجہ سے مسلمان تمام حدوں سے تجاوز کرجاتے ہیں، جبکہ مذہب ”گھر“ تک محدود ہوجاتا ہے، حالانکہ ”اسلام“ نہ صرف ایک بے مثال مذہب ہے بلکہ اس میں خدا کے مستند قوانین سموئے ہوئے ہیں، اور اسلام میں ایک حد میں رہتے ہوئے آزادی بھی دی گئی ہے۔ برائے مہربانی جواب عنایت فرمائیں۔

ج......بعض غلط نظریات قبولیتِ عامہ کی ایسی سند حاصل کرلیتے ہیں کہ بڑے بڑے عقلاء اس قبولیتِ عامہ کے آگے سر ڈال دیتے ہیں، وہ یا تو ان غلطیوں کا ادراک ہی نہیں کرپاتے یا اگر ان کو غلطی کا احساس ہو بھی جائے تو اس کے خلاف لب کشائی کی جرأت نہیں کرسکتے۔ دُنیا میں جو بڑی بڑی غلطیاں رائج ہیں ان کے بارے میں اہلِ عقل اسی المیے کا شکار ہیں۔ مثلاً ”بت پرستی“ کو لیجئے! خدائے وحدہٗ لاشریک کو چھوڑ کر خود تراشیدہ پتھروں اور مورتیوں کے

آگے سربسجود ہونا کس قدر غلط اور باطل ہے، انسانیت کی اس سے بڑھ کر توہین و تذلیل کیا ہوگی کہ انسان کو - جو اَشرف المخلوقات ہے - بے جان مورتیوں کے سامنے سرنگوں کردیا جائے اور اس سے بڑھ کر ظلم کیا ہوگا کہ حق تعالیٰ شانہ کے ساتھ مخلوق کو شریکِ عبادت کیا جائے۔ لیکن مشرک برادری کے عقلاء کو دیکھو کہ وہ خود تراشیدہ پتھروں، درختوں، جانوروں وغیرہ کے آگے سجدہ کرتے ہیں۔ تمام تر عقل و دانش کے باوجود ان کا ضمیر اس کے خلاف احتجاج نہیں کرتا اور نہ وہ اس میں کوئی قباحت محسوس کرتے ہیں۔

اسی غلط قبولیتِ عامہ کا سکہ آج ''جمہوریت'' میں چل رہا ہے، جمہوریت دورِ جدید کا وہ ''صنمِ اکبر'' ہے جس کی پرستش اوّل اوّل دانایانِ مغرب نے شروع کی، چونکہ وہ آسمانی ہدایت سے محروم تھے اس لئے ان کی عقلِ نارسا نے دیگر نظام ہائے حکومت کے مقابلے میں جمہوریت کا بت تراش لیا اور پھر اس کو مثالی طرزِ حکومت قرار دے کر اس کا صور اس بلند آہنگی سے پھونکا کہ پوری دُنیا میں اس کا غلغلہ بلند ہوا یہاں تک کہ مسلمانوں نے بھی تقلیدِ مغرب میں جمہوریت کی مالا جپنی شروع کردی۔ کبھی یہ نعرہ بلند کیا گیا کہ ''اسلام جمہوریت کا علم بردار ہے'' اور کبھی ''اسلامی جمہوریت'' کی اصطلاح وضع کی گئی، حالانکہ مغرب ''جمہوریت'' کے جس بت کا پجاری ہے اس کا نہ صرف یہ کہ اسلام سے کوئی تعلق نہیں بلکہ وہ اسلام کے سیاسی نظریہ کی ضد ہے، اس لئے اسلام کے ساتھ ''جمہوریت'' کا پیوند لگانا اور جمہوریت کو مشرف بہ اسلام کرنا صریحاً غلط ہے۔

سب جانتے ہیں کہ اسلام، نظریۂ خلافت کا داعی ہے جس کی رُو سے اسلامی مملکت کا سربراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور نائب کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ کی زمین پر اَحکامِ الٰہیہ کے نفاذ کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ مسند الہند حکیم الاُمت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ، خلافت کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''مسئلہ در تعریف خلافت: ھی الریاسة العامة فی التصدی لاقامة الدین باحیاء العلوم الدینیة واقامة ارکان

فہرست

الاسلام والقیام بالجهاد وما یتعلق به من ترتیب الجیوش والفرض للمقاتلة واعطائهم من الفیئ والقیام بالقضاء واقامة الحدود ورفع المظالم والأمر بالمعروف والنهی عن المنکر نیابة عن النبی صلی الله علیه وسلم۔“ (ازالۃ الخفاء ص:۲)

ترجمہ:......”خلافت کے معنی ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں دِین کو قائم (اور نافذ) کرنے کے لئے مسلمانوں کا سربراہ بننا۔ دِینی علوم کو زندہ رکھنا، ارکانِ اسلام کو قائم کرنا، جہاد کو قائم کرنا اور متعلقاتِ جہاد کا انتظام کرنا، مثلاً: لشکروں کا مرتب کرنا، مجاہدین کو وظائف دینا اور مالِ غنیمت ان میں تقسیم کرنا، قضا و عدل کو قائم کرنا، حدودِ شرعیہ کو نافذ کرنا اور مظالم کو رفع کرنا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا۔“

اس کے برعکس جمہوریت میں عوام کی نمائندگی کا تصوّر کارفرما ہے، چنانچہ جمہوریت کی تعریف ان الفاظ میں کی جاتی ہے:

”جمہوریت وہ نظامِ حکومت ہے جس میں عوام کے چنے ہوئے نمائندوں کی اکثریت رکھنے والی سیاسی جماعت حکومت چلاتی ہے اور عوام کے سامنے جواب دہ ہوتی ہے۔“

گویا اسلام کے نظامِ خلافت اور مغرب کے تراشیدہ نظامِ جمہوریت کا راستہ پہلے ہی قدم پر الگ الگ ہوجاتا ہے، چنانچہ:

❊:......خلافت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کا تصوّر پیش کرتی ہے، اور جمہوریت عوام کی نیابت کا نظریہ پیش کرتی ہے۔

❊:......خلافت، مسلمانوں کے سربراہ پر اِقامتِ دِین کی ذمہ داری عائد کرتی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی زمین پر اللہ کا دِین قائم کیا جائے، اور اللہ کے بندوں پر، اللہ تعالیٰ کی زمین پر اللہ تعالیٰ کے مقرّر کردہ نظامِ عدل کو نافذ کیا جائے، جبکہ جمہوریت کو نہ خدا اور رسول

سے کوئی واسطہ ہے، نہ دِین اور اِقامتِ دِین سے کوئی غرض ہے، اس کا کام عوام کی خواہشات کی تکمیل ہے اور وہ ان کے منشاء کے مطابق قانون سازی کی پابند ہے۔

*:...... اسلام، منصبِ خلافت کے لئے خاص شرائط عائد کرتا ہے، مثلاً: مسلمان ہو، عاقل و بالغ ہو، سلیم الحواس ہو، مرد ہو، عادل ہو، اَحکامِ شرعیہ کا عالم ہو، جبکہ جمہوریت ان شرائط کی قائل نہیں، جمہوریت یہ ہے کہ جو جماعت بھی عوام کو سبز باغ دِکھا کر اسمبلی میں زیادہ نشستیں حاصل کرلے اسی کو عوام کی نمائندگی کا حق ہے۔ جمہوریت کو اس سے بحث نہیں کہ عوامی اکثریت حاصل کرنے والے ارکان مسلمان ہیں یا کافر، نیک ہی یا بد، متقی و پرہیزگار ہیں یا فاجر و بدکار، اَحکامِ شرعیہ کے عالم ہیں یا جاہلِ مطلق اور لائق ہیں یا کندہ ناتراش، الغرض! جمہوریت میں عوام کی پسند و ناپسند ہی سب سے بڑا معیار ہے اور اسلام نے جن اوصاف و شرائط کا کسی حکمران میں پایا جانا ضروری قرار دیا، وہ عوام کی حمایت کے بعد سب لغو اور فضول ہیں، اور جو نظامِ سیاست اسلام نے مسلمانوں کے لئے وضع کیا ہے وہ جمہوریت کی نظر میں محض بے کار اور لایعنی ہے، نعوذ باللہ!

*:...... خلافت میں حکمران کے لئے بالاتر قانون کتاب و سنت ہے، اور اگر مسلمانوں کا اپنے حکام کے ساتھ نزاع ہوجائے تو اس کو اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رَدّ کیا جائے گا اور کتاب و سنت کی روشنی میں اس کا فیصلہ کیا جائے گا، جس کی پابندی راعی اور رعایا دونوں پر لازم ہوگی۔ جبکہ جمہوریت کا ''فتویٰ'' یہ ہے کہ مملکت کا آئین سب سے ''مقدس'' دستاویز ہے اور تمام نزاعی اُمور میں آئین و دستور کی طرف رُجوع لازم ہے، حتیٰ کہ عدالتیں بھی آئین کے خلاف فیصلہ صادر نہیں کرسکتیں۔

لیکن ملک کا دستور اپنے تمام تر ''تقدس'' کے باوجود عوام کے منتخب نمائندوں کے ہاتھ کا کھلونا ہے، وہ مطلوبہ اکثریت کے بل بوتے پر اس میں جو چاہیں ترمیم و تنسیخ کرتے پھریں، ان کو کوئی روکنے والا نہیں، اور مملکت کے شہریوں کے لئے جو قانون چاہیں بناڈالیں، کوئی ان کو پوچھنے والا نہیں۔ یاد ہوگا کہ انگلینڈ کی پارلیمنٹ نے دو مردوں کی شادی کو قانوناً جائز قرار دیا تھا اور کلیسا نے ان کے فیصلے پر صاد فرمایا تھا، چنانچہ عملاً دو مردوں کا،

کلیسا کے پادری نے نکاح پڑھایا تھا، نعوذ باللہ!

حال ہی میں پاکستان کی ایک محترمہ کا بیان اخبارات کی زینت بنا تھا کہ جس طرح اسلام نے ایک مرد کو بیک وقت چار عورتوں سے شادی کی اجازت دی ہے، اسی طرح ایک عورت کو بھی اجازت ہونی چاہئے کہ وہ بیک وقت چار شوہر رکھ سکے۔ ہمارے یہاں جمہوریت کے نام پر مرد و زن کی مساوات کے جو نعرے لگ رہے ہیں، بعید نہیں کہ جمہوریت کا نشہ کچھ تیز ہو جائے اور پارلیمنٹ میں یہ قانون بھی زیرِ بحث آ جائے۔ ابھی گزشتہ دنوں پاکستان ہی کے ایک بڑے مفکر کا مضمون اخبار میں شائع ہوا تھا کہ شریعت کو پارلیمنٹ سے بالاتر قرار دینا قوم کے نمائندوں کی توہین ہے، کیونکہ قوم نے اپنے منتخب نمائندوں کو قانون سازی کا مکمل اختیار دیا ہے۔ ان صاحب کا یہ عندیہ ''جمہوریت'' کی صحیح تفسیر ہے، جس کی رُو سے قوم کے منتخب نمائندے شریعتِ الٰہی سے بھی بالاتر قرار دیئے گئے ہیں، یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں ''شریعت بل'' کئی سالوں سے قوم کے منتخب نمائندوں کا منہ تک رہا ہے لیکن آج تک اسے شرفِ پذیرائی حاصل نہیں ہو سکا، اس کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ اسلام، مغربی جمہوریت کا قائل ہے؟

ج:...... تمام دُنیا کے عقلاء کا قاعدہ ہے کہ کسی اہم معاملے میں اس کے ماہرین سے مشورہ لیا جاتا ہے، اسی قاعدے کے مطابق اسلام نے انتخابِ خلیفہ کی ذمہ داری اہلِ حل و عقد پر ڈالی ہے، جو رُموزِ مملکت کو سمجھتے ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ اس کے لئے موزوں ترین شخصیت کون ہو سکتی ہے، جیسا کہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہ نے فرمایا تھا:

''انما الشوریٰ للمهاجرين والأنصار.''

ترجمہ:...... ''خلیفہ کے انتخاب کا حق صرف مہاجرین و انصار کو حاصل ہے۔''

لیکن بت کدۂ جمہوریت کے برہمنوں کا ''فتویٰ'' یہ ہے کہ حکومت کے انتخاب کا حق ماہرین کو نہیں بلکہ عوام کو ہے۔ دُنیا کا کوئی کام اور منصوبہ ایسا نہیں جس میں ماہرین کے بجائے عوام سے مشورہ لیا جاتا ہو، کسی معمولی سے معمولی ادارے کو چلانے کے لئے بھی اس

کے ماہرین سے مشورہ طلب کیا جاتا ہے، لیکن یہ کیسی ستم ظریفی ہے کہ حکومت کا ادارہ (جو تمام اداروں کی ماں ہے اور مملکت کے تمام وسائل جس کے قبضے میں ہیں، اس کو) چلانے کے لئے ماہرین سے نہیں بلکہ عوام سے رائے لی جاتی ہے، حالانکہ عوام کی ننانوے فیصد اکثریت یہی نہیں جانتی کہ حکومت کیسے چلائی جاتی ہے؟ اس کی پالیسیاں کیسے مرتب کی جاتی ہیں؟ اور حکمرانی کے اُصول وآداب اور نشیب وفراز کیا کیا ہیں...؟ ایک حکیم ودانا کی رائے کو ایک گھسیارے کی رائے کے ہم وزن شمار کرنا، اور ایک کندہ ناتراش کی رائے کو ایک عالی دماغ مدبر کی رائے کے برابر قرار دینا، یہ وہ تماشا ہے جو دُنیا کو پہلی بار ''جمہوریت'' کے نام سے دِکھایا گیا ہے۔

درحقیقت ''عوام کی حکومت، عوام کے لئے اور عوام کے مشورے سے'' کے الفاظ محض عوام کو اُلّو بنانے کے لئے وضع کئے گئے ہیں، ورنہ واقعہ یہ ہے کہ جمہوریت میں نہ تو عوام کی رائے کا احترام کیا جاتا ہے اور نہ عوام کی اکثریت کے نمائندے حکومت کرتے ہیں، کیونکہ جمہوریت میں اس پر کوئی پابندی عائد نہیں کی جاتی کہ عوام کی حمایت حاصل کرنے کے لئے کون کون سے نعرے لگائے جائیں گے اور کن کن ذرائع کو استعمال کیا جائے گا؟ عوام کی ترغیب وتحریص کے لئے جو ہتھکنڈے بھی استعمال کئے جائیں، ان کو گمراہ کرنے کے لئے جو سبز باغ بھی دِکھائے جائیں اور انہیں فریفتہ کرنے کے لئے جو ذرائع بھی استعمال کئے جائیں وہ جمہوریت میں سب روا ہیں۔

اب ایک شخص خواہ کیسے ہی ذرائع اختیار کرے، اپنے حریفوں کے مقابلے میں زیادہ ووٹ حاصل کرنے میں کامیاب ہوجائے، وہ ''عوام کا نمائندہ'' شمار کیا جاتا ہے، حالانکہ عوام بھی جانتے ہیں کہ اس شخص نے عوام کی پسندیدگی کی بنا پر زیادہ ووٹ حاصل نہیں کئے بلکہ روپے پیسے سے ووٹ خریدے ہیں، دھونس اور دھاندلی کے حربے استعمال کئے ہیں اور غلط وعدوں سے عوام کو دھوکا دیا ہے، لیکن ان تمام چیزوں کے باوجود یہ شخص نہ روپے پیسے کا نمائندہ کہلاتا ہے، نہ دھونس اور دھاندلی کا منتخب شدہ اور نہ جھوٹ، فریب اور دھوکا دہی کا نمائندہ شمار کیا جاتا ہے، چشمِ بددُور! یہ ''قوم کا نمائندہ'' کہلاتا ہے۔ انصاف کیجئے! کہ

''قوم کا نمائندہ'' اسی قماش کے آدمی کو کہا جاتا ہے؟ اور کیا ایسے شخص کو ملک وقوم سے کوئی ہمدردی ہوسکتی ہے...؟

عوامی نمائندگی کا مفہوم تو یہ ہونا چاہئے کہ عوام کسی شخص کو ملک وقوم کے لئے مفید ترین سمجھ کر اسے بالکل آزادانہ طور پر منتخب کریں، نہ اس اُمیدوار کی طرف سے کسی قسم کی تحریص وترغیب ہو، نہ کوئی دباؤ ہو، نہ برادری اور قوم کا واسطہ ہو، نہ روپے پیسے کا کھیل ہو، الغرض اس شخصیت کی طرف سے اپنی نمائش کا کوئی سامان نہ ہو اور عوام کو بے وقوف بنانے کا اس کے پاس کوئی حربہ نہ ہو۔ قوم نے اس کو صرف اور صرف اس بنا پر منتخب کیا ہو کہ یہ اپنے علاقے کا لائق ترین آدمی ہے، اگر ایسا انتخاب ہوا کرتا تو بلاشبہ یہ عوامی انتخاب ہوتا اور اس شخص کو ''قوم کا منتخب نمائندہ'' کہنا صحیح ہوتا، لیکن عملاً جو جمہوریت ہمارے یہاں رائج ہے، یہ عوام کے نام پر عوام کو دھوکا دینے کا ایک کھیل ہے اور بس...!

کہا جاتا ہے کہ: ''جمہوریت میں عوام کی اکثریت کو اپنے نمائندوں کے ذریعہ حکومت کرنے کا حق دیا جاتا ہے'' یہ بھی محض ایک پُرفریب نعرہ ہے، ورنہ عملی طور پر یہ ہو رہا ہے کہ جمہوریت کے غلط فارمولے کے ذریعہ ایک محدود سی اقلیت، اکثریت کی گردنوں پر مسلط ہوجاتی ہے! مثلاً: فرض کرلیجئے کہ ایک حلقۂ انتخاب میں ووٹوں کی کل تعداد پونے دو لاکھ ہے، پندرہ اُمیدوار ہیں، ان میں سے ایک شخص تیس ہزار ووٹ حاصل کرلیتا ہے، جن کا تناسب دُوسرے اُمیدواروں کو حاصل ہونے والے ووٹوں سے زیادہ ہے، حالانکہ اس نے صرف سولہ فیصد حاصل کئے ہیں، اس طرح سولہ فیصد کے نمائندے کو ۸۴ فیصد پر حکومت کا حق حاصل ہوا۔ فرمائیے! یہ جمہوریت کے نام پر ایک محدود اقلیت کو غالب اکثریت کی گردنوں پر مسلط کرنے کی سازش نہیں تو اور کیا ہے...؟ چنانچہ اس وقت مرکز میں جو حکومت ''کوس لمن الملک'' بجا رہی ہے، اس کو ملک کی مجموعی آبادی کے تناسب سے ۳۲ فیصد کی حمایت بھی حاصل نہیں، لیکن جمہوریت کے تماشے سے نہ صرف وہ جمہوریت کی پاسبان کہلاتی ہے بلکہ اس نے ایک عورت کو ملک کے سیاہ وسفید کا مالک بنا رکھا ہے۔

الغرض! جمہوریت کے عنوان سے ''عوام کی حکومت، عوام کے لئے'' کا دعویٰ

محض ایک فریب ہے، اور اسلام کے ساتھ اس کی پیوندکاری فریب در فریب ہے، اسلام کا جدید جمہوریت سے کوئی تعلق نہیں، نہ جمہوریت کو اسلام سے کوئی واسطہ ہے، ”ضدان لا یجتمعان“ (یہ دو متضاد جنسیں ہیں جو اکٹھی نہیں ہوسکتیں)۔

اُولوالامر کی اطاعت

س…… اطاعتِ اولوالامر کی قرآنی ہدایت کے تحت پاکستانی مقننہ کے نافذ کردہ وہ قوانین جن کی صحت کی تصدیق اسلامی نظریاتی کونسل کرچکی ہو ان کی خلاف ورزی کرنے پر اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا نافرمان قرار پائے گا یا نہیں؟ نیز حکومتِ وقت کی کب تک اور کہاں تک اطاعت ضروری ہے؟

ج…… ”اولوالامر“ کی اطاعت ان اُمور میں لازم ہے، جن پر اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی نہ ہوتی ہو، پس جو ملکی قوانین شریعت کے خلاف نہیں ان کی پابندی لازم ہے، اور جو شریعت کے خلاف ہوں ان کی پابندی حرام اور ناجائز ہے۔ الغرض! اولو الامر کی اطاعت مشروط ہے، اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت غیرمشروط ہے۔

اسلامی نظام کے نفاذ کا مطلب

س…… آج تقریباً عرصہ ۴ سال ہوگئے، جب سے ہمارے ملک میں اسلامی نظام آرہا ہے، پینٹ کوٹ وغیرہ لوگ بہت کم پہنتے ہیں، لوگوں میں شلوار قمیص یا کرتے کا رواج ہوگیا ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ مرد اور عورتیں سب تقریباً یکساں ڈیزائنوں کے شلوار قمیص اور کرتے پہن رہے ہیں، جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو مرد جیسا لباس اور مرد کو عورت جیسا لباس کے بارے میں فرمایا ہے کہ ایسے پر لعنت ہے۔ ہمارا ٹی وی اس معاملے میں پیش پیش ہے اور پھر ہمارے ملک کے ادبی اور سماجی رسالے، ڈائجسٹ بھی نئے نئے ڈیزائن تخلیق کررہے ہیں، آیا ہمارے اسلامی معاشرے میں ان چیزوں کی گنجائش ہے؟ یہ ایک معمولی بات ہوسکتی ہے لیکن قرآن کی رُو سے لازم ہے کلمہ پڑھنے والے پر کہ ”اسلام میں پورے کے پورے داخل ہوجاؤ“ اسلام کی رُو سے مرد اور عورت کے لباس کی وضاحت

کریں۔اقبال

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق

ج……اسلامی نظام کے نفاذ کا مطلب ہے: ''اپنی خواہشات پر اَحکامِ الٰہیہ کی بالادستی قائم کرنا اور حکمِ الٰہی کے سامنے اپنی خواہشات کو چھوڑ دینا۔'' مگر شاید ہم اس کے لئے تیار نہیں، اس لئے ہم اسلامی نظام کے نفاذ کا مطلب سمجھتے ہیں: ''اسلامی اَحکام کو اپنی پسند و ناپسند کے مطابق ڈھالنا'' چنانچہ اسی کا مظاہرہ ہمارے یہاں ہو رہا ہے، جس کی آپ کو شکایت ہے۔

کیا اِسراف اور تبذیر حکومت کے کاموں میں بھی ہوتا ہے

س……گزشتہ دنوں یہاں ایک مسجد میں ایک جید عالمِ دِین تقریر کر رہے تھے، جس کا عنوان یہ تھا کہ ہم پاکستان کے وزیرِاعظم کی آمد کا خیرمقدم کرتے ہیں مگر حکومت آزاد کشمیران کے استقبال کے لئے جو بے پناہ رقم خرچ کر رہی ہے، اس کا کوئی جواز شرعاً نہیں، بلکہ یہ اِسراف ہے۔اس پر انہوں نے ۱۵ویں پارے کی آیت اِسراف پڑھ کر تقریر ختم کر دی۔اختتامِ تقریر پر آزاد کشمیر کی اعلیٰ عہدے پر فائز ایک شخصیت نے اُٹھ کر کہا کہ مولوی جاہل ہوتے ہیں اور یہ کہ اِسراف کا تعلق انسان کی ذات سے ہوتا ہے اور سلطنت میں اِسراف کا اطلاق نہیں ہوتا، اور یہ کہ میں جمعہ پڑھنے کے لئے مسجدوں میں اس لئے نہیں آتا کہ یہ جاہل مولوی کچھ نہ کچھ بے تکی باتیں کر دیتے ہیں، جن کی وضاحت یا تردید کرنی ضروری ہوتی ہے، جس سے فساد کا امکان ہوتا ہے۔قابلِ دریافت یہ اَمر ہے کہ اِسراف اور تبذیر میں کیا فرق ہے؟ اور بغیر استثنا کے تمام مولویوں کو جاہل کہنے والا شرعاً کیسا ہے؟ اور اسی خدشے سے جمعہ کو عملاً ترک کرنے والا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟

ج……اپنی ذاتی رقم تو آدمی کی ملکیت ہوتی ہے اور حکومت کے خزانے میں جو روپیہ جمع ہوتا ہے وہ کسی کی ذاتی ملکیت نہیں بلکہ وہ امانت ہے، اور اس پر حکومت کا قبضہ بھی امانت کا قبضہ ہے، جب ذاتی ملکیت میں بے جا تصرف اِسراف ہے تو امانت میں بے جا تصرف اِسراف

کیوں نہ ہوگا؟ بلکہ یہ اِسراف سے بڑھ کر ہے، یعنی امانت میں خیانت۔ یہ تو اُصولی جواب ہوا۔ رہا یہ کہ کون سا تصرف بے جا ہے اور کون سا نہیں؟ اس میں بحث و گفتگو کی کافی گنجائش ہے، بہت ممکن ہے کہ ایک شخص کسی خرچ کو بے جا سمجھے اور دُوسرا اس کو بے جا نہ سمجھے۔

ان صاحب نے علماء کے بارے میں جو الفاظ کہے وہ بہت سخت ہیں، ان کو ان الفاظ سے ندامت کے ساتھ توبہ کرنی چاہئے۔ کسی عالم، مولوی میں اگر کوئی غلطی واقعتاً نظر آئے تو اس کی وجہ سے صرف اسی کو غلط کہا جاسکتا ہے، لیکن علماء کی پوری جماعت کو مطعون کرنا یا ان کی تحقیر کرنا کسی طرح بھی قرینِ عقل و انصاف نہیں۔ بلکہ اہلِ علم کی تحقیر و توہین کو کفر لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس آفت سے بچائے۔ اور ان صاحب کا ''مولویوں'' کی وجہ سے جمعہ کی جماعت تک کو ترک کردینا اور بھی سنگین ہے، حدیث میں ہے کہ جو شخص بغیر عذر کے محض معمولی بات سمجھتے ہوئے تین جمعہ چھوڑ دے، اللہ تعالیٰ اس کے دِل پر مہر کردیتے ہیں۔ نعوذ باللہ! (مشکوٰۃ ص:۱۲۱)

اپنے پسندیدہ لیڈر کی تعریف اور مخالف کی بُرائی بیان کرنا

س...... آج کل سیاست کا بہت زور ہے، ہر کوئی اپنے پسندیدہ لیڈر کی تعریف کرتا ہے اور اپنے مخالف لیڈر کی بُرائی کرتا ہے، کیا یہ بُرائی بھی غیبت میں شامل ہے؟

ج...... اپنے لیڈر کی بے جا تعریف کرنا یا ایسی بات پر تعریف کرنا جو اس کے اندر نہیں پائی جاتی یا ایسی چیز پر تعریف کرنا جو شرعاً مستحسن نہ ہو، جائز نہیں۔ اور مخالف لیڈر کے ذاتی عیوب و نقائص کو بیان کرنا یہ بھی غیبت ہے، البتہ اگر اس کی کوئی پالیسی یا بیان و تقریر ملک و ملت کے مفاد کے خلاف ہو تو اس پر تنقید جائز ہے۔

مروّجہ طریقِ انتخاب اور اسلامی تعلیمات

س۱:...... مروّجہ طریقِ انتخاب میں جس میں قومی اسمبلی کے اُمیدوار وغیرہ چنے جاتے ہیں اور اس میں جاہل، عقل مند، باشعور، بے شعور، دِین دار اور بے دِین کے ووٹ کی قدر (Value) ایک برابر ہوتی ہے، کیا از رُوئے قرآن و حدیث صحیح ہے؟

س۲:...... ہر پانچ سال کے بعد الیکشن کروانا اور ملک کے اندر ہیجان برپا کرنا کیا قرآن و

حدیث کی رُو سے از حد ضروری ہے؟ کیا ایک مرتبہ کا انتخاب کافی نہیں؟ اگر ضروری ہے تو بحوالہ قرآن و حدیث تحریر فرمائیں، بار بار الیکشن کی مثال اسلامی رُو سے دیں۔

س۳:...... مروّجہ قانون کے تحت وزیرِ اعظم اسمبلی کی اکثریت کے فیصلے کا پابند ہوتا ہے، کیا یہ شریعت کے خلاف نہیں؟ کیا اکثریت کے فیصلے کے ماننے کا وزیرِ اعظم از رُوئے قرآن و حدیث پابند ہے؟

ج۱:...... اسلامی نقطۂ نظر سے حکومت کا انتخاب تو ہونا چاہئے لیکن موجودہ طریقِ انتخاب جو ہمارے یہاں رائج ہے، کئی وجوہ سے غلط اور محتاجِ اصلاح ہے:

اوّل:...... سب سے پہلے تو یہی بات اسلام کی رُوح اور اس کے مزاج کے خلاف ہے کہ کوئی شخص مسندِ اقتدار کے لئے اپنے آپ کو پیش کرے، اسلام ان لوگوں کو حکومت کا اہل سمجھتا ہے جو اس کو ایک مقدس امانت سمجھتے ہوں اور عہدہ و منصب سے اس بنا پر خائف ہوں کہ وہ اس امانت کا حق بھی ادا کرسکیں گے یا نہیں؟ اس کے برعکس موجودہ طریقِ انتخاب، اقتدار کو ایک مقدس امانت قرار دینے کے بجائے حریصانِ اقتدار کا کھلونا بنادیتا ہے، حدیث میں ہے کہ: ''ہم ایسے شخص کو عہدہ نہیں دیا کرتے جو اس کا طلب گار ہو یا اس کی خواہش رکھتا ہو۔'' (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

دوم:...... مروّجہ طریقِ انتخاب میں الیکشن جیتنے کے لئے جو کچھ کیا جاتا ہے وہ اوّل سے آخر تک غلط ہے، رائے عامہ کو متأثر کرنے کے لئے سبز باغ دِکھانا، غلط پروپیگنڈہ، جوڑتوڑ، نعرے بازی، دھن، دھونس، یہ ساری چیزیں اسلام کی نظر میں ناروا ہیں، اور یہ غلط رَوِش قوم کے اخلاق کو تباہ کرنے کا ایک مستقل ذریعہ ہے۔

سوم:...... موجودہ طریقِ انتخاب میں فریقِ مخالف کو نیچا دِکھانے کے لئے اس پر کیچڑ اُچھالنا اور اس کے خلاف نت نئے افسانے تراشنا لازمۂ سیاست سمجھا جاتا ہے، اور تکبر، غیبت، بہتان، مسلمان کی بے آبروئی جیسے اخلاقِ ذمیمہ کی کھلی چھٹی مل جاتی ہے، افراد واشخاص اور جماعتوں کے درمیان بغض و منافرت جنم لیتی ہے اور پورے معاشرے میں تلخی، کشیدگی اور بیزاری کا زہر گھل جاتا ہے، یہ ساری چیزیں اسلام کی نظر میں حرام اور قبیح ہیں،

کیونکہ ملک وملت کے انتشار وافتراق کا ذریعہ ہیں۔

چہارم:...... اس طریقِ انتخاب کو نام تو ''جمہوریت'' کا دیا جاتا ہے، لیکن واقعتاً جو چیز سامنے آتی ہے وہ جمہوریت نہیں ''جبریت'' ہے، الیکشن کے پردے میں شر وفتنہ کی جو آگ بھڑکتی ہے، ہلڑبازی، ہنگامہ آرائی، لڑائی جھگڑا، دنگا فساد، مار پٹائی سے آگے بڑھ کر کئی جانیں ضائع ہوجاتی ہیں، یہ ساری چیزیں اسی جبریت کا شاخسانہ ہے جس کا خوبصورت نام شیطان نے ''جمہوریت'' رکھ دیا ہے۔

پنجم:...... ان ساری ناہموار گھاٹیوں کو عبور کرنے کے بعد بھی جمہوریت کا جو مذاق اُڑتا ہے وہ اس طریقِ انتخاب کی بدمذاقی کی دلیل ہے، ہوتا یہ ہے کہ ایک ایک حلقے میں دس دس پہلوانوں کا انتخابی دنگل ہوتا ہے، اور ان میں سے ایک شخص پندرہ فیصد ووٹ لے کر اپنے دُوسرے حریفوں پر برتری حاصل کرلیتا ہے، اور چشمِ بددُور! یہ صاحب ''جمہور کے نمائندے'' بن جاتے ہیں۔ یعنی اپنے حلقے کے پچاسی فیصد رائے دہندگان جس شخص کو مسترد کردیں، ہماری جمہوریت صاحبہ اس کو ''نمائندۂ جمہور'' کا خطاب دیتی ہے۔

ششم:...... تمام عقلاء کا مُسلّمہ اُصول ہے کہ کسی معاملے میں صرف اس کے ماہرین سے رائے طلب کی جاتی ہے، لیکن سیاست اور حکمرانی شاید دُنیا کی ایسی ذلیل ترین چیز ہے کہ اس میں ہر کس وناکس کو مشورہ دینے کا اہل سمجھا جاتا ہے اور ایک بھنگی کی رائے بھی وہی قدر وقیمت اور وزن رکھتی ہے جو سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کی، اور چونکہ عوام ذاتی اور وقتی مسائل سے آگے ملک وملت کے وسیع ترین مفادات کو نہ سوچ سکتے ہیں اور نہ سوچنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، اس لئے جو شخص رائے عامہ کو ہنگامی وجذباتی نعروں کے ذریعہ گمراہ کرنے میں کامیاب ہوجائے وہ ملک وملت کی قسمت کا ناخدا بن بیٹھتا ہے، یہی وہ بنیادی غلطی ہے جسے اِبلیس نے ''سلطانی جمہور'' کا نام دے کر دُنیا کے دِل و دِماغ پر مسلط کردیا ہے۔ اسلام اس احمقانہ نظریے کا قائل نہیں، وہ انتخابِ حکومت میں اہلِ بصیرت اور اربابِ بست وکشاد کو رائے دہندگی کا اہل سمجھتا ہے، شاعرِ ملت علامہ اقبال مرحوم کے الفاظ میں:

گریز از طرزِ جمہوری غلام پختہ کارے شو
کہ از مغزِ دو صد خر کار یک انسان نمی آید

ہفتم:...... موجودہ طریقِ انتخاب تجربے کی کسوٹی پر بھی کھوٹا ثابت ہوا ہے، اس طریقِ انتخاب سے جو لوگ مسندِ اقتدار تک پہنچے وہ ملک کی شکست وریخت کے سوا ملک وقوم کی کوئی خدمت نہ کرسکے، اور جو چیز تجربے سے مضر ثابت ہوئی ہو اور قوم اس کا خمیازہ بھگت چکی ہو اس تجربے کو دوبارہ دُہرانا نہ تو شرعاً جائز ہے اور نہ عقلاً ہی اُسے صحیح اور دُرست کہا جاسکتا ہے، لہٰذا موجودہ طریقۂ کار کو بدل کر ایک ایسا طریقۂ انتخاب وضع کرنا ضروری ہے جو ان قباحتوں سے پاک ہو اور جس کے ذریعہ اقتدار کی پُرامن منتقلی ہوسکے۔

ج۲:...... انتخاب ہر پانچ سال بعد کرانا کوئی شرعی فرض نہیں، لیکن اگر حکمران میں بھی کوئی ایسی خرابی نہ پائی جائے جو اس کی معزولی کا تقاضا کرتی ہو تو اس کو بدلنا بھی جائز نہیں۔ دراصل اسلام کا نظریہ اس بارے میں یہ ہے کہ وہ حکومت تبدیل کرنے کے مسئلے کو اہمیت دینے کے بجائے منتخب ہونے والے حکمران کی صفاتِ اہلیت کو زیادہ اہمیت دیتا ہے، اسلامی ذوق سے قریب تر بات یہ ہے کہ قوم کے اہلِ رائے حضرات صدر یا امیر کا چناؤ کریں اور پھر وہ اہل الرائے کے مشورے سے اپنے معاونین ورُفقاء کو خود منتخب کرے۔

ج۳:...... حکومت کا سربراہ اہلِ مشورہ سے مشورہ لینے کا پابند ہے، مگر کثرتِ رائے پر عمل کرنے کا پابند نہیں، بلکہ قوّتِ دلیل پر عمل کرنے کا پابند ہے۔ اس مسئلے میں بھی جمہوریت کا اسلام سے اختلاف ہے، جمہوریت کہنے والوں کی بات کا وزن کرنے کی قائل نہیں، صرف مردم شماری کی قائل ہے، بقول اقبال:

جمہوریت اِک طرزِ حکومت ہے کہ اس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے!

تعلیم

صنفِ نازک اور مغربی تعلیم کی تباہ کاریاں

س…… کیا خواتین کو مروّجہ عصری علوم اور مغربی تعلیم سے آراستہ کرنا شرعاً ناجائز ہے؟ اس کے کیا کیا مفاسد ہیں؟ تفصیل سے روشنی ڈالیں۔

ج…… مغربی تہذیب اور اس کے طرزِ تعلیم نے صنفِ نازک کو اقتصادی، معاشرتی، سماجی اور اخلاقی میدان میں کس طرح پامال کیا ہے، اس کے ناموس اور تقدس کو حرص و آز کی قربان گاہ پر کس طرح بھینٹ چڑھایا ہے، اس کی معصومیت، حیا اور شرافت کو مغربیت کی فسوں کاری سے کس طرح شکار کیا ہے۔ اس کے وقار، اس کی عزّت، اس کی اقدار اور وفادارانہ روایات کو دورِ حاضر نے کس طرح کچل کر رکھ دیا ہے، اس کے احساسات، جذبات اور تصوّرات کو اضطراب، بے چینی اور بے اطمینانی کے کس اندھیرے غار میں ڈال دیا ہے۔ ان سوالات کے جوابات آج اخبار کے صفحات میں ''ہر دیکھنے والی نظر'' کے سامنے بکھرے پڑے ہیں، لیکن مغربی افیون کا نشہ، پڑھنے والوں کو ان پر غور و فکر کی مہلت نہیں دیتا۔ ہمیں لکھتے پڑھتے اور کہتے سنتے بھی شرم آتی ہے کہ مغربی تاجروں نے ''نصف انسانیت'' کو تعلیم و تہذیب، فیشن اور کلچر، مساوات اور حقوق کے پُرفریب نعروں سے تجارتی منڈی میں فروختنی سامان کی حیثیت دے ڈالی ہے۔ زندگی کا کون سا شعبہ ہے جس میں ''عورت'' کے نام، نغمہ و کلام، شکل و صورت اور تصویر اور فوٹو کو فروغِ تجارت کا ذریعہ نہیں بنایا ہے۔ عورت کے فطری فرائض بدستور اس کے ذمہ ہیں، خانہ داری اور نسلِ انسانی کی پرورِش کا پورا بوجھ وہ اب بھی اُٹھاتی ہے، لیکن ظلم پیشہ، کسل پسند اور آرام طلب ''مرد'' نے ''وزارت'' سے لے کر ہسپتال کے نرسنگ سسٹم تک زندگی کے ایک ایک شعبے کا بوجھ بھی اس مظلوم اور ناتواں کے نحیف

کندھوں پر ڈال دیا ہے۔

مرد وزن کی الگ الگ فطری تخلیق، الگ الگ جسمانی ساخت، الگ الگ ذہنی صلاحیت، الگ الگ جذبات و احساسات، الگ الگ طرزِ نشست و برخاست کا فطری تقاضا یہ تھا کہ ان دونوں کے فطری فرائض بھی الگ الگ ہوتے، دونوں کا میدانِ عمل ہی الگ الگ ہوتا، دونوں کے حقوق و واجبات بھی الگ الگ ہوتے، دونوں کی زندگی کا دائرۂ کار بھی الگ الگ ہوتا، نیز جس طرح عورت اپنے فطری فرائض بجالانے پر بہر حال مجبور ہے، اسی طرح عقل و انصاف کا تقاضا اور نوامیسِ فطرت کی اپیل ہے کہ وہ مرد اپنے فطری فرائض کے میدان میں مکمل طور پر خود مصروف تگ و تاز ہونے کا بار خود اُٹھائے اور صنفِ نازک کو ''اندرونِ خانہ'' سے باہر نکال کر ''بیرونِ خانہ'' رُسوا نہ کرے۔

مرد اور عورت بلاشبہ انسانی گاڑی کے دو پہیے ہیں، لیکن یہ گاڑی اپنی فطری رفتار کے ساتھ اسی وقت چل سکے گی، جبکہ ان دونوں پہیوں کو اس گاڑی کے دونوں جانب فٹ کیا جائے، گھر کے اندر عورت ہو اور گھر سے باہر مرد ہو، لیکن اگر ان دونوں کو ایک ہی جانب فٹ کردیا جائے یا بٹوارا کرلیا جائے کہ مرد بھی نصف گھر سے باہر کے فرائض انجام دے اور نصف گھر کے اندر کے، اسی طرح عورت کی زندگی کو اندر اور باہر کے فرائض کی دوعملی میں بانٹ دیا جائے تو یا تو یہ گاڑی سرے سے چلے گی ہی نہیں یا اگر چلے بھی تو فطری رفتار سے نہیں چلے گی، بلکہ اس کی رفتار میں کجی، ہچکولے، بے اطمینانی اور سر دردی کا اتنا عظیم طوفان ہوگا کہ انسانی زندگی نمونہ جنت نہیں بلکہ سراپا جہنم زار بن کر رہ جائے گی۔

آج مغرب کے ارزاں فروشوں نے صنفِ نازک کے گراں مایہ اقدار کو جن سستے داموں بیچ کر زندگی کے جہنم کا ایندھن خریدا ہے، اس سے مشرق و مغرب بیک زبان لرزہ براندام اور نالہ کناں ہیں، اس نے ''صنفِ ضعیف'' کے طبعی میدانِ عمل پر اس شدّت سے قہقہہ لگایا کہ عورت کو مجبوراً اپنا فطری مقام چھوڑ کر سست وجود اور کسل پسند ''مرد'' کے میدانِ عمل میں آنا پڑا، اور قانونِ فطرت نے جو ذمہ داری صرف اور صرف مرد پر ڈالی تھی، اس مظلوم کو مردوں کے دوش بدوش اس کا نصف بار اُٹھانا پڑا۔ اس جذبۂ وفاداری کے تحت

جب عورت گھر سے نکل کر ''بیرونِ خانہ زندگی'' میں گامزن ہوئی تو قدم قدم پر اس کی نسوانیت کا مذاق اُڑایا گیا، سب سے پہلے اس کے سامنے ''تعلیم'' کے خوش کن عنوان سے اسکول، کالج اور یونیورسٹی کے دروازے کھولے گئے اور معصوم بچیوں کو آزادانہ طور پر لڑکوں کی صفوں میں بیٹھ کر نئی طرزِ زندگی سیکھنے پر مجبور کیا گیا، مخلوط تعلیم نے جس کا رواج اگرچہ کئی جگہ بند کردیا گیا ہے، لیکن ابھی تک اس کی بُرائی اور نفرت سے کماحقہ واقفیت کی نعمت سے لوگ آشنا نہیں ہوسکے۔ لڑکوں اور لڑکیوں کے اخلاق، عادات، اطوار اور جذبات میں جو زہر گھولا ہے اس کے لئے شواہد اور دلائل پیش کرنا غیرضروری ہے، اخبار کے صفحات اور عدالتوں کے ریمارکس اس پر شاہد ہیں۔ اس مرحلے میں (اِلَّا ماشاء اللہ) جو نسوانیت کی مٹی پلید ہوئی اور ہورہی ہے، اس پر انسانیت بشرطیکہ وہ کسی میں موجود بھی ہو، سر پیٹ کر رہ جاتی ہے اور حیاء وعصمت کی دیوی، اپنا دامن چاک کرلیتی ہے، اس مرحلے میں کتنی ہی دوشیزاؤں کو اپنے عزّت مآب والدین سے باغی ہوجانا پڑا، کتنے ہی باعزّت خاندانوں کو ذِلت اور رُسوائی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈُوب جانا پڑا اور کتنے ہی گھرانوں کو اپنی شرافت اور برتری کی معراج سے دنایت اور پستی کے تہ خانوں میں گم ہوجانا پڑا۔

خدا خدا کرکے تعلیم ختم ہوئی، اب ملازمت کی تلاش کا مرحلہ پیش آیا، اس مرحلے میں کن کن لوگوں سے ملاقاتیں کرنا پڑیں، کن کن حیاسوز محفلوں میں حاضری دینا پڑی، کن کن شریفوں کے خندہ زیرلب کا نشانہ بننا پڑا، ایک طویل داستان ہے جو ہر اس خاتون کے سر سے گزرتی ہے جسے یہ مرحلہ پیش آیا ہو، مشرقی مذاق میں اس مرحلے کی تعبیر یوں ہے:

کرکے بی اے اب رشیدہ ڈھونڈتی ہے نوکری
لینے کے دینے پڑے اس گھر کی ویرانی بھی دیکھ

روزنامہ ''کوہستان'' لاہور ۲۳ رستمبر ۱۹۶۶ء کی اشاعت (خواتین کا اخبار) میں ایک قابلِ احترام خاتون کا ایک مضمون اسی موضوع پر نظر سے گزرا، جس میں مذکورہ بالا مرحلے میں صنفِ نازک کی لاعلاج پریشانیوں کی ہلکی سی جھلک پیش کی گئی ہے مجھے دُوسروں کی خبر نہیں، لیکن سچ یہ ہے کہ اپنی ایک بہن کی عجیب وغریب پریشانیٔ احوال کو پڑھ کر دِل

فہرست

ڈُوب گیا، گردن جھک گئی اور دِماغ میں نفسیاتی بحران کی کیفیت طاری ہوگئی۔ میں سوچنے لگا کہ یا اللہ! شاطر فرنگ کتنا بڑا ظالم تھا، جس نے مشرقی خاتون کو ''جنت خانہ'' سے باہر نکال کر اس کے تمام تر ضعف اور فطری ناتوانی کے باوجود اسے بے اطمینانی و بے چینی کے جہنم میں دھکیل دیا۔ اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں اپنی بہن کی دردناک کہانی کے چند اجزاء یہاں نقل کردوں، محترمہ لکھتی ہیں:

> ''جی چاہتا ہے اپنی ڈگریوں کو اُٹھا کر بھاڑ میں جھونک دوں، سیما نے اپنی ایم اے تک کی ڈگریاں میز پر زور سے پٹخ دِیں اور کرسی پر گر کر پیشانی کا پسینہ پوچھنے لگی، کیوں خیر تو ہے؟ میں نے حیرت سے اس کے چہرے کو دیکھا، آج ڈگریوں کی کم بختی کیوں آگئی؟ انہیں حاصل کرنے کے لئے تو تم نے دن رات ایک کردیئے، تمہارے چہرے پر کھنڈی ہوئی یہ زردی اور ہمیشہ کی سردردی ان ڈگریوں ہی نے تو دی ہے۔''

ان ڈگریوں کے حاصل کرنے پر اسے مجبوراً دن رات ایک کردینا پڑا تھا، اور جس کے نتیجے میں چہرے کی زردی اور دائمی سردردی میں وہ بیچاری مبتلا ہوکر رہ گئی تھی۔ اس سوال کا جواب اس کی طرف سے کیا دیا گیا؟ ذرا اسے پڑھئے اور صنفِ نازک کی ''غیر فطری پریشانیوں'' کا اندازہ کیجئے! محترمہ لکھتی ہیں کہ:

> ''یہ سوال سن کر وہ رودینے کے انداز میں کہنے لگی: یہی تو دُکھ کی بات ہے، ان ڈگریوں کو حاصل کرنے کا مقصد اگر فریم کرواکے دیوار پر آویزاں کرنا ہے تو پھر ٹھیک ہے، بڑی سے بڑی ڈگری لو، اعلیٰ سے اعلیٰ فریم میں لگاؤ اور گھروں میں لٹکاؤ، پر اگر کوئی غریب چاہے کہ اس کی محنت کا ثمر مل جائے، تو مشکل ہے، ڈگریوں کو ماتھے پر سجا کر در، در کی خاک چھانو، کالج اور دفتروں کی چوکھٹیں گھساؤ، مگر سولہ سال کی محنت کے عوض ملی ہوئی یہ سند تمہیں کہیں

نوکری نہ دِلا سکے گی۔‘‘

یہ تو اس تعلیم کا صرف ایک پہلو ہے، اس کا دُوسرا پہلو اس سے بڑھ کر سنجیدہ وغور و فکر کا مستحق ہے، اس کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے:

’’اور پھر تم جانتی ہو، وہ سنجیدگی سے بولی: یہ وہ زمانہ نہیں جس میں معمولی پڑھی لکھی گھر گرہستی کو سمجھنے والی عورت ہی آورش سمجھی جاتی ہو۔ آج عظمت اور بڑائی کا معیار بدل گیا ہے، کسی بھی اخبار کے اشتہاروں کے کالم میں دیکھ لو۔ ضرورتِ رشتہ کے عنوان سے دیئے گئے اشتہار میں لیڈی ڈاکٹر اور پروفیسر کو کس طرح ترجیح دی گئی ہوتی ہے۔‘‘

گویا اس تعلیم نے معاشرت واقتصاد ہی کو نہیں سماج کو بھی متأثر کیا ہے، ذہنیت بدل کر رکھ دی، مزاج بگاڑ دیئے، اقدار کو مجروح کردیا، کل تک جن چیزوں کو سماجی تعلقات اور رشتہ مناکحت کے لئے معیار قرار دیا جاتا تھا، اور وہ واقعتاً معیار تھیں بھی، اس تعلیمی ہیضے نے ان تمام پر خطِ تنسیخ کھینچ دیا، شرافت اور بلندی کا معیار، شستہ اخلاقی، پاکیزہ عادات، عفت وعصمت، اقدار واطوار نہیں رہے، بلکہ صرف ایک معیار باقی رہ گیا ہے، یعنی وہ لیڈی ڈاکٹر؟ یا پروفیسر؟ کس منصب پر فائز ہے اور ماہوار کتنے روپے کماتی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! ممکن ہے جن لوگوں کو ان تلخیوں سے دوچار نہ ہونا پڑا ہو، انہیں یہ ’’داستانِ درد‘‘ بے وزن معلوم ہو، لیکن جن کے سر سے یہ گزری ہے ان کی شہادت کو آخر کیسے نظر انداز کردیا جائے، تعلیمِ جدید کے قصیدہ خوانوں کو اپنی دردمند بیٹی اور بہن کا یہ بیان پورے غور وفکر سے پڑھ کر اپنے موقف پر نظرِ ثانی کرنا پڑے گی، محترمہ لکھتی ہیں:

’’برسوں اسی میدان میں دھکے کھانے کے بعد جب زندگی کے عملی میدان میں قدم رکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ سولہ برس کی محنت کا ثمرہ صرف کاغذ کا ایک پرزہ ہے جو زندگی کے لق ودق صحراء میں کسی وقعت کا حامل نہیں، یہ تو کسی کام بھی نہیں آسکتا، پھر جی

چاہتا ہے، کاش! ڈھنگ سے برتن مانجھنے ہی سیکھ لئے ہوتے یا ہاتھ میں کوئی اور ہنر ہوتا کہ آج بے بسی اور محتاجی کا احساس یوں شدّت سے کچوکے نہ لگاتا۔“

اس پر بس نہیں اس تعلیم نے صنفِ نازک کے جذبات پر جو گہرا زخم کیا ہے اسے معلوم کرنے کے لئے بدلتی ہوئی معاشرت پر بالاخانوں میں بیٹھ کر فخر کرنے والوں کو اپنی بہن کا یہ پیغام سن لینا چاہئے، اس پیغام میں اگر تلخی کی جھلک اور بڑے کڑوے کسیلے لہجے کی چبھن محسوس ہو تو انہیں سوچنا چاہئے کہ یہ کس کی آواز ہے، محترمہ لکھتی ہیں:

”میں پوچھتی ہوں، کہاں ہیں وہ لوگ جو گھر کی چاردیواری میں مستور، معمولی سی تعلیم و تربیت حاصل کرنے والی عورت کو آورش جان کر اسے احساسات کے سب سے بلند استھان پر بٹھالیا کرتے تھے، آج زندگی کی اقدار ہی بدل گئیں، غریبوں کو چاہئے کہ اپنی لڑکیوں کو نرسیں بنوایا کریں یا پھر پرائمری اسکولوں میں تیس روپے ماہوار پر اُستانیاں لگادیا کریں، اس سے آگے وہ کچھ نہیں کرسکتیں، کیونکہ شروع میں ہی ان کا ہر احساس مٹادیا جائے، یا شعور ہونے سے پہلے ہی ان کا شعور ختم کردیا جائے تاکہ وہ زندگی میں کوئی مقام حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کرتی ہوئی پاگل نہ ہوجائیں، کاغذ کے پرزوں کو سینے سے لگالگا کر ان کی حسیات چوٹ نہ کھاجائیں۔“

اس تعلیم کے فضائل کی گنتی میں سرِفہرست معیارِ زندگی کے بلند کرنے کا نام لیا جاتا ہے اور بڑے بڑے بے سروپا دلائل سے سمجھایا جاتا ہے کہ جب تک تعلیم عام نہ ہوگی زندگی کا معیار بلند نہیں ہوسکتا۔ اگر معیارِ زندگی سے چند بڑے لوگوں کا معیارِ زندگی مراد ہے تو اور بات ہے، ورنہ اگر مجموعی زندگی کا اوسط مراد ہے تو معاف کیجئے! یہ دلیل واقعات سے کوئی میل نہیں کھاتی۔ اس اُلٹ تعلیم سے معیارِ زندگی کے بلند کرنے کی اُمید باندھ لینا خواب

خیالی سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ آخر امریکہ بہادر سے زیادہ تعلیم کہاں عام ہوگی؟ اور معیارِ زندگی کہاں بلند ہوگا...؟ لیکن امریکی صدر آنجہانی کینیڈی نے اعتراف کیا تھا کہ امریکہ میں اب بھی ایسے لوگ موجود ہیں جنھیں پیٹ بھر کر دو دفعہ کھانا میسر نہیں۔ یہی معیارِ زندگی کا ہوّا ہے جس کے لئے معصوم صنفِ نازک کو گوناگوں پیچیدگیوں میں جکڑ دیا گیا ہے حالانکہ خود "معیارِ زندگی" کے لئے کسی کے پاس کوئی "معیار" نہیں ہے کہ آخر یہ ہے کیا بلا؟ اس کے حدود کیا ہیں؟ یہ کہاں سے شروع ہوتی ہے اور کہاں جاکر ختم ہونے کا نام لیتی ہے...؟ محترمہ نے کیا خوب لکھا ہے:

> "سیما بے بسی سے ہنس دی اور بڑے سپاٹ لہجے میں بولی: لوگ پوچھتے ہیں تمہیں معیارِ زندگی بلند کرنا ہے؟ انہیں کیا بتاؤں کہ یہاں تو زندگی کا سرے سے کوئی معیار ہی نہیں ہے، اسے اُونچا کیا کریں؟ ہم تو چاہتے ہیں زندگی اگر زندگی بن کر گزر جائے تو غنیمت ہے۔"

اور یہ اس "تعلیمِ جدید" کے ایک مرحلے کا ذکر ہے، یعنی ڈگری حاصل کرنے کے بعد نوکری کی تلاش، اس مرحلے کا ایک پہلو اور بھی ہے کہ سب تو نہیں لیکن "بڑے لوگ" اپنی بیٹیوں کو یہاں سے مغرب کی یونیورسٹیوں میں بھیج دینے میں کامیاب ہوجاتے ہیں، مشرقی عورت مغربی ماحول میں جاکر تعلیم کے ساتھ کیا کیا سیکھ آتی ہوگی؟ اس کے لئے وہیں کی معاشرت پر نظر کرلینا ہی کافی سبق آموز ہے، اور یہاں آکر یہ "بڑے گھر کی خواتین" مغربی طور طریقوں کی جو تبلیغ فرماتی ہیں، وہ کافی حد تک عبرت ناک ہے۔ اور ان تعلیمی مراحل کو طے کرنے کے بعد اگر کسی خوش بخت کو کوئی ملازمت میسر آ ہی گئی تو سمجھا جاتا ہے کہ مقصدِ زندگی حاصل ہوگیا ہے، بلاشبہ مزعومہ مقصد ضرور حاصل ہوگیا ہوگا، لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ زندگی برباد ہوکر رہ گئی، اور صحیح لفظوں میں عورت کی زندگی مرد کی حرص و ہوا کا نشانہ بن گئی۔ ذرا زندگی کے ہر شعبے کی طرف نظر دوڑاؤ، جہاں جہاں عورت کو جکڑا گیا ہے، دُکانیں نہیں سجتیں، جب تک انہیں بیٹی اور دُلہن کی عریاں اور نیم عریاں تصاویر سے

آراستہ نہ کیا جائے، کلب گھروں کی رونق عورتوں سے ہے، سینما ہال کی شان و شوکت عورتوں سے ہے، تفریحی پروگراموں میں عورت کا استعمال، غیرملکی مہمانوں کی آمد ہوتو بچیوں کا استقبال، ناچ اور ڈرامے کا طوفان ہوتو عورت حاضر، ریڈیو اسٹیشن پر اناؤنسری کی خدمت ہوتو عورت درکار، کتابوں اور رسالوں کی زینت عورت سے، اخبار اور مجلّات کا کاروبار عورت کے دم قدم سے۔

سیاسیات میں صدارت اور وزارت کے لئے عورت، غیرملکی وفود اور سفارت کے لئے عورت، ہوائی مہمانوں کی میزبان ملت کی بہن اور بیٹی، ہسپتالوں میں غیرمحرَم مردوں کی عیادت اور مرہم پٹی کرنے والی قوم کی نونہال، دفتروں میں افسرانِ بالا کے ماتحت کام کرنے والی ملت کی خواتین، اور بعض نجی معاملات میں خدمت بجالانے والی قوم کی بہو بیٹیاں، ہائے! اکبر مرحوم اگر آج ہوتا تو کیا کچھ نہ کہتا:

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرتِ قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا؟
کہنے لگیں کہ: عقل پہ مردوں کی پڑ گیا!

الف:...... زمانے کا تغیر، کبھی مسلمان، غیرت مند مسلمان اس منحوس تعلیم کے ابتدائی اثرات کو دیکھ کر ''غیرتِ قومی'' سے گڑ جایا کرتے تھے، لیکن آج کا مسلمان کہلانے والا، جس کے لئے عورتوں کے منہ کا نقاب پردۂ عقل کی شکل اختیار کرگیا ہے، اس کے انتہائی ''آثارِ بد'' پر بھی ماتم نہیں کرتا، وہ اس تعلیمی فضا کی پیدا کردہ ذہنی اور اخلاقی انارکی کو آنکھوں سے دیکھتا ہے، سسکتی ہوئی اور دَم توڑتی ہوئی انسانیت کی آہ و فریاد اور نالہ و گریہ اپنے کانوں سے سنتا ہے، لیکن بڑے فخریہ انداز میں کہتا ہے۔

سعودی عرب میں شاہ فیصل کے دور میں جس وسیع پیمانے پر اصلاحات ہورہی ہیں، اس کی خبریں ہمارے ہاں برابر چھپتی رہتی ہیں۔ ۲۷؍مئی کے پاکستان ٹائمز میں ''سعودی عرب کا بدلتا ہوا معاشرہ'' کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا ہے، مضمون نگار

"لڑکیوں کی تعلیم" کے ذکر میں لکھتے ہیں:

"۱۹۶۱ء میں درعیہ میں لڑکیوں کے مدرسے کی پہلی جماعت شروع کی گئی، اس میں صرف ۱۲ طالبات تھیں، اور لوگ اس بدعت سے کچھ متوحش سے تھے، اب اس قسم کے ۱۴ دیہی مراکز میں ۱۵۱۶ دن کی اور ۹۵۲ رات کی جماعتیں ہیں۔"

مضمون نگار کا کہنا ہے کہ ان سالوں میں سعودی خواتین عزلت کی زندگی سے نکل کر عوامی سرگرمیوں میں حصہ لینے لگی ہیں، وہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد قومی تعمیر کے کاموں میں شریک ہو رہی ہیں، ان کے لئے مدارس میں بحیثیت اُستانیوں کے، سماجی بہبود کے اداروں میں بطور سماجی کارکنوں کے اور ہسپتالوں میں بحیثیت نرسوں کے برابر مواقع نکل رہے ہیں، (فکر و نظر جلد:۳ شمارہ:۹-۱۰ ص:۶۳۰) اس بنائے افتخار پر اس کے سوا اور کیا عرض کر سکتے ہیں:

تھا جو ناخوب بتدریج وہی خوب ہوا
کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

علم کے حصول کے لئے چین جانے کی روایت

س...... اکثر اخبارات، رسائل، کتب، تقاریر وغیرہ میں علم کے عنوان پر جب بھی بات چلتی ہے تو یہ کہا جاتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر تمہیں تحصیلِ علم کے لئے چین بھی جانا پڑے تو جاؤ" آپ ذرا بتائیے کہ آیا یہ حدیث کتبِ احادیث میں سے کسی میں موجود ہے یا نہیں؟

ج...... یہ حدیث علامہ سیوطیؒ نے جامع صغیر ج:۴ ص:۴۴ میں ابنِ عبدالبرؒ کے حوالے سے نقل کی ہے۔ بعض حضرات نے اس کو من گھڑت (موضوع) کہا ہے۔ بہرحال یہ حدیث کسی درجے میں بھی لائقِ اعتبار ہو تو "علم" سے مراد دِینی علم ہے، اور "چین" کا لفظ انتہائی سفر کے لئے ہے، کیونکہ چین اس وقت عربوں کے لئے بعید ترین ملک تھا۔

فہرست

دِینی تعلیم کی راہ میں مشکلات نیز دِینی اور دُنیاوی تعلیم

س۱:...... میں نے بچپن سے آج تک دُنیاوی حاصل کی ہے، اب میں دِین کی تعلیم کی طرف آنا چاہتا ہوں، کیا مجھے کسی قسم کی مشکلات پیش آئیں گی؟

س۲:...... میرے والدین کی خواہش ہے کہ میں ڈاکٹر بنوں، انہوں نے میری تعلیم پر بڑا خرچہ کیا ہے، اگر میں ڈاکٹر نہیں بنتا ہوں تو انہیں بہت افسوس اور دُکھ ہوگا، کیا انہیں دُکھ میں مبتلا کرکے عالمِ دِین بننا جائز ہے؟

س۳:...... اگر میں ان کی خواہش کے مطابق ڈاکٹر بنوں اور اپنی جوانی کو ڈاکٹری کی تعلیم میں صَرف کروں تو اپنے دِین کو قائم رکھ سکوں گا؟ میڈیکل کالجوں اور اسپتالوں میں مخلوط تعلیم اور دُوسری بُرائیاں ہیں، کیا ان کا گناہ اور وبال بھی میرے سر ہوگا؟

س۴:...... روزِ قیامت ایک عالمِ دِین زیادہ مستحقِ اجر و ثواب ہوگا یا وہ شخص جس نے ہر قسم کی مشکلات اور نامساعد حالات میں اپنے دِین کو باقی رکھا؟

س۵:...... کیا اس نیت سے یونیورسٹی کے شعبۂ اسلامیات میں پڑھنا اور پی ایچ ڈی کی ڈگری لینا کہ بعد میں پروفیسر بنوں گا، اچھی تنخواہ اور مراعات حاصل کروں گا..... دِین بھی ہوگا اور دُنیا بھی، جائز ہے؟ کیا مدرسے کی تعلیم اور یونیورسٹی کی تعلیم میں کوئی فرق ہے؟

ج۱:...... آپ کو مشکلات کا پیش آنا تو لازم ہے۔

ج۲:...... اگر آپ ڈاکٹر بن کر دِین پر قائم رہ سکیں تو والدین کی خوشنودی کے لئے ڈاکٹر بن جائیں۔

ج۳:...... بُرائیوں کا گناہ تو یقیناً ہوگا، اور یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ دِین کو قائم رکھ سکیں گے یا نہیں؟ اگر اہلِ دِین کے ساتھ تعلق جڑا رہا تو توقع ہے کہ دِین قائم رہ سکے گا۔

ج۴:...... ظاہر ہے کہ عالمِ حقانی کا اجر بڑھا ہوا ہوگا۔

ج۵:...... یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کرلینا تو دُنیا ہی کے لئے ہوگا، آپ اسی دُنیا کو دِین بناسکتے ہیں تو آپ کی ہمت ہے، اور مدرسہ کی تعلیم دِین کے لئے ہے، اگر کوئی اس کو دُنیا بنالے تو یہ اس کی بے سمجھی ہے۔

اسلام نے انسانوں پر کون سا علم فرض کیا ہے؟

س……سوال یہ ہے کہ اسلام نے ہم پر کون سا علم فرض کیا ہے؟ کیا وہ علم جو آج کل تعلیمی اداروں میں حاصل کررہے ہیں یا کوئی اور؟

ج……آج کل تعلیم گاہوں میں جو علم پڑھایا جاتا ہے وہ علم نہیں، بلکہ ہنر، پیشہ اور فن ہے۔ وہ بذاتِ خود نہ اچھا ہے نہ بُرا۔ اس کا انحصار اس کے صحیح یا غلط مقصد اور استعمال پر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس علم کو فرض قرار دیا ہے، جس کے فضائل بیان فرمائے ہیں اور جس کے حصول کی ترغیب دی ہے اس سے دِین کا علم مراد ہے اور اسی کے حکم میں ہوگا وہ علم بھی جو دِین کے لئے وسیلے و ذریعے کی حیثیت رکھتا ہو۔

کیا مسلمان عوت جدید علوم حاصل کرسکتی ہے؟

س……میں الحمدللہ پردہ کرتی ہوں، لیکن میں کمپیوٹر سائنس کی تعلیم حاصل کررہی ہوں، آپ مجھے یہ بتائیے کہ اسلام میں جدید تعلیم حاصل کرنے پر کوئی پابندی تو نہیں، جبکہ یہ تعلیم ایسی ہے کہ آدمی گھر بیٹھے کماسکتا ہے اس کو مرد کے ماحول میں ملازمت کی ضرورت نہیں پیش آئے گی، جبکہ کمپیوٹر کے سامنے وقت گزرنے کا پتہ نہیں چلتا۔ یہ ایک ایسا کام ہے کہ ہم جو فالتو وقت ٹی وی وغیرہ کے آگے گزار کر گناہ حاصل کرتے ہیں اس کے یعنی (کمپیوٹر) کے سامنے بیٹھ کر ان لغویات سے بچ سکتے ہیں۔ میں نے ایک جگہ پڑھا تھا کہ وہ علم جو دُنیاوی عزّت حاصل کرنے کے لئے لیا جائے اس کے لئے عذاب ہے، لیکن میرے دِل میں یہ خیال ہے کہ ہم مسلمان عورتوں کو پردے میں رہتے ہوئے ایسے علوم ضرور سیکھنے چاہئیں کہ ہم کسی بھی طرح ترقی یافتہ قوموں سے پیچھے نہ رہیں۔ نیز اپنے پیروں پر ہم خود کھڑے ہوجائیں۔ نیز وہ لوگ جو پردہ دار عورتوں کو حقیر سمجھتے ہیں اور ان کے بارے میں یہ خیال رکھتے ہیں کہ یہ دقیانوسی عورتیں ہیں ان کو کیا پتا کہ کمپیوٹر وغیرہ کیا ہوتا ہے؟ یا یہ کہ ان کو ایسی تعلیم سے کیا واسطہ؟ اُمید ہے کہ آپ میرا نظریہ سمجھ گئے ہوں گے، میرا نظریہ یہ ہے کہ ایسی تعلیم کہ عورت، مرد کے ماحول میں نکل کر کام کرنے کے بجائے گھر میں بیٹھ کر کمالے، یہ زیادہ بہتر ہے کہ نہیں؟ جو وقت اور حالات

آپ دیکھ رہے ہیں، آپ کی نظر میں کیا عورت کو ایسی تعلیم حاصل کرنی چاہئے کہ وہ آپ اپنے پیروں پر خود کھڑی ہو جائے؟ یہ بتائیے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ جو ہمارے نبی کا فیصلہ ہوگا وہی ہمارا اِن شاء اللہ فیصلہ ہوگا۔ اگر آپ مجھے مطمئن کر دیں تو میں آپ کی بہت مشکور ہوں گی۔

ج…… آپ کے خیالات ماشاء اللہ بہت صحیح ہیں، کمپیوٹر کی تعلیم ہو یا کوئی دُوسری تعلیم، اگر خواتین ان علوم کو باپردہ حاصل کریں تو کوئی حرج نہیں۔ تعلیم کے دوران یا ملازمت کے دوران نامحرَموں سے اختلاط نہ ہو۔

کونسا علم حاصل کرنا ضروری ہے؟ اور کتنا حاصل کرنا ضروری ہے؟

س…… علم حاصل کرو اگرچہ چین میں ملے۔ علم حاصل کرو کا فقرہ، کیا علمِ دِین کے لئے کہا گیا ہے؟ کیا یہ دُنیا کے تمام علوم کے لئے کہا گیا ہے؟ کیا مرد اور عورتوں پر دُنیوی علوم حاصل کرنا فرض ہے؟

ج…… اوّل تو یہ حدیث ہی موضوع اور باطل ہے۔ علاوہ ازیں انبیائے کرام علیہم السلام کی دعوت کا موضوع دُنیا کا علم ہے ہی نہیں، وہ تو آخرت کی دعوت دیتے ہیں، اور انسانیت کو ان عقائد و اعمال اور اخلاق و معاملات کی تعلیم دیتے ہیں جن سے ان کی آخرت بگڑے نہیں، بلکہ سنور جائے۔ اس لئے جو علوم آج کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھائے جاتے ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ''علم حاصل کرو'' میں داخل نہیں، ان کا حاصل کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ اور ضروری ہے یا غیرضروری؟ یہ ایک الگ بحث ہے۔

دِینی علم بقدرِ ضرورت حاصل کرنا تو سب پر فرض ہے، اور دُنیاوی علوم کسبِ معاش کے لئے ہیں، اور کسبِ معاش عورتوں کے ذمہ نہیں، بلکہ مردوں کے ذمہ ہے، ان کی تعلیم اتنی کافی ہے کہ دِینی رسائل پڑھ سکیں اور لکھ پڑھ سکیں۔ باقی سب زائد ہے۔

کالجوں میں محبت کا کھیل اور اسلامی تعلیمات

س۱:…… کیا محبت کوئی حقیقت ہے؟ (میری مراد صرف وہ محبت ہے جس کا ہمارے کالجز اور

یونیورسٹیز میں بڑا چرچا ہے، اور بڑے بڑے عقل مند اسے سچ سمجھتے ہیں)۔

س۲:...... کیا اسلام بھی اسے حقیقت سمجھتا ہے؟ جبکہ ہمارے معاشرے میں ان لڑکیوں کو اچھا سمجھا جاتا ہے جو شادی سے پہلے کسی مرد کا خیال تک اپنے دِل میں نہیں لاتیں۔ میں بھی اس پر یقین رکھتی ہوں اور اس کے مطابق عمل کرتی ہوں لیکن جب سے میں نے کالج میں داخلہ لیا، وہ بھی بحالتِ مجبوری تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اب ایسا کرنا بہت مشکل ہے۔ اس سلسلے میں پچھلے سات آٹھ مہینوں سے میں بہت پریشان ہوں اور ہر دُوسرے روز روتی ہوں لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں؟ اس سلسلے میں اسلام کیا سیدھا راستہ بتاتا ہے؟ برائے مہربانی تسلی بخش جواب دیجئے گا، میں آپ کی بہت احسان مند ہوں گی۔

ج...... اسلام میں مرد و عورت کے رشتۂ محبت کی شکل نکاح تجویز کی گئی ہے، اس کے علاوہ اسلام ''دوستی'' کی اجازت نہیں دیتا۔ ہماری تعلیم گاہوں میں لڑکے لڑکیاں جس محبت کی نمائش کرتی ہیں، یہ اسلام کی تعلیم نہیں بلکہ مغرب کی نقالی ہے، اور یہ ''منقش سانپ'' جس کو ڈَس لیتا ہے وہ اس کے زہر کی تلخی تا دمِ آخر محسوس کرتا ہے۔ مغرب کو اسی محبت کے کھیل نے جنسی انارکی کے جہنم میں دھکیلا ہے، ہمارے نوجوانوں کو اس سے عبرت پکڑنی چاہئے۔

انگریزی سیکھنا جائز ہے اور انگریزی تہذیب سے بچنا ضروری ہے

س...... انگریزی زبان کو مذہب اسلام میں کیا حیثیت حاصل ہے؟ کیونکہ ہمارے والدین اس زبان سے سخت نالاں ہیں اور اس کے سیکھنے کے حق میں نہیں ہیں، لیکن آج کل کے دور میں انگریزی سیکھے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے، اس کے بغیر ہم ترقی نہیں کرسکتے، لہٰذا آپ براہِ مہربانی ہمیں بتائیں کہ مسلمانوں کے لئے انگریزی تعلیم حاصل کرنا کیسا ہے؟ کیونکہ یہ غیرمسلموں کی زبان ہے، کیا مذہب اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ ہم غیرمسلموں کی زبان سیکھیں؟

ج...... انگریزی تعلیم سے اگر دِین کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو حرام ہے، اگر دِین کی حفاظت کے ساتھ دُنیوی اور معاشی مقاصد کے لئے حاصل کی جائے تو مباح (جائز) ہے،

اور اگر دِینی مقاصد کے لئے ہو تو کارِثواب ہے۔ انگریزی زبان سیکھنے پر اعتراض نہیں، لیکن کیا موجودہ نظامِ تعلیم میں دِین محفوظ رہ سکتا ہے؟ انگریزی سیکھے، انگریزی تہذیب نہ سیکھے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

دِینی تعلیم کے لئے والدین کی اجازت ضروری نہیں

س...... آج کل گھروں میں صرف دُنیاوی تعلیم ہی کی باتیں ہوتی ہیں، دِین کی باتیں تو والدین بتاتے ہی نہیں، لہٰذا اگر کوئی شخص ایسے ماحول میں جانا چاہتا ہو جہاں اس کے علم میں اور ایمان میں اضافہ ہوتا ہو اور گھر والے اس کو نہ جانے دیتے ہوں تو کیا ان کی اطاعت جائز ہے؟

ج...... دِین کا ضروری علم ہر مسلمان پر فرض ہے، اور اگر گھر والے کسی شرعی فرض کے ادا کرنے سے مانع ہوں تو ان کی اطاعت جائز نہیں۔

دِینی تعلیم کا تقاضا

س...... میں بارہویں جماعت پاس کرکے اب دِینی تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت سے یہ دریافت کرنا تھا کہ میں نیت کیا رکھوں؟ اور دِین کی تعلیم حاصل کرنے کا اصل مقصود کیا ہے؟ اور طالب علم اور اُستاذ کا تعلق کیسا ہونا چاہئے؟ طالب علم ہونے کے ناتے اُستاذ کے احترام اور ادب کے بارے میں کچھ ضروری باتیں جو دِین کا علم حاصل کرنے میں ضروری ہوتی ہیں، اگر حضرت سمجھا دیں تو میرے لئے بڑی کرم نوازی ہوگی۔

ج...... دِینی تعلیم سے مقصود صرف ایک ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے اَحکام معلوم کرکے ان پر عمل کرنا اور رضائے الٰہی کے مطابق زندگی گزارنا۔ بس رضائے الٰہی کی نیت کی جائے، علم کے آداب کے لئے ایک رسالہ ''تعلیم المتعلّم'' اور دُوسرا رسالہ ''آداب المتعلّمین'' چھپا ہوا موجود ہے، اس کو خرید کر پڑھو اور اس کے مطابق عمل کرو۔

مخلوط تعلیم کتنی عمر تک جائز ہے؟

س...... دِینی کتابوں کا مطالعہ کرنے سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا جہاں

تک پتا چلتا ہے اور آج کل کے نظامِ تعلیم سے موازنہ کرتا ہوں تو ذہن میں کچھ سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ الف:......کیا مخلوط تعلیم کا جواز شریعت میں ہے؟ اگر ہے تو کتنی عمر تک کے بچے بچیاں اکٹھے بیٹھ کر تعلیم حاصل کرسکتے ہیں؟ اگر جواز شریعت میں نہیں تو پھر ذمہ دار افراد علیحدہ انتظام کیوں نہیں کرتے؟ جبکہ علمائے حق اس پر زور دیتے ہیں۔

ج......دس سال کی عمر ہونے پر بچوں کے بستر الگ کردینے کا حکم فرمایا گیا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوسکتا ہے کہ بچے بچیاں زیادہ سے زیادہ دس گیارہ سال کی عمر تک ایک ساتھ پڑھ سکتے ہیں، اس کے بعد مخلوط تعلیم نہیں ہونی چاہئے۔ دورِ جدید میں مخلوط تعلیم بے خدا تہذیب کی ایجاد کردہ بدعت ہے، جو ناگفتنی قباحتوں پر مشتمل ہے۔ معلوم نہیں ہمارے مقتدر حضرات اس نظامِ تعلیم میں کیوں تبدیلی نہیں فرماتے؟ جبکہ جداگانہ تعلیم کا مطالبہ صرف علمائے کرام ہی کا نہیں طلبہ اور طالبات کا بھی ہے۔

مخلوط نظامِ تعلیم کا گناہ کس پر ہوگا؟

س......میں آٹھویں جماعت کا طالب علم ہوں، دُوسرے اسکولوں کی طرح ہمارے اسکول میں بھی (کو-ایجوکیشن) مخلوط نظامِ تعلیم ہے، یہ وبا کراچی میں تو بہت زیادہ ہے۔ جناب! میں نے بزرگوں سے سنا ہے کہ دِین کے مسائل پوچھنے میں ہم مسلمانوں کو شرم نہیں کرنی چاہئے۔ غرض یہ ہے کہ اس ترقی یافتہ دور میں لڑکے اور لڑکیاں بہت جلد بالغ ہوجاتے ہیں، باقی رہی سہی کسر وی سی آر اور ٹیلی ویژن نے پوری کردی ہے۔

جنابِ والا! ہماری کلاس میں بالغ لڑکے اور لڑکیاں جب مل کر بیٹھتے ہیں تو دونوں کے جذبات برانگیختہ ہوتے ہیں، اس کے علاوہ لڑکیاں اپنے دوست لڑکوں کو اس وقت اپنے گھر آنے کی دعوت دیتی ہیں جبکہ ان کے گھر والے گھر میں نہیں ہوتے۔ اسی طرح ہمارے اسکول میں مرد اور عورت اکٹھے تعلیم دیتے ہیں، جب خوبصورت عورت اُستانی پڑھانے کے لئے خوب ''میک اَپ'' کے ساتھ سامنے آتی ہے تو اس وقت بھی لڑکوں کو بہت بُرے بُرے خیالات آتے ہیں۔ اسی طرح جب مرد اُستاد لڑکیوں کے سامنے آتے ہوں گے تو ان کے

دِلوں کا کیا حال ہوگا؟ جناب! چند سالوں میں بہت عجیب وغریب واقعات پیش آئے جن کو زبان پر اور قلم کی زد میں لاتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ مثلاً: ہمارے اسکول میں لڑکے لڑکیوں کے درمیان بداخلاقی کے کچھ ایسے سنگین واقعات پیش آئے کہ ان کو اسکول سے خارج کرنا پڑا، اور کتنے واقعات ایسے ہیں جو ہوتے ہیں لیکن ہر ایک دُوسرے کے عیوب پر پردہ ڈالتے ہوئے اسے منظرِ عام پر نہیں لاتا۔

۱:...... کیا پاکستان جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا اس میں مخلوط نظامِ تعلیم شرعاً جائز ہے؟

۲:...... کیا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے غیرمحرَم مردوں اور عورتوں کو آپس میں مل جل کر تعلیم دینے، تعلیم حاصل کرنے یا بینکوں میں ملازم یا کسی اور ادارے میں کام کرنے کی اجازت دی ہے جبکہ ایسے میں تمام عورتیں بے پردہ ہوں؟

۳:...... کیا پاکستان میں پردے کا کوئی قانون نافذ نہیں؟

۴:...... کیا مخلوط نظامِ تعلیم سے اسلام کا مذاق نہیں اُڑایا جارہا ہے؟

۵:...... کیا مخلوط نظامِ تعلیم اور مخلوط ملازمتوں کا گناہ اربابِ حکومت پر ہے؟ لڑکوں پر ہے یا لڑکیوں پر ہے؟ مردوں پر ہے یا عورتوں پر ہے؟ ان میں سے کون سب سے زیادہ عذابِ الٰہی کا مستحق ہے؟

ج...... آپ کا خط کسی تبصرے کا محتاج نہیں، یہ حکومت کی، والدین کی اور معاشرے کے حساس افراد کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے، اور ان لوگوں کے لئے تازیانۂ عبرت ہے جو کہ مخلوط (کو-ایجوکیشن) اسکولوں اور اداروں میں اپنے بچوں اور بچیوں کو تعلیم دِلوانا فخر سمجھتے ہیں اور ان کے بہترین مستقبل کی ضمانت سمجھتے ہیں، ان والدین کو سوچنا چاہئے کہ کہیں یہ مخلوط نظامِ تعلیم ان کے بچوں کی عزّتوں کا جنازہ نہ نکال دے اور کہیں ان کے بہترین مستقبل کے سہانے خواب ڈھیر نہ ہوجائیں۔

مرد، عورت کے اکٹھا حج کرنے سے مخلوط تعلیم کا جواز نہیں ملتا

س...... گزارش یہ ہے کہ روزنامہ ''جنگ'' کراچی میں ایک خاتون کا انٹرویو شائع ہوا ہے،

اس کے انٹرویو میں ایک سوال و جواب یہ ہے:

''سوال:...... پاکستان ایک اسلامی مملکت ہے، مگر یہاں پر اسلامی نقطۂ نظر سے خواتین کے لئے تعلیمی ماحول کچھ زیادہ خوشگوار نہیں ہے، جیسے خواتین یونیورسٹی کا قیام عمل میں نہ لانا وغیرہ، اس سلسلے میں آپ کچھ اظہارِ خیال فرمائیے۔

جواب:...... پاکستان میں ہر لحاظ سے تعلیمی ماحول خوشگوار ہے، میں دراصل اس کی حمایت میں نہیں ہوں، کیونکہ جب ہم نے خود مردوں کے شانہ بشانہ چلنا ہے تو پھر یہ علیحدگی کیوں؟ اسلام کا ایک اہم فریضہ ہے ''حج'' جب اس میں خواتین علیحدہ نہیں ہوتیں تو تعلیم حاصل کرنے میں کیوں علیحدہ ہوں اور ہماری قوم بڑی مہذب و شائستہ ہے، میں نہیں سمجھتی کہ خواتین کو مخلوط تعلیم حاصل کرنے میں کوئی دُشواری پیش آتی ہے، جب میں نے انجینئرنگ کی تو میں واحد لڑکی تھی اور ایک ہزار لڑکے تھے مگر مجھے کوئی دُشواری پیش نہیں آئی۔ زمانۂ طالب علمی میں طلبہ و طالبات ایک دُوسرے کے بہت معاون و مددگار ہوتے ہیں۔''

حضرت! اب سوال یہ ہے کہ کیا مخلوط تعلیم حج کی طرح جائز ہے؟ اس خاتون کا مخلوط تعلیم کو حج جیسے اہم اور دِینی فریضے پر قیاس کر کے مخلوط تعلیم کو صحیح قرار دینا کیسا ہے؟ اور کیا واقعی خواتین کو مخلوط تعلیم حاصل کرنے میں کوئی دُشواری پیش نہیں آتی؟ اُمید واثق ہے کہ آپ تشفی فرمائیں گے۔

ج...... حج کے مقامات تو مرد و عورت کے لئے ایک ہی ہیں، اس لئے مرد و عورت دونوں کو اکٹھے مناسک ادا کرنے ہوتے ہیں، لیکن حکم وہاں بھی یہی ہے کہ عورتیں حتی الوسع حجاب کا اہتمام رکھیں، مردوں کے ساتھ اختلاط نہ کریں، اور مرد نامحرَم عورتوں کو نظر اُٹھا کر نہ دیکھیں۔ پھر وہاں کے مقامات بھی مقدس، ماحول بھی مقدس اور جذبات بھی مقدس و معصوم ہوتے

ہیں اور اللہ تعالیٰ کا خوف بھی غالب ہوتا ہے، اس کے برعکس تعلیم گاہوں کا جیسا ماحول ہے سب کو معلوم ہے، پھر وہاں لڑکے لڑکیاں بن ٹھن کر جاتی ہیں، جذبات بھی ہیجانی ہوتے ہیں، اس لئے تعلیم گاہوں کو خانہ کعبہ اور دیگر مقاماتِ مقدسہ پر قیاس کرنا کھلی حماقت ہے۔

اوراد و وظائف

قرض سے خلاصی کا وظیفہ

س...... میں تین لاکھ کا قرض دار ہوگیا ہوں، آنجناب کچھ پڑھنے کے لئے بتادیں۔

ج...... سورۃ الشوریٰ (۲۵واں پارہ) کے دُوسرے رُکوع کی آخری آیت: "اَللّٰہُ لَطِیْفٌ بِعِبَادِہٖ ...." آخر تک اَسّی مرتبہ فجر کے بعد پڑھا کریں، اگر داڑھی منڈاتے یا کتراتے ہیں تو اس سے توبہ کریں، والسلام۔

نوکری کے لئے وظیفہ

س...... مولانا صاحب! میں انٹر پاس نوجوان ہوں، نوکری نہیں ملتی، کوئی وظیفہ تحریر فرمادیجئے۔

ج...... ہر نماز باجماعت تکبیر کی پابندی کے ساتھ ادا کیجئے اور نماز کے بعد تین بار سورۂ فاتحہ اور تین بار آیت الکرسی پڑھ کر دُعا کیا کیجئے، والسلام۔

بچے کی بیماری اور اس کا وظیفہ

س...... گزارش ہے کہ میرے پوتے کا نام محمد عمر خان ہے، اکثر بیمار رہتا ہے، والدین کا خیال ہے کہ شاید نام موافق نہیں آیا، اگر ایسا ہے تو کیا نام تبدیل کردیں؟

ج...... نام ٹھیک ہے، بدلنے کی ضرورت نہیں، سورۂ فاتحہ سات مرتبہ، آیۃ الکرسی اور چاروں قل تین تین مرتبہ پڑھ کر دَم کردیا کریں۔

رشتے کے لئے وظیفہ

س...... میں ایک بیوہ عورت ہوں، میری ایک بیٹی ہے جس کا رشتہ کافی سالوں کی کوششوں کے باوجود نہیں ہو رہا ہے، میری خواہش ہے کہ اس کا رشتہ کسی صالح اور دِین دار گھرانے میں ہوجائے، آنجناب اس کے لئے کوئی وظیفہ ارشاد فرمائیں۔ میرا بیٹا دُبئی میں ملازمت کرتا ہے، پہلے پہل تو کام صحیح ہوتا رہا، لیکن کچھ عرصے سے حالات صحیح نہیں ہیں، ہمارے گھر میں تعویذ بھی کوئی پھینکتا ہے، اس کے بعد پریشانی آتی ہے۔

ج...... دِل سے دُعا کرتا ہوں، نمازِ عشاء کے بعد اوّل و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ دُرود شریف اور درمیان میں گیارہ سو مرتبہ ''یا لطیف'' پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں، اللہ ربّ العزّت آپ کی مشکل کو آسان فرمائے۔

شہد کی مکھی کے کاٹے کا دَم

س...... ہمارے گھر کسی کو شہد کی مکھی کاٹ لیتی تھی تو ہماری والدہ سورۃ الناس پڑھ کر دَم کرتی تھیں، مگر سورۃ الناس پڑھتے ہوئے ''ناس'' کا ''س'' ہٹا کر صرف حرف ''نا'' پڑھتی تھیں، کچھ دن پہلے میں نے بھی اسی طرح سورۃ پڑھی تو مجھے خیال آیا کہ کہیں یہ قرآن شریف کی تحریف تو نہیں ہے؟ آنجناب رہنمائی فرمائیں۔

ج...... اگر ''نا'' کا لفظ آیت کے ساتھ ملایا نہیں جاتا، بلکہ آیت پوری پڑھ کر پھر یہ لفظ بولا جاتا ہے تو کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا۔

سانس کی تکلیف کا وظیفہ

س...... میرے بھائی کو ڈاکٹر حضرات بڑا ابخار بتاتے ہیں کہ بگڑ گیا ہے، سانس کی تکلیف کی وجہ سے ایک ڈاکٹر نے ناک کا آپریشن بھی کیا ہے، اکثر بیٹھے بیٹھے دِماغ سن ہوجاتا ہے، کوئی آسان عمل لکھ دیں۔

ج...... السلام علیکم! یہ ناکارہ عملیات کے فن سے تو واقف نہیں، البتہ دُعا کرتا ہوں۔ سورۂ فاتحہ کو حدیث میں شفا فرمایا گیا ہے، اکتالیس بار پڑھ کر پانی پر دَم کر کے پلایا کریں، کیا بعید

ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام کی برکت سے شفا عطا فرمادیں۔

جادو کا توڑ

س...... میں گزشتہ نو دس سال سے تجارت کے پیشے سے وابستہ ہوں، لیکن انتہائی سعی اور جدوجہد کے باوجود حالات بتدریج خراب ہوتے جارہے ہیں، حتیٰ کہ یہ نوبت آگئی ہے کہ گھر کا خرچہ اور بچوں کی فیسوں تک کے لالے پڑ گئے ہیں۔ شک گزرتا ہے کہ کسی بداندیش نے مجھ پر جادو نہ کردیا ہو۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مجھ پر حسب البحر نامی جادو کیا گیا ہے، آپ اس سلسلے میں رہنمائی فرمائیں۔

ج...... آپ کی پریشانی سے بہت دِل دُکھا، دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی پریشانیوں کو دُور فرمائے۔ کسی اچھے عامل کو دِکھالو تو بہتر ہے۔ میں تو ان عملیات کو جانتا نہیں۔ ایک عمل بتاتا ہوں، وہ کریں، اِن شاء اللہ، اللہ تعالیٰ مدد فرمائیں گے۔ مغرب یا عشاء کے بعد گھر کے تمام افراد بیٹھ کر تین سو تیرہ مرتبہ آخری دونوں سورتیں (معوّذتین) پڑھ کر دُعا کیا کریں، اور گھر میں ٹی وی وغیرہ نہ چلائیں۔ دُعا کرتا ہوں کہ آپ کی تمام مشکلات کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے آسان فرمائے۔

پریشانیوں سے حفاظت کا وظیفہ

س...... ہماری ساری زندگی عذابوں میں گزری، باپ نشئی اور غلط عورتوں کے چکر میں رہنے والا تھا، ماں اس غم میں چل بسی۔ ایک اُمید تھی کہ شادی ہوئی تو حالات بدل جائیں گے، مگر شوہر بھی نشئی نکلا، ہم چار بہنیں ہیں، مگر ایک بھی سکھی نہیں، ایک کو طلاق ہوچکی ہے، ایک کی اتنی عمر ہونے کے باوجود شادی نہیں ہوئی، میرے شوہر روزانہ شراب کے نشے میں مارکٹائی کا بازار گرم رکھتے ہیں، طلاق تک نوبت پہنچتی ہے، چوتھی کا بھی یہی حال ہے، کوئی وظیفہ بتائیں اور دُعا بھی فرمائیں۔

ج...... آپ نے جو حالات لکھے ہیں، اس پر صدمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی تمام پریشانیوں کو دُور فرمائے۔ یہ دُنیا راحت کی جگہ نہیں، بلکہ راحت کی زندگی تو آخرت کی زندگی ہے، اللہ نصیب فرمائے۔ اس لئے جیسے بھی حالات ہوں، صبر و شکر کے ساتھ وقت گزارنا چاہئے،

پانچ وقت کی نماز کی پابندی کریں اور ہر نماز کے بعد سورۂ فاتحہ سات مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں۔ یہ سب سے بڑا وظیفہ ہے۔ اپنے بچوں کو دِینی تعلیم دِلائیں، ٹی وی وغیرہ ہے تو اس کو گھر سے نکال دیں، اور اپنے شوہر کو میرے پاس بھیجیں، میں ان کو مفید مشورہ دُوں گا۔

بے خوابی کا وظیفہ

س…… میں بے خوابی کی تکلیف سے پریشان رہتی ہوں، ایک صاحب نے مجھ کو دُرودِ تاج اور سورۂ توبہ کی آخری دو آیات پڑھ کر پانی پر دَم کرکے پینے کو کہا ہے، مجھے پہلے سے آرام ہے، مگر کچھ لوگوں نے مجھے کہا کہ دُرودِ تاج نہیں پڑھنا چاہئے، کیا یہ بات صحیح ہے؟

ج…… سورۂ یٰسین پڑھ کر دَم کرکے پانی پی لیا کریں، اللہ تعالیٰ آپ کو شفا عطا فرمائے۔

چلتے پھرتے یا مجلس میں ذکر کرتے رہنا جبکہ ذہن متوجہ نہ ہو، کیسا ہے؟

س…… میری عادت ہے کہ میں اکثر یہ کوشش کرتا ہوں کہ ''لا الٰہ الاَّ اللہ'' کا وِرد کرتا رہوں، چنانچہ یوں ہوتا ہے کہ میں کسی مجلس میں بیٹھا ہوتا ہوں اور دِل میں وِرد کرتا رہتا ہوں، اسی طرح کالج آتے جاتے یا کلاس رُوم میں بیٹھے وِرد کرتا رہتا ہوں اور درمیان میں لوگوں سے بات چیت بھی کرلیتا ہوں، یعنی یہ ذکر خشوع وخضوع کے بغیر ہوتا ہے اور دھیان اکثر کسی اور طرف ہوتا ہے، کیا جان بوجھ کر اس طرح ذکر کرنا صحیح ہے یا ذکر کی بے ادبی ہے؟ نیز ایک عالم فرماتے ہیں کہ صرف ''لا الٰہ الاَّ اللہ'' کا وِرد صحیح نہیں بلکہ نو دس دفعہ کے بعد ''لا الٰہ الاَّ اللہ'' کے ساتھ کم از کم ایک بار ''محمد رسول اللہ'' (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی کہنا ضروری ہے، نیز صرف یہ ذکر نہ کریں بلکہ بدل بدل کر سبحان اللہ، الحمدللہ، اللہ اکبر وغیرہ سب کا وِرد کریں۔ جبکہ میرے خیال میں تو یہ پابندی لازمی نہیں جبکہ احادیث میں کثرتِ کلمہ طیبہ کی ترغیب آئی ہے اور کہیں بھی یہ نہیں کہا گیا کہ صرف یہی ذکر کرنا منع ہے، اس بارے میں بھی آپ رہنمائی فرماویں۔

ج…… کلمہ شریف کا لساناً یا قلباً ذکر کرتے رہنا مطلوب بھی ہے اور محمود بھی، اور درمیان میں ضروری بات چیت کا ہوجانا خلافِ ادب نہیں، خشوع اور خضوع اگر نصیب ہوجائے تو

سبحان اللہ، ورنہ نفسِ ذکر بھی خالی از فائدہ نہیں کہ اس کی برکت سے اِن شاء اللہ خشوع بھی نصیب ہوگا، وقفے وقفے سے درمیان میں ''محمد رسول اللہ'' صلی اللہ علیہ وسلم بھی ضرور کہہ لینا چاہئے، اور دیگر اذکار بھی اگر وقتاً فوقتاً ہو تو بہت اچھا ہے، ورنہ جس ذکر کے ساتھ قلب کو مناسبت ہوجائے وہی اَنفع ہے، اِن شاء اللہ اسی سے بیڑا پار ہوجائے گا۔

درجات کی بلندی کے لئے وظائف پڑھنا

س...... سوال یہ ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک حدیث ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن بعد نمازِ عصر اسی ہیئت پر بیٹھ کر ۸۰ دفعہ دُرود شریف پڑھے گا اس کے اَسّی سال کے گناہ معاف ہوں گے اور اَسّی درجے جنت میں بڑھیں گے۔ سوال یہ ہے کہ جن کی عمر ابھی ۸۰ سال نہیں ہوئی تو ان کے ۸۰ سال کے گناہ کیسے معاف ہوں گے؟

ج...... اگر اَسّی سال کی عمر ہوئی تو گناہ معاف ہوجائیں گے، ورنہ اتنے درجات بلند ہوجائیں گے۔

س...... اِستغفار، دُرود شریف، دُعائیں، تیسرا کلمہ سب سے زیادہ ثواب کس چیز کے پڑھنے کا ہے؟

ج...... کلمہ شریف سب سے افضل ہے (تیسرا کلمہ بھی اس میں داخل ہے)، دُوسرے مرتبے پر دُرود شریف ہے، اور تیسرے مرتبے پر اِستغفار ہے، مگر ہم جیسے لوگ جو گناہوں میں ملوّث ہیں ان کے لئے اِستغفار افضل ہے، تاکہ ظاہری و باطنی گناہوں سے پاک ہوکر دُرود شریف اور کلمہ شریف پڑھ سکیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہم دُعائیں کیوں مانگتے ہیں؟

س...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُمت کی دُعاؤں کے محتاج نہیں، اگر یہ صحیح ہے تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دُعا کیوں مانگتے ہیں؟

ج...... دو وجہ سے، ایک یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محتاج نہیں، مگر ہم محتاج ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مانگنے کا حکم دینا ہمارے احتیاج کی وجہ سے ہے، تاکہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے رحمتِ خداوندی ہماری طرف متوجہ ہو اور ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق و محبت میں اضافہ نصیب ہو۔ خلاصہ یہ کہ ہمارے حق محبت کا تقاضا ہے۔ دُوسری وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرب و رضائے خداوندی کے درجاتِ عالیہ پر فائز ہیں، مگر ہر لمحہ ان درجات میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور اُمت کے مخلصین کی جتنی بھی دُعائیں اور دُرود و سلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچیں گے اسی قدر ان درجات میں اضافہ ہوگا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات قرب و رضا میں ترقی کے انوار بھی اُمت کی طرف منعکس ہوں گے۔

ماثورہ دُعائیں پڑھنے کا اثر کیوں نہیں ہوتا؟

س...... مختلف احادیث میں بعض دُعاؤں کے پڑھنے پر جان و مال وغیرہ کی حفاظت کا وعدہ فرمایا گیا ہے، یا طلب پوری ہونے کی خوشخبری وغیرہ ہے۔ اس بارے میں ایک آدمی کی سوچ یہ ہے کہ مسلمان ہونے کے ناتے ہمارا یہ ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی بات غلط نہیں ہوسکتی، دُوسری طرف بعض اوقات ہم دیکھتے ہیں کہ ہم حدیث میں منقول کوئی دُعا وغیرہ پڑھتے ہیں لیکن حدیث میں منقول مقصد حاصل نہیں ہوتا، اس کی وجہ دراصل یقین کی کمی اور اعمال کی کمی ہوتی ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

ج...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ برحق ہے، لیکن بعض اوقات ہمارے ان دُعاؤں کے پڑھنے میں جیسا استحضار ہونا چاہئے وہ نہیں ہوتا اور کبھی ہمارے اعمالِ بد اس مقصد سے مانع ہوجاتے ہیں، اس کی مثال ایسی ہے کہ اطباء ایک دوا کی خاصیت بیان کرتے ہیں جس کا بارہا تجربہ ہوچکا ہے لیکن کبھی دوا کا وہ مطلوب اثر ظاہر نہیں ہوتا، تو اس کا سبب یہ نہیں کہ یہ دوا اثر نہیں رکھتی بلکہ اس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ کوئی عارض اس اثر سے مانع ہوجاتا ہے۔

ہماری دُعا قبول کیوں نہیں ہوتی؟

س...... آپ سے ایک بات پوچھنا ہے، وہ یہ کہ ہماری دُعائیں کیوں پوری نہیں ہوتیں؟ بعض لوگ نہ نماز قرآن پڑھتے ہیں، نہ حقوق العباد کا خیال رکھتے ہیں، مگر پھر بھی انہیں کوئی

پریشانی، کوئی غم نہیں، کوئی بیماری نہیں، خوشحال ہیں اور ہر طرح سے خوش اور دُنیاداری میں مگن ہیں، جبکہ بعض لوگ نماز، قرآن کے پابند بھی ہیں، مختلف پریشانیوں میں گھرے ہوئے ہیں، بیماری جان نہیں چھوڑتی، ایسے میں بہت افسوس ہوتا ہے، آخر اس طرح سے کیوں ہے؟ خدا تعالیٰ ان کی کیوں نہیں سنتا؟ اس پر خودکشی کے خیال آنے لگتے ہیں۔

ج…… یہاں چند باتیں اچھی طرح سمجھ لینی چاہئیں۔

اوّل یہ کہ کسی شخص کی دُعا کا بظاہر قبول ہونا، اس کے مقبول عنداللہ ہونے کی دلیل نہیں، اور کسی شخص کی دُعا کا بظاہر قبول نہ ہونا اس کے مردود ہونے کی علامت نہیں، بلکہ بعض اوقات معاملہ برعکس ہوتا ہے کہ ایک شخص عنداللہ مقبول ہے مگر اس کی دُعائیں بظاہر قبول نہیں ہوتیں، اور دُوسرا شخص اللہ تعالیٰ کی نظر میں ناپسندیدہ ہے مگر اس کی دُعا فوراً قبول ہوجاتی ہے۔ شیخ تاج الدین ابن عطاء اللہ اسکندری رحمہ اللہ کی کتاب میں ایک حدیث پڑھی تھی، جس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ ایک شخص دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھاتا ہے، اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ اس کا کام فوراً کردو، کیونکہ اس کا ہاتھ پھیلانا مجھے پسند نہیں، اور ایک شخص دُعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ اس کا کام کرنے میں توقف کرو، کیونکہ اس کا ہاتھ پھیلانا اور میرے سامنے اس کا گڑگڑانا مجھے بہت اچھا لگتا ہے۔

دوم یہ کہ کسی شخص کو دُعا کی توفیق ہوجانا بہت بڑی نعمت ہے، جو شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ پھیلائے اس کو یہ بدگمانی ہرگز نہیں ہونی چاہئے کہ اس کی دُعا قبول ہوگی یا نہیں؟ بلکہ یقین رکھنا چاہئے کہ حق تعالیٰ شانہ اپنی رحمت سے دُعا ضرور قبول فرمائیں گے۔ ابوداؤد، ترمذی، ابنِ ماجہ اور مستدرک حاکم میں حدیث ہے کہ حق تعالیٰ بہت ہی کریم اور صاحبِ حیا ہیں، جب بندے اس کی پاک بارگاہ میں ہاتھ پھیلاتے ہیں تو اس کو شرم آتی ہے کہ وہ ان کو خالی ہاتھ واپس کردیں۔

سوم یہ کہ ہماری کوتاہ نظری اور غلط فہمی ہے کہ ہم جو چیز اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں، اگر وہی چیز مل جائے تو ہم سمجھتے ہیں دُعا قبول ہوگئی، اور اگر وہی مانگی ہوئی چیز نہ ملے تو سمجھتے ہیں کہ دُعا قبول نہیں ہوئی، حالانکہ قبولیتِ دُعا کی صرف یہی ایک شکل نہیں۔ مسندِ احمد کی

فہرست

حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جب بھی بندۂ مسلم دُعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس دُعا کی برکت سے تین چیزوں میں سے ایک چیز ضرور عطا فرماتے ہیں، یا تو جو کچھ اس نے مانگا وہی عطا فرمادیتے ہیں، یا اس کی دُعا کو ذخیرۂ آخرت بنادیتے ہیں، یا اس دُعا کی برکت سے اس شخص سے کسی آفت کو ٹال دیتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

الغرض! دُعا تو ضرور قبول ہوتی ہے، لیکن قبولیت کی شکلیں مختلف ہیں، اس لئے بندے کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مانگتا رہے اور پورا اطمینان رکھے کہ حق تعالیٰ شانہ اس کے حق میں بہتر معاملہ فرمائیں گے، دُعاؤں کے قبول نہ ہونے کی وجہ سے تنگ دِل ہوجانا، اور اللہ تعالیٰ سے ناراض ہوکر خودکشی کے خیالات میں مبتلا ہونا آدمی کی کم ظرفی ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ بندے کی دُعا ضرور قبول ہوتی ہے، بشرطیکہ جلد بازی سے کام نہ لے، عرض کیا گیا کہ جلد بازی کا کیا مطلب؟ ارشاد فرمایا کہ: جلد بازی یہ ہے کہ آدمی یوں سوچنے لگے کہ میں نے بہتیری دُعائیں کیں مگر قبول ہی نہیں ہوئیں اور تھک کر دُعا کرنا چھوڑ دے۔

جب ہر چیز کا وقت مقرّر ہے، تو پھر دُعائیں کیوں مانگتے ہیں؟

س…… میں نے سنا ہے اور یقین بھی ہے اس بات پر کہ ہر چیز کا ایک وقت مقرّر ہے، مثلاً: شادی، موت، پیدائش وغیرہ۔ تو پھر ہم لوگ دُعائیں کیوں مانگتے ہیں؟ مثلاً: بعض لڑکیاں شادی کے لئے وظیفے پڑھتی ہیں تو کیا فائدہ؟ اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے شادی کا جو وقت مقرّر کیا ہے، شادی تو اسی وقت پر ہوگی۔ کیا ہمارے وظیفے پڑھنے اور دُعائیں مانگنے سے پہلے ہوجائے گی؟ ہمارے دُعائیں مانگنے سے کیا خدا تعالیٰ تقدیر کا لکھا بدل دے گا؟

ج…… اللہ تعالیٰ نے دُنیا کو دارالاسباب بنایا ہے، اور دُعا بھی اسباب میں سے ایک سبب ہے، اور اسباب تقدیر کے مخالف نہیں بلکہ تقدیر کے ماتحت ہیں۔ دیکھئے! ہم بیمار پڑتے ہیں تو علاج معالجہ کرتے ہیں، یہ علاج معالجہ بھی تقدیر کے ماتحت ہے، اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا تو علاج معالجے سے شفا ہوجائے گی، اور اگر منظور نہیں ہوگا تو نہیں ہوگی۔ یہی حال دُعاؤں کا سمجھنا چاہئے کہ یہ بھی تقدیر کے ماتحت ہیں، اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا تو مانگی ہوئی چیز مل

جائے گی، نہیں منظور ہوگا تو نہیں ملے گی، اور یہ بھی یاد رہنا چاہئے کہ دُعا اپنی احتیاج اور بندگی کے اظہار کے لئے ہے، اس لئے بندے کو اپنا کام (اظہارِ عجز و بندگی) کرتے رہنا چاہئے، اللہ تعالیٰ کا کام اس پر چھوڑ دینا چاہئے:

حافظ وظیفہ تو دُعا گفتن است و بس
در بندِ آں مباش کہ نہ شنید یا شنید

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا وظیفہ

س...... میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنا چاہتی ہوں، مہربانی کرکے کوئی ایسا پڑھنے کا عمل بتائیے کہ ہمیں خواب میں یا بیداری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو، مجھے بڑا شوق ہے، کوئی ایسا پڑھنے کا عمل بتائیے کہ ہم آسانی سے کرسکیں اور میری طرح دُوسرے لوگ جو اس کے خواہش مند ہیں وہ کرسکیں۔

ج...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوجانا بڑی سعادت ہے، یہ ناکارہ تو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے ذوق کا عاشق ہے، ان کی خدمت میں کسی نے عرض کیا کہ: حضرت! دُعا کیجئے کہ خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوجائے۔

ارشاد فرمایا: ''بھائی! تمہارا بڑا حوصلہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت چاہتے ہو، ہم تو اپنے آپ کو اس لائق بھی نہیں سمجھتے کہ خواب میں روضۂ اطہر ہی کی زیارت ہوجائے۔''

بہرحال اکابر فرماتے ہیں کہ دو چیزیں زیارت میں معین و مددگار ہیں، ایک ہر چیز میں اِتباعِ سنت کا اہتمام، دوم کثرت سے دُرود شریف کو وِردِ زبان بنانا۔

تحفۂ دُعا (دُعائے انسؓ)

س...... آج کل جیسا کہ آپ جانتے ہیں ملکی حالات خراب ہیں، جلاؤ گھیراؤ کی فضا ہے، کسی کی جان و مال اور عزّت محفوظ نہیں، اس کے لئے دُعا بتلادیں۔ ہم نے سنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی کوئی دُعا حضرت انس رضی اللہ عنہ کو سکھلائی تھی، اگر اس کی

نشاندہی ہوجائے تو عنایت ہوگی۔

ج...... آپ کی خواہش پر وہ دُعا تحریر کی جاتی ہے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خادمِ خاص حضرت انس رضی اللہ عنہ کو سکھلائی تھی۔ اس کی برکت سے وہ ہر قسم کے مظالم اور فتنوں سے محفوظ رہے۔ اس دُعا کو علامہ سیوطیؒ نے جمع الجوامع میں نقل فرمایا ہے اور شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اس کی شرح فارسی زبان میں تحریر فرمائی ہے، اور اس کا نام "**استیناس انوار القبس فی شرح دعاء انس**" تجویز فرمایا ہے، ذیل میں ہم دُعائے انسؓ اور اس کی فارسی شرح کا اُردو ترجمہ پیش کرتے ہیں، آنجناب، حضرات علماء وطلباء و مبلغینِ اسلام اور تمام اہلِ اسلام صبح وشام اس دُعا کو پڑھا کریں، اِن شاء اللہ انہیں کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی، وہ دُعا یہ ہے:

"**بِسْمِ اللهِ عَلٰی نَفْسِیْ وَدِیْنِیْ، بِسْمِ اللهِ عَلٰی اَهْلِیْ وَمَالِیْ وَوَلَدِیْ، بِسْمِ اللهِ عَلٰی مَا اَعْطَانِیَ اللهُ، اَللّٰهُ رَبِّیْ لَا اُشْرِکُ بِهٖ شَیْئًا. اَللّٰهُ اَکْبَرُ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَعْظَمُ مِمَّا اَخَافُ وَاَحْذَرُ عَزَّ جَارُکَ وَجَلَّ ثَنَاؤُکَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُکَ. اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطَانٍ مَّرِیْدٍ، وَّمِنْ شَرِّ کُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ، فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ، اِنَّ وَلِیِّ اللهُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتٰبَ وَهُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ.**"

"ایں دُعا انس بن مالک است رضی اللہ عنہ کہ خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بود وہ سال خدمت آنحضرت کرد، وآنحضرت اورا بالتماس مادرش بدعاء خیر در دُنیا وآخرت مشرف ومخصوص ساختہ وحق سبحانہ وتعالیٰ بدعاء آنحضرت در عمر ومال واولا دوے برکت عظیم دادہ، و عمرش از صد سال متجاوز شدہ اولاد صلبی اش بصد تن رسیدہ ہفتاد و سہ تن

از ذکور و باقی اناث و باغ و بستان وے در یک سال دو بار میوہ مے داد، ایں برکات دُنیا است، برکات آخرت را خود چہ تواں گفت۔

شیخ جلال الدین سیوطی کہ از اعاظم علماء حدیث است در کتاب جمع الجوامع مے آرد کہ ابوالشیخ در کتاب ثواب و ابن عساکر در تاریخ آوردند کہ روزے انس رضی اللہ عنہ نزد حجاج بن یوسف ثقفی نشستہ بود۔ حجاج حکم کرد تا چہار صد اسپ از اجناس مختلفہ در نظر وے آوردند پس بانس گفت۔ ہرگز دیدی کہ صاحب ترا یعنی محمد رسول اللہ را مثل ایں، اسپاں و دیگر اسبابِ دولت و مکنت بود؟ فرمود بخدا سوگند تحقیق دیدم من نزد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چیز ہا بہتر ازیں و شنیدم از رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرمودہ است۔ اسپ کہ مردم نگاہ دارند سہ قسم است، یکے: اسپ نگاہدارد تا در راہ خدا جہاد کند، و با دشمنانِ دِین داد غزا دہد۔ بول و سرگین و گوشت و پوست و خون آں روز قیامت ہمہ در میزان اعمال وے باشد۔ و دیگرے اسپ نگہدارد تا در حاجات خود سوار شود و رفع پیادگی کند۔ و دیگرے اسپاں نگہدارد برائے نام و آوازہ، تا مردم بینند بگویند کہ فلاں چنیں و چنداں اسپ دارد۔ جائے او در آتش دوزخ بود۔ و اسپان تو اے حجاج! ازیں قبیل است۔ حجاج بشنیدن ایں حدیث بہم برآشفت و نائرہ غضب وے تیز شد۔ و گفت اگر ملاحظہ خدمت تو اے انس کہ پیغمبر را کردہ صلی اللہ علیہ وسلم و کتاب امیر المؤمنین یعنی عبدالملک بن مروان کہ در سفارش و رعایت احوال تو بمن نوشتہ نمی بود۔ مے کردم بتو امروز آنچہ مے کردم۔ انس گفت لا واللہ ہرگز نتوانی کرد و بچشم بد بجانب من؟ دید۔ بدرستی شنیدم من از پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کلماتے کہ ہمیشہ در پناہ آں کلماتم۔ و نترسم بآں

کلمات از سطوت ہیچ سلطانے وشر ہیچ شیطان۔ حجاج از ہیبت ایں کلام از خود رفت۔ واز ساعتے برآورد وگفت بیاموز آں مرا، یا اباحمزہ آں کلمات را۔ گفت ہرگز نیاموزم ترا بخدا سوگند کہ تو نہ اہل آنی۔

تا چوں وقت رحلت انس رضی اللہ عنہ در رسید آبان کہ خادم وے بود بر سرش آمد فریادش زد۔ انس رضی اللہ عنہ گفت چہ خواہی؟ گفت! آں کلمات را کہ حجاج از تو طلبید وتو بوے ندادی وادر انیاموختی۔ گفت بلے بیاموزم ترا آں کلمات را دتو اہل آنی۔ خدمت کردم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دہ سال پس درگزشت وے از دُنیا در حالے کہ راضی بود از من وتو نیز، اے آبان خدمت کردی مرا دہ سال ودرمے گزرم من از دُنیا در حالے کہ راضی ام از تو بگو در بامدار و شام ایں کلمات را نگاہ دارد خدائے تعالیٰ از ہمہ آفات۔

"بسم اللہ علی نفسی و دینی" حرزمے کنم وپناہ سازم بنام خدا برنفس خود و دِین خود، تواند کہ مراد بہ بسم اللہ مجموع بسم اللہ الرحمٰن الرحیم باز دکہ بجزءِ اولش اکتفا نمودہ۔ چنانچہ گویند چہ مے خوانی گوید الحمدللہ مے خوانم ومراد تمام سورہ است، وتخصیص کرد حرز را بنفس ودین، زیرا کہ بناءِ تحصیلی برکمال واصل درمبدا وآل نفس ودین است، باز تقدیم کرد نفس را از جہت بودن وے موقوف علیہ تحصیلی کمال دِینی و دُنیاوی۔ ولہٰذا ابقا او درتہلکہ حرام است وابقائے اوحتی الامکان واجب ودر مسائل شرعیہ مے آرند کہ اگر یکے را لقمہ درگلو بند شود ودم آبے کہ بوے آں لقمہ بند شدہ را فرو برد بہم نرسد شراب خوردن کہ باجماع درشرع حرام است دریں حالت اورا حلال گردد۔ بلکہ واجب بود تا بقاءِ نفس وحیات فانی کہ سبب حصول حیات حقیقی جاودانی ست گردد واجراءِ کلمہ کفر برزبان باطمینان قلب بایماں در

حالت جبر واکراہ نیز ازہمیں قبیل است واز برائے نگاہداشت جاں اگر ناشائستگی بگویند ودل برقرار خود بودت رخصت است بجہت ابقاء نفس و دِین، واگر صبر کنند، وعمل بہ عزیمت نمایند آں خود اعلیٰ وارفع است ایں مسئلہ در کتب فقہ بتفصیل مذکوراست از آنجا باید طلب داشت۔

"بسم الله علٰی اهلی ومالی وولدی" بعداز حفظ و احراز نفس ودین واہل ومال وولد رایاد کرد کہ اسباب بقائے نفس ودین و ممد ومعاون آنند وجدا بسم اللہ برسر آنہا آورد وبہمان لفظ بسم اللہ کہ در اول آورد بسند گی، نکرد ونگفت بسم اللہ علیٰ نفسی و دینی واہل ومالی وولدی۔ وسلوک ایں طریقہ درعبادت نزدار باب معانی اشارت کند بر آنکہ ہر دو قسم یعنی ہر چہ اول مذکور شدہ وآنچہ در آخر ذکر یافتہ مقصود است، واعتناء واہتمام بہردو علی السویہ است واہل وآل ہر دو بیک معنی است گاہے بمعنی تابعاں و پسراں استعمال یابند وگاہے بمعنی اولاد۔ ایں جا چوں اولاد در آخر ذکر یافتہ معنی اول مناسب ترست و مال و منال چوں در مقام مدح واستحسان مذکور گردد مراد بداں مال حلال افتد۔ کہ وسیلہ آخرت گردد وحفظ واحراز آں تخم سعادت ومثمر کمال ست۔ باقی ہمہ مایہ وبال ونکال۔ وولد بمعنی اولاد بود خواہ ذکور خواہ اناث، ووجود اولاد نیز از اسباب قوت ومعاضدت بازوی دین و دولت است۔

وفرزند اگر رشید بود وصالح موجب سعادت دُنیا وآخرت است۔ ودرحدی آمدہ است کہ سہ چیز از آدمی زاد بعداز رفتن وے از دُنیا باقی مے ماند یکے علم دین کہ با اہل آں آموختہ باشد وایں سلسلہ را کہ منتہی بجناب رسالت است صلی اللہ علیہ وسلم بر پا دارد۔ ودیگر خیر جاری کہ در آنجا منفعت بندگان خدا باشد۔ وبعداز وے بجا ماند:

خوش آنکس کہ ماند پس از وے بجا
پل و مسجد و چاہ و مہماں سرا

ودیگر فرزند صالح کہ بعد از مردنش بدعا ایماں یاد آورد تا موجب آمرزیدن گناہاں و باعث رفع درجات پدر گردد۔ و در حدیث بہ ہمیں ترتیب واقع است ذکر شاں بدیں ترتیب اشارت است بفضل علم و مال بردار دریں باب۔ ازاں کہ وجود ولد صالح در آخر زمان نادر است۔ و در بعضے روایات ذکر ولد بر ذکر مال تقدیم یافتہ و بیشک ولد از مال عزیز تر و محبوب تر باشد، وحفظ و احراز وے مطلوب تر ومقدم تر بود۔

"**بسم اللہ علی ما اعطانی اللہ**" حرزے کنم بنام خدا بر ہر نعمتے کہ داد مرا خدا۔ چوں ذکر کرد چند نعمت مخصوص را کہ اصل و عمدۂ نعمتہائے دُنیا و آخرت است۔ بعد ازاں لفظ عام آورد تا ہمہ نعمتہائے اصل وفرع وکلی وجزی را شامل باشد وبحقیقت ہر نعمتہائے وے تعالیٰ بیرون دائرہ امکان است **وان تعدوا نعمة اللہ لا تحصوھا. ان الانسان لظلوم کفار**۔ آدمی بر نفس خود ظلم کند و کفران نعمت ورزد۔ ازیں جہت فرمودان الانسان لظلوم کفار بصیغہ مبالغہ وجائے دیگر میفر ماید **وان تعدوا نعمة اللہ لا تحصوھا، ان اللہ لغفور رحیم**۔ یعنی اگر نہ مغفرت ورحمت وے تعالیٰ بودے کار بر آدمی زاد بدیں کافر نعمتی وناسپاسی کہ دراد تنگ بودے، مغفرت و رحمت وے تعالیٰ نیز از نعمت ہائے او است۔ اصل ایں است باقی ہمہ ہیچ در حدیث آمدہ است در دنیا مد ہیچ یکے بہشت راالا بفضل خداو رحمت وے تعالیٰ، شکر ایں نعمت باید گزارد۔ وبیکار نہ نشست سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم چنداں در نماز شب ایستادے کہ پایہائے

مبارکش بیا ما سیدے وخون از انہا واں شدے گفتند یا رسول اللہ! آخر نہ گناہان اوّل وآخر ترا امرزیدہ اند؟ **قولہ تعالیٰ: لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر** ۔دیگر ایں ہمہ تعب ومشقت چیست ۔ فرمودے وے تعالیٰ مرا بخشید وبخشیدن وے نعمتی است عظیم، اگر شکر ایں نعمت نکنم، بندۂ شاکر نباشم۔ سیّد اوّلین وآخرین کہ عالم وعالمیاں طفیل او بند، ایں ہمہ تعب کشد وبندگی کند دیگراں را خود چہ گوید۔

"**اللہ ربی لا اشرک بہ شیئًا**" خدا است پروردگار من! شریک نمی گردانم باوے ہیچ چیز را۔ فضل ایں کلمہ وخاصیت وے در رفع محنت وشدت آنچہ پیش آید مرد را از حوادث ودواہی در احادیث بسیار واقع شدہ وحقیقت معنی وے شہود توحید افعالی است کہ ہر چہ پیش آید ہمہ را از پیش گاہ داند ودر دام شرک خفی نیفتد بہ حسن ظن بہ پروردگارش کہ چو در تربیت اوست ہر چہ کند صلاح کار بندہ ہمدراں خواہد بود ولیکن ایں در حق کسی بود کہ دائم متوجہ وملتجی بجناب لطف وکرم اوست تعالیٰ شانہ وتمام امور خود را بوے تفویض نمودہ و پرتو از نور ولایت بر ناصیہ حالش نافتہ و پروردگار تعالیٰ بلطف خاص متولی اُمور اوشدہ، والا مذہب آنست کہ اصلح بر باری تعالیٰ واجب نبود، ہر چہ خواہد کند **لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون**۔

تنبیہ:...... مراد حقیقی آنکہ در شرع ورود یافتہ ہر کہ ایں دُعا بخواند جزائش انیست آں بود کہ متحقق براں حال ومتصف بمعنی آں شود والا مجرد حرکت جوارح وجنبانیدن زبان چنداں کفایت نہ کند۔ مگر آنکہ بنص شارع معلوم شود کہ ایں خاصیت در مجرد لفظ ونفس صرف وصوت است۔ آں زماں اثر بخاصیت براں لفظ مرتبیت گردد وحاجت بدرک معنی نباشد۔

وباوجود آں بے کار نباید نشست وعمل موقوف آں حال نباید داشت۔ فضل خدا واسع است ووے سبحانہ مجیب الدعوات بندگان است بہرحال کہ بکنند رعایت شرائط وآداب حساب ست۔ ولیکن فضل وکرم وے تعالیٰ بیرون دائرہ حساب است۔ مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ وباللہ التوفیق چنانچہ در باب اخلاص وریا در عمل از شیخ شیوخ زمان خود شہاب الملۃ والدین السہر وردی پرسیدند چہ کار باید کرد چوں عمل کنیم ریا راہ یابد واگر نکنیم بیکار نشینیم۔ فرمود عمل کنید واز ریا استغفار نمائید بیکار نشستن مصلحت نیست آخر ایں عمل اگر دوام پذیرفت ہم بنورانیت عمل سر اخلاص در دل پیدا شود اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

”اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر واعز واجل واعظم مما اخاف و احذر“ خدا بزرگ تر وغالب تر ست از چیز یکہ مے ترسم من۔ وبیم درام ازاں چیز۔ در بعضے روایات واعظم بعد از اجل نیز مذکور ست۔ کبریا وعزت وعظمت وجلال در معنی نزدیک ہم آیند و اگر کبریا را باعتبار ذات وعزت را بافعال وعظمت را باسماء وجلالت را بصفات اعتبار نمایند دور نہ باشد، وچوں نفس بجبلیت بے یقینی وخود ترسی دہراسے از اغیار دارد خصوصاً در جائیکہ معاملہ باغالب تر از خودش افتد چنانچہ سلاطین وجباراں، دریں کلمہ بااستحضار عظمت وکبریا الٰہی کہ مستلزم اشتعال وانقداح نور یقین ست دلیرش ساخت۔ کہ ہاں اے نفس مترس! کہ پروردگار تو بزرگ تر وغالب تر از دُشمن تست:

گر دشمنت قوی ست نگہبان قوی ترست- تو
از مولیٰ تعالیٰ ہترس تاہمہ از تو بترمند

من خاف عن اللہ خاف عنہ کل شیء ودریں کلمہ تنبیہ است براں کہ در وقت معاملہ باغالب باطن را مملو ومعمور بکبر یائے

فہرست

حق دار تاہیبت و عظمت بیگانہ را در دل جائے نماند و در سطوت نور عظمت و جلال وے تعالیٰ جباریت و قہاریت دیگراں مضمحل و متواری گردد۔

"عز جارک" غالب است ہمسایہ تو و پناہ آرندہ بتو چوں احضار کبریا۔ حق وشہود عظمت او کرد از غیب بمقام حضور آمد و خطاب کرد و ہمسائیگی حق بدوام توجہ والتجا بجناب لطف وتمسک بذیل عزت اوست ہر کہ ملتجی بجناب عزت اوست ہرگز مقہور و مغلوب نگردد۔

عزیز تو خواری بیند زکس

"وجل ثناؤک" وبزرگ است ثنائے تو ہیچ کس بکنہ صفات کمال تو وقدرت لایزال نرسد۔ ضعیف را قوت دہی وقوی را ضعیف گردانی، تعز من تشاء وتذل من تشاء صفت تست۔

"ولا اِلٰہ غیرک" ونیست ہیچ معبود بحق جز تو "اللّٰھم انی اعوذ بک من شر نفسی" چوں منبع تمام۔ شرور وقبائح۔ و باعث بے یقینی و بے ثباتی نفس است پناہ جست بخدا از شروے و ہر چہ از شر بآدمی زادرسد ہمہ از نفس اوست پیغمبر فرمود صلی اللہ علیہ وسلم رَبّ لا تکلنی الٰی نفسی طرفة عین ولا اقل من ذٰلک، پروردگار! مگزار مرا بنفس من یک چشم زدن بلکہ کمتر ازاں۔ مرا دائم باخود دار! و در مشاہدہ عظمت خود بگزار، تا یک چشم زدن اغیار مجال تاثیر وتصرف وغلبہ بر من نباشد۔

"ومن شر کل شیطان مرید، ومن شر کل جبار عنید" وپناجویم بتو از شر ہر شیطان راندہ شدہ واز شر ہر سلطان متکبر مائل از راہ راست معاند حق۔ معنی عناداز راہ است برآمدن ومخالف شدن برحق راباوجود شناخت آں۔ چوں تدبیر کار شر وسلطنت وملک

اغوا و اضلال بشیطان حوالہ کردہ اند و بریں قیاس حال جباراں و قہاراں را کہ مسلط بر خلائق اند استفادہ از شر ایشاں از واجبات وقت باشد۔ وشیاطین دو قسم اند۔ شیاطین جن ابلیس وجنودے۔ وشیطان انس ظلمہ واعوان ایشاں۔ اوّل اشارت باول است۔ وثانی بثانی وقوت وہمیہ کہ در سرشست آدمی زاد نہادہ اند واورا شیطان عالم انفس گویند نمونہ از شیطان عالم آفاق است کہ بر عقل وجمیع قویٰ ومشاعر سلطنتے دارد مگر بر عقل مصفا ومنور بنور یقین کہ بحکم "ان عبادی لیس لک علیهم سلطان" سلطنت وے ازاں مقہور ومنتفی ست و استعاذہ از شروے کہ معدوم را بصفت موجود و باطل را در لباس حق نماید نیز واجب است وزوال خوف از ما سوائے حق جز بدفع وازالہ وہم صورت نہ بندد ودر حقیقت استعاذہ از شر نفس ست چنانچہ در فقرۂ اول مذکور شد۔

"فان تولوا فقل حسبی الله لا الٰه الّا هو علیه توکلت وهو رب العرش العظیم" ایں آیتے است از قرآن مجید کہ حق سبحانہ وتعالیٰ برسول خود صلی اللہ علیہ وسلم امر کردہ مے فرماید۔ پس اگر پشت دہند کافراں روئے بجانب حق نیابند۔ واز قبول آں اعراض نمایند بگو اے محمد واے محبوب من واے محفوظ ومعصوم من "حسبی الله" بس است مرا خدا۔ لا الٰـــه الا هـو۔ نیست ہیچ معبودے بحق مگر وے علیہ توکلت بروے گزاشتم کاروبار خود را وکیل خود گردانیدم اورا۔ وهـو رب العرش العظیم ودے پروردگار عرشِ عظیم است کہ عظیم تر وبالاتر از وے خلقے در عالم اجسام پیدا نہ شدہ چوں سوق کلام در رفع جباراں وقہاراں ودفع بیم وہراس ایشاں بود۔ واصل ومادہ آں شہود قہر وعظمتِ الٰہی تعالیٰ است مقطع کلام بر سنن مطلع

فہرست

آوردہ ختم سخن بر عظمت کردہ۔ واگر اصحاب حرز وارباب دعوت مراقبہ احاطہ عرشِ الٰہی باملاحظہ ایں اضافت دریں وقت نمایند در حفظ وصیانت ادخل باشد۔

چنانچہ قطب الوقت شیخ ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہ در حزب البحر کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تلقین نمودہ است و درباب حرز وحفظ تریاقِ اکبر است فرمودہ: ستر العرش مسبول علینا وعین الله ناظرة الینا، وبحول الله لا یقدر احد علینا والله من ورائهم محیط ۔ پردۂ عرش برما زرہشتہ وعین عنایت و عصمتِ الٰہی۔ بجناب ما ناظر دیگر بقوت الٰہی ہیچ کس را قدرت برما نباشد۔ قدرت وے تعالیٰ ہمہ را محیط ست کہ راہ بیرون آمدن از حیطہ قدرت او محال ست وھو الکبیر المتعال۔

فائدہ:...... وصیت مشائخ شاذلیہ است قدس اللہ اسرارہم مرمریداں را نجواندن ایں دُعا یعنی: ”حسبی الله لا اله الّا هو علیه توکلت وهو رب العرش العظیم“ گفتہ اند کہ یکے باشد کہ وے را در ہیچ وردے نباشد الا ہمیں ورد کفایت کند او را از جمیع اوراد۔ و گفتہ اند کہ در خواندن ایں دُعا گر فہم وحضور نباشد نیز مؤثر و مقبول ست۔ وعدد خواندن آں دہ کرات است بعد از نماز صبح و بعد مغرب واگر ہفت بار بخوانند نیز کفایت است بلکہ ایں بصحت روایت اقرب است و حاصل آں توحید وجہ بجناب حق و اِخلاص مطلب است باشہود وعظمت وے تعالیٰ وتبری از ماسوا وترک تدبیر و اختیار۔ رزقنا الله وثبتنا علٰی هٰذه الطریقة المستقیمة۔

”ان ولیّ الله الذی نزل الکتٰب وهو یتولّی الصّٰلحین“ در بعضے روایات ایں کلمہ نیز در آخر دُعا مذکور است۔

ترجمہ: بدرستی وراستی کہ دوست ومتولّی تمام امور من خدا است کہ فرد فرستادہ است کتاب کہ در روے تدبیر تمامہ اُمورِ دُنیا و آخرت کردہ است یعنی قرآن مجید را۔ ووی سبحانہ وتعالیٰ دوست میدارد وتولیت اُمور میکند مر صالحین را اللّٰھم اجعلنا من الصالحین ، ودُعا قنوت والتحیات را نیز در وقتِ بتقریبی ترجمہ وشرح کردہ شدہ بود آں نیز منقول ومسطور میگردد۔ فقط۔“

ترجمہ:...... ”یہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی دُعا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادمِ خاص تھے۔ دس سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی والدہ کی استدعا پر ان کو خیر دُنیا وآخرت کی دُعا سے مشرف ومخصوص فرمایا تھا، اور حق سبحانہ وتعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کی برکت سے ان کی عمر ومال اور اولاد میں عظیم برکت عطا فرمائی، چنانچہ ان کی عمر سو سال سے زیادہ ہوئی اور ان کی صلبی اولاد کی تعداد سو کو پہنچی ہے۔ جن میں تہتر مرد تھے اور باقی عورتیں۔ اور ان کا باغ سال میں دو بار پھل لاتا، یہ دُنیا کی برکات تھیں (جو بطفیل دُعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو حاصل ہوئیں) باقی آخرت کی برکات کا اندازہ کون کرسکتا ہے۔

شیخ جلال الدین سیوطیؒ جلیل القدر حافظِ حدیث ہیں، انہوں نے ”جمع الجوامع“ میں نقل کیا ہے کہ ابوالشیخؒ نے ”کتاب الثواب“ میں اور ابنِ عساکرؒ نے اپنی تاریخ میں یہ واقعہ روایت کیا ہے کہ ایک دن حضرت انس رضی اللہ عنہ حجاج بن یوسف ثقفی کے پاس بیٹھے تھے۔ حجاج نے حکم دیا کہ ان کو مختلف قسم کے چار سو گھوڑوں کا معائنہ کرایا جائے۔ حکم کی تعمیل کی گئی، حجاج نے حضرت انس رضی

اللہ عنہ سے کہا: فرمائیے[1]! اپنے آقا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی اس قسم کے گھوڑے اور ناز و نعمت کا سامان کبھی آپ نے دیکھا؟ فرمایا: بخدا! یقیناً میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بدرجہا بہتر چیزیں دیکھیں اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: جن گھوڑوں کی لوگ پرورِش کرتے ہیں، ان کی تین قسمیں ہیں، ایک شخص گھوڑا اس نیت سے پالتا ہے کہ حق تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرے گا اور دادِ شجاعت دے گا۔ اس گھوڑے کا پیشاب، لید، گوشت پوست اور خون قیامت کے دن تمام اس کے ترازوئے عمل میں ہوگا۔ اور دُوسرا شخص گھوڑا اس نیت سے پالتا ہے کہ ضرورت کے وقت سواری کیا کرے اور پیدل چلنے کی زحمت سے بچے (یہ نہ ثواب کا مستحق ہے اور نہ عذاب کا)۔ اور تیسرا وہ شخص ہے جو گھوڑے کی پرورِش نام اور شہرت کے لئے کرتا ہے، تاکہ لوگ دیکھا کریں کہ فلاں شخص کے پاس اتنے اور ایسے ایسے عمدہ گھوڑے ہیں، اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور حجاج! تیرے گھوڑے اسی قسم میں داخل ہیں۔ حجاج یہ بات سن کر بھڑک اُٹھا اور اس کے غصے کی بھٹی تیز ہوگئی اور کہنے لگا: اے انس! جو خدمت تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کی ہے اگر اس کا لحاظ نہ ہوتا، نیز امیر المؤمنین عبدالملک بن مروان نے جو خط مجھے تمہاری سفارش اور رعایت کے باب میں لکھا ہے، اس کی پاسداری نہ ہوتی تو نہیں معلوم

---

(۱) بہ تقدیرِ صحت یہ فقرہ حجاج کی غباوت سے ناشی ہے، اس کے حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نشہ امارت و دولت میں مخمور ہونے کی وجہ سے خود پسندی کے مرض میں وہ مسکین مبتلا تھا۔ اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی فضیلت جتلانے میں بعض ناگفتہ بہ اقوال و افعال اس سے سرزد ہو جایا کرتے تھے، یہ فقرہ بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ مترجم۔

کہ آج میں تمہارے ساتھ کیا کرگزرتا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اور نہ تجھ میں اتنی ہمت ہے کہ تو مجھے نظرِ بد سے دیکھ سکے۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چند کلمات سن رکھے ہیں، میں ہمیشہ ان ہی کلمات کی پناہ میں رہتا ہوں اور ان کلمات کی برکت سے مجھے نہ کسی سلطان کی سطوت سے خوف ہے، نہ کسی شیطان کے شر سے اندیشہ ہے۔ حجاج اس کلام کی ہیبت سے بے خود اور مبہوت ہوگیا۔ تھوڑی دیر بعد سر اُٹھایا اور (نہایت لجاجت سے) کہا: اے ابوحمزہ! وہ کلمات مجھے بھی سکھادیجئے! فرمایا: تجھے ہرگز نہ سکھاؤں گا، بخدا! تو اس کا اہل نہیں۔

پھر جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت آیا، آبان جو آپؓ کے خادم تھے، حاضر ہوئے اور آواز دی، حضرتؓ نے فرمایا: کیا چاہتے ہو؟ عرض کیا: وہی کلمات سیکھنا چاہتا ہوں جو حجاج نے آپؓ سے چاہے تھے مگر آپؓ نے اس کو سکھائے نہیں۔ فرمایا: ہاں! تجھے سکھاتا ہوں، تو ان کا اہل ہے۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دس برس خدمت کی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال اس حالت میں ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے راضی تھے، اسی طرح تو نے بھی میری خدمت دس سال تک کی اور میں دُنیا سے اس حالت میں رُخصت ہوتا ہوں کہ میں تجھ سے راضی ہوں۔ صبح و شام یہ کلمات پڑھا کرو، حق سبحانہ وتعالیٰ تمام آفات سے محفوظ رکھیں گے، وہ کلمات یہ ہیں:

"بسم الله علٰى نفسی و دینی" یعنی حفاظت مانگتا ہوں اور پناہ لیتا ہوں نام خدا کی اپنے نفس پر اور اپنے دِین پر۔ ہوسکتا ہے بسم اللہ سے مراد پوری بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہو، جس کے جزءِ اوّل پر

اکتفا کیا، جیسے جب کہا جائے کہ کیا پڑھتے ہو؟ تو جواب میں کہا جاتا ہے کہ الحمدللہ پڑھتا ہوں، مراد پوری سورت ہوتی ہے۔ حفاظت میں تخصیص نفس اور دِین کی اس وجہ سے فرمائی کہ ہر کمال کے حاصل کرنے کی بنیاد اور مبداء مآل کی اصل نفس و دِین ہیں۔ پھر نفس کو مقدم فرمایا، کیونکہ نفس ہر کمالِ دِینی و دُنیاوی کی تحصیل کے لئے موقوف علیہ ہے۔ اسی وجہ سے نفس کو ہلاکت میں ڈالنا حرام اور مقدور بھر اس کی حفاظت واجب ہے۔ مسائلِ شرعیہ میں لکھا ہے کہ اگر لقمہ کسی کے گلے میں پھنس جائے (جس سے جان پر بن آئے) اور پانی وہاں موجود نہ ہو جس سے اس پھنسے ہوئے لقمے کو نیچے اُتار سکے (نہ کوئی اور صورت اس کے اُتارنے کی ہوسکے) تو ایسے وقت شراب کا گھونٹ پی لینا جو قطعی حرام ہے، اس کے لئے حلال ہوگا، بلکہ واجب ہوگا۔ تاکہ نفس وحیاتِ فانی کو جو حیاتِ حقیقی جاودانی کے حصول کا سبب ہے باقی رکھا جاسکے۔ جبر و اِکراہ کی حالت میں کلمۂ کفر زبان پر جاری کرنا بشرطیکہ قلب پوری طرح ایمان کے ساتھ مطمئن ہو نیز اسی قبیل سے ہے۔ یعنی مجبوری کی حالت میں جان بچانے کے لئے کوئی نامناسب لفظ اگر کہہ دیا جائے اور دِل بدستور ایمان پر قائم رہے تو نفس و دِین کی خاطر اس کی اجازت ہے۔ ہاں! اگر کوئی باہمت عزیمت پر عمل کرتے ہوئے جان دے دے، اگر کلمۂ کفر زبان پر نہ لائے تو بہت ہی بہتر اور بلند کام ہے۔ یہاں اس مسئلے کی پوری تفصیل کا موقع نہیں، اس لئے کتبِ فقہ میں دیکھا جائے، یا کسی عالم سے رُجوع کیا جائے۔

"بسم الله علٰی اهلی ومالی وولدی" نفس و دِین کی حفاظت کے بعد اہل، مال اور ولد کو یاد کیا، کیونکہ یہ چیزیں بھی نفس و

دِین کے بقا کے لئے سبب اور مدد و معاون ہیں، اور ان پر بسم اللہ جدا ذکر کی، اسی بسم اللہ پر جو پہلے ذکر ہوچکی تھی کفایت کرتے ہوئے یوں نہیں کہا: "بسم اللہ علٰی نفسی ودِینی واھلی ومالی وولدی" عبارت میں یہ طریق اختیار کرنا اصحابِ بلاغت کے نزدیک اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ اوّل الذکر اور ثانی الذکر دونوں قسمیں مقصود ہیں اور دونوں کا قصد و اہتمام یکساں ہے۔ اہل و آل دونوں لفظ ہم معنی ہیں، کبھی تابع اور پسر کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں، کبھی اولاد کے معنی میں، یہاں اولاد کا ذکر چونکہ بعد میں موجود ہے، اس لئے معنی اوّل زیادہ مناسب ہیں۔ یہ یاد رہے کہ مال و اسباب کا ذکر جب مدح اور خوبی کے موقع پر کیا جائے تو مراد وہاں مالِ حلال ہوتا ہے، جو آخرت کے لئے وسیلہ ہے اور اس کا جمع کرنا سعادت کا باعث اور کمال کا موجب ہے، باقی تمام وبال و عذاب کا سامان ہے۔ اور ولد کے معنی اولاد کے ہیں، مذکر ہو یا مؤنث، اور اولاد کا وجود بھی من جملہ اسبابِ قوّت کے ہے، جو دِین و دولت کے لئے مددگار ہے۔ اور لڑکا اگر نیک اور رشید ہو تو سعادتِ دُنیا و آخرت کا موجب ہے۔ حدیث میں ہے کہ آدمی کے دُنیا سے رُخصت ہوجانے کے بعد تین چیزیں باقی رہ جاتی ہیں۔ اوّل: علمِ دِین، جو اس کے اہل لوگوں کو سکھایا ہو اور علمی سلسلے کو جو جنابِ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم پر منتہی ہوتا ہے قائم رکھتا ہو۔ دوم: صدقۂ جاریہ، جس میں بندگانِ خدا کا نفع ہو اور مرنے والے کے بعد تک قائم رہے۔ مبارک ہے وہ شخص جس کے مرنے کے بعد پل، کنواں، مسجد اور مہمان خانے باقی رہیں۔ سوم: نیک لڑکا جو اس کے انتقال کے بعد دُعا ایمان کے ساتھ یاد کرتا رہے، تاکہ باپ کے گناہوں کی بخشش اور اس کے رفع

درجات کا موجب بنے۔ حدیث میں ان تین اُمور کا ذکر اسی ترتیب سے واقع ہوا ہے جو ذکر کی گئی۔ اس ترتیبِ ذکری میں اشارہ اس طرف ہے کہ علم و مال اولاد، اس باب میں فضیلت رکھتے ہیں کیونکہ ولدِ صالح کا وجود آخر زمان میں نادر ہوگا اور بعض روایات میں ولد کا ذکر مال سے مقدم ہے، بے شک اولاد، مال سے عزیز تر اور محبوب تر ہے، اس کی حفاظت ونگہداشت بھی زیادہ مطلوب اور مقدم ہے۔

"بسم الله علیٰ ما اعطانی الله" حفاظت لیتا ہوں نامِ خدا کی ہر نعمت پر جو حق تعالیٰ نے عطا فرمائی۔ جب چند نعمتوں کا جو دُنیا و آخرت کی تمام نعمتوں کے لئے اصل اور مدار ہیں، ذکر کیا، اس کے بعد عام لفظ ذکر کیا، تاکہ اصل وفرع اور چھوٹی بڑی سب نعمتوں کو شامل ہوجائے۔ درحقیقت حق تعالیٰ کی نعمتوں کا شمار دائرۂ امکان سے خارج ہے، فرمایا ہے: "وان تعدوا نعمة الله لا تحصوھا، ان الانسان لظلوم کفار" صیغہ مبالغہ کے ساتھ فرمایا، (یعنی بلاشبہ انسان بڑا ظالم اور بڑا ناشکرا ہے۔ بڑا ظالم اس لئے کہ خالق و مالک کی نعمتوں کا شکر کرنے کی بجائے ان کی دُوسروں کی طرف نسبت کرتا ہے)۔ دُوسری جگہ: "ان الله لغفور رحیم" فرمایا، یعنی اگر خالق تعالیٰ کی مغفرت ورحمت نہ ہوتی تو اس ناسپاسی کی وجہ سے آدمی پر کام تنگ ہوجاتا۔ اس کی مغفرت و رحمت خود ایک نعمت ہے، بلکہ اصل نعمت ہے، باقی اس کے مقابلے میں سب ہیچ ہیں۔ حدیث میں ہے کہ بدوں فضل ورحمتِ خداوندی کوئی بھی جنت میں داخل نہ ہوگا۔ اس نعمت کا شکر ادا کرنا چاہئے، بیکار بیٹھنا زیبا نہیں۔ سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ تہجد میں اس قدر قیام فرماتے کہ قدم مبارک پر وَرم آجاتا اور ان سے خون جاری ہوجاتا، عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! کیا

آپ کے اگلے پچھلے سب قصور معاف نہیں کردیئے گئے، خود حق جل مجدہٗ کا ارشاد ہے: ''لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر'' پھر اس قدر تعب اور مشقت کس لئے اُٹھاتے ہیں؟ ارشاد فرماتے کہ: حق تعالیٰ نے میری بخشش فرمادی ہے اور اس کی بخشش بڑی نعمت ہے، اگر اس نعمت کا شکر نہ کروں تو بندۂ شاکر کیسے کہلاؤں۔ غور کا مقام ہے کہ سیّدِ اوّلین و آخرین کہ عالم و عالمین جن کا طفیل ہے، جب یہ مشقت برداشت فرماتے ہیں اور بندگی میں مشغول ہیں، تو دُوسروں کو کیوں ضرورت نہ ہوگی؟

''اللہ ربی لا اشرک بہٖ شیئاً'' خدا میرا پروردگار ہے، میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کروں گا۔ آدمی کو جو مصائب اور حوادث پیش آتے ہیں ان کی شدّت اور محنت کو دفع کرنے میں اس کلمے کی فضیلت اور خاصیت احادیث میں بہت واقع ہوئی ہے اور اس کی حقیقت حق تعالیٰ کی توحیدِ افعالی کا مشاہدہ کرنا ہے کہ جو کچھ پیش آئے سب کو اسی کی پیش گاہ سے جانے، اور شرکِ خفی کے دام میں گرفتار نہ ہو۔ اپنے پروردگار کے ساتھ حسنِ ظن رکھے کہ جب بندہ اسی ذات بے چون و بے چگون کی تربیت میں ہے تو جو معاملہ اس کی طرف سے ہوگا، بندہ کی صلاح و فلاح اسی میں ہوگی۔ لیکن یہ اس شخص کے لئے ہے جو دائماً اس کے لطف و کرم کی جانب متوجہ اور ملتجی رہے اور اپنے تمام اُمور اسی کے سپرد کئے ہوئے ہو اور نورِ ولایت کا عکس اس کی پیشانی پر درخشاں ہو، اور پروردگارِ عالم اپنے لطفِ خاص کے ساتھ اس کے اُمور کا متولّی ہو، ورنہ مذہب یہی ہے کہ اصلح حق تعالیٰ پر واجب نہیں وہ جو چاہے کرے، کسی کی مجال نہیں کہ دَم مار سکے۔

تنبیہ:......جس دُعا کے متعلق شریعت میں آیا ہے کہ اس کے پڑھنے کی یہ جزا ہے، اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ اس حال کو اپنے اندر پیدا کرلے اور اس معنی کے ساتھ متصف ہوجائے ورنہ اعضاء کی خالی حرکت اور محض زبان پر کلمات کا جاری کرلینا کافی نہیں مگر یہ کہ شارع کی جانب سے تصریح ہوجائے کہ یہ خاصیت محض لفظ اور نفس حروف میں ہے تو اس وقت وہ اثر بالخاصہ اس لفظ پر مرتب ہوگا اور معنی جاننے کی حاجت نہ ہوگی۔

لیکن اس کے باوجود بے کار نہ بیٹھنا چاہئے اور عمل کو اس حال کے حصول پر موقوف نہ رکھنا چاہئے، خدا کا فضل نہایت وسیع ہے اور حق تعالیٰ بندوں کی دُعا قبول فرمانے والے ہیں۔ شرائط و آداب کی رعایت جس قدر بھی کی جائے گی وہ بہرحال محدود ہوگی لیکن حق تعالیٰ کا فضل و کرم دائرۂ حساب سے خارج ہے، جو چیز پوری حاصل نہ ہوسکے اسے بالکلیہ چھوڑا بھی نہیں جاسکتا، اللہ توفیق دے۔ چنانچہ اِخلاص و رِیا کے باب میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ: کیا کیا جائے؟ اگر ہم عمل کریں تو رِیا کی آمیزش ہوجاتی ہے، نہ کریں تو بے کاری ہے۔ فرمایا: عمل کرتے رہو اور رِیا سے اِستغفار کرتے رہو، بے کار بیٹھنا مصلحت نہیں، عمل پر اگر دوام کیا جائے تو نورانیتِ عمل سے دِل میں اِخلاص بھی پیدا ہوجائے گا، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

"اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر واعز واجل واعظم مما اخاف واحذر" خدا بزرگ تر اور غالب تر ہے، ہر اس چیز سے جس سے میں ڈرتا ہوں اور اندیشہ رکھتا ہوں۔ بعض روایات میں "اجل" کے بعد "اعظم" بھی ذکر ہوا ہے۔ کبریائی، عزت، عظمت

اور جلال قریب المعنی ہیں، اگر کبریائی کا تعلق ذات سے، عزت کا افعال سے، عظمت کا اسماء سے اور جلالت کا صفات سے اعتبار کیا جائے تو بعید نہ ہوگا۔ چونکہ نفس جبلی طور پر بے یقینی، خودترسی اور ہر آسانی کا خوگر ہے، خصوصاً جہاں معاملہ اپنے سے غالب کے ساتھ ہو جیسے سلطان و جبار، اس لئے اس کلمے میں عظمت و کبریائی خداوندی کے استحضار کے ساتھ (جس سے لازماً شعلۂ نورِ یقین مشتعل ہوجاتا ہے) اسے دلیر بنادیا۔

کہ ہاں اے نفس! ڈر نہیں، تیرا پروردگار دُشمن سے بزرگ تر ہے اور غالب بھی، دُشمن اگر قوی ہے، نگہبان قوی تر ہے، تو اپنے مولا سے ڈر، تاکہ سب تجھ سے ڈریں۔ سچ ہے کہ جو خدا سے ڈرے اس سے ہر چیز ڈرتی ہے۔ اس کلمے میں اس پر بھی تنبیہ ہے کہ معاملہ جب غالب کے ساتھ ہو تو باطن کو حق تعالیٰ کی کبریائی سے معمور رکھا جائے، تاکہ بیگانہ کی ہیبت اور عظمت کے لئے دِل میں گنجائش نہ رہے اور حق تعالیٰ کی عظمت کے غلبے میں دُوسروں کی جباری و قہاری مضمحل اور مغلوب ہوجائے۔

"عـز جـارک" غالب ہے تیرا ہمسایہ اور تیری پناہ لینے والا، جب حق تعالیٰ کی کبریائی کا استحضار اور اس کی عظمت کا مشاہدہ ہوگیا، غیبت سے مقامِ حضور نصیب ہوا، اور خطاب کا شرف حاصل ہوا، حق تعالیٰ کی ہمسائیگی دوامِ توجہ، جنابِ لطف میں التجا اور اس کے دامنِ عزّت کے مضبوط پکڑنے سے حاصل ہوتی ہے، جو شخص اس کی جنابِ عزت میں ملتجی رہے وہ ہرگز مغلوب و مقہور نہ ہوگا۔

"وجل ثناؤک" تیری ثنا بزرگ ہے، تیری صفاتِ کمال اور قدرتِ لایزال کی گہرائی میں کون جاسکتا ہے، کمزور کو قوی کردے

اور بازور کو بے زور بنادے، جسے چاہے عزّت دے، جسے چاہے ذلیل کردے، یہ تیری شان ہے۔

"ولا الٰہ غیرک" اور تیرے سوا کوئی معبودِ حقیقی نہیں،

"اللّٰھم انی اعوذ بک من شر نفسی" چونکہ تمام شرور وقبائح کا منبع اور بے یقینی و بے ثباتی کا باعث نفس ہے اس لئے اس سے حق تعالیٰ کی پناہ لی جو شر، کہ آدمی کو پیش آتا ہے، تمام اس کے نفس کی جانب سے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دُعا فرمایا کرتے: "رَبّ لا تکلنی الی نفسی طرفة عین ولا اقل من ذٰلک" اے پروردگار! مجھے ایک لمحے کے لئے بھی میرے نفس کے سپرد نہ کیجئے، بلکہ ہمہ دَم باخود رکھئے اور اپنی عظمت کے مشاہدے میں مشغول رکھئے تاکہ چشم زدن کے لئے بھی اغیار کو مجھ پر تأثیر وتصرف اور غلبے کی مجال نہ ہو۔

"ومن شر کل شیطان مرید، ومن شر کل جبار عنید" اور میں آپ کی پناہ لیتا ہوں ہر شیطان مردود کے شر سے اور ہر شیطان متکبر کے شر سے جو راہِ حق میں حائل ہو۔ عناد کے معنی راہِ راست سے ہٹ جانا اور حق کو جان لینے کے باوجود اس کا مخالف ہونا، چونکہ کارِ شر کی تدبیر اور اغوا و اضلال کی سلطنت شیطان کے حوالے کی گئی ہے، بالکل یہی حال ان جبار وقہار قسم کے لوگوں کا ہے جو مخلوق پر مسلط ہیں، اس لئے ان کے شر سے پناہ مانگنا بھی واجباتِ وقت میں سے ہے۔ اور شیاطین کی دو قسمیں ہیں، اوّل شیاطینِ جنّ یہ ابلیس اور اس کی ذُریت ہے۔ دوم شیطانِ انس، یہ ظالم اور ان کے ہم نوا ہیں۔ فقرۂ اوّل میں قسمِ اوّل کی طرف اور ثانی میں ثانی کی طرف اشارہ ہے اور قوّتِ وہمیہ جو آدمی کی سرشت میں رکھی گئی ہے

اور اسے شیطان عالم انفس کہا جاتا ہے، یہ شیطان عالم آفاق کا نمونہ ہے کہ عقل قویٰ اور آلات شعور پر تسلط رکھتی ہے البتہ جو عقل نورِ یقین سے منوّر اور مصفا ہو اس پر اس کا تسلط نہیں، حکم: "ان عبادی لیس لک علیھم سلطان" پس یہ قوّت معدوم کو موجود کی شکل میں اور باطل کو حق کے لباس میں پیش کرنے کی خوگر ہے۔ اس اسے استعاذہ ضروری ہے، ماسوا اللہ کا خوف زائل ہونے کی بجز دفعِ وہم کے کوئی صورت نہیں۔ یہ بھی درحقیقت استعاذہ از شرِ نفس کی فرع ہے، جیسا کہ فقرۂ اوّل میں ذکر ہوا۔

"فان تولوا فقل حسبی اللہ لا الٰہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم" یہ قرآن مجید کی ایک آیت ہے جس میں حق تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "پس اگر کافر لوگ منہ پھیرلیں، حق کی جانب متوجہ نہ ہوں اور اس کے قبول کرنے سے پہلوتہی کریں، تو اے محمدؐ! اے محبوب! اے میرے محفوظ و معصوم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیں: "حسبی اللہ" اللہ مجھے کافی ہے، "لا الٰہ الا ھو" اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، "علیہ توکلت" میں نے اپنا تمام کاروبار اسی کے سپرد کردیا، اس کو اپنا کارساز بنالیا، "وھو رب العرش العظیم" وہ عرشِ عظیم کا مالک ہے، جس سے عظیم تر اور بالاتر عالم اجسام میں کوئی مخلوق پیدا نہیں کی گئی۔

سیاقِ کلام چونکہ جباروں اور قہاروں کے دفع کرنے اور ان کے خوف و اندیشہ کو دُور کرنے میں تھا اور اس کی اصل اور مادّہ ہے عظمت و قہرِ خداوندی کا مشاہدہ کرنا اس لئے مقطع کلام مطلع کے طرز پر لایا گیا اور بات کو عظمت پر ختم کیا گیا، اگر اصحابِ حفظ اور اربابِ

دعوت احاطہ عرشِ الٰہی کا مراقبہ مع ملاحظہ اس اضافت کے کریں تو حفظ وصیانت میں زیادہ دخیل ہوگا۔

چنانچہ قطبِ وقت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمہ اللہ نے حزب البحر میں (جو کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا ہے اور حفاظت ونگہداشت کے باب میں تریاقِ اکبر ثابت ہوا ہے) فرمایا: "**ستر العرش مسبول علینا وعین اللہ ناظرة الینا وبحول اللہ لا یقدر احد علینا، واللہ من ورائهم محیط**" یعنی پردۂ عرش ہم پر لٹکا ہوا ہے اور عنایت وعصمتِ الٰہی کی نظر ہماری طرف نگراں ہے، پھر قوّتِ الٰہی کے ساتھ ہم پر کسی کو قدرت نہ ہوگی، اس کی قوّت سب کو محیط ہے کہ اس قدرت کے احاطے سے باہر نکلنے کا راستہ محال ہے۔

فائدہ:...... مشائخِ شاذلیہ قدس اللہ اسرارہم نے مریدوں کو اس دُعا کے پڑھنے کی وصیت فرمائی ہے، یعنی: "**حسبی اللہ لا اِلٰہ الّا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم**" اور ان کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی شخص صرف یہی وظیفہ اختیار کئے ہوئے ہو تو اس کو تمام وظائف سے کفایت کرے گا۔ ان کا یہ بھی ارشاد ہے کہ اگر اس دُعا کے پڑھنے میں فہم وحضور نہ ہو تب بھی مؤثر اور مقبول ہے، اس کی تعداد دس دس مرتبہ بعد نماز صبح وبعد نمازِ مغرب ہے، اگر سات سات مرتبہ پڑھا جائے تو بھی کافی ہے، بلکہ یہ صحتِ روایت سے قریب تر ہے، اس کا خلاصہ حق جل مجدہٗ میں اپنی ذات کا یکسو کرنا اور اِخلاص کا مطلب ہے۔ مع ہٰذا عظمتِ خداوندی کا مشاہدہ کرنا اور ماسوا سے تبریٰ اختیار کرنا اور تدبیر واختیار سے فارغ ہو جانا، حق تعالیٰ اپنے فضلِ خاص سے ہم کو بھی اس طریقۂ مستقیمہ کی توفیق عطا

فرمائیں اور اس پر ثابت قدم رکھیں۔

بعض روایات میں یہ کلمہ بھی دُعائے مذکور (یعنی دُعائے انسؓ) میں مذکور ہے: ''ان ولی اللہ الذی نزل الکتٰب وھو یتولی الصّٰلحین''۔

اس کا ترجمہ یہ ہے: بے شک میرے تمام اُمور کا دوست اور متولّی خدا تعالیٰ ہے، جس نے ایسی کتاب نازل فرمائی جس میں تمام اُمورِ دُنیا و آخرت کی تدبیر ہے، یعنی قرآن مجید، اور وہی نیک لوگوں کے تمام اُمور کو دوست رکھتا ہے اور ان کو تولیت فرماتا ہے۔ اے اللہ! اپنی رحمت سے ہمیں نیک لوگوں میں شامل فرما، آمین!''

صدقہ، فقراء وغیرہ سے متعلق مسائل

مجبوراً لوگوں سے مانگنے کے بارے میں شرعی حکم

س…… میں چھٹی جماعت کا طالب علم تھا کہ میرے والد صاحب بیمار ہوگئے اور کمائی کرنے کے قابل نہ رہے، میرا نہ تو بڑا بھائی تھا اور نہ ہی برادری میں کوئی مددگار، جس کے ذریعے ہمارے گھر کا نظام چل سکتا۔ میری والدہ صاحبہ لوگوں کے گھروں میں کام کاج کرکے ہمارا پیٹ پال لیتی، مگر چونکہ ہم گھر کے آٹھ آدمی کھانے والے تھے، مہنگائی کی وجہ سے گزارا نہیں ہوتا تھا، مجبوراً میری امی جان لوگوں کے کام کاج کے علاوہ لوگوں کو اپنے حالات سے آگاہ کرکے ان سے خدا کے واسطے مدد کی بھی درخواست کرتیں۔ میرے والد صاحب تین سال بیمار رہے اور فوت ہوگئے، میں نے پڑھائی چھوڑ کر مزدوری شروع کی ہے، اب اللہ کا فضل و کرم ہے، میں نے دو ہمشیرہ کی شادی کردی ہے، اپنی بھی شادی کی ہے، والدہ صاحبہ کی بھی خدمت کر رہا ہوں۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ میں نے لوگوں سے سنا ہے کہ بھکاری کے ماتھے پر بھیک کا داغ ہوتا ہے اور بھکاری جنت میں نہیں جاسکتا۔ میں اپنی والدہ صاحبہ کے سلسلے میں پریشان ہوں کیونکہ کچھ دن انہوں نے بھی مجبوری سے لوگوں سے بھیک لی تھی، براہِ کرم وضاحت فرمائیں کہ یہ بات صحیح ہے کہ بھکاری جنت میں نہیں جائے گا؟

ج…… جو لوگ بھیک کو پیشہ بنالیتے ہیں ان کے بارے میں سخت وعید آئی ہے، لیکن جو شریف اپنی مجبوری کی وجہ سے سوال کرتا ہے وہ وعید کا مستحق نہیں۔ آپ کی والدہ نے اگر سوال کیا تو گداگری کے لئے نہیں بلکہ مجبوری کی وجہ سے، اس لئے ان کے بارے میں پریشانی کی ضرورت نہیں، خدا توفیق دے تو جتنا لوگوں سے لیا ہے اس سے زیادہ دیا بھی کیجئے۔

کیا صدقہ دینے سے موت ٹل جاتی ہے؟

س...... حضرت اِمام جعفر صادقؒ سے روایت منسوب ہے کہ صدقہ دینے سے موت بھی ٹل جاتی ہے، کیا یہ دُرست ہے؟ جبکہ اُمّ الکتاب میں موت کا وقت معین اور اٹل ہے، تو یہ کیسے ممکن ہے؟ وضاحت فرمادیں۔

ج...... روایت کے جو الفاظ آپ نے نقل کئے ہیں، وہ تو کہیں نظر سے نہیں گزرے، البتہ ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ: ''صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو بجھاتا ہے اور بُری موت کو ٹالتا ہے'' اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ: ''مسلمان کا صدقہ عمر کو بڑھاتا ہے اور بُری موت کو ٹالتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے کبر، فقر اور فخر کو دُور کردیتے ہیں'' موت کا وقت جب آجاتا ہے تو وہ نہیں ٹلتی، البتہ بعض اعمال واسباب کو عمر بڑھانے والے فرمایا گیا، اگر کوئی شخص ان اعمال کو اختیار کرلے تو عمر ضرور بڑھے گی اور یہ علمِ الٰہی میں پہلے سے طے شدہ ہے کہ یہ شخص ان اسباب کو اختیار کرے گا یا نہیں؟ اس لئے علمِ الٰہی میں موت کا وقت بہرحال متعین ہے۔

کیا سڑکوں پر مانگنے والے گداگروں کو دینا بہتر ہے یا نہ دینا؟

س...... اکثر سڑکوں اور بازاروں میں چلتے پھرتے یا ڈیرہ ڈالے ہوئے فقیر نظر آتے ہیں، جو ہر آنے جانے والے راہ گیر سے سوال کرتے ہیں، جن میں کچھ ضرورت مند ہوتے ہیں اور اکثر پیشہ ور ہوتے ہیں، مگر مسافروں اور راہ گیروں کو یہ نہیں پتا ہوتا کہ کون اصلی ہے اور کون نقلی؟ جس کی وجہ سے بعض خیرات دینے والے غیر مستحق لوگوں کو دے جاتے ہیں، اسی وجہ سے بعض لوگ خیرات دیتے ہیں اور بعض نہیں دیتے، تو اس صورت میں خیرات دینے والے کو ثواب ہوگا یا نہیں؟ اب چاہے اس نے ضرورت مند کو دیا ہو یا پیشہ ور کو، کیونکہ اس بارے میں خیرات دینے والا نہیں جانتا۔ اور بعض لوگ خیرات نہیں دیتے، چاہے وہ ضرورت مند ہو یا پیشہ ور ہو، کیونکہ نہ دینے والا بھی یہ نہیں جانتا، تو کیا اس صورت میں اسے عذاب ہوگا؟

ج…… پیشہ ور گداگروں کو خیرات دینا جائز نہیں، ان میں سے اکثر مال دار ہوتے ہیں، ان کے لئے سوال کرنا حرام ہے اور ان کو خیرات دینے میں ان کے اس حرام پیشے کی معاونت ہے، اس لئے یہ بھی جائز نہیں۔ اور ان کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ اگر کسی شخص کے بارے میں یہ گمان غالب ہو کہ یہ واقعی مستحق ہے تو اس کو خیرات دے سکتے ہیں اور دینے کا ثواب بھی ہوگا۔ لیکن زکوٰۃ انہی لوگوں کو دینی چاہئے جو واقعتاً محتاج ہوں، بھیک مانگنے کا پیشہ نہ کرتے ہوں۔

پیشہ ور گداگروں کو خیرات نہیں دینی چاہئے

س…… آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ شریعت کے لحاظ سے خیرات کسے دینا جائز ہے؟ کیونکہ آج کل کے دور میں ایسے لوگ بھی خیرات مانگتے ہیں جو بالکل صحت مند ہوتے ہیں تو کیا ان کو خیرات دینا جائز ہے یا ناجائز؟ اور اگر دے دی جائے تو کچھ گناہ تو نہیں؟ کیونکہ ہمیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ان میں یتیم، مسکین یا بیوائیں ہیں یا نہیں؟ کیا ان میں یتیم، مسکین اور بیوائیں ہوسکتی ہیں؟ ویسے شکل سے دیکھنے میں لگتے نہیں، اور اگر نہ دیں تو ڈر بھی لگتا ہے کہ کہیں ہم نے اللہ کے حکم کی نافرمانی تو نہیں کی، جس سے ہم سزا کے سزاوار ہوں۔

ج…… پیشہ ور گداگروں کو تو نہیں دینا چاہئے، ان کے علاوہ اگر غالب خیال ہو کہ یہ واقعی محتاج ہے تو دے دیا جائے، ورنہ نہیں۔

جائز و ناجائز

کیا اُلٹی مانگ نکالنے والے کا دِین ٹیڑھا ہوتا ہے؟

س...... کیا واقعی یہ حقیقت ہے کہ جس کی مانگ ٹیڑھی ہو اس کا دِین ٹیڑھا ہے؟ اور کیا اُلٹی کنگھی کرنا گناہِ کبیرہ ہے؟

ج...... اس میں فاسق و فاجر اور کفار کی مشابہت ہے، اور یہ علامت ہے دِل کے ٹیڑھا ہونے کی، اور دِل کے ٹیڑھا ہونے سے پناہ مانگی گئی ہے۔

بچوں کو ٹائی پہنانے کا گناہ اسکول کے ذمہ داروں پر ہے

س...... ہمارے قریبی اسکول میں بچوں کے یونیفارم میں ''ٹائی'' بھی شامل ہے، جبکہ ہماری دانست میں ٹائی لگانا ممنوع ہے، جب اسکول کی سربراہ سے اس سلسلے میں بات کی گئی تو انہوں نے حوالہ مہیا کرنے پر اسکول میں ٹائی اُتار دینے کا وعدہ کیا ہے۔ آپ سے یہی دریافت کرنا ہے کہ ٹائی جائز ہے یا ناجائز؟ اگر ناجائز ہے تو کن وجوہات کی بناء پر؟

ج...... ''ٹائی'' دراصل عیسائیوں کا مذہبی شعار ہے، جو انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صلیب کے نشان کے طور پر اختیار کیا تھا، اس لئے ایک مسلمان کے لئے ٹائی باندھنا عیسائیوں کی تقلید کی وجہ سے حرام ہے، اور اسکول کے بچوں کے لئے اس کو لازم قرار دینا نہایت ظلم ہے، بچے تو معصوم ہیں، مگر اس کا گناہ اسکول کے ذمہ داروں پر پڑے گا۔

اَحکامِ شریعت کے خلاف جلوس نکالنے والی عورتوں کا شرعی حکم

س...... بات یہ ہے کہ ایک گروہ کے لوگ اللہ کی کتاب کو اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں، فقط آخری نبی نہیں مانتے جس کی بنا پر ان کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا ہے۔ اخباروں

کے ذریعہ آپ کو اور عوام کو بھی معلوم ہوچکا ہے کہ چند خواتین نے لاہور میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے خلاف جلوس نکالا اور اسلامی اَحکام کو ماننے سے انکار کیا، تو کیا یہ خواتین ایمان سے خارج اور مرتد نہیں ہوئیں؟ جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک نام نہاد مسلمان کا یہودی کے حق میں ہمارے پیارے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو تسلیم نہ کرنے پر سر گردن سے جدا کردیا تھا، اس طرح نوح علیہ السلام کی اہلیہ کو اپنے نبی اور شوہر کی اطاعت نہ کرنے پر جہنم میں ڈال دیا، اور فرعون کافر کی اہلیہ حضرت آسیہ کو جنت میں ایمان کی بدولت اعلیٰ مقام عطا کردیا جس کی شہادت قرآنِ پاک میں موجود ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جن عورتوں نے اللہ اور رسولِ خدا کے خلاف احتجاج کیا ہے، مندرجہ بالا کی روشنی میں مرتد ہوگئیں یا نہیں؟ ان کا نکاح اپنے مسلمان شوہروں سے باقی رہا ہے یا ازخود فسخ ہوگیا؟ اگر وہ مرجائیں تو مسلمانوں کی قبروں میں کیا دفن کی اجازت ہے؟ ان کی اولاد سے مسلمان شادی بیاہ کا رشتہ قائم کرسکتے ہیں یا نہیں؟

یہ بات قابلِ ستائش اور مبارک بادی ہے کہ لاہور کی نرسوں نے اپنے ایمان کی حفاظت کی اور مغرب زدہ وَدریدہ دہن اور اسلام دُشمن جلوس خواتین سے بیزاری کا برملا اظہار کیا، جس کے صلے میں جنت کی خواتین بی بی آسیہ اور رابعہ خاتون اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہم نشینی کی سعادت حاصل کریں گی۔ اس ضمن میں ایک بات عرض کرنا ہے کہ علمائے دِین کو حضرت اِمامِ اعظمؒ اور دیگر علمائے حق کا کردار ادا کرنے میں کیا رُکاوٹ ہے؟ شریعت عدالت سے ملحدہ او دریدہ دہن عورتوں کے خلاف رٹ کی درخواست پر ان عورتوں کے کافرانہ احتجاج پر ان کی حیثیت کو متعین کرالیا جائے کہ یہ مؤمنہ ہیں یا نوح علیہ السلام کی اہلیہ اور لوط علیہ السلام کی اہلیہ کی فہرست میں شامل ہیں، جن کا انجام قرآن نے بتادیا ہے۔

مکرّر عرض ہے کہ ایک حدیث کے مفہوم سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جن کے ہاتھ میں اقتدار ہے اگر وہ اَوامر کے فروغ میں مدد نہ کریں اور بُرائی کو اپنی طاقت سے نہ روکیں تو مبادا کوئی ظالم ملک پر اللہ تعالیٰ مسلط نہ کردے، جو بوڑھے اور بچوں پر رحم نہ کرے اور ظلم سے نجات کی دُعا مانگی جائے اور اللہ تعالیٰ دُعا قبول نہ کریں، جس کا مظاہرہ ۱۹۷۱ء کی جنگ

میں ہوا اور حاجیوں کی دُعا رَدّ کردی گئی۔

اس لئے پاکستان کے حکمران اور خدا کی دی ہوئی زمامِ اقتدار کے مالک ملک سے اگر فحاشی، بدکاری اور سنگین جرائم کو نہیں روک سکتا تو اللہ تعالیٰ کی سنت میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوگی، اس لئے چندروزہ عیش کو شیطان کا سبز باغ سمجھ کر فوراً تائب ہوجائیں تاکہ زلزلہ کا آنا بند ہوجائے، فاعتبروا یا اولی الأبصار!

ج...... کوئی مسلمان جو اللہ و رسول پر ایمان رکھتا ہو وہ اسلام اور اسلامی اَحکام کے خلاف کیسے احتجاج کرسکتا ہے؟ جن خواتین نے اسلامی اَحکام کے خلاف احتجاجی جلوس نکالا، میرا قیاس یہ ہے کہ وہ جلوس سے پہلے بھی مسلمان نہیں تھیں، اور اگر تھیں تو اس احتجاج کے بعد اسلام سے خارج ہوگئیں۔ اگر انہیں آخرت کی نجات کی کچھ بھی فکر ہے تو اپنے اس فعل پر ندامت کے ساتھ توبہ کریں اور اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کریں، لیکن اندازہ یہ ہے کہ مرنے سے پہلے ان کو اپنے کئے پر ندامت نہیں ہوگی، بلکہ وہ مسئلہ بتانے والوں کو گالیاں دیں گی۔

مدینہ منوّرہ کے علاوہ کسی دُوسرے شہر کو ''منوّرہ'' کہنا

س...... میری نظر سے ایک رسالہ گزرا ہے، جس میں پاکستان کے ایک شہر کو ''المنوّرۃ'' کہا گیا ہے، حالانکہ ایسا لفظ ہم نے کبھی کسی اور جگہ نہیں پڑھا۔ مذکورہ شہر میں ایک مخصوص عقائد کے لوگ (قادیانی) بستے ہیں، کیا اس طرح کے الفاظ کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

ج...... ''المنوّرۃ'' کا لفظ مدینہ طیبہ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، ''المدینۃ المنوّرۃ'' کے مقابلے میں مخصوص عقائد کے لوگوں (قادیانیوں) کا ''ربوۃ المنوّرۃ'' کہنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چشم نمائی، شرانگیزی اور مسلم آزاری کی شرمناک کوشش ہے، اور یہ ان کے کفر و ضلالت کی ایک تازہ دلیل ہے۔

عربی سے ملتے ہوئے اُردو الفاظ کا مفہوم الگ ہے

س...... مولانا صاحب! عموماً ہمارے ہاں یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ بعض اچھے لفظوں کو غلط معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے، مثلاً ایک لفظ ہے ''صلوٰۃ'' جس کا مطلب نماز ہے، مگر

حیرت اور افسوس کی بات ہے کہ یہ لفظ اُردو زبان میں محاورے کی طرح استعمال کیا جاتا ہے اور اس کا مفہوم ڈانٹ پھٹکار، گالی گلوچ، جلی کٹی وغیرہ ہوتا ہے، جیسے: صلواتیں سنانا، صلواتیں پڑھنا۔ اور مثلاً ایک لفظ ہے ''رقیب'' جو عام طور پر حاسد، مخالف یا دُشمن شخص کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، جیسے رقیبِ رُوسیاہ وغیرہ، حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ایک ہے۔ آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ شرعی اعتبار سے یہ کیسا طرزِ عمل ہے جس میں عربی زبان کے اتنے مقدس الفاظ کو اُردو میں ایک مضحکہ خیز ضرب المثل کے طور پر استعمال کیا جائے؟ ایسے لوگوں کے لئے کیا حکم ہے، کیا وہ گناہگار ہوتے ہیں؟ مہربانی فرماکر مفصل و مدلل جواب دیجئے تاکہ میری طرح کے دِین کے اور بہت سے ادنیٰ طالب علموں کی تشفی ہوسکے، کیونکہ بہت سے غیرمسلم جوان باتوں کو سمجھتے ہیں، وہ ہمارا مذاق اُڑاتے ہیں کہ تم کیسے مسلمان ہو جو خود اپنے مذہبی اُمور کو تماشا بناتے ہو؟

ج…… ان الفاظ کا اُردو محاورہ عربی محاورے سے الگ ہے، جو لوگ اُردو ترکیب میں ''رقیب'' کا لفظ استعمال کرتے ہیں ان کے ذہن کے کسی گوشے میں یہ نہیں ہوتا کہ یہ عربی میں اللہ تعالیٰ کا نام ہے، اور پھر عربی میں بھی ایک ایک لفظ کے کئی کئی معنی آتے ہیں، اس لئے نہ ایک زبان کے محاورے کو دُوسری زبان کے محاورے پر قیاس کیا جاسکتا ہے، اور نہ ایک لفظ کے معنی سے دُوسرے معنی کا انکار کیا جاسکتا ہے۔

کسی کی نجی گفتگو سننا یا نجی خط کھولنا

س…… کچھ اداروں میں یہ غلط طریقہ کار رائج ہے کہ وہاں کے ملازمین کی ٹیلی فون پر ہونے والی گفتگو سنی جاتی ہے اور کسی ملازم کے نام کوئی خط آئے، چاہے وہ ذاتی ہو یا دفتری، کھول لیا جاتا ہے، اور اس کے بعد انتظامیہ کی اگر مرضی ہو تو اسے دے دیا جاتا ہے، ورنہ اسے پتا ہی نہیں چل پاتا کہ اس کے نام کوئی خط آیا تھا۔ آپ اسلامی نقطۂ نگاہ سے بتائیں کہ یہ دونوں حرکتیں کیسی ہیں؟

ج…… کسی کی نجی گفتگو یا نجی خط اس کی امانت ہے، گفتگو کا سننا اور کسی کے خط کا کھولنا اس امانت میں خیانت ہے، اور خیانت گناہِ کبیرہ ہے۔ اس لئے کسی کی گفتگو سننا اور اس کے خط کا

فہرست

کھولنا ناجائز ہے، اِلَّا یہ کہ یہ شبہ ہو کہ یہ گفتگو یا خط اس شخص کے خلاف ہے۔

اغوا کرنے کا گناہ کس پر ہوگا؟

س...... کافی عرصہ سے میرے ذہن میں بھی ایک مسئلہ موجود ہے جو معاشرے کی پیداوار ہے۔ آج کل روز اخبارات جہاں بہت سی خبروں سے بھرے ہوتے ہیں وہاں کچھ ایسی خبریں بھی ہوتی ہیں جو رونے پر مجبور کردیتی ہیں، یعنی عورتوں کو اغوا کرنا اور ان کی بے عزتی۔ یہ ایک ایسا ظلم ہے جو ہنستی زندگی کو ہمیشہ کے لئے آنسوؤں میں دھکیل دیتا ہے اور یہ سب عورتوں کی بے پردگی و بے حجابی اور غلط کتابوں کا نتیجہ ہے۔ میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ایسے آدمیوں کے لئے قرآن میں کیا حکم ہے؟ اور ایسی عورتوں کے لئے، بعض ایسی لڑکیاں جو دھوکے سے ایسے حالات کا شکار ہوجاتی ہیں اور وقت گزرنے پر ان کو احساس ہوتا ہے، ان کے لئے قرآن کا کیا کہنا ہے؟ اور گناہ گار کون ہے؟

ج...... آپ نے اس آفت کا سبب تو خود ہی لکھ دیا ہے، یعنی عورتوں کی بے پردگی اور بے حجابی۔ لہٰذا حسبِ مراتب وہ سب لوگ مجرم ہیں جو اِن اسباب کے محرک ہیں یا جو قدرت کے باوجود ان اسباب کا انسداد نہیں کرتے۔ باقی اغوا کرنے والے اور اغوا شدہ لڑکیاں (اگر وہ برضا و رغبت گئی ہوں) چوراہے پر سولی دیئے جانے کے لائق ہیں۔

خواہشاتِ نفسانی کی خاطر مسلک تبدیل کرنا

س...... مؤرخہ ۴؍نومبر کو مفتی عبدالرؤف صاحب نے طلاق کے موضوع پر لکھتے وقت ایک جملہ اس طرح لکھا ہے: ''طلاق کے حکم کو ختم کرنے کے لئے دُوسرا مسلک اختیار کرنا حرام ہے۔'' اب تک میں یہ سمجھتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے یا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صریح حکم کی خلاف ورزی ہی حرام ہے۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں کسی مسلک کا چھوڑ دینا کسی طرح بھی اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں ہوتی، چنانچہ آپ سے درخواست ہے کہ کیا آپ بتائیں گے کہ حرام کی جامع تعریف کیا ہے؟

ج...... محض خواہشِ نفس اور مطلب براری کے لئے کوئی مسلک اختیار کرنا، اِتباعِ ہویٰ ہے،

جس کا حرام ہونا قرآن وسنت میں منصوص ہے۔ جو شخص مطلب نکالنے کے لئے مسلک بدل سکتا ہے، وہ دِین بھی بدل سکتا ہے، چنانچہ اکابر نے ایسے شخص کے بارے میں فرمایا ہے کہ جو شخص خواہشِ نفس کے لئے فقہی مسلک بدل لیتا ہے اندیشہ ہے کہ اس کا خاتمہ ایمان پر نہ ہو، نعوذ باللہ!

ضرب المثل میں ''نماز بخشوانے گئے روزے گلے پڑے'' کہنا

س...... بعض افراد دورانِ گفتگو ضرب المثل کے طور پر ایسی مثال دیتے ہیں جو کہ ایک مسلمان کو نہیں کہنی چاہئے، مثلاً: ''گئے تھے نماز بخشوانے، روزے گلے پڑ گئے'' وغیرہ وغیرہ۔ برائے مہربانی ان کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار فرمادیں تاکہ لوگ اس گفتگو سے توبہ کریں۔

ج...... گو محاورے میں نماز روزے کی توہین مقصود نہیں ہوتی، مگر پھر بھی ایسی مثال نہیں دینی چاہئے۔

مزار پر پیسے دینا شرعاً کیسا ہے؟

س...... میں جس روٹ پر گاڑی چلاتا ہوں اس راستے میں ایک مزار آتا ہے، لوگ مجھے پیسے دیتے ہیں کہ مزار پر دے دو، مزار پر پیسے دینا کیسا ہے؟

ج...... مزار پر جو پیسے دیئے جاتے ہیں، اگر مقصود وہاں کے فقراء و مساکین پر صدقہ کرنا ہو تو جائز ہے، اور اگر مزار کا نذرانہ مقصود ہوتا ہے تو یہ ناجائز اور حرام ہے۔ یہ تو میں نے اُصول اور ضابطے کی بات لکھی ہے، لیکن آج کل لوگوں کے حالات کا مشاہدہ یہ بتاتا ہے کہ عوام کا مقصد دُوسرا ہے، اس لئے اس کو ممنوع کہا جائے گا۔

خواب کی بنا پر کسی کی زمین میں مزار بنانا

س...... مولانا صاحب! ہمارے قصبے سے کوئی ایک میل دُور ایک کھیت میں ایک پیر صاحب دریافت ہوئے ہیں، وہ ایسے کہ ایک عورت نے خواب میں دیکھا کہ پیر صاحب کہتے ہیں کہ فلانی جگہ پر میرا مزار بناؤ۔ لوگوں نے مزار بنادیا، آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ

فہرست

اس مزار پر روزانہ تقریباً ۲۰۰ سے زائد آدمی دُعا مانگنے آتے ہیں، جس مالک کی یہ زمین ہے وہ بہت تنگ ہے اور کہتا ہے کہ میری زمین سے یہ جعلی مزار ہٹاؤ لیکن وہ نہیں ہٹاتے۔ آپ بتائیں کہ اس کا کیا حل ہے؟

ج...... ایک عورت کے کہنے کی بنا پر مزار بنالینا بدعقلی ہے، کہ بیٹھے بٹھائے شرک و بدعت کا اَڈّہ بنادیا جائے۔ زمین کے مالک کو چاہئے کہ وہ اس کو ہموار کردے اور لوگوں کو وہاں آنے سے روک دے۔

دست شناسی اور علم الاعداد کا سیکھنا

س...... میرا سوال یہ ہے کہ علم پامسٹری، علم کیرل، علم جفر، دست شناسی، قیافہ شناسی وغیرہ اور پیش گوئی سے بہت سے لوگ مستقبل کے بارے میں ذاتی یا قومی باتیں بتاتے ہیں، مثلاً: دست شناسی میں ہاتھ دیکھ کر مستقبل اور اچھائی بُرائی کے بارے میں بتاتے ہیں۔ اسی طرح علم اعداد کے تحت لوگوں کا مستقبل بتایا جاتا ہے، میرے ذہن میں یہ سوال ہے کہ آیا یہ سب علوم دُرست ہیں؟ کیا ان پر یقین کرنا صحیح فعل ہے؟ یاد رہے کہ بعض اوقات ان لوگوں کی کہی ہوئی بات سو فیصدی صحیح ہوتی ہے اور اکثر لوگ ان کی باتوں پر یقین کرلیتے ہیں، اور بعض مایوسی کا شکار ہوکر غلط اقدامات کر بیٹھتے ہیں۔ مجھے اُمید ہے آپ میرے اس سوال کا جواب ضرور دیں گے۔

ج...... ان علوم کے بارے میں چند باتوں کو سمجھ لینا ضروری ہے۔

اوّل:...... مستقبل بینی کے جتنے طریقے ہیں، سوائے انبیاء علیہم السلام کی وحی کے، ان میں سے کوئی بھی قطعی و یقینی نہیں، بلکہ وہ اکثر حساب اور تجربے پر مبنی ہیں، اور تجربہ و حساب کبھی صحیح ہوتا ہے، کبھی غلط۔ اس لئے ان علوم کے ذریعہ کسی چیز کی قطعی پیش گوئی ممکن نہیں کہ وہ لازماً صحیح نکلے، بلکہ وہ صحیح بھی ہوسکتی ہے اور غلط بھی۔

دوم:...... کسی غیریقینی چیز کو یقینی اور قطعاً سمجھ لینا عقیدہ اور عمل میں فساد کا موجب ہے، اس لئے ان علوم کے نتائج پر سو فیصد یقین کرلینا ممنوع ہے کہ اکثر عوام ان کو یقینی سمجھ لیتے ہیں۔

سوم:…… مستقبل کے بارے میں پیش گوئیاں دو قسم کی ہیں، بعض تو ایسی ہیں کہ آدمی ان کا تدارک کرسکتا ہے، اور بعض ایسی ہیں کہ ان کا تدارک ممکن نہیں۔ ان علوم کے ذریعہ اکثر پیش گوئیاں اسی قسم کی کی جاتی ہیں جن سے سوائے تشویش کے اور کوئی نفع نہیں ہوتا، جیسا کہ سوال میں بھی اس طرح اشارہ کیا گیا ہے، اس لئے ان علوم کو علومِ غیرمحمودہ میں شمار کیا گیا ہے۔

چہارم:…… ان علوم کی خاصیت یہ ہے کہ جن لوگوں کا ان سے اشتغال بڑھ جاتا ہے، خواہ تعلیم و تعلّم کے اعتبار سے، یا استفادے کے اعتبار سے، ان کو اللہ تعالیٰ سے صحیح تعلق نہیں رہتا، یہی وجہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام اور خصوصاً ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کو ان علوم میں مشغول نہیں ہونے دیا، بلکہ ان کے اشتغال کو ناپسند فرمایا ہے اور انبیاء علیہم السلام کے سچے جانشین بھی ان علوم میں اشتغال کو پسند نہیں کرتے۔ پس ان علوم میں سے جو اپنی ذات کے اعتبار سے مباح ہوں، وہ ان عوارض کی وجہ سے لائقِ احتراز ہوں گے۔

بیت الخلا میں اخبار پڑھنا

س…… بیت الخلا میں اسلامی کتب کے علاوہ کوئی کتاب یا اخبار پڑھنا یا اور باتیں کرنا کیسا ہے؟

ج…… بیت الخلا پڑھنے یا باتیں کرنے کی جگہ تھوڑی ہے، اس جگہ اخبار یا کتاب پڑھنا گناہ ہے۔

محبت اور پسند کو بُرا سمجھنا

س…… ہمارے گھروں میں محبت یا پسند کو اتنا بُرا کیوں سمجھا جاتا ہے؟ اگر کوئی لڑکا یا لڑکی اپنا شریکِ حیات وقت سے کچھ پہلے منتخب کرلے تو اس میں حرج ہی کیا ہے؟

ج…… محبت تو بُری نہیں، لیکن اس کا بے قید ہونا بُرا ہے، اور یہ بے قیدی آدمی کی صحت و عمر اور دِین و دُنیا دونوں کو غارت کردیتی ہے۔

نامحرَم عورتوں سے آشنائی اور محبت کو عبادت سمجھنا کفر کی بات ہے

س…… محمد بن قاسم نے تو سترہ سال کی عمر میں سندھ کو فتح کیا تھا جبکہ آج کل کے اسکولوں

اور کالجوں میں پڑھنے والے اکثر طالب علم غیرمحرَم لڑکیوں کا پیچھا کرتے نظر آتے ہیں، بس اسٹاپوں پر کھڑے ہوکر غیرمحرَم لڑکیوں پر آوازیں کسنا، بس میں بیٹھ کر گھر تک ان کا پیچھا کرنا اوران سے خط و کتابت کرنا نوجوان نسل کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ کالج کے لڑکوں سے ایک مرتبہ میری بحث ہوئی، وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ ہم لڑکیوں کے ساتھ جو کچھ کرتے ہیں، وہ پیار اور محبت میں کرتے ہیں اور پیار کرنا کوئی گناہ نہیں بلکہ عبادت ہے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ تمھیں یہ کس نے بتایا کہ پیار کرنا عبادت ہے؟ تو ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہمارے ریڈیو، ٹی وی اور سینما دن رات ہمیں یہی سبق سکھاتے ہیں کہ پیار ہی سے زندگی ہے اور پیار کرنا بھی ایک عبادت ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ یقیناً انسانوں اور مخلوقِ خدا سے پیار کرنا عبادت ہے، لیکن اس عبادت کا طریقہ یہ ہے کہ کسی بھوکے کو کھانا کھلایا جائے، کسی یتیم، بیوہ یا غریب کی مدد کی جائے، کسی مصیبت زدہ سے اظہارِ غم خواری کرکے اس کا دُکھ بانٹا جائے، ضرورت کے وقت کسی مجبور اور مظلوم انسان کی مدد کی جائے، اور شادی کے بعد اپنی بیوی سے محبت کی جائے، یہ سب باتیں پیار کا اصل مفہوم ہیں، اور عبادت کے زُمرے میں آتی ہیں۔ لیکن وہ لوگ اپنی اس ضد پر قائم ہیں کہ غیرمحرَم لڑکیوں سے راہ و رسم بڑھانا بھی اس پیار میں شامل ہے جو عبادت کا درجہ رکھتا ہے۔ ازراہِ کرم آپ شریعت کی روشنی میں اس مسئلے کا جواب مرحمت فرمائیں۔

ج…… غیرمحرَم سے تعلق و آشنائی حرام ہے، اسے پاک محبت سمجھنا جہالت ہے، اور حرام کو حلال بلکہ عبادت سمجھنا کفر کی بات ہے۔

بینک کے تعاون سے ریڈیو پر دِینی پروگرام پیش کرنا

س…… ریڈیو سے ایک پروگرام ''روشنی'' کے عنوان سے نشر ہوتا ہے جو زیادہ تر…… کی آواز میں ہوتا ہے، لیکن اس پروگرام کے بعد بتایا جاتا ہے کہ یہ پروگرام آپ کی خدمت میں فلاں بینک کے تعاون سے پیش کیا گیا۔ آپ قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ بتائیں کہ کیا سود کا کاروبار کرنے والے ادارے کے ذریعے ایسے پروگرام وغیرہ نشر کرنا ٹھیک ہیں؟ کیونکہ سود حرام ہے۔

ج……حرام کا مال کسی نیک کام میں خرچ کرنا دُرست نہیں، بلکہ دُہرا گناہ ہے، یہ پروگرام ''روشنی'' نہیں بلکہ ''ظلمت'' ہے، یہی وجہ ہے کہ اس سے ایک شخص کی بھی اصلاح نہیں ہوتی۔

کنواری عورت کا اپنے آپ کو کسی کی بیوی ظاہر کرکے ووٹ ڈالنا

س…… ہمارے معاشرے میں جس طرح کی دُوسری اخلاقی بیماریاں پھیل رہی ہیں، اس سے زیادہ جعلی ووٹ ڈالنے کی بیماری سرطان کی طرح پھیل رہی ہے۔ خصوصاً خواتین میں تو یہ بیماری عام ہے۔ ایک عورت خواہ مخواہ دُوسرے مرد کی زوجہ اپنے آپ کو ظاہر کرکے ووٹ ڈالتی ہے۔ اب تصفیہ طلب دو اُمور ہیں۔ اوّلاً: شرعی نقطۂ نظر سے اس کی حیثیت کیا ہے؟ آیا ایسا کرنا جائز ہے؟ اگر کسی اسلام پسند فرد کے لئے کیا جائے؟ ثانیاً: اگر کوئی کنواری لڑکی پولنگ عملے کے سامنے کسی شخص کی زوجہ اپنے آپ کو ظاہر کرتی ہے اور وہ فرد اگر قاضی کی عدالت میں دعویٰ دائر کرے کہ فلاں میری زوجہ ہے اور پولنگ عملہ گواہی بھی دے دیتا ہے تو کیا وہ لڑکی جس نے جعلی ووٹ ڈالنے کے لئے اپنے آپ کو شادی شدہ ظاہر کیا تھا اس مذکورہ شخص کی بیوی ہوجائے گی؟ شریعت اس بات میں کیا فرماتی ہے؟

نوٹ:…… یاد رہے کہ ووٹ ڈالتے وقت اپنا اصلی نام نہیں بتاتی بلکہ انتخابی فہرست والا نام بتاتی ہے۔

ج…… ووٹ کی حیثیت، جیسا کہ حضرتِ اقدس مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے، شہادت کی ہے اور جھوٹی گواہی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ''اکبر کبائر'' میں شمار فرمایا۔ یعنی سات بڑے گناہ جو تمام گناہوں میں بدتر ہیں اور آدمی کے دِین و دُنیا دونوں کو برباد کرنے والے ہیں، اس سے معلوم ہوا ہوگا کہ ووٹ میں جعل سازی کتنا بڑا گناہ ہے؟ اور جو شخص اتنے بڑے گناہ کو حلال سمجھے وہ نہ اسلام پسند ہے اور نہ شرافت پسند۔

۲:…… جو عورت جعل سازی سے اپنے آپ کو کسی کی بیوی ظاہر کرے اس اظہار سے اس کا نکاح اس مرد سے منعقد نہیں ہوتا، اور جب نکاح ہوا ہی نہیں تو عدالت میں اس کو ثابت بھی نہیں کیا جاسکتا، البتہ یہ شخص اگر چاہے تو ایسی عورت کو جعل سازی کی سزا عدالت سے دِلواسکتا ہے۔

مجبوراً قبلہ رُخ پیشاب کرنا

س...... اگر ایسی صورت پیش آجائے کہ ایک طرف قبلہ ہو، دُوسری طرف بیت المقدس اور تیسری طرف افراد ہوں تو کس طرف رُخ کرکے قضائے حاجت کی جائے؟

ج...... پیشاب پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا یا پشت کرنا مکروہ ہے، اور آدمیوں کی طرف (خواہ مرد ہوں یا عورتیں) منہ کرنا حرام ہے، باقی ہر طرف جائز ہے، مرد اور عورت سب کے لئے ایک ہی حکم ہے۔

کیا کھڑے ہوکر پیشاب کرنا سنت ہے؟

س...... ایک مولانا صاحب فرما رہے تھے کہ کھڑے ہوکر پیشاب کرنا ایک لحاظ سے سنتِ رسول ہے، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی بعض دفعہ کھڑے ہوکر پیشاب کیا کرتے تھے۔ کیا یہ دُرست ہے؟

ج...... بالکل غلط ہے، جو کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عذر کی بنا پر کیا ہو وہ عام سنت نہیں ہوتی۔

مجبوراً کھڑے ہوکر پیشاب کرنا

س...... پاکستان کے تقریباً ہر بڑے شہر میں ۹۵ فیصد ہوٹلوں، ریلوے اسٹیشنوں، اسپتالوں، تفریح گاہوں، سرکاری اور نجی دفاتر کے باتھ روم یعنی پیشاب گھروں میں کھڑے کھڑے پیشاب کرنے کا انتظام ہوتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا کھڑے کھڑے پیشاب کرنا طبّی اور مذہبی لحاظ سے دُرست ہے؟

ج...... ایک گنوار کا لڑکا انگریزی پڑھتا تھا، کسی نے گنوار سے پوچھا کہ لڑکا کتنا پڑھ گیا ہے؟ کہنے لگا: کھڑے ہوکر پیشاب تو کرنے لگا ہے۔ جدید تہذیب نے انسانی معاشرے کو حیوانیت میں تبدیل کردیا ہے، یہ حیوانوں کی طرح کھڑے ہوکر کھاتے پیتے ہیں اور کھڑے ہوکر بول و براز کرتے ہیں، استنجا اور صفائی کی ان کو ضرورت ہی نہیں۔ اس حیوانی معاشرے میں انسانوں کو مشکلات کا پیش آنا قدرتی بات ہے۔

درخت کے نیچے پیشاب کرنا

س...... کسی درخت، پودے وغیرہ کے نیچے پیشاب کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

ج...... جو درخت سایہ دار ہو جس کے نیچے لوگ آرام کرتے ہوں، اس کے نیچے پیشاب کرنا ممنوع ہے، اسی طرح ہر ایسی جگہ پیشاب و پاخانہ کی ممانعت ہے جس سے لوگوں کو تکلیف ہو۔

دوائی میں شراب ملانا

س...... کیا دوائی میں شراب ملانا جائز ہے؟

ج...... دوائی میں شراب ملانا جائز نہیں، البتہ اگر بیماری ایسی ہو کہ اطباء کے نزدیک اس کا علاج شراب کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا تو جس طرح جان بچانے کے لئے مردار کھانے کی اجازت ہے، اسی طرح اس کی بھی ہوگی۔

آیۃ الکرسی پڑھ کر تالی بجانا حرام ہے

س...... میرے گھر میں سونے سے پہلے روزانہ آیۃ الکرسی پڑھ کر زور سے تالی بجائی جاتی ہے، عقیدہ یہ ہے کہ تالی کی آواز جتنی دُور جائے گی، گھر ہر بلا اور چور سے اتنا ہی محفوظ رہے گا، آیۃ الکرسی تو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اس کے بابرکت ہونے میں کچھ شک نہیں ہوسکتا، لیکن تالی کے ساتھ اس کا کیا تعلق ہے؟

ج...... اس طرح تالی بجانا حرام ہے، اور یہ عقیدہ کہ تالی بجانے سے بلائیں دُور ہوتی اور چور بھاگ جاتے ہیں جاہلانہ توہم پرستی ہے۔ آیۃ الکرسی پڑھنا صحیح ہے اور حفاظت کا ذریعہ ہے۔

احادیث یا اسلامی لٹریچر مفت تقسیم کرنے پر اجر و ثواب

س...... اگر کوئی شخص اسلامی مسائل، احادیث یا اَحکامات رضائے الٰہی اور عوام الناس کے فہم کے لئے چھپوا کر مفت تقسیم کرے تو آیا اسے اس کا اجر ملے گا یا نہیں؟ جبکہ مشتہر کرنے والے شخص کا ارادہ یہ ہو کہ یہ عمل میرے لئے ثواب کا ذریعہ بنے، یا ان اَحکامات میں سے کوئی شخص ان پر عمل کرے اور وہ میرے لئے باعثِ مغفرت ہوجائے۔

ج…… اس نیک عمل کے موجبِ اَجر وثواب ہونے میں کیا شک ہے؟ بشرطیکہ مقصود محض رضائے الٰہی ہو، اور مسائل مستند اور صحیح ہوں۔

وڈیو سینٹر پر قرآن خوانی کرنا دِین سے مذاق ہے

س…… وڈیو سینٹر کے افتتاح کے موقع پر قرآن خوانی کرنے اور کرانے والوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج…… یہ لوگ گناہگار تو ہیں ہی، مجھے تو اس میں یہ بھی شبہ ہے کہ وہ اس فعل کے بعد مسلمان بھی رہے یا نہیں…؟

مسجد میں قالین یا اور کوئی قیمتی چیز استعمال کرنا

س…… مسجد میں قالین یا دُوسری قیمتی اشیاء استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج…… جائز ہے۔

کہانی کی کتابیں، رسالے، ڈائجسٹ پڑھنا شرعاً کیسا ہے؟

س…… کہانی کی کتابیں، رسالے، ڈائجسٹ اور دُوسری فحش کتابیں پڑھنی چاہئیں کہ نہیں؟ اگر پڑھے تو گناہ ہے یا نہیں؟

ج…… اخلاقی، اصلاحی اور سبق آموز کہانیاں پڑھنا جائز ہے، فحش اور گندی کہانیاں جن سے اخلاق تباہ ہوں، پڑھنا حرام ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا کہنا

س…… حضرت! عرض ہے کہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے شجرات اور حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے قصائد میں ایک دو مقام ایسے ہیں جن کو بریلوی حضرات سامنے رکھ کر ہمارے نوجوانوں کے ذہن خراب کرتے ہیں، ہمیں ان اَشعار کا مطلب اور حکم مطلوب ہے، اُمید ہے دست شفقت دراز فرمائیں گے، ان اَشعار کی فوٹو کاپی ارسالِ خدمت ہے۔

فہرست

ج۱:......اصطلاحات کے فرق سے مفہوم میں فرق ہوجاتا ہے۔''مشکل کشا'' فارسی کا لفظ ہے، اور اس کے معنی ہیں: ''مشکل مسائل کو حل کرنے والا'' اور یہ لقب حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیا تھا، عربی میں اس کا ترجمہ "حل العویصات" ہے، اُردو میں آج کل ''مشکل کشا'' کے معنی سمجھے جاتے ہیں: ''لوگوں کے مشکل کام کرنے والا۔'' حاجی صاحبؒ کے شعر میں وہ معنی مراد ہیں، یہ معنی مراد نہیں۔

۲:......حضرت نانوتویؒ کے قصیدے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوحانیت سے استشفاع ہے، ''کرمِ احمدی'' کو خطاب ہے، اور یہ استمداد دُنیا کے کاموں کے لئے نہیں، بلکہ آخرت میں نجات اور دُنیا میں استقامت علی الدین کے لئے ہے۔ جس طرح عشاق اپنے محبوبوں کو خطاب کرتے ہیں، حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ ان کی آواز ان کے محبوب کے کان تک نہیں پہنچتی، اور واقعتاً ان کو سنانا مقصود بھی نہیں ہوتا، بلکہ اظہارِ عشق و محبت کا ایک پیرایہ ہے۔ اسی طرح اکابرؒ کے کلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خطاب کیا گیا ہے وہاں بھی اظہارِ عشق و محبت اور طلبِ شفاعت مقصود ہے، نہ کہ اس زندگی میں اپنے کاموں کے لئے مدد طلب کرنا۔ اہلِ سنت کا عقیدہ ہے کہ بندوں کے اعمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت پر پیش کئے جاتے ہیں، سو اگر کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی خیال سے خطاب کرتا ہے کہ اس کا یہ معروضہ بارگاہِ نبوی پر پیش ہوگا تو یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص کسی کے نام خط لکھ رہا ہو، اور اس سے اپنے خط پر خطاب کر رہا ہو، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ مکتوب الیہ اس خط کو پڑھے گا۔

الغرض اگر عقیدہ فاسد نہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں تو ان خطابات کی صحیح توجیہ ممکن ہے، ہاں! عقیدہ فاسد ہو تو خطاب ممنوع ہوگا۔

نوٹ:......اس ناکارہ نے ''اِختلافِ اُمت اور صراطِ مستقیم'' میں بھی اس پر تھوڑا سا لکھا ہے، اس کو بھی ملاحظہ فرمالیں۔

تبلیغ والوں کا شبِ جمعہ کی پابندی کرنا کیسا ہے؟

س......سالوں سال تبلیغی جماعت والے شبِ جمعہ مناتے چلے آرہے ہیں، اور کبھی بھی ناغہ

کرتے ہوئے نہیں دیکھا گیا، خدانخواستہ اسی عمل کی بنا پر تو اس حدیث کے زُمرے میں نہیں آتا ہے کہ: ”لا تختصوا لیلة الجمعة .... الخ“ اور نیز اس پر دوام کیا بدعت تو نہ ہوگا؟

ج...... تعلیم و تبلیغ کے لئے کسی دن یا رات کو مخصوص کرلینا بدعت نہیں، نہ اس کا التزام بدعت ہے۔ دِینی مدارس میں اسباق کے اوقات مقرّر ہیں، جن کی پابندی التزام کے ساتھ کی جاتی ہے، اس پر کبھی کسی کو بدعت کا شبہ نہیں ہوا...!

وکیل کی کمائی شرعاً کیسی ہے؟

س...... میں بارہویں کلاس کا طالب علم ہوں اور آرٹس کا طالب علم ہوں۔ میں وکیل بننا چاہتا ہوں، مگر میں نے کئی لوگوں سے سنا ہے کہ وکیل کی کمائی حرام کی کمائی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا واقعی وکیل کی کمائی حرام کی کمائی ہوتی ہے؟ کیا اسے کسی طرح بھی حلال نہیں کہا جاسکتا؟

ج...... وکیل اگر جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ ثابت کرکے فیس لے تو ظاہر ہے کہ یہ حلال نہیں ہوگی، اور اگر کسی مقدمے کی صحیح پیروی کرتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کی کمائی کو حرام کہا جائے، اب یہ خود دیکھ لیجئے کہ وکیل حضرات مقدمات کی پیروی کرتے ہوئے کتنا جھوٹ ملاتے ہیں...؟

جعلی ڈگری لگاکر ڈاکٹر کی پریکٹس کرنا

س...... اگر کوئی شخص ڈاکٹری کی ڈگری نہیں رکھتا اور ڈاکٹر کا بورڈ اور جعلی ڈگری لگاکر پریکٹس کرتا ہے تو کیا اس طرح سے حاصل آمدنی حرام ہے؟ اور یہ کس درجے کا گناہگار ہے؟

ج...... اگر ڈاکٹر کا فن نہیں رکھتا تو گناہگار ہے، اس کی آمدنی ناجائز ہے، اور اگر کوئی شخص اس غلط دوائی سے مرگیا تو اس پر تاوان ہے۔

ترکِ سگریٹ نوشی کے لئے جرمانہ مقرّر کرنا

س...... ایک آدمی یا دو آدمی آپس میں بیٹھ کر یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم آئندہ سگریٹ نوشی نہیں کریں گے، اگر آئندہ سگریٹ نوشی کے مرتکب ہوں گے تو مبلغ ۵۰۰ ریال بطور جرمانہ ادا

فہرست

کریں گے۔ ان میں سے اگر کوئی فریق عہد شکنی کردے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ ذرا وضاحت سے لکھ دیں تاکہ ہماری مشکل دُور ہو۔

ج…… یہ آپ نے نہیں لکھا کہ جرمانہ کس کو ادا کرنا تھا، اگر یہ مطلب تھا کہ جو فریق عہد شکنی کرے گا تو دُوسرے ساتھیوں کو جرمانہ دے گا تو یہ صحیح نہیں، اور اس پر کچھ لازم نہیں، اور اگر یہ طے ہوا تھا کہ جو فریق عہد شکنی کرے گا وہ پانچ سو ریال راہِ اللہ میں دے گا تو یہ نذر ہوئی، اور اس کے ذمہ اس رقم کا فی سبیل اللہ دینا ضروری ہے۔

اپنے مکان کا چھجا گلی میں بنانا

س…… ہمارا محلّہ مسرّت کالونی (ملیرسٹی) جو کافی گنجان ہے، یہاں ایک گلی ہے جس کی لمبائی ۱۰۰ فٹ ہے اور چوڑائی ۶ فٹ ہے، اس گلی کے دونوں بازو میں دو مکان ہیں، اس میں سے ایک مکان کے مالک ڈاکٹر صاحب ہیں، جو ضعیف العمر ہیں، انہوں نے چند ماہ قبل گلی کی طرف اپنے مکان کی تعمیر شروع کی، جب مکان کی تعمیر کا کام چھت پر آیا تو وہ گلی میں اپنے نئے مکان کی چھت کے ساتھ ۳ فٹ کا چھجا تعمیر کروانے لگے، اہلِ محلّہ نے مشترکہ طور پر اس کی مخالفت کی۔ اہلِ محلّہ کا جواز یہ ہے کہ اس گلی سے بجلی کی لائن آتی ہے جس کے لئے دونوں اطراف کھمبے لگے ہوئے ہیں، ٹیلی فون کی لائن بھی اس گلی سے گزر رہی ہے، نیز گلی اندھیری ہوجائے گی۔ واضح ہو کہ گلی کے دُوسرے بازو کے مالک مکان نے کوئی چھجا تعمیر نہیں کیا ہے اور نہ ارادہ ہے، اہلِ محلّہ نے آپس میں مل بیٹھ کر مشترکہ فیصلہ کیا، جس میں ڈاکٹر صاحب بھی شریک تھے کہ گلی میں کوئی چھجا تعمیر نہیں ہوگا اور مکان کو بغیر چھجے کے تعمیر کرنے کا فیصلہ دے دیا۔ خیر ڈاکٹر صاحب کا مکان بھی تعمیر ہوگیا، اب جب محکمۂ بجلی نے بجلی کی لائن نصب کرنے کے لئے گلی میں کام شروع کیا تو ڈاکٹر صاحب نے کام بند کرادیا اور بجلی والوں کو واپس کردیا کہ یہ لائن گلی سے نہیں جائے گی، گلی میں چھجا تعمیر کریں گے۔ ڈاکٹر صاحب کے اس عمل سے محلے کے ۲۰ مکانات بجلی کی بہتر سہولت سے محروم رہ گئے اور اسٹریٹ لائٹ جو ان پولوں پر لگنی تھی وہ بھی رُک گئی۔ واضح ہو کہ ڈاکٹر صاحب اپنی زمین کی ایک ایک اِنچ جگہ تعمیر

کرا چکے ہیں اور گلی جو کہ سرکاری ہے، اس کو ہر طرح سے استعمال کر رہے ہیں، یعنی گلی میں گٹر لائن ڈالے ہوئے ہیں اور اپنے مکان میں داخل ہونے کے لئے چبوترہ (ایک اسٹپ، One Step) بھی گلی میں بنایا ہوا ہے، یہ بھی راہ داری میں رُکاوٹ پیدا کرتی ہے۔ مگر اہلِ محلّہ کو اس پر اعتراض نہیں ہے۔ اہلِ محلّہ ڈاکٹر صاحب کے اس عمل پر خاصے ناراض ہیں اور ان کے متعلق طرح طرح کی باتیں شروع ہوگئی ہیں۔ لہٰذا مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں کیا ڈاکٹر صاحب کا عمل شرعاً جائز ہے؟ کیا یہ حقوق العباد کی نفی نہیں ہے؟ نیز یہ بھی مشورہ دیں کہ یہ مسئلہ ان سے کس طرح حل کرایا جائے؟

ج…… چونکہ ڈاکٹر صاحب کے اس عمل سے گلی والوں کے حقوق متأثر ہوتے ہیں، اس لئے ان کی اجازت و رضامندی کے بغیر ڈاکٹر صاحب کا چھجا بنانا جائز نہیں۔

کمپنی سے سفرخرچ وصول کرنا

س…… زید جس کمپنی میں ملازم ہے، اس کمپنی کی طرف سے دُوسرے شہروں میں مال کی فروخت اور رقم کی وصولی کے لئے جانا پڑتا ہے، جس کا پورا خرچہ کمپنی کے ذمہ ہوتا ہے، بعض شہروں میں زید کے ذاتی دوست ہیں جن کے پاس ٹھہرنے کی وجہ سے خرچہ نہیں ہوتا۔ کیا زید دُوسرے شہروں کے تناسب سے ان شہروں کا خرچہ بھی اپنی کمپنی سے وصول کرسکتا ہے یا نہیں؟

ج…… اگر کمپنی کی طرف سے یہ طے شدہ ہے کہ ملازم کو اتنا سفرخرچ دیا جائے خواہ وہ کم خرچ کرے یا زیادہ، اور کرے یا نہ کرے، اس صورت میں تو زید اپنے دوست کے پاس ٹھہرنے کے باوجود کمپنی سے سفرخرچ وصول کرسکتا ہے، اور اگر کمپنی کی طرف سے طے شدہ نہیں بلکہ جس قدر خرچ ہو ملازم اس کی تفصیلات جزئیات لکھ کر کمپنی کو دیتا ہے اور کمپنی سے بس اتنی ہی رقم وصول کرلیتا ہے جتنی اس نے دورانِ سفر خرچ کی تھی تو اس صورت میں کمپنی سے اتنا ہی سفرخرچ وصول کرسکتا ہے جتنا کہ اس کا خرچ ہوا۔

رفاہی کام کے لئے اللہ واسطے کے نام سے دینا

س…… ہم نے مسافروں کی سہولت کے لئے جنرل بس اسٹینڈ بھکر میں جنرل پوسٹ آفس

فہرست

بھکر میں درخواست دی کہ مسافروں کو یا وہاں کے مقامی لوگوں کو خط ڈاک میں ڈالنے کی بہت تکلیف ہوتی ہے اور شہر جنرل بس اسٹینڈ سے تقریباً تین میل دُور ہے، لہٰذا مہربانی کرکے یہاں پر لیٹر بکس بڑا لگایا جائے، ڈاک خانے والوں نے درخواست اس شرط پر منظور کی ہے کہ لیٹر بکس کا جو خرچہ آتا ہے وہ اَڈّے والے خود کریں اور ہم لیٹر بکس دے دیں گے۔ خرچے کی وضاحت میں آپ کو کردیتا ہوں، یعنی لیٹر بکس کو نصب کرنے پر بجری سیمنٹ اور اینٹوں کا خرچہ، مستری مزدوری کا خرچ۔ ہم نے لیٹر بکس کو نصب کرنے کے لئے چندہ کیا ہے جو تقریباً ۱۲۲ روپے ہے، کیونکہ یہ ایک رفاہی کام ہے اور خدمتِ خلق ہے، ہم نے ایک آدمی سے چندہ مانگا، اس نے کہا میں اللہ واسطے یا صدقہ کرکے دیتا ہوں، اس نے پانچ روپے دیئے ہیں، کیا اس رفاہی کام میں اس کا اللہ واسطے کا دیا ہوا روپیہ کارِ ثواب ہے؟ کیا یہ اس کا اللہ واسطہ یا صدقہ ہوسکتا ہے؟

ج…… رفاہی کام بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کیا جاسکتا ہے، اس لئے اس شخص کا اس کام کے لئے اللہ واسطے کے نام سے دینا صحیح ہے۔

سگریٹ نوشی شرعاً کیسی ہے؟

س…… سگریٹ پینا کیسا ہے؟ اگر مکروہ ہے تو کون سا مکروہ؟ میں نے ایک رسالے میں پڑھا تھا کہ اِمامِ حرم نے (مجھے نام یاد نہیں رہا) یہ فتویٰ دیا ہے کہ سگریٹ پینا حرام ہے، دلیل یہ دی ہے کہ ایک تو ہر نشہ حرام ہے، دُوسرے سگریٹ سے قدرتی نشوونما رُک جاتی ہے۔ آج تک کسی سرجن یا ڈاکٹر نے سگریٹ کے فائدے نہیں بتائے سوائے مضرات کے۔ یہاں تک کہا گیا ہے کہ سگریٹ خودکشی کا ایک مہذب طریقہ ہے۔

تیسری دلیل یہ ہے کہ کسی چیز کو بے کار جلانا حرام ہے، اور سگریٹ کا جلانا بھی بے کار ہے، کیونکہ اس کے جلانے میں کوئی فائدہ نہیں۔

چوتھی دلیل یہ ہے کہ از رُوئے حدیث ایذائے مسلم حرام ہے اور سگریٹ سے دُوسروں کو تکلیف ہوتی ہے۔ راقم الحروف نے بچشمِ خود یہ بھی دیکھا ہے کہ بہت سے لوگ سگریٹ پیتے ہی مسجد میں داخل ہوتے ہیں۔ اور لیلۃ القدر میں یہ بھی دیکھا ہے کہ مسجد سے

نکلتے ہی مسجد کے دروازے کے پاس سگریٹ پیتے ہیں اور پھر فوراً مسجد میں داخل ہوجاتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ آپ ذرا ایسے مسلمانوں کو اَحکامِ شرعیہ سے آگاہ کریں اور یہ بتائیں کہ سگریٹ حرام ہے کہ نہیں؟

ج…… آپ کے دلائل خاصے مضبوط ہیں، اُمید ہے کہ دیگر اہلِ علم اس پر مزید روشنی ڈالیں گے۔ بندے کے نزدیک عام حالات میں سگریٹ مکروہِ تحریمی ہے۔

چنگی ناکہ کم دینے کے لئے خریداری بل کم بنوانا

س…… ہم باہر سے جو سامان لاتے ہیں اس پر چنگی ناکہ ادا کرنا پڑتا ہے اور چنگی والے خریداری بل دیکھ کر چار فی صد وصول کرتے ہیں، ہم سیٹھوں سے جعلی بل بنوالیتے ہیں جس سے ناکہ کم ادا کرنا پڑتا ہے۔ کیا ایسا کرنا یعنی جعلی بل بنوا کرنا کہ چنگی کم ادا کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ جبکہ سرکاری ناکہ کم ہوتا ہے لیکن ٹھیکیدار بولی بڑھا بڑھا کر تقریباً دوگنا زیادہ کرلیتے ہیں، اگر یہ ٹھیکیدار بولی بڑھا کر ٹھیکہ زیادہ نہ کریں تو سرکاری شرح کم ہوگی۔

ج…… جعل سازی کو جائز تو نہیں کہا جاسکتا، مگر چنگی وصول کرنا خود بھی ظلم ہے، اور ظلم سے بچنے کے لئے اس میں کچھ تخفیف ہوجائے تو ہوجائے۔

یہود و نصاریٰ سے ہمدردی فاسقانہ عمل ہے

س…… مردان کے ایک صاحب کے سوال: ''سونا مرد کے لئے حرام ہے تو سونے کی انگوٹھی پہن کر نماز جائز ہوگی یا نہیں؟'' کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ:

> ''نماز اللہ کی بارگاہ میں حاضری ہے، جو شخص عین حاضری کی حالت میں بھی فعلِ حرام کا مرتکب ہو اور حق تعالیٰ شانہ کے اَحکام کو توڑنے پر مصر ہو، خود ہی سوچ لیجئے کہ کیا اس کو قرب و رضا کی دولت میسر آئے گی…؟''

متذکرہ بالا جواب کے تناظر میں حسبِ ذیل چند سوالات پیدا ہوتے ہیں جن کی وضاحت ضروری ہے۔ سورۂ فاتحہ (اُمّ القرآن) ہر نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے،

جس میں اللہ جل شانہ کے حکم کے مطابق مغضوبین وضالین کے خلاف اللہ سے پناہ مانگی جاتی ہے، (اے اللہ! مجھ کو مغضوبین وضالین کی راہ پر چلنے سے بچا) اور مغضوبین وضالین کے متعلق علمائے حق نے غالباً ترمذی شریف کی احادیث سے یہود ونصاریٰ مراد لئے ہیں، پھر بھی کوئی مسلمان یہود ونصاریٰ کو قابلِ اعتماد دوست اور ہمدرد بناتا ہے تو ایسے مسلمان کے لئے آپ کی کیا رائے ہے؟ ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور مدد کا مستحق ہوسکتا ہے؟ کیا ایسے شخص کی نماز ودیگر عبادات منافقانہ نہیں ہوں گی؟ اس سلسلے میں سورۂ مائدہ کی آیات نمبر ۱۶۲ تا ۱۶۵ کے حوالے کے ساتھ آپ کے جواب کا انتظار رہے گا۔ یہ بھی حقیقت واضح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وخلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کو ہمیشہ یہود ونصاریٰ سے من حیث القوم تکلیف ہی پہنچی اور متواتر ان کے خلاف جہاد کیا۔

ج...... منافقانہ عمل کہنا تو صحیح نہیں، البتہ گناہ میں مبتلا ہونے کی وجہ سے ان کا عمل فاسقانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر گناہ سے محفوظ رکھیں۔

عزّت کے بچاؤ کی خاطر قتل کرنا

س...... کسی مسلمان یا غیرمسلم نے کسی مسلمان لڑکی کی عزّت پر حملہ کیا تو کیا مسلمان لڑکی کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنی عزّت بچانے کے لئے حملہ آور کو قتل کردے؟

ج...... بلاشبہ جائز ہے۔

عصمت پر حملے کے خطرے سے کس طرح بچے؟

س...... کسی مسلمان کی بیوی، بیٹی، بہن یا ماں کی عصمت کو خطرہ لاحق ہے، بچاؤ کی کوئی صورت نہیں، تو کیا مسلمان مرد کو یہ جائز ہے کہ وہ عزّت پر حملہ ہونے سے پہلے چاروں میں سے کسی کو قتل کردے؟

ج...... ان چاروں کو قتل کرنے کے بجائے حملہ آور کو قتل کردے یا خود شہید ہوجائے۔

عصمت کے خطرے کے پیشِ نظر لڑکی کا خودکشی کرنا

س...... اسلام نے خودکشی کو حرام قرار دیا ہے اور خودکشی کرنے والے کو جہنم کا سزاوار کہا ہے،

زندگی میں بعض مرتبہ ایسے سنگین حالات پیش آتے ہیں کہ لڑکیاں اپنی زندگی کو قربان کرکے موت کو گلے لگانا پسند کرتی ہیں، دُوسرے الفاظ میں وہ خودکشی کرلیتی ہیں۔ مثلاً: اگر کسی لڑکی کی عصمت کو خطرہ لاحق ہو اور بچاؤ کا کوئی بھی راستہ نہ ہو تو وہ اپنی عصمت کی خاطر خودکشی کرلیتی ہے، اس کا عظیم مظاہرہ تقسیمِ ہند کے وقت دیکھنے میں آیا، جب بے شمار مسلمان خواتین نے ہندوؤں اور سکھوں سے اپنی عزّت محفوظ رکھنے کی خاطر خودکشی کرلی، باپ اپنی بیٹیوں کو اور بھائی اپنی بہنوں کو تاکید کرتے تھے کہ وہ کنویں میں کود کر مرجائیں لیکن ہندوؤں اور سکھوں کے ہاتھ نہ لگیں۔ آپ قرآن و حدیث کی روشنی میں براہِ کرم یہ بتائیں کہ مندرجہ بالا حالات میں لڑکیوں اور خواتین کا خودکشی کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج…… قانون تو وہی ہے جو آپ نے ذکر کیا۔ باقی جن لڑکیوں کا آپ نے ذکر کیا ہے توقع ہے کہ ان کے ساتھ رحمت کا معاملہ ہوگا۔

کیا کوڑے مارنے کی سزا خلافِ شریعت ہے؟

س…… کیا اسلام میں کوڑے مارنے کی سزا خلافِ شریعت ہے؟ اور اگر واقعی اسلام میں کوڑوں کی سزا کی کوئی گنجائش نہیں تو پھر ایک جلیل القدر صحابی نے یہ سزا اپنے بیٹے کو کیوں دی؟

ج…… اسلام میں بعض جرائم پر کوڑوں کی سزا تو رکھی گئی ہے، لیکن اس سے یہ فوجی یا جلادی کوڑے مراد نہیں جن کا آج کل رواج ہے۔ وہ کوڑے اتنے ہلکے پھلکے ہوتے تھے کہ سو کوڑے کھاکر بھی آدمی نہ صرف زندہ بلکہ تندرست رہ سکتا تھا اور وہ کوڑے ٹکٹکی باندھ کر ایک ہی جگہ نہیں مارے جاتے تھے، نہ کوڑے لگانے کے لئے خاص جلاد رکھے جاتے تھے۔ ''اسلام میں کوڑے کی سزا'' سن کر یہ غلط فہمی پیدا ہوتی ہے کہ شاید اسلام بھی موجودہ دور کے جلادی کوڑوں کو روا رکھتا ہے۔

ایک جلیل القدر صحابی کے اپنے بیٹے کو کوڑوں کی سزا دینے کے جس واقعے کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے، اگر اس سے مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے، جو عام طور سے واعظ حضرات میں مشہور ہے، تو یہ واقعہ غلط اور موضوع اور من گھڑت ہے۔

بے نمازی کے ساتھ کام کرنا

س…… میں ایک ایسے آدمی کے ساتھ کام کرتا ہوں جو نماز نہیں پڑھتے، بلکہ جمعہ تک نہیں پڑھتے، کیا ایسے آدمی کے ساتھ کام کرنا جائز ہے؟

ج…… کام تو کافر کے ساتھ بھی کرسکتے ہیں، وہ صاحب اگر مسلمان ہیں تو ان کو نماز کی ترغیب دینا ضروری ہے، آپ ان کو کسی بہانے کسی نیک صحبت میں لے جایا کیجئے، اس سے اِن شاء اللہ تعالیٰ وہ نمازی ہوجائیں گے۔

گورنمنٹ کے محکموں میں چوری شخصی چوری سے بدتر ہے

س…… تقریباً دو سال پہلے میرے بڑے بھائی اور میرے والد مرحوم نے بجلی چوری کرنے کا طریقہ اپنایا تھا، جو اَبھی جاری ہے۔ کہتے ہیں کہ جو شخص دُنیا میں کوئی اچھا عمل یا بُرا عمل چھوڑ جاتا ہے اس کو مرنے کے بعد بھی قبر میں اس کا بدلہ ملتا رہتا ہے، کہتے ہیں کہ جب تک بُرا عمل دُنیا میں ہوتا رہے گا اس کا گناہ مرحوم اور جو اُن کا ساتھی ہوگا اسے ملتا رہے گا۔ بجلی کیونکہ ایک قومی ادارہ ہے، یہ ایک قوم کی امانت ہے اور اسی طرح ٹیلی فون، ٹیکس کی چوری وغیرہ جو بھی چوری کرتا ہے یا مدد کرتا ہے، کہتے ہیں کہ قیامت کے روز اس کا بدلہ اعمال کی کرنسی سے لیا جائے گا، یعنی اعمال لے لئے جائیں گے۔ ہمارے یہاں جو بجلی چوری ہوتی ہے اس لحاظ سے ہم اس بجلی کے استعمال سے جو نیک عمل یا عبادت اس کی روشنی میں کریں گے یقیناً وہ قابلِ قبول نہیں ہوگی، کیونکہ چوری کرنا حرام ہے، اور حرام چیز استعمال کرکے نیک کام کرے تو وہ بھی یقیناً قبول نہیں ہوگا۔ مولانا صاحب! یہ سوال جو میں نے کیا ہے اور اس سوال میں جو میں نے اپنے خیالات کا بھی اظہار کیا ہے وہ صحیح ہے یا نہیں؟ اس کا جواب دیں۔ ہمارے دُوسرے ایسے مسلمان بھائیوں کو بھی معلوم ہوجائے کہ گورنمنٹ کے مال کی چوری کا بھی اللہ کے یہاں نیکیوں کے بدلے سے چوری کا خسارہ پورا کیا جائے گا، ہوسکے تو ایسے لوگوں کا انجام حدیث سے ثابت فرمائیے۔

ج…… آپ کے خیالات صحیح ہیں، گو تعبیرات صحیح نہیں۔ جس طرح شخصی املاک کی چوری گناہ

ہے، اسی طرح قومی املاک میں چوری بھی گناہ ہے، بلکہ بعض اعتبارات سے یہ چوری زیادہ سنگین ہے، کیونکہ ایک آدمی سے تو معاف کرانا بھی ممکن ہے اور پوری قوم سے معاف کرانے کی کوئی صورت ہی نہیں۔

رکشے کے میٹر کو غلط کر کے زائد پیسے لینا

س…… ہمارے محلّہ میں اکثریت رکشہ، ٹیکسی والوں کی ہے، ان لوگوں کے ساتھ اکثر میری تکرار ہوجاتی ہے، چونکہ حکومت نے رکشے کا میٹر ایک روپیہ بیس پیسہ فی میل اور ٹیکسی کا میٹر دو روپے فی میل مقرّر کیا ہے، یہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ حکومت وقتاً فوقتاً پیٹرول مہنگا کرتی ہے اور رکشہ ٹیکسی کا کرایہ زیادہ نہیں کرتی، اس لئے ہمارا اس موجودہ ریٹوں پر گزارا نہیں ہوتا ہے، تو مجبوراً ہم لوگ ایک روپیہ بیس پیسہ کے بجائے دو روپے اور دو روپے کے بجائے ڈھائی روپے چلاتے ہیں۔ حالانکہ میرے خود بھی دو رکشے اسی دو روپے میں چل رہے ہیں، واضح طور پر لکھ دیجئے کہ یہ زائد جو کمائی ہم لوگ کرتے ہیں حلال ہے یا حرام؟ باوجود اس کے کہ حکومت کے مقرّر کردہ ریٹ کے مطابق ان لوگوں کو روزانہ ساٹھ روپے سے لے کر ستر اَسّی روپے تک بچت ہوتی ہے۔

ج…… جو لوگ رکشہ، ٹیکسی پر سفر کرتے ہیں ان کے ذہن میں تو یہی ہے کہ رکشہ، ٹیکسی والے حکومت کے مقرّر کردہ ریٹ پر چلتے ہیں، اس صورت میں رکشہ، ٹیکسی والے کا اپنے طور پر کرایہ بڑھا کر وصول کرنا مسافر کی رضامندی سے نہیں، بلکہ دھوکے سے ہے، اس لئے زائد رقم ان کے لئے حلال نہیں۔ البتہ اگر مسافر سے یہ طے کرلیا جائے کہ میں اتنے پیسے زائد لوں گا اور وہ اس پر راضی ہوجائے تو جائز ہے۔

مذہبی شعار میں غیر قوم کی مشابہت کفر ہے

س…… ایک حدیث سنی ہے جس کا مفہوم میری سمجھ میں اس طرح آیا کہ: ''جو شخص جس کسی کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ کل قیامت کے دن اسی کے ساتھ اُٹھایا جائے گا''، ہم لوگ سر کے بالوں سے لے کر پیر کے ناخنوں تک غیروں کی مشابہت کرتے ہیں۔ داڑھی پر اُسترا

چلاتے ہیں، قمیص اور پتلون انگریزی اپناتے ہیں، غرض ہر طرح انگریز کا طریقہ اپناتے ہیں، کوئی زیادہ دِین دار ہو تو قمیص کے کالر تبدیل کرلیتا ہے، شکل قمیص کی انگریزی ہوتی ہے، گھڑی بائیں ہاتھ میں باندھتے ہیں۔ برائے مہربانی یہ بتائیں کہ ہمارا طریقہ یہ کیا ہے؟ کیا یہ انگریزی طریقہ نہیں ہے؟ اور یہ حدیث ہم پر صادق نہیں آتی ہے؟

ج…… یہ حدیث صحیح ہے، اور کسی قوم سے تشبہ کا مسئلہ خاصا تفصیل طلب ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ کسی غیرقوم کے مذہبی شعار میں ان کی مشابہت کرنا تو کفر ہے، جیسے ہندووٴں کی طرح چوٹی رکھنا، یا زنار پہننا، یا عیسائیوں کی طرح صلیب پہننا۔ اور جو چیز کسی قوم کا مذہبی شعار تو نہیں لیکن کسی خاص قوم کی وضع قطع ہے، ان میں مشابہت کفر نہیں، البتہ گناہِ کبیرہ ہے۔ جیسا کہ داڑھی منڈانا مجوسیوں کا شعار تھا۔ اور جو چیز کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں، ان میں مشابہت نہیں، البتہ اگر کوئی شخص مشابہت کے ارادے سے ان چیزوں کو اختیار کرے گا وہ بھی اس حدیث کا مصداق ہے۔

نعتیں ترنم کے ساتھ پڑھنا

س…… حمد و نعتیں اور اسلام کے پروگرام میں کبھی خواتین اور کبھی خواتین و مرد ایک ساتھ، کبھی مرد لحن سے اور کبھی ترنم سے پڑھتے ہیں جب عورتیں یا مرد اور عورتیں ایک ساتھ حمد یا نعت یا سلام ریڈیو پر پڑھتے ہوں تو اسے ہر مرد اور عورت کو سننا جائز ہے؟ اگر نہیں تو کس طرح سنا جاسکتا ہے؟

ج…… حمد و نعت تو بہت اچھی چیز ہے، بلکہ بہترین عبادت کہنا چاہئے بشرطیکہ حمد و نعت کے مضامین خلافِ شرع نہ ہوں، جیسا کہ آج کل کے بہت سے نعت گو خلافِ شرع مضامین کا طومار باندھ دیتے ہیں۔ جہاں تک پڑھنے کا تعلق ہے، اگر مرد، مردوں کے مجمع میں اور کوئی عورت خواتین کی محفل میں پڑھے اور اس کی آواز نامحرَم مردوں تک نہ پہنچے تب تو صحیح ہے، لیکن مردوں اور عورتوں کا ایک ساتھ پڑھنا ناجائز ہے۔

قرآن مجید کی ٹیوشن پڑھانا جائز ہے

س…… میں کسی ادارے میں ملازمت کرتا ہوں اور میری نامعقول تنخواہ ہے، اور گھر کی فیملی

زیادہ ہے، گھر کا واحد سہارا ہوں۔ فارغ ٹائم میں بچوں کو ٹیوشن پڑھاتا ہوں اور میں حافظِ قرآن ہوں، بچوں کو قرآنی تعلیم دیتا ہوں، جو تنخواہ ملتی ہے اس سے اپنی گھریلو ضروریات کو پورا کرتا ہوں۔ آپ قرآن و حدیث کی روشنی میں بتائیں ٹیوشن فیس لینا جائز ہے کہ نہیں؟

ج...... ٹیوشن ایک جز وقتی ملازمت ہے، پس فارغ وقت میں ٹیوشن پڑھائی جائے تو اس وقت کی اُجرت لینا جائز ہے۔

اپنے آپ کو تیل ڈال کر جلانے والے کا شرعی حکم

س...... کچھ دن پہلے کی بات ہے کہ میری ہمشیرہ نے اپنے سسرال والوں کے ظلم سے تنگ آکر اپنے آپ پر مٹی کا تیل چھڑک کر اپنے جسم کو آگ لگالی، اور وہ بُری طرح جل گئی، تین دن تک وہ موت و حیات کی کشمکش میں رہی، اس کے بعد انتقال ہوگیا۔ آیا اس کی موت کو اپنی موت کہیں گے یا خودکشی؟

ج...... یہ خودکشی نہیں تو اور خودکشی کسے کہتے ہیں...؟

غلط عمر لکھوا کر ملازمت کی تنخواہ لینا

س...... پاکستان میں عموماً حضرات اپنے بچوں کی عمر کم لکھواتے ہیں تاکہ مستقبل میں فائدے ہوں، مثلاً: ریٹائر ہونے کی عمر میں ۲ یا ۳ سال کا ناجائز اضافہ ہوجاتا ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ اس اضافے سے جو تنخواہ ملتی ہے کیا وہ جائز ہے یا ناجائز؟ کیونکہ وہ زائد سال کسی اور کا حق ہے جو عمر بڑھوا کر کسی شخص نے حاصل کئے۔

ج...... تنخواہ تو خیر حلال ہے اگر کام حلال ہو، مگر جھوٹ کا گناہ ہمیشہ سر رہے گا۔

مقرّرشدہ تنخواہ سے زیادہ بذریعہ مقدمہ لینا

س...... میں ایک جگہ کام کرتا تھا، اب جی بھر گیا ہے، ۵ سال ہوگئے ہیں نوکری کرتے ہوئے۔ مالک کے ساتھ جو معاہدہ تھا یعنی تنخواہ مقرّر تھی وہ مجھے ملتی رہی ہے۔ ہر ماہ مقرّر کی ہوئی تنخواہ مجھے برابر ملتی رہی ہے۔ اب ایک آدمی نے مشورہ دیا ہے کہ تم کورٹ میں مقدمہ کرو، کافی رقم ملے گی۔ جبکہ مجھے میرا حق یعنی جو تنخواہ مقرّر تھی وہ مجھے ملتی رہی ہے۔ اب اگر

میں مقدمہ کروں اور مجھے جو رقم ملے گی اس رقم کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے، کیا یہ جائز ہے؟

ج...... آپ سے جتنی تنخواہ کا معاہدہ ہوا تھا وہ تو آپ کے لئے حلال ہے، اس سے زیادہ اگر آپ وصول کریں گے تو غصب ہوگا، اگر آپ کو وہ تنخواہ کافی نہیں تو آپ معاہدہ فسخ کرسکتے ہیں۔

غیر حاضریاں کرنے والے ماسٹر کو پوری تنخواہ لینا

س...... ایک صاحبِ علم آدمی ایک اسکول میں ماسٹر ہے، مگر وہ اپنے علاقے کے لوگوں کے معاملات میں اس قدر مصروف ہے کہ باقاعدگی سے اسے اسکول میں حاضری کا موقع نہیں ملا کرتا، بلکہ زیادہ سے زیادہ مہینے میں کوئی ۱۷، ۱۸ حاضریاں اس کی بنیں گی، تو کیا اس کو اس بنا پر پوری تنخواہ وصول کرنا جائز ہوگا کہ وہ خدمتِ خلق اور لوگوں کے کاموں میں مصروف ہے جبکہ اسکول میں ایسا دُوسرا ماسٹر موجود ہو جو اس کے پیریڈ لے سکے؟

ج...... ماسٹر صاحب کو تنخواہ تو پڑھانے کی ملتی ہے، خدمتِ خلق کی نہیں ملتی۔ اس لئے وہ جتنی پڑھائی کریں بس اتنی ہی تنخواہ کے مستحق ہیں، اس سے زیادہ ناجائز لیتے ہیں۔

غلط بیانی سے عہدہ لینے والے کی تنخواہ کی شرعی حیثیت

س...... پاکستان سے ایک صاحب جعلی سرٹیفکیٹ بنواکر یہاں سعودیہ میں ایک بڑی پوسٹ پر آکر فائز ہوئے، پاکستان کے متعلقہ حکام بہت حیرت زدہ ہوئے، اس لئے کہ پاکستان میں یہ صاحب ماضی میں اس عہدے کے اسسٹنٹ کی حیثیت سے کام کرچکے تھے اور اپنی نالائقی کی بنا پر اسسٹنٹ کے عہدے سے بھی متعلقہ محکمے سے نکالے جاچکے تھے۔ اسسٹنٹ سے آگے محنت کرکے قانونی طور پر ترقی کرنا ان کے لئے قطعی ناممکن تھا، اس طرح انہوں نے اس دُنیا میں تو چالاکی سے جعلی سرٹیفکیٹ کے ذریعہ دُوسرے ملک والوں کو بےوقوف بنالیا اور یہاں اس بڑے عہدے پر جیسے تیسے کام کر رہے ہیں، اس طرح انہوں نے پاکستان سے آنے والے ایک موزوں اور قابل انسان کی حق تلفی بھی کی۔ اب ان کی اس

کمائی کی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟ کیا بہت سے حج اور عمرے کرنے سے ان کا یہ جان بوجھ کر کیا ہوا گناہ دُھل سکتا ہے؟

ج...... جھوٹ اور جعل سازی کے ذریعہ کوئی عہدہ ومنصب حاصل کرنا یہ تو ظاہر ہے کہ حرام ہے، اور جھوٹ، دغا بازی اور فریب دہی پر جتنی وعیدیں آئی ہیں، یہ شخص ان کا مستحق ہے، مثلاً: جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت، ارشادِ نبوی ہے کہ دھوکا کرنے والا ہم میں سے نہیں ہے۔ اس لئے جعل سازی خواہ چھوٹی کی ہو یا بڑی، ایسے شخص کے بدکار، گناہگار ہونے میں تو کوئی شبہ نہیں، اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنی چاہئے۔ باقی رہا یہ مسئلہ ایسے شخص کی کمائی بھی حلال ہے یا نہیں؟ اس کے لئے یہ اُصول یاد رکھنا چاہئے کہ اگر یہ شخص اس منصب کی اہلیت وصلاحیت رکھتا ہے اور کام بھی صحیح کرتا ہے تو اس کی تنخواہ حلال ہے، اور اگر منصب کا سرے سے اہل نہیں، یا کام ٹھیک سے انجام نہیں دیتا تو اس کی تنخواہ حرام ہے، اس اُصول کو وہ صاحب ہی نہیں بلکہ تمام سرکاری وغیر سرکاری افسران وملازمین پیشِ نظر رکھیں۔ میرے مشاہدے و مطالعے کی حد تک ہمارے افسران وملازمین میں سے پچاس فیصد حضرات ایسے ہیں جو یا تو اس منصب کے اہل ہی نہیں، محض سفارش یا رشوت کے زور سے اس منصب پر آئے ہیں، یا اگر اہل ہیں تو اپنی ڈیوٹی صحیح طور پر نہیں بجالاتے، ایسے لوگوں کی تنخواہ حلال نہیں۔ وہ خود بھی حرام کھاتے ہیں اور گھر والوں کو بھی حرام کھلاتے ہیں۔

اوور ٹائم لکھوانا اور اس کی تنخواہ لینا

س...... میں نماز روزے کا سختی سے پابند ہوں اور حلال رزق میری جستجو ہے۔ لیکن ایک رُکاوٹ پیش آرہی ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہے۔ بزرگوارم! میں ایک مالیاتی ادارے میں ملازم ہوں جہاں مقرّرشدہ اوقاتِ کار ختم ہونے کے بعد مزید چند گھنٹے خدمات سرانجام دینا پڑتی ہیں، جس کا علیحدہ سے معاوضہ دیا جاتا ہے، جس کا طریقۂ کار یہ ہے کہ تمام ملازمین کو جنھوں نے اوور ٹائم کیا ہوتا ہے اوور ٹائم ختم کرنے کے بعد ایک رجسٹر پر دستخط کرنے پڑتے ہیں، جس میں ٹوٹل اوور ٹائم کتنے گھنٹے کیا اور ساتھ میں وقت اور دستخط تحریر کرنا پڑتے ہیں، لیکن اس تحریر کردہ اور دستخط شدہ وقت سے دو گھنٹے پہلے ہی چھٹی کرلی جاتی ہے اور صرف

ایک گھنٹہ کام کیا جاتا ہے، کافی اداروں میں ایسا ہوتا ہے، تو مزید جو دو گھنٹے کا بھی (جس میں ہم کام نہیں کرتے، چھٹی کر جاتے ہیں) معاوضہ وصول کرتے ہیں کیا وہ ہمارے لئے حلال ہے؟ ہم اسے اپنے بال بچوں کے پیٹ کے لئے استعمال کر سکتے ہیں؟

ج...... معاوضہ صرف اتنے وقت کا حلال ہے جس میں کام کیا ہو، اس سے زیادہ وقت کا رجسٹر میں اندراج کرنا جھوٹ اور بددیانتی ہے، اور اس کا معاوضہ وصول کرنا قطعی حرام ہے۔

غلط اوورٹائم کی تنخواہ لینا

س...... آج کل خاص طور پر سرکاری دفاتر میں یہ بیماری عام ہے کہ لوگ بوگس اوورٹائم اور بوگس ٹی اے ڈی اے حاصل کرتے ہیں جس سے گورنمنٹ کو کروڑوں روپے سالانہ نقصان ہوتا ہے، اس طرح بعض لوگ مہینے میں ۸ یا ۱۰ دن دفتر آتے ہیں مگر تنخواہ پورا مہینہ حاصل کرتے ہیں۔

الف:...... وہ لوگ جو اوورٹائم ٹی اے، ڈی اے اور بوگس تنخواہ حاصل کرتے ہیں، ان کی کمائی کیسی ہے؟

ب:...... جو افسران اوورٹائم، ٹی اے، ڈی اے اور تنخواہ تیار کرتے ہیں اور ان کاغذات پر کئی افسران دستخط بھی کرتے ہیں، کیا انہیں بری الذمہ قرار دیا جاسکتا ہے یا وہ بھی اس کام میں برابر کے شریک ہیں؟ ان لوگوں کی کمائی سے زکوٰۃ، صدقات اور دُوسرے فلاحی کاموں میں خرچ کی گئی رقم قابلِ قبول ہے یا نہیں؟

ج...... ظاہر ہے کہ ان کی کمائی خالص حرام ہے، اور جو افسران اس کی منظوری دیتے ہیں وہ اس جرم اور حرام کام میں برابر کے مجرم ہیں۔ صدقہ و خیرات حلال کمائی سے قبول ہوتی ہے، حرام سے نہیں۔ حرام مال سے صدقہ کرنے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص گندگی کا پیکٹ کسی کو تحفے میں دے۔

سرکاری ڈیوٹی صحیح ادا نہ کرنا قومی وملّی جرم ہے

س...... زید کا بحیثیت ورکس شاپ اٹینڈنٹ کے تقرّر کیا جاتا ہے لیکن وہ اپنے فرائضِ منصبی

قطعی طور پر انجام نہیں دیتا، لیکن حکومت سے ماہانہ تنخواہ وصول کرتا ہے، کیا اس کی ماہانہ تنخواہ شرعی حدود کے مطابق جائز ہے؟

ج…… جس کام کے لئے کسی کا تقرّر کیا گیا ہو اگر وہ اس کام کو ٹھیک ٹھیک انجام دے گا تو تنخواہ حلال ہوگی ورنہ نہیں۔ جو سرکاری ملازمین اپنی ڈیوٹی صحیح طور پر ادا نہیں کرتے تو وہ خدا کے بھی خائن ہیں اور قوم کے بھی خائن ہیں، اور ان کی تنخواہ شرعاً حلال نہیں۔ دُنیا میں اس خیانت کا خمیازہ انہیں یہ بھگتنا پڑتا ہے کہ اچھی آمدنی، اچھی رہائش اور اچھی خاصی آسائش اور آسودگی کے باوجود ان کا سکون غارت اور رات کی نیند حرام ہوجاتی ہے، طاعت و عبادت کی توفیق سلب ہوجاتی ہے اور آخرت کا عذاب مرنے کے بعد سامنے آئے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھیں۔ بہرحال اپنی ڈیوٹی ٹھیک طور پر بجا نہ لانا ایک ایسا دِینی، اخلاقی اور قومی و ملّی جرم ہے کہ آدمی اس گناہ کی معافی بھی نہیں مانگ سکتا۔

پریشانیوں سے گھبرا کر مرنے کی تمنا کرنا

س…… اب دُنیا میں جینا مشکل ہوگیا ہے، دِل چاہتا ہے کہ موت آجائے، دُنیا کے حالات دگرگوں ہوچکے ہیں۔ بندے کو پانچ چھ ماہ سے پریشانیوں اور بخار نے ایسا گھیرا ہے کہ جان نہیں چھوٹتی، کیا اس طرح کہنا جائز ہے؟

ج…… پریشانیوں پر اَجر تو ایسا ملتا ہے کہ عقل و تصوّر میں نہیں آسکتا، لیکن اجر صابرین کے لئے ہے، اور پریشانیوں سے تنگ آکر موت کی تمنا کرنا حرام بھی ہے اور اَجر کے منافی بھی:

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مرجائیں گے
مرکے بھی چین نہ آیا تو کدھر جائیں گے

ماں باپ سے متعلق قرآنِ کریم کے اَحکامات کا مذاق اُڑانا

س…… اگر ایک لڑکا نہایت اُونچی تعلیم اور صاف ستھرے ماحول میں پروَرِش پاکر بعد شادی اور حصولِ ملازمت کے اپنے والد، بھائیوں اور بہنوں سے نامعقول عذر لے کر ہر قسم کا تعلق منقطع کرلے بلکہ نفرت کرنے لگے اور اپنی زوجہ اور اس کے عزیزوں کو خوش کرنے کے لئے

ان کو ذہنی تکلیف میں ڈال کر خوش ہو۔ پابندِ نماز ہونے کے باوجود ان اَحکامات کا مذاق اُڑائے جو ماں باپ اور بزرگوں کے احترام کے سلسلے میں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں۔ شرعاً اور اخلاقاً کیا وعید بیان کی گئی ہے؟

ج...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''والدین کا نافرمان جنت میں نہیں جائے گا'' والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کی تاکید تو قرآنِ کریم اور حدیث شریف میں بہت ہی آئی ہے، قرآن و حدیث کا مذاق اُڑانے والا مسلمان کیسے رہ سکتا ہے...؟ اس لئے آپ کی لکھی ہوئی کہانی پر مجھے تو یقین نہیں آیا۔

پنشن جائز ہے، اس کی حیثیت عطیہ کی ہے

س...... گورنمنٹ ملازمین کو مدّتِ ملازمت ختم کرنے کے بعد پنشن بطور حق ملتی ہے، مروّجہ قانون کے مطابق پنشنر کو یہ حق حاصل ہے کہ اگر وہ چاہے تو اپنی نصف پنشن کی حد تک گورنمنٹ کو بیچ دے، یعنی پنشن کی اس رقم کے بدلے (عوض) یکمشت رقم نقد لے لے۔ اس کو انگریزی میں کمیوٹیشن آف پنشن کہتے ہیں، اس کے لئے شرط ہے کہ پنشنر بالکل تندرست ہو اور مقامی سِول سرجن اس کو تندرست تسلیم کرکے سرٹیفکیٹ دے۔ بصورتِ دیگر کمیوٹیشن منظور نہیں ہوتا۔ عام طور پر جب پنشنر تندرست ہو تو زندگی کی آخری حد ستر سال مانی جاتی ہے، اور اسی حساب سے یکمشت رقم پنشن کی رقم کے بدلے یا عوض میں ادا کی جاتی ہے، اور اب وہ ہمیشہ کے لئے پنشن کے اس حصے سے جو وہ کمیوٹ کرچکا ہے، محروم ہوجاتا ہے۔ اس طرح بعض حالات میں اگر پنشنر جلد انتقال کرجائے گورنمنٹ نقصان میں رہتی ہے، اور اگر ستر سے زیادہ زندہ رہے تو خود پنشنر نقصان میں رہتا ہے، اب جبکہ ملک میں اسلامی قوانین نافذ ہیں، جوئا، شراب وغیرہ بند اور زکوٰۃ وصول کی جارہی ہے تو کیا یہ مروّجہ قانون مذکورہ بالا شکل میں جوئا یا شرط کے ممنوعہ حدود میں شامل نہیں ہے؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو اس حالت میں کیا گورنمنٹ کو ان تمام پنشنروں کو جو ستر سال کی حد پوری کرچکے ہیں اور اب بھی زندہ ہیں ان کی کمیوٹڈ پنشن اب بحالی نہیں کرنی چاہئے جس طرح سود (ربا) کے حرام ہوتے ہی اصل کے سوا تمام قسم کا سود وصول کرنا ممنوع قرار دیا گیا ہے اور عملاً معاف

کردیا گیا۔ازراہ کرم جواب اخبار ”جنگ“ کے کالم ”آپ کے مسائل اور ان کا حل“ میں عنایت فرمادیں تاکہ دیگر علمائے کرام کو بھی رائے زنی کا موقع ملے۔ نیز کیونکہ معاملہ حکومتِ وقت سے متعلق ہے، اس لئے مؤدّبانہ عرض ہے کہ جواب للہ کسی ایسی تأویل وتوجیہ سے پاک ہو جو اُصولِ مُسلّمہ کے خلاف ہو، اللہ تعالیٰ جناب کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔

ج…… پنشن کی حیثیت ایک لحاظ سے عطیہ کی ہے، اس لئے جو معاملہ پنشنر اور حکومت کے درمیان طے ہوجائے وہ صحیح ہے، یہ جوا اور قمار نہیں۔

بچوں کے نسب کی تبدیلی

س…… ۱۹۷۶ء میں میرے بڑے بھائی کا انتقال ہوگیا تھا، اس کے دو بچے تھے، بھائی کے انتقال کے وقت بڑے لڑکے کی عمر ۳ سال تھی اور چھوٹے کی عمر ایک سال تھی، ان دنوں میں کراچی میں سروِس کر رہا تھا، بھائی کے انتقال کے بعد میں نے اپنے والدین کی رضامندی سے تقریباً ڈھائی سال کے بعد اپنی بھابھی سے شادی کرلی، اس وقت بڑے لڑکے کی عمر تقریبا چار سال تھی۔ میرے دونوں بھتیجے مجھے ابو ہی کہتے ہیں اور میں انہیں ان کے والد کا احساس نہیں ہونے دیتا۔ میں شادی کے چھ مہینے بعد بچوں کو کراچی لے آیا تھا، پھر میں نے انہیں اسکول میں داخل کروادیا تھا، بچوں کے والد کے نام کی جگہ میں نے اپنے نام کو شامل کیا تھا، یعنی اپنا نام درج کروادیا تھا۔ میں چاہتا ہوں کہ بچوں کو میں ان کے والدین کے متعلق اس وقت تک نہ بتاؤں جب تک وہ سمجھدار نہ ہوجائیں ابھی میں اس لئے نہیں بتا رہا ہوں کہ کہیں وہ احساسِ کمتری کا شکار نہ ہوجائیں۔ اب اللہ کے فضل وکرم سے میرے بھی دو بچے ہیں لیکن میں اپنے بچوں سے زیادہ بھائی کے بچوں کو عزیز رکھتا ہوں۔ آپ ازراہ کرم مہربانی کرکے اسلامی رُو سے مجھے بتایئے کہ میں نے جو بھائی کے نام کی جگہ بچوں کے اسکول میں اپنی ولدیت لکھوائی ہے دُرست ہے یا غلط؟

ج…… اگرچہ بچوں کی مصلحت کے لئے آپ نے ایسا کیا تھا، لیکن بچوں کے نسب کو یکسر بدل دینا گناہ ہے، جائز نہیں۔ ان بچوں کی ولدیت ان کے باپ ہی کی لکھوانی چاہئے۔

مقدس اسمائے مبارکہ

س......اخبارات، رسائل وغیرہ میں قرآنی آیت اور اللہ تعالیٰ کے نام لکھتے ہیں جو کہ ردّی اخبار کی صورت میں زمین پر پڑے رہتے ہیں، بعض اوقات ایسی خستہ حالت اور گندگی میں پڑے ہوتے ہیں کہ اُٹھانے کو بھی دِل نہیں چاہتا، ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اگر ایسے نام مثلاً: عبدالرحمٰن وغیرہ لکھے ہوں تو انہیں مٹا دینا کافی ہے۔

ج......ایسے مقدس اسمائے مبارکہ جہاں ملیں ان کو حفاظت سے رکھ دیا جائے اور بعد میں دریابرد کردیا جائے۔

افسران کی وجہ سے غلط رپورٹ پر دستخط کرنا

س......ہم جہاں کام کرتے ہیں وہاں انسانی جانوں کے تحفظ کا مسئلہ پیش پیش ہوتا ہے، اور جب ہم ان کی صحیح رپورٹ اپنے افسر کو دیتے ہیں کہ یہ مسئلہ انسانوں کے لئے مضرِ صحت ہے اور بڑے افسرانِ بالا کو مطلع کردیا جائے، لیکن اس کے برعکس ہمارا اُوپر کا افسر اس رپورٹ کو ایک طرف رکھ کر اپنی طرف سے غلط رپورٹ بنا کر ہم سے دستخط لے لیتا ہے اور اس کو افسرانِ بالا کو بھجوادیتا ہے، صرف ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے۔ آپ سے گزارش ہے کہ آپ یہ بتائیں کہ عرصے سے یہ ہو رہا ہے، کیا یہ گناہ ہے؟ اگر ہے تو اس سے کیسے نجات مل سکتی ہے؟ جبکہ ہمارے افسر کے ہاتھ ہماری سالانہ رپورٹ ہے، اگر ہم انکار کرتے ہیں تو ہماری نوکری کو داغ لگنے کا خطرہ ہے۔

ج......آپ کے افسر کا غلط رپورٹ دینا تین گناہوں کا مجموعہ ہے، جھوٹ، فرضِ منصبی میں خیانت، بددیانتی اور انسانی صحت سے کھیلنا اور آپ لوگوں کا نوکری کی خاطر اس کی غلط رپورٹ پر دستخط کرنا خود کو ان گناہوں میں ملوّث کرنا ہے۔ اس کی تدبیر یہ ہوسکتی ہے کہ اپنا نام ونشان بتائے بغیر اس افسر کی بددیانتی کی شکایت صدرِ محترم، گورنر صاحب، تمام افسرانِ بالا تک پہنچائی جائے۔ نیز قومی وصوبائی اسمبلی کے ممبران اور معاشرے کے دیگر مؤثر افراد کے علم میں یہ بات لائی جائے، اس کے بعد بھی اگر افسرانِ بالا اس پر توجہ نہیں کریں گے تو وبال ان پر ہوگا، اور آپ مؤاخذہ سے بری الذمہ ہوں گے۔ ہر محکمے میں اگر ماتحت لوگ

اپنے افسران کی غلط روی کی نشاندہی کریں تو میرا اندازہ ہے کہ سرکاری مشینری کی بڑی اصلاح ہوسکتی ہے۔ خیانت و بددیانتی کو پنپنے کا موقع اس لئے ملتا ہے کہ ماتحت ملازمین اپنی نوکری کی فکر میں افسران کی خیانت و بددیانتی سے مصالحت کرلیتے ہیں۔

کسی پر بغیر تحقیق کے الزامات لگانا

س...... زید نے ایک ایسی عورت سے نکاح کیا جس کی ایک لڑکی بھی ہے، جس کی عمر تقریباً ۱۳ سال ہے، نکاح کے تقریباً ۴ ماہ بعد کچھ ایسے واقعات رُونما ہوئے جس کی وجہ سے زید نے اس عورت کو طلاق دے دی۔ طلاق دینے کے بعد اس نے زید کو مختلف طریقوں سے بدنام کرنا شروع کردیا۔ اس دوران اس عورت نے زید پر الزام لگایا کہ میری لڑکی کہتی ہے کہ زید نے مجھ کو مختلف طریقوں سے اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی ہے اور مجھ سے چھیڑ چھاڑ کی ہے اور یہ واقعات اس زمانے کے بیان کرتی ہے جبکہ اس کی ماں زید کے نکاح میں تھی۔ جبکہ زید کہتا ہے کہ یہ الزام قطعاً غلط ہے اور زید کی سابقہ زندگی جس حسن وخوبی سے گزری ہے اس سے عوام الناس بخوبی واقف ہیں۔ اب یہ الزام جو زید پر لگا کر بدنام کیا گیا ہے اس سے لوگوں کو تعجب ہے۔ اس سلسلے میں کچھ لوگوں نے زید کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیا ہے اور مخالفت کے درپے ہیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ بغیر تحقیق یہ الزام جس کا کوئی گواہ بھی نہیں ہے کہاں تک معتبر ہے؟

ج...... کسی کو بدنام کرنا، جھوٹے الزامات لگانا، اسی طرح جھوٹے الزامات کو صحیح تسلیم کرلینا اور کسی کی آبرو پر حملہ کرنا سخت گناہ ہے، اور یہ بدترین کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ اسلام میں اس قسم کے اُمور کے لئے نہایت سخت اَحکام ہیں، مسلمانوں کو قرآنِ کریم میں ہدایت دی گئی ہے کہ جس امر کی تم کو تحقیق نہ ہو اس کے پیچھے نہ چلو، لہٰذا لوگوں کا بغیر تحقیق کئے ہوئے زید کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دینا نہایت غلط ہے، زید کو حسبِ سابق اِمام برقرار رکھا جائے۔

گمشدہ چیز کا صدقہ کرنا

س...... عرض یہ ہے کہ مجھے ایک عدد گھڑی دفتر کے باتھ رُوم سے ملی ہے، میں نے اس کی

اطلاع قریب کے تمام دفتروں میں کردی، قریبی مسجد میں اعلان کروادیا۔ اس کے علاوہ اشتہار لکھ کر مناسب جگہوں پر لگادیا تاکہ لوگوں کو معلوم ہوجائے اور اس کا اصل مالک مل جائے تو اس کی امانت اس کو واپس کردوں۔ اس واقعے کو عرصہ ڈیڑھ ماہ ہوچکا ہے، لیکن اس کا مالک نہیں ملا۔ آپ سے التماس ہے کہ شرعی نقطۂ نظر سے اس کا حل بتائیں کہ اس گھڑی کا استعمال کیسا ہے؟

ج…… اگر اس کے مالک کے ملنے کی توقع نہ ہو تو مالک کی طرف سے صدقہ کردیا جائے، بعد میں اگر مالک مل جائے تو اس کو اختیار ہے کہ وہ اس صدقہ کو جائز رکھے یا آپ سے گھڑی کی قیمت وصول کرے، یہ صدقہ آپ کی طرف سے سمجھا جائے گا۔

دُکان پر چھوڑی ہوئی چیزوں کا کیا کریں؟

س…… میری دُکان پر گاہک آتے ہیں، کبھی کبھار کوئی گاہک میری دُکان پر کھانے کی چیزیں جس میں فروٹ وغیرہ شامل ہوتا ہے بھول کر چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ آپ سے معلوم کرنا ہے کہ ان چیزوں کا کیا کیا جائے؟

ا:…… اگر ان چیزوں کو امانتاً رکھ لیا جاتا ہے تو یہ خراب ہوجاتی ہے، زیادہ دیر رکھنے کی وجہ سے۔

۲:…… کیا کسی غریب کو دینا جائز ہے یا خود رکھ سکتا ہے؟

۳:…… یا پھر انہیں خراب ہونے دیں؟

ج…… ان پھلوں کے خراب ہونے سے پہلے تک تو مالک کا انتظار کیا جائے، جب خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو مالک کی طرف سے کسی محتاج کو دے دیئے جائیں۔ اگر بعد میں مالک آئے تو اس کو صحیح صورت سے آگاہ کردیا جائے، اگر مالک اس صدقہ کو جائز رکھے تو ٹھیک، ورنہ مالک کو ان پھلوں کی قیمت ادا کردیں اور یہ صدقہ آپ کی طرف سے شمار ہوگا۔

گمشدہ بکری کے بچے کو کیا کیا جائے؟

س…… کیا فرماتے ہیں علمائے دِین اس مسئلے میں کہ ایک زیرِ تعمیر پلاٹ پر تقریباً دو ماہ کا ایک

فہرست

بکری کا بچہ نمازِ فجر سے قبل آگیا، جس کو بارہا بھگایا لیکن وہ نہیں گیا۔ اڑوسی پڑوسی سے دریافت کیا، کسی نے اپنا نہیں بتایا۔ اس علاقے کے چرواہے سے دریافت کیا، اس نے بھی انکار کیا، مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے کہلوایا، مگر کوئی لینے نہیں آیا۔ اب وہ تقریباً دس ماہ کا ہوگیا ہے، ازرُوئے شرع کیا قانون لاگو ہوتا ہے؟

ج…… اگر تلاش کے باوجود اس بکری کے بچے کا مالک نہیں مل سکا تو اس کا حکم گمشدہ چیز کا ہے کہ مالک کی طرف سے صدقے کی نیت کرکے کسی غریب محتاج کو دے دیا جائے، اگر بالفرض کبھی مالک مل جائے تو اس کو اختیار ہوگا، خواہ اس صدقے کو برقرار رکھے یا آپ سے اس کی قیمت وصول کرلے۔ دُوسری صورت میں یہ صدقہ آپ کی طرف سے ہوجائے گا۔

ساس کو بوسہ دینا

س…… میری منگنی ہوچکی ہے، میں اپنی ساس سے اپنی ماں کی طرح محبت کرتا ہوں، اور ماں ہی کہہ کر مخاطب کرتا ہوں۔ ان کی عمر ۶۰ سال ہے، کیا میں ان کی پیشانی پر بوسہ دے سکتا ہوں؟ کیا شادی کے بعد بوسہ دے سکتا ہوں؟

ج…… اگر شہوت کا اندیشہ نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔

اِنجکشن کے نقصان دینے پر دُوسرا لگاکر دونوں کے پیسے لینا

س…… میرے پاس ایک مریض آیا، جس کو بخار تھا، میں نے اس کو انجکشن لگایا، اتفاق سے وہ انجکشن اس کو موافق نہ آسکا اور اسے اس انجکشن کا رَدِّعمل ہوگیا، میں نے اس مریض کو پہلے انجکشن کا توڑ لگایا، پہلے انجکشن کی قیمت ۲۰ روپے تھی جبکہ دُوسرے انجکشن کی قیمت ۱۰۰ روپے ہے۔ آنجناب سے دریافت یہ کرنا ہے کہ ۲۰ روپے لوں یا دونوں انجکشن کی قیمت جو ۱۲۰ روپے بنتی ہے؟

ج…… اگر آپ مستند ڈاکٹر صاحب ہیں اور آپ نے پہلا انجکشن لگانے میں کسی غفلت و کوتاہی کا ارتکاب نہیں کیا، تو آپ کے لئے دونوں کے پیسے وصول کرلینا جائز ہے، اور اگر آپ مستند معالج نہیں، یا آپ نے غفلت و کوتاہی کا ارتکاب کیا، تو دونوں کی رقم آپ کے لئے حلال نہیں۔

میاں بیوی کا ایک دُوسرے کے مخصوص اعضاء دیکھنا

س...... جماع کے وقت بیوی کا تمام بدن، مقامِ خاص اور دُوسرے اعضاء دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟

ج...... میاں بیوی کا ایک دُوسرے کے بدن کو دیکھنا جائز ہے، لیکن بے ضرورت دیکھنا اچھا نہیں۔

بیوی کے پستان چوسنا

س...... ایک شوہر اپنی بیوی کی چھاتی چوستا ہے تو اس میں سے پانی نکلتا ہے اور وہ تھوک دیتا ہے، جبکہ بیوی حمل سے نہیں ہے۔ کیا یہ فعل ناجائز اور گناہ ہے؟ اگر بیوی حمل سے ہو تو کیا تب بھی گناہ ہوگا؟

ج...... منہ لگانا جائز ہے، مگر دُودھ پینا جائز نہیں، بیوی حاملہ ہو یا نہ ہو۔

سورۃ النساء کی آیت:۳۱ سے عورتوں کے لئے کاروبار کرنے کی اجازت ثابت نہیں ہوتی

س...... مؤرخہ ۲۰؍جنوری ۱۹۹۲ء کے روزنامہ ''جنگ'' میں ایک محترمہ نے کراچی اسٹاک ایکسچینج کے نومنتخب عہدیداران کے استقبالیے میں تقریر کرتے ہوئے سورۃ النساء کی آیت نمبر:۳۱ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ عورت جو کماتی ہے وہ اس کا حصہ ہے اور مرد جو کماتا ہے وہ اس کا حصہ ہے، لہٰذا عورتوں کو کاروبار کرنے کی اجازت ہے۔ جبکہ قرآن مجید میں اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ: ''مردوں کے لئے ان کے اعمال کا حصہ ثابت ہے اور عورتوں کے لئے ان کے اعمال حصہ ثابت ہے۔'' قرآن مجید کے ترجمہ سے کہاں یہ ثابت ہوتا ہے کہ عورتیں کاروبار اعلانیہ کرسکتی ہیں جبکہ ہر شخص کی طرح عورتوں کو بھی ان کے اعمال کا حصہ ملے گا اور مردوں کو بھی ان کے اعمال کا حصہ ملے گا۔ تو محترمہ نے کاروبار کا مفہوم کہاں سے نکال لیا؟ اس سے قبل ایک مولانا صاحب نے بھی مرحوم جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کے ریفرنڈم کے زمانے میں خطاب کے دوران اسی قسم کا ترجمہ کیا تھا اور ان کو مرحوم نے مجلسِ شوریٰ کا ممبر

نامزد کیا تھا، کیونکہ مرحوم نے بھی اس زمانے میں پاک پتن شریف میں تقریر کرتے ہوئے خواتین کے اجتماع سے خطاب کے دوران یہی ترجمہ کیا تھا کہ عورت کاروبار کرسکتی ہے، جس کی تائید کرنے پر مولانا محترم کو مجلسِ شوریٰ کا ممبر نامزد کیا گیا۔ لہٰذا آپ سے مؤدّبانہ گزارش ہے کہ آپ براہِ کرم مندرجہ بالا آیتِ مبارکہ کا صحیح ترجمہ شائع فرماکر اُمتِ مسلمہ کو کسی نئے تنازع سے بچائیں۔

ج…… یہاں دو مسئلے الگ الگ ہیں۔ اوّل یہ کہ عورت کے لئے کسبِ معاش کا کیا حکم ہے؟ میں اس مسئلے کی وضاحت پہلے بھی کرچکا ہوں کہ اسلام نے بنیادی طور پر کسبِ معاش کا بوجھ مرد کے کندھوں پر ڈالا ہے اور خواتین کے خرچ اخراجات ان کے ذمے ڈالے ہیں، خاص طور پر شادی کے بعد اس کے نان ونفقہ کی ذمہ داری مرد پر ڈالی گئی ہے۔ اور یہ ایک ایسی کھلی ہوئی حقیقت ہے جس پر دلائل پیش کرنا کارِ عبث نظر آتا ہے۔ اِبلیسِ مغرب نے صنفِ نازک پر جو سب سے بڑا ظلم کیا ہے وہ یہ کہ ''مساواتِ مرد وزن'' کا فسوں پھونک کر عورت کو کسبِ معاش کی گاڑی میں جوت کر مردوں کا بوجھ ان پر ڈال دیا، اور جن حضرات کا آپ نے تذکرہ کیا ہے وہ اسی مسلک کے نقیب اور داعی ہیں، اور اس کی وجہ سے جو جو خرابیاں مغربی معاشرے میں رُونما ہوچکی ہیں وہ ایک مسلمان معاشرے کے لئے لائقِ رشک نہیں بلکہ لائقِ شرم ہیں۔ ہاں! بعض صورتوں میں بے چاری عورتوں کو مردوں کا یہ بوجھ اُٹھانا پڑتا ہے، ایسی عورتوں کا کسبِ معاش پر مجبور ہونا ایک اضطراری حالت ہے اور اپنی عفت وعصمت اور نسوانیت کی حفاظت کرتے ہوئے وہ کوئی شریفانہ ذریعۂ معاش اختیار کریں تو اس کی اجازت ہے۔

دُوسرا مسئلہ بیگم صاحبہ کا قرآنِ کریم کی آیت سے استدلال ہے، اس کے بارے میں مختصراً یہی عرض کیا جاسکتا ہے کہ آیتِ شریفہ کا موصوفہ کے دعویٰ کے ساتھ کوئی جوڑ نہیں بلکہ یہ آیت ان کے دعوے کی نفی کرتی ہے، کیونکہ اس آیت شریف کا نزول بعض خواتین کے اس سوال پر ہوا تھا کہ ان کو مردوں کے برابر کیوں نہیں رکھا گیا؟ مردوں کو میراث کا دُگنا حصہ ملتا ہے۔ حضرت مفتی محمد شفیعؒ تفسیر ''معارف القرآن'' میں لکھتے ہیں:

''ماقبل کی آیتوں میں میراث کے اَحکام گزرے ہیں، ان میں یہ بھی بتلایا جاچکا ہے کہ میّت کے ورثاء میں اگر مرد اور عورت ہو اور میّت کی طرف سے رشتے کی نسبت ایک ہی طرح کی ہو تو مرد کو عورت کی بہ نسبت دُگنا حصہ ملے گا، اسی طرح کے اور فضائل بھی مردوں کے ثابت ہیں۔ حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس پر ایک دفعہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ: ہم کو آدھی میراث ملتی ہے اور بھی فلاں، فلاں فرق ہم میں اور مردوں میں ہے۔

مقصد اعتراض کرنا نہیں تھا بلکہ ان کی تمنا تھی کہ اگر ہم لوگ بھی مرد ہوتے تو مردوں کے فضائل ہمیں بھی حاصل ہوجاتے، بعض عورتوں نے یہ تمنا کی کاش! ہم مرد ہوتے تو مردوں کی طرح جہاد میں حصہ لیتے اور جہاد کی فضیلت ہمیں حاصل ہوجاتی۔

ایک عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: مرد کو میراث میں دُگنا حصہ ملتا ہے اور عورت کی شہادت بھی مرد سے نصف ہے، تو کیا عبادات و اعمال میں بھی ہم کو نصف ہی ثواب ملے گا؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں دونوں قولوں کا جواب دیا گیا ہے، حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قول کا جواب ''وَلَا تَتَمَنَّوْا'' سے دیا گیا اور اس عورت کے قول کا جواب ''لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ'' سے دیا گیا۔'' (تفسیر معارف القرآن ج:۲ ص:۳۸۸)

خلاصہ یہ کہ آیت شریفہ میں بتایا گیا کہ مرد و عورت کے خصائص الگ الگ اور ان کی سعی و عمل کا میدان جدا جدا ہے، عورتوں کو مردوں کی اور مردوں کو عورتوں کی ریس کیا؟ اس کی تمنا بھی نہیں کرنی چاہئے۔ قیامت کے دن ہر شخص کو اس کی اپنی سعی و عمل کا پھل ملے گا، مردوں کو ان کی محنت کا اور عورتوں کو ان کی محنت کا، مرد ہو یا عورت، کسی کو اس کی محنت کے ثمرات سے محروم نہیں رکھا جائے گا۔

بیگم صاحبہ نے جو مضمون اس آیت شریفہ سے اخذ کرنا چاہا ہے، وہ یہ ہے کہ مردوں کی دُنیوی کمائی ان کو ملے گی، عورتوں کا اس میں کوئی حق نہیں، اور عورتوں کی محنت مزدوری ان کی ہے، مردوں کا اس میں کوئی حق نہیں۔ اگر یہ مضمون صحیح ہوتا تو دُنیا کی کوئی عدالت بیوی کے نان ونفقہ کی ذمہ داری مرد پر نہ ڈالا کرتی اور عدالتوں میں نان ونفقہ کے جتنے کیس دائر ہیں ان سب کو یہ کہہ کر خارج کردینا چاہئے کہ محترمہ کی تفسیر کے مطابق مرد کی کمائی مرد کے لئے ہے، عورت کا اس میں کوئی حق نہیں۔ استغفراللہ! تعجب ہے کہ ایسی کھلی بات بھی لوگوں کی عقل میں نہیں آتی۔

ایک عبادت کے لئے دُوسری عبادت کا چھوڑنا

س...... ایک شخص ہے، وہ اپنے پورے کنبے والدین، بیوی بچوں کی کفالت کرتا ہے اور ہر وقت اسی فکر میں رہتا ہے، جس کے بعد بڑی مشکل سے اس کا گزر اوقات ہوتا ہے، مگر وہ اس کسبِ معاش میں اتنا مصروف رہتا ہے کہ اس کو نماز وغیرہ کا وقت نہیں ملتا، کیا ایسے شخص کا یہ کسبِ معاش عبادت کے درجے میں نہیں ہوگا؟

ج...... یہ شخص اگر کسبِ معاش اس لئے کرتا ہے کہ اس کو خدائے تعالیٰ نے حکم دیا کہ اپنے والدین اور اولاد کے لئے رزقِ حلال کی کوشش کرو، اور واقعی رزقِ حلال کے لئے کوشش کرتا ہے تو واقعی وہ عبادت میں مصروف ہے، کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص روزی اس لئے کماتا ہے کہ اپنے بال بچوں کی پرورش کرے اور کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلانا پڑے اور اسے خدائے تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرے تو وہ شخص ہر وقت عبادت میں مصروف ہے اور اس کی یہ کمائی بھی عبادت کے درجے میں ہے۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ دُوسرے فرائض سے غافل ہوجائے، جس طرح والد کی خدمت کرنے والا اور والدہ کی خدمت نہ کرنے والا قابلِ مؤاخذہ ہے، ایک اولاد کی پرورش کرنے والا اور دُوسری اولاد کی پرورش نہ کرنے والا قابلِ مؤاخذہ ہے، اس کی مثال بالکل اس طرح ہوگی کہ ایک شخص کسی جگہ نوکری کرتا ہے اور اس کے ذمہ دو کام لگائے جاتے ہیں، اب اگر وہ ایک کام میں اتنا منہمک ہوجائے کہ دُوسرے کام سے جاتا رہے تو ایسے شخص کے لئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ اپنی نوکری کے

فہرست

فرائض پورے کررہا ہے، بلکہ اس کو نوکری سے جواب مل جائے گا۔ اسی طرح خدائے تعالیٰ نے فرائض مقرّر کئے ہیں، اب جو شخص جس جس فرض کو پورا کرے گا تو اس کو اس فرض کی ادائیگی کا ثواب ملے گا، اور اگر ایک فرض میں بھی کوتاہی کرے گا تو وہ اس فرض کے سلسلے میں پکڑا جائے گا اور اس کو اس جرم کی سزا دی جائے گی۔ کسی ایک فرض کی ادائیگی سے دُوسرے فرض سے وہ چھٹکارا نہیں پاسکتا۔

قرآن، خدا اور رسول کا واسطہ نہ ماننا

س...... اگر کسی شخص کو خدا، رسول اور قرآن کا واسطہ دیا جائے، مگر وہ پھر بھی نہ مانے تو کیا گناہ ہوتا ہے؟

ج...... ایسا شخص گنہگار ہی نہیں سنگ دِل بھی ہے۔

خبروں سے پہلے ریڈیو پر دُرود پڑھنا کیسا ہے؟

س...... آج کل صبح روزانہ ریڈیو پاکستان سے خبروں سے قبل دُرود شریف پڑھا جاتا ہے، لیکن ترنم سے اس کا کیا جواز ہے؟ کیا ایسی کوئی نظیر ہے یا اکابرین میں سے کسی نے ایسا کیا ہے؟

ج...... درسِ حدیث سے پہلے دُرود شریف پڑھنا تو اکابر کا معمول دیکھا۔ شاید ''خبروں کے درس'' کو بھی درسِ حدیث پر قیاس کرلیا ہوگا، لیکن اس کے لئے صنفِ نازک اور ترنم کا انتخاب کیوں کیا جاتا ہے؟ یہ ہماری عقل وفہم سے اُونچی چیز ہے۔

غیر مسلم کے مرنے پر ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھنا

فہرست

س...... جس طرح انسان مسلمان کے مرنے پر ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' دُعائیہ کلمات پڑھتے ہیں، کیا دُعائیہ کلمات غیر مسلم کے مرنے پر پڑھ سکتا ہے؟ کوئی شخص یہ کہے کہ: ''یہ دُعا ہر شخص کے لئے پڑھی جاسکتی ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم، کوئی یہ کہے کہ میں اس چیز کو نہیں مانتا کہ یہ دُعا صرف مسلم کے لئے ہی پڑھی جائے'' اس کے ایمان کی کیا حالت ہوگی؟ اس کا جواب حدیث کی رُو سے یعنی حدیث کے تحت دیا جائے۔

ج...... میرے علم میں نہیں کہ کسی کافر کی موت پر ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھی گئی ہو،

قرآنِ کریم میں اس دُعا کا پڑھنا مصیبت کے وقت بتایا گیا ہے، اگر کوئی شخص کسی غیرمسلم کے مرنے کو بھی اپنے حق میں مصیبت سمجھتا ہے تب تو واقعی اس دُعا کو پڑے گا، مگر حدیث شریف میں تو یہ ہے کہ فاجر کے مرنے سے اللہ کی زمین اور اللہ کے بندے راحت پاتے ہیں۔

زَبور، تورات، اِنجیل کا مطالعہ کس کے لئے جائز ہے؟

س…… میں عرصہ دراز سے ایک مسئلے میں اُلجھا ہوا ہوں اور وہ یہ کہ کیا اس نیت سے زَبور، تورات یا اِنجیل کا مطالعہ کرنا دُرست ہے کہ اس سے اسلام کی حقانیت معلوم ہوجائے۔ یا یہ معلوم کرنے کے لئے کہ دُوسرے مذاہب اور اسلام میں کیا فرق ہے؟ ان کے پڑھنے سے یہ مقصود ہو کہ قرآن کسی قوم یا معاشرے کی کس طرح اور کن اُصولوں پر تشکیل کرنے کا حکم دیتا ہے اور دُوسری مقدس کتابیں کسی معاشرے کو تشکیل دینے میں کیا اُصول دیتی ہیں اور دونوں کے کیا فوائد ہیں؟

میرے ایک دوست نے کہا کہ: ''دیکھو بھائی! جب تک ہم زَبور، اِنجیل اور تورات وغیرہ کا مطالعہ نہیں کریں گے، ہم کس طرح یہ ثابت کرسکیں گے کہ اسلام ایک سچا مذہب ہے اور دُوسرے مذاہب میں فلاں فلاں کوتاہیاں ہیں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ پہلے اسلام کا کچھ مطالعہ رکھتے ہوں، پھر ان کتابوں کا مطالعہ کریں تاکہ یہ معلوم ہوسکے کہ واقعی ان کتابوں میں رَدّ و بدل ہوچکا ہے۔'' اگر میرے دوست کی بات صحیح مان لی جائے تو پھر وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب شاید تورات پڑھ رہے تھے اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک غصّے سے لال ہوگیا کا واقعہ کس طرف جائے گا؟

میں نے ایک مولوی صاحب سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ تورات وغیرہ کا مطالعہ صرف علمائے کرام کو جائز ہے، کیونکہ ان کا اسلام کے بارے میں کافی مطالعہ ہوتا ہے، مگر آج کل کے علمائے کرام تو فرقہ پرستی کے اندھیرے گڑھے میں گرچکے ہیں، خدا سے دُعا ہے کہ تمام مسلمان علماء فرقہ پرستی سے باہر نکلیں اور آپس میں اتحاد و یگانگت پیدا کریں۔

ج۱:…… حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جو واقعہ آپ نے ذکر کیا ہے، مشکوٰۃ ص:۳۰ پر مسند احمد اور

شعب الایمان بیہقی کے حوالے سے، اور ص:۳۲ پر دارمی کے حوالے سے مذکور ہے۔ مجمع الزوائد (ج:۱ ص:۱۷۳) میں اس واقعے کی متعدّد روایات موجود ہیں:

"عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین اتاہ عمر فقال: انا نسمع احادیث من یہود تعجبنا افتری ان نکتب بعضھا، فقال: امتھوکون انتم کما تھوکت الیہود والنصاریٰ؟ لقد جئتکم بھا بیضاء نقیۃ ولو کان موسیٰ حیًّا ما وسعہ الا اتباعی. رواہ احمد والبیھقی فی شعب الایمان." (مشکوٰۃ ص:۳۰)

۲:...... اس حدیث کے پیشِ نظر مسلمانوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت (جو کامل و مکمل ہے) کے بعد یہود و نصاریٰ کی کتابوں کے مطالعے اور ان سے استفادے کی کوئی ضرورت نہیں، بلکہ یہ چیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عتاب اور ناراضی کی موجب ہے۔

۳:...... خط کے شروع میں ان کتابوں کے مطالعے کے جو مقاصد بیان کئے گئے ہیں، وہ معتدبہ نہیں، اور پھر ہر شخص اس کا اہل بھی نہیں، چونکہ مسائل کی علمی استعداد کے بارے میں ہمیں علم نہیں، اس لئے اس کو ان مقاصد کے لئے ان کتابوں کے مطالعے کا مشورہ نہیں دیا جاسکتا۔

۴:...... اہلِ کتاب کو جواب و الزام کا جو مقصد "دوست" نے بیان کیا، وہ اپنی جگہ صحیح ہے، لیکن یہ عوام کا کام نہیں، بلکہ اہلِ علم میں سے بھی صرف ان حضرات کا کام ہے جو فنِ مباحثہ و مناظرہ میں ماہر ہوں، دُوسرے لوگوں کو یہ چاہئے کہ ایسے موقع پر ایسے اہلِ علم سے رُجوع کریں۔

۵:...... مولوی صاحب نے جو بات کہی وہ صحیح ہے، لیکن اس موقع پر فرقہ پرستی کا قصہ چھیڑنا صحیح نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عیسائیت کے موضوع پر ایسے ماہرین اہلِ علم موجود ہیں جو اس کام کو خوش اُسلوبی سے کر رہے ہیں اور مسلمانوں کی طرف سے فرضِ

فہرست

کفایہ بجالا رہے ہیں۔

۶:...... جو اہلِ علم بائبل کا مطالعہ کرتے ہیں، وہ ان سے استفادے کے لئے نہیں کرتے، اس لئے حدیثِ مذکور کا اطلاق ان پر نہیں ہوتا۔

۷:...... پی ایچ ڈی کرنے والے حضرات بھی اگر اسلام کے اُصول و فروع سے بخوبی واقف ہوں اور ان کا مقصد کتبِ سابقہ سے استفادہ نہ ہو تو ان کا بھی وہی حکم ہے جو جواب نمبر۶ میں لکھا گیا ہے۔

ان نکات میں آپ کے تمام خدشات کا جواب آگیا۔

۸:...... آخر میں آپ کو مشورہ دوں گا کہ اگر آپ اس موضوع پر بصیرت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ کی کتاب ''اظہار الحق'' کا مطالعہ فرمائیں۔ اصل کتاب عربی میں ہے اس کا اُردو ترجمہ ''بائبل سے قرآن تک'' کے نام سے دارالعلوم کراچی کی طرف سے تین جلدوں میں شائع ہو چکا ہے۔

عورت کا عورت کو بوسہ دینا

س...... محترم کی خدمت میں اس سے پہلے بھی یہ سوال پوچھ چکی ہوں کہ کیا اسلام میں دوست کی کِس (Kiss) (بوسہ لینا) لینا جائز ہے یا ناجائز؟ مگر جناب نے میری اس بات کا کوئی نوٹس ہی نہ لیا، کیا وجہ ہے؟ کیا ہماری اس پریشانی کو حل نہیں کرسکتے؟ پلیز جلد از جلد میرے اس سوال کا جواب دیں، کیونکہ ہم جب بھی دو دوست آپس میں Kiss کرنے لگتی ہیں تو فوراً اس عمل سے کنارہ کشی اختیار کرنا پڑتی ہے حالانکہ قرآن و حدیث کی رُو سے تو ایک دُوسرے کو پاک بوسہ دینا چاہئے۔

ج...... مرد کا مرد کو اور عورت کا عورت کو بوسہ دینا جائز ہے، بشرطیکہ شہوت اور فتنے کا اندیشہ نہ ہو۔ (درمختار)

پردے کی مخالفت کرنے والے والدین کا حکم ماننا

س...... میرے والدین پردہ کرنے کے خلاف ہیں، میں کیا کروں؟

ج...... اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بے پردگی کے خلاف ہیں، آپ کے والدین کا اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ ہے، آپ کو چاہئے کہ اس مقابلے میں اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیں۔ والدین اگر اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرکے جہنم میں جانا چاہتے ہیں تو آپ ان کے ساتھ نہ جائیں۔

کیا فقہِ حنفی کی رُو سے چار چیزوں کی شراب جائز ہے؟

س...... چونکہ ہماری فقہ شریف (فقہِ حنفیہ) میں چار قسم کی شراب حلال ہے، ہدایہ شریف کتاب الاشربہ میں حضرت الامام الاعظم ابوحنیفہؒ نے گیہوں، جو، جوار اور شہد کی شراب حلال لکھی ہے اور اس کے پینے والے پر اگر نشہ بھی ہوجائے تو اس کی حد نہیں۔

ہم نے ایک کمپنی قائم کی ہے، جس کا نام ''حنفی وائن اسٹور'' رکھا ہے، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اگر اس میں بیئر، وہسکی، برانڈی اور شمپئین فروخت کریں تو یہ جائز ہوگا یا نہیں؟

ج...... فقہِ حنفی میں فتویٰ اس پر ہے کہ ہر نشہ آور شراب حرام ہے، نجس ہے اور قابلِ حد ہے۔

(شامی ج:۶ ص:۴۵۵ طبع جدید)

وڈیو گیمز کی دُکان میں قرآن کا فریم لگانا

س...... وڈیو گیمز کی ایک دُکان میں تیز میوزک کی آواز، نیم عریاں تصویریں دیواروں پر لگی ہوئیں، جدید دور کے ترجمان لڑکے اور لڑکیاں گیمز کھیلنے میں مصروف اور کھلے ہوئے قرآن کا فریم لگا ہوا۔ دُکان کے مالک لڑکے سے کہا کہ یہ قرآن کی بے حرمتی ہے کہ ان تمام چیزوں کے ہوتے ہوئے تم نے اس کا فریم بھی لگایا ہوا ہے۔ کہنے لگا کہ: ''یہ ان تمام چیزوں سے اُوپر ہے'' پوچھا: کیوں لگایا؟ بولا: ''برکت کے لئے!'' اس سے پہلے کہ میں کوئی قدم اُٹھاؤں آپ سے عرض ہے کہ کیا ایسے مقامات پر قرآن یا اس کی آیات کا لگانا جائز ہے؟ اگر یہ بے حرمتی ہے تو مسلمان کی حیثیت سے ہماری کیا ذمہ داری ہوگی؟ کیونکہ یہ چیزیں اب اکثر جگہوں پر دیکھی جاتی ہیں۔

ج...... ناجائز کاروبار میں ''برکت'' کے لئے قرآن مجید کی آیات لگانا بلاشبہ قرآنِ کریم کی بے حرمتی ہے۔ مسلمان کی حیثیت سے تو ہمارا فرض یہ ہے کہ ایسے گندے اور حیاسوز کاروبار ہی کو رہنے نہ دیا جائے۔ جس گلی، جس محلے میں ایسی دُکان ہو، لوگ اس کو برداشت نہ کریں۔ قرآنِ کریم کی اس بے حرمتی کو برداشت کرنا تو پورے معاشرے کے لئے اللہ تعالیٰ کے قہر کو دعوت دینا ہے...!

امتحان میں نقل کروانے والا اُستاذ بھی گناہگار ہوگا

س...... آج کل کے امتحانات سے ہر ایک بخوبی واقف ہے، امتحانات میں ٹیچر دو قسم کے ہوتے ہیں، پہلا وہ جو اپنے فرض کو بخوبی انجام دیتا ہے اور طالب علموں کو نقل سے روکتا ہے۔ دُوسرا وہ جو اپنے فرض کو کوتاہی سے ادا کرتا ہے اور طالب علموں کو نقل کرنے سے نہیں روکتا اور خود یہ کہتا ہے کہ: ''ایک دُوسرے کی مدد کرو'' وہ خود دروازے پر کھڑا ہوجاتا ہے اور جب کوئی چیک کرنے آتا ہے تو طالب علموں کو خبردار کرتا ہے۔ جو ٹیچر طلباء کو روکتا ہے تو وہ طالب علم اس کے دُشمن ہوجاتے ہیں اور جب ٹیچر باہر نکلتا ہے تو اسے اذیت پہنچاتے ہیں۔ اس صورت میں اس ٹیچر کو کیا راستہ اختیار کرنا چاہئے؟ کیا وہ بھی دُوسرے ٹیچروں کی طرح ہوجائے؟ دُوسرا ٹیچر جو اپنے فرض کو صحیح طرح ادا نہیں کرتا، کیا وہ گناہ کا مرتکب نہیں ہوگا؟ کیا طالب علم دونوں صورتوں میں گناہگار ہوتا ہے؟ اس صورت میں تو طالب علم گناہگار ہوتا ہوگا کہ اسے نقل سے روکا جائے اور جب بھی وہ نقل کرے، لیکن کیا اس صورت میں بھی گناہگار ہوتا ہے کہ جب ٹیچر خود نقل کرنے کی اجازت دے دیں؟

ج...... امتحان میں نقل کرنا خیانت اور گناہ ہے، اگر اُستاذ کی اجازت سے ہو تو اُستاذ اور طالب علم دونوں خائن اور گناہگار ہوں گے، اور اگر اُستاذ کی اجازت کے بغیر ہے تو صرف طالب علم ہی خائن ہوں گے۔

صرف اپنا دِل بہلانے کے لئے شعر پڑھنا

س...... آپ کے کالم میں میں نے پڑھا تھا کہ ایسی شاعری جس سے کسی کے جذبات

اُبھریں، منع ہے، لیکن اگر بالفرض میں شاعری کروں صرف جذبات کی آگ بجھانے کے لئے اور وہ اشعار صرف میرے پاس رہیں، کوئی اور انہیں نہ پڑھ سکے، صرف اپنے لئے اشعار لکھے جائیں تو ایسی صورت میں اسلام کیا حکم دیتا ہے؟

ج...... حق تعالیٰ شانہ کی حمد وثنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصافِ جمیلہ اور اخلاقِ عالیہ پر مشتمل شعر کہہ لیا کریں، اسی طرح عقل و دانش اور علم وحکمت کے اشعار کی بھی اجازت ہے، اس کے علاوہ شعر وشاعری فضول ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ اس کا سینہ شعروں سے بھرا ہوا ہو۔

شعائرِ اسلام کی توہین اور اس کی سزا

س...... اسلام آباد میں گزشتہ دنوں دو روزہ بین الاقوامی سیرت کانفرنس برائے خواتین منعقد ہوئی، جس میں عالمِ اسلام کی جید عالمِ دِین خواتین نے شرکت کی۔ اس کانفرنس میں جہاں اسلام کے مقاصد کو آگے بڑھانے کے لئے کام ہوا وہاں بعض باتیں ایسی بھی ہیں جو توجہ طلب ہیں۔ ٹیلی ویژن کی ایک ادیبہ نے کہا کہ: ''مردوں میں کوئی نہ کوئی کجی رکھی گئی ہے، یہ قدرت کی مصلحت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹا نہیں تھا، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے باپ نہیں۔'' (بحوالہ رپورٹ روزنامہ ''جسارت'' صفحہ نمبر:۲ مؤرخہ ۲۴ر دسمبر ۱۹۸۶ء)

آپ برائے مہربانی قرآن وسنت کی روشنی میں یہ بتایئے کہ ایسا کیوں تھا؟ اور ایک اسلامی حکومت میں ایسی خواتین کے لئے کیا سزا ہے؟ برائے کرم آپ اخبار ''جنگ'' کے توسط سے جواب دیجئے تاکہ عام مسلمان بھی فائدہ اُٹھا سکیں۔

ج...... حدیث شریف میں ہے کہ: ''عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور اس کو سیدھا کرنا ممکن نہیں، اگر اس کو سیدھا کرنے کی کوشش کروگے تو ٹوٹ جائے گی اور اس کا ٹوٹنا طلاق ہے۔'' (مشکوٰۃ شریف ص:۲۸۰)

ادیبہ صاحبہ نے (جو شاید اس اجتماع کے شرکاء میں سب سے بڑی عالمِ دِین کی حیثیت میں پیش ہوئی تھیں) اپنے اس مصرعے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ بالا ارشاد کے مقابلے کی کوشش کی ہے۔

ادیبہ کی عقل و دانش کا عالم یہ ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب زادوں کے عمر نہ پانے کو اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بن باپ پیدائش کو نقص اور کجی سے تعبیر کرتی ہیں، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ! حالانکہ اہلِ فہم جانتے ہیں کہ یہ دونوں چیزیں نقص نہیں، کمال ہیں، جس کی تشریح کا یہ موقع نہیں۔

رہا یہ کہ ایک اسلامی حکومت میں ایسی دریدہ دہن عورتوں کی کیا سزا ہے؟ اس کی سزا تو خود ''اسلامی حکومت'' نے تجویز کردی ہے کہ اس محترمہ کو ٹیلی ویژن کی ادیبہ بنادیا ہے، کسی پردہ نشین کے لئے اس سے بڑھ کیا سزا ہوسکتی ہے کہ وہ ٹی وی کی اسکرین پر اپنی آبرو کی عام نمائش کرانے پر مجبور ہو۔

استمنیٰ بالید کی شرعی حیثیت

س…… کراچی ہسپتال لمیٹڈ، جس کے بانیٔ اعلیٰ ڈاکٹر سیّد مبین اختر ہیں، کا جریدہ ''نوجوانوں کے جنسی مسائل'' اتفاقاً میرے ہاتھ لگ گیا، اس کے مطالعے کے دوران میری نظر سے چند ایسی باتیں گزریں جن کے متعلق انہوں نے حضرت اِمام مالکؒ، اِمام شافعیؒ، اِمام ابوحنیفہؒ اور اِمام احمدؒ کے فتاویٰ کا حوالہ اور حدیثوں کا ذکر کیا ہے، نہ صرف یہ بلکہ حضور پُرنور، محبوبِ خدا، نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق بھی ظاہر کیا ہے، اس لئے میں ان باتوں کی شرعی حیثیت اور تصدیق چاہتا ہوں، کیونکہ میرے ناقص علم کے مطابق ان کا بیان غلط اور گمراہ کن ہے۔

میں اس جریدے کے متعلقہ صفحات کی تصویری نقول ہمرشتہ ہذا کر رہا ہوں تاکہ خود مطالعہ فرماکر مجھے جواب سے جلد سرفراز فرمائیں۔

صفحہ:۱۱ پر ''اسلام میں مشت زنی'' کے عنوان کے تحت ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

> ''اِمام ابوحنیفہؒ کا یہ خیال ہے کہ کسی بڑے گناہ سے بچنے کے لئے شدّتِ جذبات میں یہ ہوجائے تو اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے معاف کرے گا۔ اِمام احمد بن حنبلؒ کے خیال میں مشت زنی بالکل حلال ہے اور جائز، اور اس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔''

کیا ڈاکٹر صاحب کا یہ بیان دُرست ہے؟ اگر دُرست ہے تو حوالے کی کتب وغیرہ کے نام سے مطلع فرمائیں۔

جریدے کے صفحہ:۶ اپر ڈاکٹر صاحب رقم طراز ہیں:

''اسلام میں تو بیک وقت چار بیویاں رکھنے کی اجازت ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خود تو بارہ بیویاں تھیں اور یہ حدیثوں میں مذکور ہے کہ بسااوقات ایک ہی رات میں وہ سب بیویوں سے مباشرت کرلیتے تھے، اگر یہ اتنا نقصان دہ عمل ہوتا تو یقیناً دِینِ فطرت نہ اتنی بیویوں کی اجازت دیتا اور نہ اس قسم کے عمل کی اجازت ہوتی۔''

کیا ڈاکٹر صاحب کا یہ ارشاد دُرست ہے؟ ایسا کن احادیث میں مذکور ہے؟ دُرست ہونے کی صورت میں حدیثوں سے مطلع فرمائیں۔

اسی صفحے کے کالم دو کی آخری سطور اور کالم تین میں ڈاکٹر موصوف نے فرمایا ہے کہ:

''مباشرت سے پہلے عضو سے منی کے قطرے رِستے ہیں۔ حدیثوں میں بھی اس کا ذکر آتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کروایا کہ اس کو پاک کیسے کرنا چاہئے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اگر منی رِسنا شروع کردے اور زور سے نہ نکلے جیسا کہ مباشرت میں نکلتی ہے تو صرف عضو کا دھودینا کافی ہوتا ہے، اور اگر زور سے نکلے جیسا کہ مباشرت میں نکلتی ہے یا احتلام میں نکلتی ہے تو پھر غسل ضروری ہے۔''

کیا حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا حکم فرمایا تھا؟ یہ حکم کن احادیث میں مذکور ہے؟ احادیث اور اَحکامِ شرعیہ سے مطلع فرمائیں تا کہ تسلی ہو اور دِینی معلومات میں اضافہ ہو۔ بے حد مشکور و ممنون ہوں گا۔

اگر ڈاکٹر صاحب موصوف کے بیانات غلط اور اَحکاماتِ شرعیہ کے خلاف ہیں تو

برائے مہربانی مطلع فرمائیں۔

ج…… ڈاکٹر صاحب کے مضمون میں نوجوانوں کی غلط رہنمائی کی گئی ہے۔ آج کل نوجوان ویسے بھی بہت سے جنسی امراض میں مبتلا ہیں، اگر انہوں نے ڈاکٹر صاحب کے غلط مشوروں پر آنکھیں بند کرکے عمل کرنا شروع کردیا، پھر تو ان کی صحت و کردار کا خدا ہی حافظ ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے مشت زنی کے بارے میں اعتراف کیا ہے کہ اِمام مالکؒ و اِمام شافعیؒ اس کو حرام اور گناہ سمجھتے ہیں، لیکن موصوف نے اِمام ابوحنیفہؒ اور اِمام احمدؒ کی طرف جو جواز کا قول منسوب کیا ہے، غلط ہے۔ یہ فعلِ قبیح ائمہ اَربعہ کے نزدیک حرام ہے، یہاں میں فقہائے اَربعہ کے مذاہب کی کتابوں کے حوالے درج کردیتا ہوں۔

فقہِ حنبلی:…… اِمام موفق الدین عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ مقدسی (المتوفی ۶۲۰ھ) ''المغنی''، شرح مختصر خرقی میں لکھتے ہیں:

''ولو استمنٰی بیده فقد فعل محرّمًا، ولا یفسد صومه به الا ان ینزل، فان نزل فسد صومه.''

(المغنی مع الشرح الکبیر ج:۳ ص:۴۸)

ترجمہ:…… ''اگر کسی نے اپنے ہاتھ سے منی خارج کی تو اس نے حرام کا ارتکاب کیا، اور اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اِلَّا یہ کہ اِنزال ہوجائے، اگر اِنزال ہوجائے تو روزہ فاسد ہوجائے گا۔''

اِمام شمس الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن بن ابی عمر محمد بن احمد بن قدامہ المقدسی الحنبلی (المتوفی ۶۸۲ھ) الشرح الکبیر میں لکھتے ہیں:

''ولو استمنٰی بیده فقد فعل محرّمًا، ولا یفسد صومه بمجرده، فان انزل فسد صومه.''

(حوالہ بالا ج:۳ ص:۳۹)

ترجمہ:…… ''اور اگر کسی نے اپنے ہاتھ سے منی خارج کی تو اس نے حرام کا ارتکاب کیا اور اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا، لیکن

اگر اِنزال ہوگیا تو روزہ فاسد ہوجائے گا۔“

دونوں عبارتوں کا مفہوم یہ ہے کہ جس شخص نے اپنے ہاتھ سے مادّۂ منویہ خارج کرنے کی کوشش کی اس نے فعلِ حرام کا ارتکاب کیا، اگر اِنزال ہوجائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا، اور اگر اِنزال نہیں ہوا تو روزہ فاسد نہیں ہوا، یہ دونوں اِمام احمد بن حنبلؒ کے مذہب کی مستند کتابیں ہیں، اور ان میں اس فعل کے حرام ہونے کی تصریح کی گئی ہے، جواز کا قول سرے سے نقل ہی نہیں کیا۔ بعض حضرات نے اِمام احمد بن حنبلؒ سے جواز کا جو قول نقل کیا ہے (اور جس سے ڈاکٹر صاحب کو دھوکا ہوا ہے) یا تو اس کی نقل میں غلطی ہوئی ہے، یا ممکن ہے کہ پہلے ان کا قول جواز کا ہو، بعد میں اس سے رُجوع کرلیا ہو۔ بہرحال اِمام احمد بن حنبلؒ کا مذہب وہی سمجھا جائے گا جو ان کی مستند کتابوں میں نقل کیا گیا ہے۔

فقہِ شافعی:...... اِمام ابواسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف الشیرازی الشافعی (المتوفی ۴۷۶ھ) ”المہذب“ میں لکھتے ہیں:

> ”ویحرم الاستمناء لقوله عزّ وجلّ: ”وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ“ ولأنها مباشرة تفضی الی قطع النسل فحرم کاللواط، فان فعل عزّر ولم یحد .... الخ.“ (شرح مہذب ج:۲۰ ص:۳۱)

ترجمہ:...... ”اور مشت زنی حرام ہے، کیونکہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت رکھنے والے ہیں، لیکن اپنی بیویوں سے یا شرعی لونڈیوں سے، کیونکہ ان پر کوئی الزام نہیں“ اور نیز اس لئے کہ یہ ایسی مباشرت ہے جس کا انجام قطعِ نسل ہے، اس لئے لواطت کی طرح یہ بھی حرام ہے، پس اگر کسی نے یہ فعل کیا تو اس پر تعزیر لگے گی، حد جاری نہیں ہوگی۔“

فقہِ مالکی:...... اِمام ابوبکر محمد بن عبداللہ المعروف بہ ابن العربی المالکی (المتوفی

۵۴۳ھ)''اَحکام القرآن'' میں لکھتے ہیں:

"قال محمد بن عبدالحكم: سمعت حرملة بن عبدالعزيز قال: سئلت مالكًا عن الرجل يجلد عميرة، فتلا هٰذه الاٰية: ''وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ، فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ.'' (المؤمنون:۵-۷) وعامة العلماء علٰى تحريمه وهو الحق الذى لا ينبغى ان يدان الله الا به."

(اَحکام القرآن ابنِ عربی ج:۳ ص:۱۳۱۰، الجامع لاحکام القرآن، قرطبی ج:۱۲ ص:۱۰۵)

ترجمہ:......''محمد بن الحکم کہتے ہیں: میں نے حرملہ بن عبدالعزیز سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ: میں نے اِمام مالکؒ سے مشت زنی کے بارے میں سوال کیا، تو آپ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں: ''اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت رکھنے والے ہیں، لیکن اپنی بیویوں یا شرعی لونڈیوں سے، کیونکہ ان پر کوئی الزام نہیں، ہاں! جو اس کے علاوہ کا طلب گار ہوا ایسے لوگ حدِ شرعی سے نکلنے والے ہیں'' اور عام علماء اس کی حرمت کے قائل ہیں اور یہی وہ حق ہے جس کو اپنے لئے دِینِ خداوندی قرار دینا چاہئے۔''

فقہِ حنفی:......فقہِ حنفی کے مشہور متن درمختار میں ہے:

"فى الجوهرة: الاستمناء حرام، وفيه التعزير."

(ردّ المحتار حاشیہ درمختار ج:۴ ص:۲۷ کتاب الحدود)

ترجمہ:......''جوہرہ میں ہے کہ: مشت زنی حرام ہے، اور اس میں تعزیر لازم ہے۔''

علامہ ابنِ عابدین شامیؒ اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

”قولہ: الاستمناء حرام، ای بالکف اذا کان لاستجلاب الشھوۃ. اما اذا غلبت الشھوۃ ولیس لہ زوجۃ ولا أمَۃ ففعل ذٰلک لتسکینھا فالرجاء انہ لا وبال علیہ، کما قالہ ابو اللیث، ویجب لو خاف الزنا.“

(ردّالمحتار حاشیہ درمختار ج:۴ ص:۲۷ کتاب الحدود)

ترجمہ:...... ”اپنے ہاتھ سے منی خارج کرنا حرام ہے، جبکہ یہ فعل شہوت لانے کے لئے ہو، لیکن جس صورت میں کہ اس پر شہوت کا غلبہ ہو، اور اس کی بیوی یا لونڈی نہ ہو، اگر وہ شہوت کی تسکین کے لئے ایسا کرلے تو اُمید ہے کہ اس پر وبال نہیں ہوگا، جیسا کہ ابو اللیثؒ نے فرمایا ہے، اور اگر زنا میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسا کرنا واجب ہے۔“

اس عبارت سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

اوّل:...... اگر شہوت کا اس قدر غلبہ ہے کہ کسی طرح سکون نہیں ہوتا اور قضائے شہوت کا صحیح محل بھی موجود نہیں تو اِمام فقیہ ابواللیثؒ کا قول ہے کہ اگر تسکینِ شہوت کی نیت سے ایسا کرلے تو اُمید رکھنی چاہئے کہ اس پر وبال نہیں ہوگا۔

یہاں ڈاکٹر صاحب سے دو غلطیاں ہوئیں، ایک یہ کہ یہ اِمام ابوحنیفہؒ کا قول نہیں، بلکہ بعد کے مشائخ کی تخریج ہے، اس کو اِمام ابوحنیفہؒ کا قول قرار دینا غلط ہے۔

دوم:...... یہ کہ ڈاکٹر صاحب اس کو عام اجازت سمجھ گئے، حالانکہ یہ ایک خاص حالت کے اعتبار سے ہے۔

اس کی مثال ایسی ہے کہ رشوت قطعی حرام ہے، لیکن فقہاء لکھتے ہیں کہ اگر ظالم کو رشوت دے کر اس کے ظلم سے بچا جائے تو اُمید کی جاتی ہے کہ رشوت دینے والے پر مؤاخذہ نہیں ہوگا، اب اگر اس مسئلے سے کوئی شخص یہ کشید کرلے کہ رشوت حلال ہے، بعض

صورتوں میں فقہاء نے اس کی اجازت دی ہے، تو صحیح نہیں ہوگا۔ حرام اپنی جگہ حرام ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص شدید مجبوری کی حالت میں یا اس سے بڑے حرام سے بچنے کے لئے اس کا ارتکاب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہی اُمید رکھنی چاہئے کہ اس کی مجبوری پر نظر فرماتے ہوئے اس سے مؤاخذہ نہیں فرمائیں گے۔ لیکن ڈاکٹر صاحب نے اس کو جواز کی آڑ بنا کر نوجوانوں کو اس کی باقاعدہ دعوت دینی شروع کردی۔

۲:...... ڈاکٹر صاحب کی یہ بات تو صحیح ہے کہ اسلام نے چار تک شادی کرنے کی اجازت دی ہے، بشرطیکہ ان کے حقوق ادا کرنے کی صلاحیت رکھے اور عدل و انصاف کے ساتھ حقوق ادا بھی کرے، ورنہ احادیث شریفہ میں اس کا سخت وبال ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن ڈاکٹر صاحب کا یہ ارشاد صحیح نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیک وقت بارہ بیویاں تھیں، اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم "بسا اوقات" ایک ہی شب میں تمام ازواج سے فارغ ہولیتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی کل تعداد مشہور اور معتمد روایت کے مطابق گیارہ ہے، ان میں حضرت اُمّ المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا انتقال تو مکہ مکرّمہ میں ہجرت سے تین سال قبل رمضان ۱۰ نبوت میں ہوگیا تھا، اور ان کی موجودگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی اور عقد نہیں فرمایا۔ اور اُمّ المؤمنین حضرت زینب بن خزیمہ اُمّ المساکین رضی اللہ عنہا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان ۳ھ میں عقد کیا اور آٹھ مہینے بعد ربیع الثانی ۴ھ میں ان کا انتقال ہوگیا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت نو ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن موجود تھیں، جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

"حضرت عائشہ، حضرت صفیہ، حضرت اُمّ حبیبہ، حضرت سودہ، حضرت اُمِّ سلمہ، حضرت ماریہ قبطیہ، حضرت حفصہ، حضرت زینب بنت جَحش اور حضرت میمونہ، رضی اللہ عنہن۔"

تمام ازواج سے فارغ ہونے کا واقعہ کبھی شاذ و نادر ہی پیش آیا، اس کو "بسا اوقات" کے لفظ سے تعبیر کرنا دُرست نہیں۔ پھر یہ بھی یاد رہنا چاہئے کہ آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم کو اہلِ جنت کے چالیس مردوں کی طاقت عطا کی گئی تھی، اور جنت میں آدمی کو سو مردوں کی طاقت ہوگی، حافظ ابنِ حجرؒ ان روایات کو نقل کر کے لکھتے ہیں:

"فعلٰی ھٰذا یکون حساب قوۃ نبینا (صلی اللہ علیہ وسلم) أربعۃ آلاف."

(فتح الباری ج:۱ ص:۳۷۸، کتاب الغسل، باب اذا جامع ثم عاد)

اس لئے دُوسرے لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قیاس کرنا صحیح نہیں۔

۳:...... ڈاکٹر صاحب کا یہ کہنا کہ: "مباشرت سے پہلے عضو سے منی کے قطرے رِستے ہیں.... الخ" بالکل غلط ہے۔ غالباً موصوف نے مذی اور منی کے درمیان فرق نہیں کیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے "مذی" کا حکم دریافت کروایا تھا، "منی" کا نہیں۔

جو لیس دار رقیق مادّہ شہوت کی حالت میں غیرمحسوس طور پر خارج ہوتا ہے وہ "مذی" کہلاتا ہے، اس کے خروج سے شہوت ختم نہیں ہوتی۔ اور جو مادّہ قوّت اور دفق کے ساتھ (کود کر) خارج ہوتا ہے اور جس کے خروج کے بعد شہوت کو تسکین ہوجاتی ہے اسے "منی" کہا جاتا ہے، "مذی" سے غسل لازم نہیں آتا، منی کے خروج سے لازم آتا ہے۔

۴:...... مشت زنی یا کثرتِ جماع کا اثر انسانی صحت پر کیا ہوتا ہے؟ یہ اگرچہ شرعی مسئلہ نہیں کہ ہمیں اس پر گفتگو کی ضرورت ہو۔ تاہم چونکہ ڈاکٹر صاحب نے "مشت زنی" ایسے فعل کی ترغیب کے لئے یہ نکتہ بھی اُٹھایا ہے کہ اس سے انسانی صحت متأثر نہیں ہوتی، بلکہ "مشت زنی" اور کثرتِ جماع صحت کے لئے مفید ہے، اس لئے یہ عرض کردینا ضروری ہے کہ ڈاکٹر صاحب کا یہ نظریہ دُنیا بھر کے اطباء و حکماء کی تحقیق اور صدیوں کے تجربات کے قطعاً خلاف ہے۔ وظیفۂ زوجیت اگر حدِ اعتدال کے اندر ہو تو اس کو تو مفیدِ صحت کہا جاسکتا ہے، مگر اَغلام، لواطت، مشت زنی اور دیگر غیرفطری طریقوں سے مادّہ کا اخراج ہرگز مفیدِ صحت نہیں ہوسکتا، بلکہ انسانی صحت کے لئے مہلک ہے۔ اسی طرح وظیفۂ زوجیت ادا کرنے میں حدِ اعتدال سے تجاوز بھی غارت گرِ صحت ہے۔

سر کے بالوں کو صاف کرانا

س...... ایک مولانا یہ فرماتے ہیں کہ: ”سر پر پٹھوں کا رکھنا ہر ایک کے لئے ضروری ہے، سوائے حج وعمرہ کے سر منڈانا بدعت ہے۔“ لہٰذا جناب تحقیق کر کے تحریر فرمائیں کہ کیا حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منوّرہ میں سر منڈایا ہے؟ اور خلفائے راشدین کا کیا عمل ہے؟ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا، ائمہ اَربعہ کا کیا مذہب ہے؟ اور صحاحِ ستہ کے محدثین کا کیا مسلک ہے؟

ج...... ومن اللہ الصدق والصواب:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حج وعمرہ کے علاوہ سر مبارک کے بال صاف کرانا میرے علم میں نہیں ہے، البتہ بعض احادیث میں سر منڈانے کا جواز معلوم ہوتا ہے، اور وہ درج ذیل ہیں:

۱:...... ”عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنه ان النبی صلی اللہ علیه وسلم رأی صبیًا قد حلق بعض رأسه وترک بعضه فنھاھم عن ذٰلک فقال: احلقوہ کله او اترکوہ کله.“ (ابوداؤد ج:۲ ص:۲۲۱)

ترجمہ:...... ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بچے کو دیکھا جس کے سر کا کچھ حصہ منڈا ہوا تھا اور کچھ چھوڑ دیا گیا تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا: یا تو پورا سر منڈاؤ، یا پورا چھوڑ دو۔“

۲:...... ”عن عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنھما ان النبی صلی اللہ علیه وسلم امھل آل جعفر ثلاثًا ان یأتیھم، ثم اتاھم فقال: لا تبکوا علٰی اخی بعد الیوم، ثم قال: ادعوا لی بنی أخی، فجیئ بنا کأننا افرخ، فقال: ادعوا لی

الحلاق، فحلق رؤسنا." (ابوداؤد ج:۲ ص:۲۲۱)

ترجمہ:...... "حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (جب ان کے والد حضرت جعفر رضی اللہ عنہ جنگِ موتہ میں شہید ہوئے تو) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آلِ جعفر کو تین دن تک (اظہارِ غم) کی مہلت دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف نہیں لائے، پھر (تین دن بعد) ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: "آج کے بعد میرے بھائی پر نہ رونا" پھر فرمایا: "میرے بھتیجوں کو میرے پاس بلاؤ" چنانچہ ہمیں لایا گیا گویا ہم چوزے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "حلاق کو بلاؤ" چنانچہ (حلاق بلایا گیا اور) اس نے ہمارے سر کے بال صاف کئے۔"

۳:...... **"عن ابی هريرة رضی الله تعالٰی عنه ان رسول الله صلی الله عليه وسلم قال: من كان له شعر فليكرمه."** (ابوداؤد ج:۲ ص:۲۱۷)

ترجمہ:...... "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس کے بال رکھے ہوئے ہوں اسے چاہئے کہ ان کو اچھی طرح رکھے (کہ تیل لگایا کرے اور کنگھی کیا کرے)۔"

حدیثِ اوّل (حدیث نهی عن القزع) کے ذیل میں "لامع الدراری" میں حضرت شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ نے "تقریر مکی" کے حوالے سے حضرتِ اقدس گنگوہی قدس سرہٗ کا ارشاد نقل کیا ہے:

"وفی تقرير المکی: قال قدس سرهٗ القزع فی اللغة حلق بعض الرأس وترک بعضه فهو مکروه تحريمًا کيف ما کان، لاطلاق النهی عنه .... الٰی قوله....

فہرست

فالحاصل ان السنة حلق الکل او ترک الکل وما سواھما کلّه منھی عنه." (لامع ج:۳ ص:۳۳۰ مطبوعہ سہارنپور)

ترجمہ:...... "تقریرِ مکی میں ہے کہ: حضرت گنگوہی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ: لغت میں "قزع" کے معنی ہیں: سر کے کچھ حصے کو مونڈ دیا جائے اور کچھ چھوڑ دیا جائے، یہ مطلقاً مکروہِ تحریمی ہے، خواہ کسی شکل میں ہو، کیونکہ ممانعت مطلق ہے..... حاصل یہ کہ سنت یا تو پورے سر کا حلق کرنا ہے یا پورے کا چھوڑ دینا، ان دونوں صورتوں کے سوا ہر صورت ممنوع ہے۔"

اور دُوسری حدیث کے ذیل میں حضرتِ اقدس سہارنپوری قدس سرہٗ "بذل المجھود" میں تحریر فرماتے ہیں:

"**وفیه ان الکبیر من اقارب الأطفال یتولّٰی امرھم وینظر فی مصالحھم من حلق الرأس وغیرہ.**"

(بذل ج:۵ ص:۷۷، مطبوعہ سہارنپور)

ترجمہ:...... "اس حدیث سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ بچوں کے اقارب میں جو بڑا ہو وہ بچوں کے معاملات کا متولّی ہوگا، اور ان بچوں کی ضروریات و مصالح مثلاً سر منڈانا وغیرہ (کا نظر رکھے گا)۔"

اکابرؒ کی ان تصریحات کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے سر کے بال اُتارنے کا جواز ثابت ہوتا ہے، اس لئے حضرت گنگوہی قدس سرہٗ "حلق" کو سنت سے تعبیر فرماتے ہیں۔

حضراتِ خلفائے راشدین میں خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم سے حج و عمرہ کے علاوہ سر کے بال صاف کرانے کی روایت نہیں ملی، البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ سر کے بال صاف کراتے تھے:

"**عن علی رضی الله عنه قال: ان رسول الله**

صلی اللہ علیہ وسلم قال: من ترک موضع شعرة من جنابة لم یغسلها فعل بها کذا وکذا فی من النار. قال علیؓ: فمن ثم عادیت رأسی، فمن ثم عادیت رأسی، فمن ثم عادیت رأسی، وکان یجز شعره رضی اللہ عنه.“

(ابوداؤد ج:۱ ص:۳۳)

ترجمہ:...... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے غسلِ جنابت میں بدن کے ایک بال کی جگہ کو بھی چھوڑ دیا کہ اس کو نہ دھویا، اس کو دوزخ میں ایسے ایسے جلایا جائے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ (اس حدیث کو بیان کرکے) فرماتے تھے کہ: اسی لئے میں نے اپنے سر سے دُشمنی کر رکھی ہے، تین بار فرمایا۔ راوی کہتے ہیں کہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے سر کے بال تراشا کرتے تھے (اسی کو دُشمنی سے تعبیر فرمایا)۔“

دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ (صاحبِ سرِّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے بھی مروی ہے کہ وہ سر منڈاتے تھے:

”عن ابی البختری قال: خرج حذیفة رضی اللہ عنه وقد جم شعره، فقال: ان تحت کل شعرة لا یصیبها الماء جنابة فعافوها فلذٰلک عادیت رأسی کما ترون.“

(مصنف ابنِ ابی شیبہ ج:۱ ص:۱۰۰)

ترجمہ:...... ”ابوالبختریؒ کہتے ہیں کہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے، اس حال میں کہ اپنے بال صاف کئے ہوئے تھے، پس فرمایا کہ: ہر بال کے نیچے جس کو پانی نہ پہنچا ہو جنابت ہے، پس اس سے نفرت کرو، اسی بنا پر میں نے اپنے سر سے دُشمنی کر رکھی ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔“

فہرست

بظاہر یہ دونوں حضرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سر کے بال تراشتے ہوں گے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصویب وتقریر فرمائی ہوگی، اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ سر کے بال تراشنا نہ صرف ایک خلیفہ راشد (حضرت علی کرّم اللہ وجہہ) اور ایک عظیم المرتبت صحابی (حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ) کی سنت ہے، بلکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریری سنت ہے۔

اَئمہ اَربعہ رحمہم اللہ کی فقہی کتابوں میں بھی سر منڈانے یا کترانے کو جائز قرار دیا گیا ہے۔

فقہِ حنفی:......درمختار میں منظومہ وھبانیہ سے نقل کیا ہے:

"وقد قيل حلق الرأس فى كل جمعة يحب وبعض بالجواز يعبّر."

ترجمہ:......"اور کہا گیا ہے کہ ہر جمعہ کو سر منڈانا مستحب ہے اور بعض حضرات اس کو جواز سے تعبیر کرتے ہیں۔"

علامہ ابنِ عابدین شامیؒ اس کے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں:

"وفى الروضة للزندويسى: ان السنة فى شعر الرأس إمّا الفرق وإمّا الحلق وذكر الطحاوى: ان الحلق سنّةٌ ونسب ذٰلك الى العلماء الثلاثة."

(ردّالمحتار ج:۶ ص:۴۰۷، کراچی)

ترجمہ:......"زندویسی کی الروضہ میں ہے کہ: سر کے بالوں میں سنت یا تو مانگ نکالنا ہے یا حلق کرنا ہے، اور اِمام طحاویؒ نے ذکر کیا ہے کہ: حلق سنت ہے اور انہوں نے اس کو ہمارے اَئمہ ثلاثہ (اِمام ابوحنیفہ، اِمام ابویوسف اور اِمام محمد رحمہم اللہ) کی طرف منسوب کیا ہے۔"

فتاویٰ عالمگیری میں علامہ شامیؒ کی نقل کردہ عبارت "تاتارخانیہ" کے حوالے سے

نقل کرکے اس پر یہ اضافہ کیا ہے:

”یستحب حلق الرأس فی کل جمعة.“

(فتاویٰ ہندیہ ج:۵ ص:۳۵۷، کوئٹہ)

ترجمہ:...... ”ہر جمعہ کو سر کا منڈوانا سنت ہے۔“

فقہِ شافعی:...... اِمام محی الدین نوویؒ شرح مہذب میں لکھتے ہیں:

”(فرع) أما حلق جمیع الرأس فقال الغزالی لا بأس به لمن أراد التنظیف ولا بأس بترکه لمن أراد دهنه وترجیله، هٰذا کلام الغزالی، وکلام غیره من أصحابنا فی معناه. وقال احمد بن حنبل رحمه الله: لا بأس بقصه بالمقراض. وعنه فی کراهة حلقه روایتان، والمختار ان لا کراهة فیه ولٰکن السنّة ترکه فلم یصح ان النبی صلی الله علیه وسلم حلقه الَّا فی الحج والعمرة ولم یصح تصریح بالنهی عنه. ومن الدلیل علٰی جواز الحلق وانه لا کراهة فیه حدیث ابن عمر رضی الله عنهما قال: رأی رسول الله صلی الله علیه وسلم صبیًا قد حلق بعض شعره وترک بعضه فنهاهم عن ذٰلک وقال: ”احلقوه کله أو اترکوه کله“ رواه أبو داوٗد بأسناد صحیح علٰی شرط البخاری ومسلم. وعن عبدالله بن جعفر رضی الله عنهما ان النبی صلی الله علیه وسلم أمهل آل جعفر ثلاثًا ثم أتاهم فقال: ”لا تبکوا علٰی أخی بعد الیوم“ ثم قال: ”ادعوا لی بنی أخی“ فجیئ بنا کأنا أفرخ، فقال: ”ادعوا لی الحلاق“ فأمره فحلق رؤسنا. حدیث صحیح رواه أبو داوٗد بأسناد صحیح علٰی شرط البخاری ومسلم.“

(المجموع شرح المهذب، ج:۱ ص:۲۹۵، ۲۹۶)

ترجمہ:......''(مسئلہ) رہا پورے سر کا منڈوانا تو اِمام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں اس شخص کے لئے جو صفائی کرنا چاہتا ہو، اور حلق نہ کرانے میں بھی کوئی حرج نہیں اس شخص کے لئے جو تیل لگانے اور کنگھی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ یہ اِمام غزالیؒ کا ارشاد ہے اور ہمارے دُوسرے حضرات (شافعیہ) کا کلام بھی اسی کے ہم معنی ہے۔ اِمام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ: قینچی سے سر کے بال کترانے میں کوئی حرج نہیں اور سر کا منڈانا مکروہ ہے یا نہیں؟ اس میں اِمام احمدؒ سے دو روایتیں ہیں، مختار یہ ہے کہ اس میں کوئی کراہت نہیں، لیکن سنت یہ ہے کہ حلق نہ کرایا جائے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حج و عمرہ کے علاوہ حلق کرانا ثابت نہیں اور اس کی ممانعت کی تصریح بھی ثابت نہیں، اور اس بات کی دلیل کہ حلق جائز ہے اور اس میں کوئی کراہت نہیں حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بچے کو دیکھا جس کا کچھ سر منڈا ہوا تھا اور کچھ نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ: یا تو پورا سر منڈاؤ یا پورا چھوڑ دو۔ اس حدیث کو اِمام ابوداؤدؒ نے ایسی صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے جو بخاری و مسلم کی شرط پر ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آلِ جعفر کو تین دن تک (اظہارِ غم) کی مہلت دی، پھر ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: آج کے بعد میرے بھائی پر نہ رونا۔ پھر فرمایا: میرے بھتیجوں کو میرے پاس بلاؤ، ہمیں بلایا گیا، گویا ہم پرندے کے چوزے تھے (کم سنی اور بال بڑھے ہوئے ہونے کی وجہ سے چوزے سے تشبیہ دی) فرمایا: حجام کو بلاؤ! حلاق آیا تو اس کو حکم فرمایا، اس نے ہمارے

سر کے بال مونڈ دیئے۔“

فقہِ حنبلی:...... جیسا کہ اُوپر اِمام نوویؒ کی عبارت سے معلوم ہوا، اِمام احمدؒ کے نزدیک قینچی سے تراشنا بلا کراہت جائز ہے (خود اِمام احمدؒ کا عمل بھی اسی پر تھا) اور حلق میں ان سے دو روایتیں ہیں، راجح اور مختار یہ ہے کہ حلق بھی بغیر کراہت کے جائز ہے، اِمام ابنِ قدامہ مقدسی حنبلی نے ”المغنی“ میں اس کو تفصیل سے لکھا ہے، ان کی عبارت درج ذیل ہے:

”(فصل) واختلف الرواية عن احمد فی حلق الرأس فعنه أنه مكروه لما روی عن النبی صلی الله عليه وسلم انه قال فی الخوارج: ”سيماهم التحليق“ فجعله علامة لهم، وقال عمر لصبيغ: لو وجدتک محلوقا لضربت الذی فيه عيناک بالسيف، وروی عن النبی صلی الله عليه وسلم انه قال: ”لا توضع النواصی الا فی الحج والعمرة“ رواه الدارقطنی فی الافراد. وروی أبو موسٰی عن النبی صلی الله عليه وسلم: ”ليس منا من حلق“ رواه أحمد. وقال ابن عباس: الذی يحلق رأسه فی المصر شيطان، قال احمد: كانوا يكرهون ذٰلک. وروی عنه لا يكره ذٰلک لٰكن تركه أفضل. قال حنبل: كنت أنا وأبی نحلق رؤسنا فی حياة أبی عبدالله فيرانا ونحن نحلق فلا ينهانا وكان هو يأخذ رأسه بالجملين ولا يحفيه ويأخذه وسطًا، وقد روی ابن عمر أن رسول الله صلی الله عليه وسلم رأی غلامًا قد حلق بعض رأسه وترک بعضه فنهاهم عن ذٰلک، رواه مسلم، وفی لفظ قال: ”احلقه كله أو دعه كله“. وروی عن عبدالله بن جعفر أن النبی صلی الله عليه وسلم لما جاء نعی جعفر

أمهل آل جعفر ثلاثًا أن يأتيهم، ثم أتاهم فقال: ”لا تبكون على أخي بعد اليوم“ ثم قال: ”ادعوا بني أخي“ فجيئ بنا، قال: ”ادعوا لي الحلاق“ فأمر بنا فحلق رؤسنا. رواه ابوداؤد الطيالسي ولأنه لا يكره استئصال الشعر بالمقراض وهٰذا في معناه وقول النبي صلى الله عليه وسلم: ”ليس منا من حلق“ يعني في المصيبة لأن فيه: ”أو صلق أو خرق“ قال ابن عبدالبر: وقد أجمع العلماء على اباحة الحلق وكفٰى بهٰذا حجة. وأما استئصال الشعر بالمقراض فغير مكروه، رواية واحدة قال أحمد: انما كرهوا الحلق بالموسٰى وأما بالمقراض فليس به بأس لأن ادلة الكراهة تختص بالحلق.“

(المغنی مع الشرح الکبیر ج:۱ ص:۷۳،۷۴)

ترجمہ:...... ”سر کا حلق کرانے کے بارے میں اِمام احمدؒ سے روایتیں مختلف ہیں۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ یہ مکروہ ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خارجیوں کے بارے میں فرمایا کہ: ”ان کی علامت سر منڈانا ہے“ پس سر منڈانے کو خوارج کی علامت قرار دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صبیغ سے فرمایا تھا کہ: اگر تیرا سر منڈا ہوا ہوتا تو تلوار سے تیرا سر اُڑا دیتا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پیشانی کے بال صاف نہ کرائے جائیں مگر حج و عمرہ میں، اس کو دارقطنی نے افراد میں روایت کیا ہے، اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہم میں سے

فہرست

نہیں وہ شخص جس نے حلق کیا۔'' یہ مسند احمد کی روایت ہے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ: جو شخص شہر میں اپنے سر کا حلق کراتا ہے وہ شیطان ہے۔ اِمام احمدؒ نے فرمایا کہ: سلف اس کو مکروہ سمجھتے تھے۔ اِمام احمدؒ سے دُوسری روایت یہ ہے کہ: یہ مکروہ تو نہیں، لیکن نہ کرنا افضل ہے۔ حنبل کہتے ہیں کہ میں اور میرے والد اِمام احمدؒ کی حیات میں سر منڈایا کرتے تھے، آپؒ دیکھتے تھے اور منع نہیں فرماتے تھے، اور خود قینچی سے کتراتے تھے، اُسترے سے صاف نہیں کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بچے کو دیکھا جس کا کچھ سر منڈا ہوا تھا اور کچھ نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا (یہ صحیح مسلم کی روایت ہے) اور ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پورا صاف کراوٴ یا پورا چھوڑ دو'' اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ (شہیدِ موتہ) کے انتقال کی خبر آئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آلِ جعفر کو تین دن (اظہارِ غم) کی مہلت دی، ان کے پاس تشریف نہیں لائے، تین دن کے بعد تشریف لائے تو فرمایا: آج کے بعد میرے بھائی پر نہ رونا۔ پھر فرمایا: میرے بھائی کے بچوں کو میرے پاس لاوٴ! ہمیں لایا گیا تو فرمایا: حلاق کو بلاوٴ! حلاق آیا تو اسے ہمارے سروں کا حلق کرنے کا حکم فرمایا۔ (یہ ابوداوٴد طیالسی کی روایت ہے) اور سر منڈانا اس لئے بھی مکروہ نہیں کہ باریک قینچی سے سر کے بالوں کو بالکل صاف کردینا مکروہ نہیں، اور حلق میں بھی یہی چیز ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ: ''ہم میں سے نہیں جس نے حلق کیا'' اس سے مراد مصیبت میں حلق کرنا ہے،

کیونکہ اسی حدیث میں یہ بھی ہے: "او صَلَقَ وخَرَق" یعنی "یا چِلّایا یا کپڑے پھاڑے۔" حافظ ابنِ عبدالبرؒ کہتے ہیں کہ: "حلق کے مباح ہونے پر اہلِ علم کا اجماع ہے" اور یہ کافی دلیل ہے۔ رہا قینچی سے بالوں کا باریک کاٹنا، اس میں ایک ہی روایت ہے کہ یہ مکروہ نہیں، اِمام احمدؒ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اُسترے سے حلق کرنے کو مکروہ سمجھا ہے، قینچی سے کترنے کا کوئی حرج نہیں، کیونکہ کراہت حلق کے ساتھ خاص ہے۔"

فقہِ مالکی:...... حضراتِ مالکیہ کے سب سے بڑے ترجمان الامام الحافظ ابوعمرو ابن عبدالبرؒ کا قول "المغنی" کے حوالے سے اُوپر آچکا ہے کہ:

"اجمع العلماء علٰی اباحة الحلق."

اور حافظ ابنِ قدامہ مقدسیؒ کے بقول: "وکفٰی به حجة" (یہ دلیل و برہان کے لحاظ سے کافی ہے) حافظ ابنِ عبدالبرؒ کا قول علامہ عینیؒ نے بھی شرح بخاری میں نقل کیا ہے:

"وادعٰی ابن عبدالبر الاجماع علٰی اباحة حلق الجميع." (عمدۃ القاری ج:۲۲ ص:۵۸، بیروت)

ترجمہ:...... اور حافظ ابنِ عبدالبر نے حلق کے مباح ہونے پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔"

مندرجہ بالا فقہی مذاہب کی تفصیل کے بعد حضراتِ محدثین رحمہم اللہ کے مسلک کی وضاحت غیرضروری ہے، تاہم ان حضرات کا مسلک ان کے تراجم ابواب سے واضح ہے، حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث "نہی عن القزع" کی ترمذیؒ کے علاوہ سب حضرات نے تخریج کی ہے اور اس پر درج ذیل ابواب قائم کئے ہیں:

صحیح بخاری ج:۲ ص:۸۷۷، باب القزع (کتاب الباس)۔
صحیح مسلم ج:۲ ص:۲۰۳، باب کراهة القزع (کتاب اللباس والزینة)۔
نسائی ج:۲ ص:۲۷۵، النهی عن القزع (کتاب الزینة)۔

فہرست

ابنِ ماجہ ص:۲۵۹، النھی عن القزع (کتاب اللباس)۔

ابوداوٴد ج:۲ ص:۲۲۱، باب فی الصبی لہ ذوابة (کتاب الترجل)۔

علاوہ ازیں اِمام نسائیؒ نے ج:۲ ص:۲۷۴ میں "الرخصة فی حلق الرأس" کا اور اِمام ابوداوٴدؒ نے "باب فی حلق الرأس" کا عنوان بھی قائم کیا ہے، مگر "کراھة حلق الرأس" کا عنوان کسی نے قائم نہیں کیا۔ اس سے ان حضرات کا مسلک واضح ہوجاتا ہے کہ ان کے نزدیک "قزع" مکروہ ہے، یعنی یہ کہ سر کے کسی حصے کے بال اُتار دیئے جائیں اور کسی حصے کے چھوڑ دیئے جائیں، لیکن تمام سر کے بال اُتار دینا مکروہ نہیں۔

خلاصہ یہ کہ صحیح احادیث میں سر کے بال اُتارنے کی اجازت دی گئی ہے، صحابہؓ میں سے بعض اکابر واجلہ کا اس پر عمل ثابت ہے، اور بقول ابنِ عبدالبرؒ "تمام علماء کا اس کے جواز پر اِجماع ہے۔" یہی ائمہ اَربعہؒ کا مسلک ہے اور یہی حضراتِ محدثینؒ کا، اس لئے اس کو ناجائز یا بدعت کہنا، جیسا کہ سوال میں ذکر کیا گیا ہے، بے جا جسارت ہے۔ البتہ یہ کہنا صحیح ہوگا کہ سر پر بال رکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور عام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا معمول مبارک تھا، لیکن چونکہ یہ سنتِ تشریعیہ نہیں، بلکہ سنتِ عادیہ ہے اس لئے اگرچہ حلق وقصر بلاکراہت جائز ہے، تاہم بال رکھنا اَولیٰ وافضل ہے، یہ مضمون اِمام نوویؒ کی عبارت میں آچکا ہے، علامہ علی قاریؒ حدیث ابنِ عمرؓ:

"احلقوه كلّه أو اتركوه كلّه"

اسے پورا منڈاوٴ یا پورا چھوڑ دو۔

کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"(او اتركوه كلّه) فيه اشارة الى الحلق فى غير الحج والعمرة جائز، وان الرجل مخيّرٌ بين الحلق والترك، لٰكن الأفضل ان لا يحلق الا فى احد النسكين، كما كان عليه صلى الله عليه وسلم مع اصحابه رضى الله عنهم، وانفرد منهم علىٌّ كرّم الله

وجهه." (مرقاة ج:۴ ص:۴۰۹، بمبئی)

ترجمہ:...... ''اس میں اشارہ ہے کہ حج وعمرہ کے بغیر بھی حلق جائز ہے اور یہ کہ آدمی کو اختیار ہے خواہ حلق کرائے یا چھوڑ دے، لیکن افضل یہ ہے کہ حج وعمرہ کے بغیر حلق نہ کرائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور عام صحابہ رضوان اللہ علیہم کا یہی معمول تھا اور حضرت علی کرّم اللہ وجہہ حلق کرانے میں منفرد تھے۔''

اسی مسئلے پر حضرت حکیم الاُمت تھانوی قدس سرہٗ کے دو فتوے نظر سے گزرے، اتماماً للفائدہ پیش کرتا ہوں:

''سر کے بال کٹوانا:

سوال (۲۹۵)...... زید کہتا ہے کہ سارے سر میں بال رکھانا سنت ہے، اور بلاحج سر منڈوانا خلافِ سنت ہے، اور خشخشے بال رکھانے والے کو سخت مخالفِ سنت خیال کرکے قابلِ ملامت کہتا ہے۔ عمرو کہتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سر منڈاتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس فعل سے بھی منع نہ فرمایا، اس سے معلوم ہوا کہ سر منڈانا بھی غیر اَیامِ حج میں سنت ہے، اور خشخشے بال رکھنے کی ممانعت نہیں، وہ اپنی اصل پر رہیں گے، اور اصل اباحت و جواز ہے۔ خشخشے بال رکھنا قرونِ ثلاثہ سے ثابت ہے یا نہیں؟ اور ان کو جو زید بدعت کہتا ہے وہ صحیح ہے یا نہیں؟ اور ایسے بال رکھانے والا شرعاً قابلِ ملامت ہے یا نہیں؟

الجواب:...... سنت مطلقہ یہ ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور عبادت کیا ہے، ورنہ سننِ زوائد سے ہوگا، تو بال رکھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بطور عادت کے ہے، نہ بطور عبادت کے، اس لئے اَولیٰ ہونے میں تو شبہ نہیں، مگر اس کے خلاف کو خلافِ سنت

نہ کہیں گے، اگرچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی نہ ہوتی، چہ جائیکہ وہ حدیث بھی ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہ فرمانا یقینی دلیل ہے بال نہ رکھنے کی جواز بلاکراہت کے اور خلافِ سنت نہ ہونے کے، پس جس حالت میں بالکل منڈوادینا جائز ہے تو قصر کرانے میں کیا حرج ہے؟

للاجماع علٰی تساوی حکم القصر والحلق لشعر الرأس فی مثل ھٰذا الحکم والی التساوی اشیر بقوله تعالٰی: "مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ" واللہ تعالٰی اعلم.

۱۸ربیع الاوّل ۱۳۲۱ھ۔" (امداد ج:۲ ص:۱۵۲)

"سر کے بال کٹوانا:

سوال (۲۹۶)...... بعد سلام مسنون عرض ہے کہ ایک خط مولوی اسحاق صاحب کا کوئٹہ بلوچستان سے آیا ہے، مضمون یہ ہے کہ آج بعد نمازِ مغرب حضور (شاہ ابوالخیر صاحب) نے فرمایا: یہ کتاب الاسماء والکنی کہ ہم نے حیدرآباد سے منگائی ہے، اور اس سے پہلے کہیں دُنیا میں اس کی زیارت میسر نہیں ہوئی، مدینہ منوّرہ میں قبہ شیخ الاسلام میں کہ سلطان رُوم کا کتب خانہ بے نظیر ہے، اس میں بھی یہ کتاب نہیں دیکھی تھی، اس میں ہم نے ایک وہ مسئلہ دیکھا کہ ہم کو آج تک معلوم نہ تھا اور تم کو بھی معلوم نہ ہوگا۔ میں نے عرض کیا: وہ کیا ہے؟ فرمایا: خشخشی بال جیسے تیرے ہیں اور ہندوستان میں بہت مروّج ہیں، یہ عمل قومِ لوط کا ہے، اگر سر پر بال ہوں تو اس قابل ہوں کہ ان میں مانگ نکالی جائے یا بالکل منڈائے جائیں، صرف یہ دونوں شکلیں مسنون ہیں۔ میں نے اس وقت توبہ کی۔ پھر فرمایا کہ: اگر تم حلق کو دوست رکھتے ہو تو حلق کراتے رہو اور اگر فرق کو دوست رکھتے

ہوتو اس نیت سے بالوں کی پرورِش کرو۔ اور فرمایا کہ: اِس اثر کو لکھ کر مشہور کردو اور میرٹھ بھیج دو، سب خادم توبہ کریں اور خشخشی بال نہ رکھیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ: یہ رسم کن لوگوں سے اختیار کی ہے؟ میں نے عرض کیا: نصاریٰ سے مأخوذ ہے۔ وہ اثر یہ ہے:

"من کتاب الکنی للدولابی قال: حدثنی ابراھیم بن الجنید قال حدثنی الھیثم بن خارجة قال حدثنا ابو عمران سعید بن میسرة البکری الموصلی عن انس بن مالک قال: انه دخل علیه شاب قد سکن علیه شعر له فقال مالک: والسکینة افرقه اوجزه فقال له رجل: یا ابا حمزة! من کانت السکینة؟ قال: فی قوم لوط، قال: کانوا یسکنون شعورھم ویمضغون العلک فی الطریق والمنازل ویحذفون ویفرجون اقبیتھم الٰی خواصرھم. انتھٰی۔"

(سکینة الشعر، بالوں کا سیدھا کھڑا چھوڑنا، نہ منڈانا، نہ مانگ نکالنی) خط کا مضمون یہاں ختم ہوگیا۔

مضمونِ بالا کو ملاحظہ فرماکر ارشاد فرمائیے کہ بالوں کا قینچی سے کتروانا جیسا کہ مروّج ہے، جائز ہے یا نہیں؟ اور مشابہت قومِ لوط ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو اَثرِ مذکور کا کیا مطلب ہے؟ اور اگر ناجائز اور حرام ہے تو "مُحَلِّقِیْنَ رُءُوْسَھُمْ اَوْ مُقَصِّرِیْنَ" کا کیا جواب ہے؟ یا یہ حکم خاص حجاج ہی کے لئے ہے، اور یہ بھی ارشاد فرمائیے کہ اگر بالوں کا کتروانا جائز ہے تو تمام بال رکھنا اور مانگ نکالنا بہتر ہے یا حلق یا قصر؟ اور حلق سے قصر بہتر ہے یا نہیں؟ مفصل مدلل مع حوالہ بیان فرمائیے، کیونکہ اکثر لوگ حتیٰ کہ اکثر علماء بھی قصر

کراتے ہیں، اگر یہ امر ناجائز ہو تو اس سے توبہ کی جائے، اور اگر جائز ہے تو اَثرِ مذکور کا مطلب صاف صاف شافی، تسکین بخش ایسا ارشاد فرمایا جائے کہ اطمینان ہوجائے۔

الجواب:...... جوازِ تقصیر کا حج کے ساتھ مخصوص ہونا محتاجِ دلیل ہے، اور شاید کسی کو شبہ ہو کہ اس کی نسبت "یأخذ من کل شعرة قدر الأنملة" لکھا ہے، تو سمجھنا چاہئے کہ یہ مقدار ادنیٰ کی ہے، مقصود نفی زائد کی نہیں ہے۔ چنانچہ ردّ المحتار میں بدائع سے نقل کیا ہے: قالوا یجب ان یزید فی التقصیر علٰی قدر الأنملة .... الخ۔ اور اسی طرح رُبع کی تخصیص بیانِ ادنیٰ کے لئے ہے، چنانچہ درمختار میں تصریح ہے: تقصیر الکل مندوب، پس وہ شبہ رفع ہوگیا، اور فارق منتفی ہے، لہٰذا جواز عام ہے۔ اور اگر کوئی شخص اَثرِ مذکور کو فارق کہے تو بایں وجہ صحیح نہیں کہ اَثرِ مذکور ثبوتاً و دلالةً مخدوش ہونے کے علاوہ مفید مقصود کو نہیں، اوّلاً یہ کہ جب تک اس کے رُواة کی توثیق نہ ہو اس وقت تک اس کی صحت یا حسن ثابت نہیں، اور حدیث ضعیف حسبِ تصریح اہلِ علم کسی حکمِ شرعی کے لئے مثبت نہیں ہوسکتی۔[1] ثانیاً یہ

فہرست

(۱) کتاب الاسماء والکنی کی اس روایت کی سند میں ابوعمران سعید بن میسرہ البکری الموصلی، کذّاب ہے، اس لئے یہ روایت نہ صرف منکر بلکہ موضوع ہے۔ حافظ ذہبیؒ "میزان الاعتدال" میں اور حافظ ابنِ حجرؒ "لسان المیزان" میں لکھتے ہیں:

"سعید بن میسرة البکری ابو عمران، قال البخاری: عنده مناکیر وقال ایضًا منکر الحدیث، وقال ابن حبان: یروی الموضوعات، وقال الحاکم: روی عن انس موضوعات، و کذبه یحیٰی القطان."

(باقی اگلے صفحے پر)

کہ سکینہ کی یہ تفسیر جو سوال میں مذکور ہے محتاجِ دلیل ہے، خواہ لغت ہو یا نقلِ صحیح ہو، اور یہ دونوں امر بذمہ مستدل ہیں۔ تیسرے اس میں

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ).....

ترجمہ:......"اِمام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ: اس کے پاس "منکر" روایتیں ہیں، اور یہ کہ یہ راوی منکر الحدیث ہے۔ ابنِ حبانؒ فرماتے ہیں کہ: یہ موضوع روایتیں روایت کرتا ہے۔ حاکمؒ فرماتے ہیں کہ: اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بہت سی موضوع روایتیں روایت کی ہیں۔ اور اِمام یحییٰ بن سعید القطان نے اس کو کذّاب کہا ہے۔"

شیخ ابنِ عراقؒ "تنزیہ الشریعة المرفوعة عن الاحادیث الشنیعة الموضوعة" کے مقدمے میں لکھتے ہیں:

"من عرف بالکذب فی الحدیث وروی حدیثًا لم یروہ غیرہ فان نحکم علٰی حدیثه ذٰلک بالوضع اذا انضمت الیه قرینة تقتضی وضعه، کما صرح به العلائی وغیرہ." (ج:۱ ص:۱۰)

ترجمہ:......"جو شخص حدیث میں جھوٹ بولنے کے ساتھ معروف ہو اور وہ ایسی حدیث روایت کرے جس کو اس کے سوا کوئی دُوسرا روایت نہیں کرتا تو ہم اس کی روایت کو موضوع قرار دیں گے، جبکہ اس کے موضوع ہونے کا قرینہ بھی موجود ہو، جیسا کہ حافظ علائی وغیرہ نے تصریح کی ہے۔"

ابنِ عراقؒ نے اسی مقدمے میں کذّاب و وضاع راویوں کی فہرست دی ہے، اس میں ص:۶۳ پر حرف سین کے تحت نمبر:۲۲ پر سعید بن میسرة البکری کا ذکر بایں الفاظ کیا ہے: "کذبه یحیی القطان وقال ابن حبان: یروی الموضوعات." اس کی تفصیل سے معلوم ہوا کہ زیرِ بحث روایت بھی اسی ذخیرۂ موضوعات میں سے ہے، جس کو سعید بن میسرہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کیا کرتا تھا۔ اور جب یہ روایت ہی موضوع ہے تو اس سے مسائل کا استنباط بھی صحیح نہ ہوگا۔ علاوہ ازیں غیر مجتہد کے لئے یہ جائز نہیں کہ کسی کتاب میں کوئی روایت دیکھ کر اس پر عمل شروع کردے بلکہ اس کے ساتھ یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ نے اس بارے میں کیا فرمایا ہے؟ کیونکہ دلیل میں نظر کرنا مجتہد کا وظیفہ ہے، عامی کا نہیں۔ اور ائمہ اربعہؒ اس پر متفق ہیں کہ سر کے بال رکھنا بھی جائز ہے اور کاٹنا بھی جائز ہے۔ نیز قینچی سے تراشنا بھی جائز ہے اور اُسترے سے حلق کرنا بھی جائز ہے۔ جیسا کہ اُوپر تفصیل گزر چکی ہے، تو ایک عامی کے لئے "اِجماعِ علماء" کی مخالفت کسی طرح جائز نہیں ہوسکتی۔ واللہ اعلم بالصواب!

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

''جزؤ'' کا لفظ بطور تخیر آیا ہے اور ''جز'' کے معنی لغت اور استعمال میں مطلق قطع کے ہیں مخصوص حلق کے ساتھ نہیں، بلکہ مخصوص بالوں کے ساتھ بھی نہیں، چنانچہ مشکوٰۃ باب الترجل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ''فقالت امی لا اجزھا'' اور آگے اس کی علت بیان فرمائی: ''کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمدہ'' اور ظاہر ہے کہ یہ علت مقتضی عموم معنی جز کو ہے۔ اور شمائل ترمذی میں حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ''فأتی بجنب مشوی ثم أخذ الشفرۃ فجعل یجزّ لی'' اس میں دو نسخے ہیں: حاء اور جیم، اس سے عموم غیر شعر کے لئے ظاہر ہے۔ چوتھے ممکن ہے کہ یہ حکم مقید اس صورت کے ساتھ ہو کہ جب بال مانگ نکالنے کے قابل ہوں اور پھر مانگ نہ نکالی جائے جس کو سدل کہتے ہیں جس کے باب میں حدیث میں آیا ہے: ''فسدل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ناصیہ ثم فرق بعدہ'' متفق علیہ کذا فی المشکوٰۃ باب الترجُّل۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشانی کے بالوں کا سدل فرمایا، لیکن بعد میں مانگ نکالنے لگے۔ بخلاف اس صورت کے چھوٹے چھوٹے بال ہوں، خواہ بڑھے نہ ہوں یا کٹا دیئے ہوں، اس صورت میں یہ حکم نہ ہو، چنانچہ افرقہ او جزہ، علیٰ سبیل التخییر فرمانا اس منع بالمعنی الاصطلاح کی سند ہوسکتی ہے کیونکہ تخییر موقوف ہے دونوں شقوں کے امکان عادی پر، اور امکان فرق موقوف ہے بالوں کے بڑے ہونے پر۔ پانچویں ممکن ہے کہ یونہی مخصوص ہو اس صورت کے ساتھ جبکہ اہلِ باطل کی وضع پر ہوں، جیسا اس وقت نئ فیشن ایجاد ہوئی ہے، یا یہ کہ کسی فساد کی نیت سے ہو، جیسا کہ دُوسرے متعاطفات بھی اس پر دال ہیں، ورنہ لازم آتا ہے کہ مضغ علک اور قباء میں

چاک دونوں پہلوؤں پر رکھنا بھی مطلقاً ناجائز ہو، ولا قائل بہٖ، پس ان وجوہ سے یہ اثر مخصص یا مفسر جوازِ تقصیر کا نہیں ہوسکتا، بخلاف نہی عن القزع کے کہ بوجہ صحتِ حدیث کے اطلاق حلق کو مقید کرسکتا ہے، پس تقصیر فی نفسہٖ بحالہٖ جائز رہا، البتہ عارض تشبہ سے جہاں تشبہ لازم آتا ہو بعض صورتیں ممنوع ہوجائیں گی، هٰذا ما حضر لی الآن، ولعل الله یحدث بعد ذٰلک امرًا، والله اعلم! ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۲۴ھ۔‘‘

(امداد ج:۲ ص:۱۷۲، امداد الفتاویٰ ج:۴ ص:۲۲۴ تا ۲۲۶)

غیر مسلم کی تعزیت

س...... ۲۴ رفروری ۱۹۸۵ء مطابق ۳ رجمادی الاخریٰ ۱۴۰۵ھ اتوار کی شام کو ادارہ طلوعِ اسلام کے بانی مسٹر غلام احمد پرویز انتقال کرگئے، ان کی عمر ۸۲ سال تھی اور وہ گزشتہ چار ماہ سے علیل تھے۔ صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے ان کی بیوہ کے نام اپنے تعزیتی پیغام میں کہا ہے:

’’مرحوم تحریکِ پاکستان کے سرگرم کارکن تھے، اور انہوں نے اس دوران علامہ اقبال اور قائدِ اعظم محمد علی جناح کے خیالات سے بھی بھرپور استفادہ کیا، مرحوم نے بعد ازاں اپنی تمام تر توانائی اسلام کے مطالعہ اور اسے دُوسروں تک پہنچانے کے لئے وقف کردی تھی، اس شعبے میں مرحوم کے لاتعداد شاگرد موجود ہیں، مرحوم کو تحریکِ پاکستان کے عظیم کارکن اور عظیم مفکر کی حیثیت سے ہمیشہ یاد رکھا جائے گا، اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوارِ رحمت میں قبول فرمائے۔‘‘

کیا کسی مسلمان کو ایسے منکرِ حدیث کی تعزیت کرنا اور اسے ’’مرحوم‘‘ کہنا جائز ہے؟

ج...... کسی مرنے والے کے وارثوں سے تعزیت تو اچھی بات ہے، لیکن جنابِ صدر کی طرف سے پرویز صاحب کے بارے میں جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے، ان پر دِینی حلقوں میں اظہارِ ناپسندیدگی کیا جائے گا۔ مسٹر پرویز کے خیالات کوئی ڈھکے چھپے نہیں تھے، موصوف نے جس طرح اسلام کو مسخ کیا، جس طرح قطعیاتِ اسلام کا انکار کیا اور جس طرح

پورے اسلام کو ''عجمی سازش'' قرار دیا، اسے ''اسلام کا مطالعہ'' نہیں، بلکہ ''اسلام کا مسخ'' ہی کہا جاسکتا ہے، یہی وجہ ہے کہ آج سے تقریباً بیس سال پہلے عرب وعجم اور تمام اسلامی فرقوں کے اہلِ علم نے فتویٰ دیا کہ پرویزی نظریات کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور جو شخص ان نظریات کا قائل ہو اس کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں۔ چنانچہ ''علماء کا متفقہ فتویٰ: پرویز کافر ہے'' کے نام سے یہ تحریر شائع ہوچکی ہے۔

صدرِ مملکت فرماتے ہیں کہ پرویز نے بانیٔ پاکستان اور علامہ اقبال کے خیالات سے بھرپور استفادہ کیا، اگر یہ استفادہ اسی طرح مسخ و تحریف کے ذریعہ کیا گیا تھا تو اس کو ''بھرپور استفادہ'' کا نام دینا ہی غلط ہے، لیکن اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ ان بزرگوں کے خیالات ونظریات بھی وہی تھے جن کی ترجمانی مسٹر پرویز مدۃ العمر کرتے رہے تو اہلِ اسلام کی نظر میں ان دونوں بزرگوں کی حیثیت کیا ہوگی...؟

جنابِ صدر نے پرویز کے لئے یہ دُعا بھی فرمائی کہ: ''اللہ تعالیٰ انہیں جوارِ رحمت میں قبول فرمائے۔'' جوارِ رحمت کا جو تصوّر مسلمانوں کے نزدیک ہے، مسٹر پرویز اس کے قائل ہی نہیں تھے، وہ اسے عیسائی عقیدہ قرار دیتے تھے اور علامہ اقبال کے حوالے سے اس کا یوں مذاق اُڑاتے تھے:

آں بہشتے کہ خدائے بتو بخشد ہمہ ہیچ
تا جزائے عمل تست چناں چیزے ہست

(لغات القرآن، مادّہ: ر-ح-م)

جو لوگ خدا تعالیٰ کی بخشی ہوئی بہشت کو ''ہمہ ہیچ'' کہہ کر پائے استحقار سے ٹھکرادیتے ہوں، یہ سمجھنا مشکل ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے ''جوارِ رحمت'' کی دُعا کے کیا معنی ہیں؟

عجیب بات ہے کہ علامہ اقبال تو خدا تعالیٰ کی بخشی ہوئی جنت کو ''ہمہ ہیچ'' اور جزائے عمل کو ''چیزے ہست'' کہتے ہیں، لیکن اعلم الاوّلین والآخرین خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فہرست

"لن ینجی احدًا منکم عمله، قال رجل: ولا ایاک یا رسول الله! قال: ولا ایای! الّا ان یتغمدنی الله منه برحمة ولٰکن سددوا."

ترجمہ:...... "تم میں سے کسی کا عمل اس کو ہرگز نجات نہیں دِلائے گا، ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کو بھی نہیں؟ فرمایا: مجھے بھی نہیں، اِلَّا یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانک لیں، لیکن سیدھے راستے پر چلتے رہو۔"

دُوسری حدیث میں ہے:

"ما من احد یدخله عمله الجنة، قیل: ولا انت یا رسول الله! قال: ولا انا، الّا ان یتغمدنی ربی برحمة (وفی روایة: الّا ان یتغمدنی الله منه بمغفرة ورحمة)."

(صحیح مسلم جلد دوم ص:۳۷۶، ۳۷۷)

ترجمہ:...... "تم میں ایک شخص بھی ایسا نہیں جسے اس کا عمل جنت میں داخل کردے، عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! آپ کو بھی نہیں؟ فرمایا: مجھے بھی نہیں، اِلَّا یہ کہ میرا رَبّ مجھے اپنی رحمت و مغفرت سے ڈھانپ لے۔"

"بہ بیں تفاوت راہ از کجا است تا بہ کجا"

اخبار میں یہ دِلچسپ خبر بھی دی گئی ہے کہ:

"ان کی نمازِ جنازہ پیر ۲۵؍فروری کو شام ۴ بجے، ۲۵-بی گلبرگ نمبر۲، مین مارکیٹ، ان کی رہائش گاہ پر ادا کی جائے گی۔"

مسٹر پرویز تو "نماز" نام کی کسی عبادت ہی کے قائل نہیں تھے اور مسلمانوں کی نماز کو "مجوسیوں کا طریقہ" کہا کرتے تھے، معلوم نہیں ہوسکا کہ ان کی "نمازِ جنازہ" کس طریقے سے ادا کی گئی؟ اور کس نے ادا کرائی...؟

جہاں تک پرویز صاحب کی ذات کا تعلق ہے وہ اپنے انجام کو پہنچ چکے ہیں، یقیناً وہ ان تمام غیبی حقائق کا بچشمِ خود مشاہدہ کررہے ہوں گے جن کا وہ مذاق اُڑایا کرتے تھے، چونکہ ان کا مقدمہ سب سے بڑی عدالت میں پہنچ چکا ہے اس لئے ان کی ذات کے بارے میں لب کشائی کرنے کے بجائے ہم یہ کہیں گے کہ جن خیالات ونظریات کا وہ ساری عمر پرچار کرتے رہے، وہ سراسر کفر وضلالت ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُمتِ مسلمہ کو ان کے برپا کردہ فتنے سے محفوظ رکھے۔

اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ لفظ ''صاحب'' کا استعمال

س۱:...... جناب محترم! ہم ادب کے طور پر ''صاحب'' لفظ استعمال کردیتے ہیں، تمام انبیاء کرام علیہم السلام، جملہ صحابہ کرامؓ اور دِین کے تمام بزرگوں کے لئے، بلکہ اپنے بزرگوں کے لئے بھی۔ جنابِ عالی! یہ لفظ یعنی ''صاحب'' ہم اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ نہ زبان پر کہتے ہیں، نہ لکھتے ہیں، کیا یہ بات کوئی گناہ یا خلافِ ادب تو نہیں ہے؟ واضح فرمادیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمارا ربّ ہے، پروردگار ہے۔

س۲:...... آج کل دیکھا جاتا ہے کہ کیلنڈروں اور کتابوں کے سرِورق وغیرہ پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا قرآن پاک کی آیت ٹیڑھی اور ترچھی لکھی جاتی ہے، کیا ایسا لکھنا خلافِ ادب اور باعثِ گناہ تو نہیں؟

س۳:...... کیا سورۂ اخلاص تین بار پڑھنے سے تمام قرآن شریف کی تلاوت کا ثواب حاصل ہوجاتا ہے؟

س۴:...... کیا دُعا کے اوّل اور آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود شریف پڑھے بغیر دُعا قبول نہیں ہوتی؟

س۵:...... اگر کوئی شخص کسی صاحبِ طریقت سے بیعت ہو تو پیر صاحب کے بتلائے ہوئے اذکار پہلے پڑھے یا وہ اذکار جن کا کتبِ فضائل میں ذکر ملتا ہے، جیسے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص صبح کو سورۂ یٰسین پڑھ لے گا (شام تک کی) اس کی حاجتیں پوری ہوجائیں گی وغیرہ وغیرہ۔ اگر کسی آدمی کے پاس وقت کم ہو تو وہ کون سے اذکار

پڑھے، احادیث میں مذکورہ یا صاحبِ طریقت کے جس سے بیعت ہو،؟ اسی طرح اگر کوئی بیعت سے پہلے احادیث کے اذکار کو جو پڑھ رہا ہو وہ بند کرلے تو گناہ تو نہیں؟ تہجد کی نماز چند دن پڑھتا ہوں، چند دن نہیں پڑھتا، اس کے متعلق واضح فرمادیں، بغیر وضو چارپائی پر لیٹے لیٹے احادیث شریف کی کتاب پڑھ رہا ہو تو گناہگار ہوگا یا بےادب؟ کیا دُرود شریف بغیر وضو پڑھ سکتا ہے؟

س۶:...... دُرود شریف کا ثواب زیادہ ہے یا اِستغفار کا؟

ج۱:...... پُرانے زمانے کی اُردو میں ''اللہ صاحب فرماتا ہے'' کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، مگر جدید اُردو میں ان کا استعمال متروک ہوگیا، گویا اُس زمانے میں یہ تعظیم کا لفظ سمجھا جاتا تھا، مگر جدید زبان میں یہ اتنی تعظیم کا حامل نہیں رہا کہ اسے اللہ تعالیٰ کے لئے یا انبیائے کرام علیہم السلام اور صحابہؓ و تابعینؒ کے لئے استعمال کیا جائے۔

ج۲:...... اگر ان کو ادب و احترام سے رکھا جاتا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں، اور اگر ان کے پامال ہونے کا اندیشہ ہو تو نہیں لکھنی چاہئیں۔

ج۳:...... ایک حدیث میں یہ مضمون ہے کہ ''قُلْ ھُوَ اللہُ اَحَدٌ'' تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (ترمذی)

ج۴:...... دُعا کے اوّل و آخر دُرود شریف کا ہونا دُعا کی قبولیت کے لئے زیادہ اُمید بخش ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ دُعا آسمان و زمین کے درمیان معلق رہتی ہے جب تک کہ اس کے اوّل و آخر میں دُرود شریف نہ ہو۔

ج:۵...... جن اوراد و اذکار کو معمول بنالیا جائے، خواہ شیخ کے بتانے سے یا ازخود، ان کے چھوڑنے میں بے برکتی ہوتی ہے، اس لئے بھی معمولات کی پابندی کرنی چاہئے اور ایک وقت نہ ہوسکے تو دُوسرے وقت پورے کرلے۔ تہجد کی نماز میں ازخود ناغہ نہ کرے۔ بغیر وضو حدیث شریف کی کتاب پڑھنا خلافِ اَولیٰ ہے۔ دُرود شریف بے وضو جائز ہے، باوضو پڑھے تو اور بھی اچھا ہے۔

ج:۶...... دونوں کا ثواب اپنی اپنی جگہ ہے، اِستغفار کی مثال برتن مانجھنے کی ہے، اور دُرود

شریف کی مثال برتن قلعی کرنے کی۔

بچی کو جہیز میں ٹی وی دینے والا گناہ میں برابر کا شریک ہے

س...... گزارش ہے کہ میری دو بیٹیاں ہیں، بڑی بیٹی کی شادی میں نے کردی ہے، اس کی شادی پر میں نے ٹی وی جہیز میں دیا تھا، یہ خیال تھا کہ ٹی وی ناجائز تو ہے لیکن رسمِ دُنیا اور بیوی اور بچوں کے اصرار پر دے دیا۔ اب پتا چلا کہ ٹی وی تو اس کے استعمال کی وجہ سے حرام ہے، اپنی غلطی کا بہت افسوس ہوا اور اللہ تعالیٰ سے اِستغفار کرتا رہا۔ مسئلہ یہ ہے کہ میں اس وقت دُوسری بیٹی کی شادی کر رہا ہوں، میں نے بیوی اور بچوں کو کہا ہے کہ ٹی وی کی جگہ پر سونے کا سیٹ دے دیں یا کوئی چیز اسی قیمت کی دے دیں، لیکن سب لوگ میری مخالفت کر رہے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ کسی کی پسند ناپسند سے شرعی اَحکام تبدیل نہیں ہوسکتے، براہِ مہربانی پوری تفصیل سے اس مسئلے پر روشنی ڈالیں، میں بہت پریشان ہوں۔

ج...... **جزاکم اللہ احسن الجزاء!** اللہ تعالیٰ نے آپ کو دِین کا فہم نصیب فرمایا ہے، جس طرح پسند و ناپسند سے اَحکام نہیں بدلتے، اسی طرح بیوی بچے آپ کی قبر میں اور آپ ان کی قبر میں نہیں جائیں گے۔ جس بچی کی شادی کرنی ہے اس کو کہہ دیا جائے کہ: ''ٹی وی تو میں لے کر دوں گا نہیں، زیورات کا سیٹ بنوالو، یا نقد پیسے لے لو، اور ان پیسوں سے جنت خریدو یا دوزخ خریدو، میں بری الذمہ ہوں، میں خود اژدہا خرید کر اس کو تمہارے گلے کا طوق نہیں بناؤں گا۔''

نعت پڑھنا کیسا ہے؟

س......ایک صاحب مجلسِ حمد و نعت کے دوران حمد تو سن لیتے ہیں، لیکن جوں ہی نعت شروع ہوتی ہے اور اس میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ گرامی آتا ہے، پڑھنے والے کو ٹوک کر کہتے ہیں: ''یہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں اللہ پڑھ'' ان کا یہ انداز کس حد تک دُرست ہے؟ انہیں یہ اعتراض بھی ہے کہ آج کے مسلمانوں کے دِل میں مدینہ کا بت بسا ہے (نعوذ باللہ)۔

ج...... ''نعت'' کے معنی ہیں: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و کمالات بیان کرنا۔

اگر نعتیہ اشعار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح کمالات واوصاف ذکر کئے گئے ہوں تو ان کا پڑھنا اور سننا لذیذ ترین عبادت ہے، ایک تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و کمالات کا تذکرہ بجائے خود عبادت ہے، دُوسرے یہ ذریعہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اضافے وترقی کا، اور یہ دُنیا وآخرت کی سعادت کا ذریعہ ہے۔ وہ صاحب کسی اور مذہب کے ہوں گے، ورنہ کسی مسلمان کے منہ سے یہ بات نہیں نکل سکتی۔

مسجدِ نبوی اور روضۂ اطہر کی زیارت کے لئے سفر کرنا

س…… میں نے ایک کتاب میں بھی پڑھا ہے کہ مسجدِ نبوی کی زیارت کی نیت سے سفر نہیں کرسکتے اور سنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک پر شفاعت کی درخواست ممنوع ہے۔ بتلائیں کہ کیا یہ ٹھیک ہے؟ اور روضۂ مبارک پر دُعا مانگنا کیسا ہے؟ اور اس کا طریقہ کیا ہے؟ کس طرف منہ کرکے دُعا مانگیں گے؟ آیا کعبہ کی جانب یا روضۂ مبارک کی جانب؟ اور مسجدِ نبوی میں کثرتِ دُرود افضل ہے یا تلاوتِ قرآن؟

ج…… یہ تو آپ نے غلط سنا یا غلط سمجھا ہے کہ مسجدِ نبوی (علٰی صاحبھا الصلوات والتسلیمات) کی نیت سے سفر نہیں کرسکتے، اس میں تو کسی کا اختلاف نہیں کہ مسجد شریف کی نیت سے سفر کرنا صحیح ہے۔ البتہ بعض لوگ اس کے قائل ہیں کہ روضۂ مقدسہ کی زیارت کی نیت سے سفر جائز نہیں، لیکن جمہور اکابرِ اُمت کے نزدیک روضۂ شریف کی زیارت کی بھی ضرور نیت کرنی چاہئے۔ اور روضۂ اطہر پر حاضر ہوکر شفاعت کی درخواست ممنوع نہیں۔ فقہائے اُمت نے زیارتِ نبوی کے آداب میں تحریر فرمایا ہے کہ بارگاہِ عالی میں سلام پیش کرنے کے بعد شفاعت کی درخواست کرے۔ اِمام جزری رحمۃ اللہ علیہ ''حصن حصین'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ: اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (کی قبر مبارک) کے پاس دُعا قبول نہ ہوگی تو اور کہاں ہوگی؟ صلوٰۃ وسلام اور شفاعت کی درخواست پیش کرنے کے بعد قبلہ رُخ ہوکر دُعا مانگے۔ مدینہ طیبہ میں دُرود شریف کثرت سے پڑھنا چاہئے اور تلاوتِ قرآنِ کریم کی مقدار بھی بڑھا دینی چاہئے۔

شادی یا کسی اور معاملے کے لئے قرعہ ڈالنا

س……ایک حدیث میں یہ ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں جایا کرتے تھے تو اپنی بیویوں کے لئے قرعہ ڈالا کرتے تھے، جس بیوی کا نام قرعہ میں نکل آتا تھا وہی آپ کی شریکِ سفر ہوا کرتی تھیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ ہم موجودہ دور میں کن کن باتوں کے لئے قرعہ ڈال سکتے ہیں؟ مثلاً: شادی کا معاملہ ہو تو کیا لڑکی/لڑکے کا نام قرعہ میں ڈال کر معلوم کیا جاسکتا ہے؟ یہ بھی بتایئے کہ قرعہ ڈالنے کا صحیح طریقہ کیا ہے جس سے کسی طرح کی غلطی اور شک وشبہ کا اندیشہ نہ رہے۔

ج……جن چیزوں میں کئی لوگوں کا استحقاق مساوی ہو، اس پر قرعہ ڈالا جاتا ہے، مثلاً: مشترک چیز کی تقسیم میں حصوں کی تعیین کے لئے، یا دو بیویوں میں سے ایک کو سفر میں ساتھ لے جانے کے لئے۔ رشتے وغیرہ کی تجویز میں اگر ذہن یکسو نہ ہو تو ذہن کی یکسوئی کے لئے اِستخارے کے بعد قرعہ ڈالا جاسکتا ہے، اس میں اصل چیز تو اِستخارہ ہی ہے، قرعہ محض اپنے ذہن کو ایک طرف کرنے کے لئے ہوگا۔

ٹی وی میں کسی کے کردار کی تحقیر کرنا

س…… حال ہی میں ٹی وی پر ایک ڈرامہ ''پہچان'' دِکھایا گیا، اس میں شامل کردار گھریلو اختلافات کی وجہ سے کورٹ میں جاتے ہیں، گھر کے سربراہ ایک اُستاد کا رول ادا کر رہے تھے، جنھوں نے اپنی تمام زندگی ایمان داری وصداقت اور بےلوث خدمت میں گزاری، اور وہ سب کچھ نہ کچھ دے سکے جوان کی بیوی اور بچوں کی بے ہودہ ضرورت اور فرمائش تھی اور ان سب نے اُستاد صاحب کی کورٹ میں جو بےعزتی کی وہ معاشرے میں تصوّر بھی نہیں کی جاتی۔ بیوی نے الگ ڈائیلاگ کے ذریعے ذلیل کیا، پھر ان کے بڑے بیٹے نے کلمہ طیبہ پڑھ کر وکیل کے کہنے پر عدالت میں کہا: ''جو کچھ کہوں گا سچ کہوں گا اور سچ کے علاوہ کچھ نہ کہوں گا'' اور اس گستاخ لڑکے نے بھی کلمہ پڑھ کر اپنے والد صاحب ''اُستاذ'' کی انتہا درجے کی کھلی عدالت میں بےعزتی کی۔ مولانا صاحب! اس طرح کے ڈرامے لکھنے والے

فہرست

اوراس میں اس قسم کا کردار ادا کرنے والوں کے لئے اسلام میں کیا حکم ہے؟ ایک تو ڈرامہ اس قسم کا تھا، دُوسری اہم بات یہ کہ کلمہ طیبہ پڑھ کر یہ کہا گیا کہ: ''جو کچھ کہوں گا سچ کہوں گا، اس کے علاوہ کچھ نہ کہوں گا'' جبکہ یہ سارا جھوٹ عظیم ہے۔ کلمہ جیسی نعمتِ عظمیٰ کو گواہ بنا کر سارا جھوٹ بولا گیا، ایسے لوگوں کے لئے اسلام کیا حکم دیتا ہے؟ آیا یہ لوگ مسلمان کہلانے کے حق دار ہیں جنھوں نے ''کلمے'' کو مذاق بنا رکھا ہے؟

ج...... میرے خیال میں تو ڈرامہ کرنے والوں نے معاشرے کی عکاسی کی ہوگی، اور مقصد یہ ہوگا کہ لوگوں کی اصلاح ہو، لیکن عملاً نتیجہ اس کے برعکس نکلتا ہے۔ نوجوان نسل ان ڈراموں سے انارکی سیکھتی ہے اور ان جرائم کی عملی مشق کرتی ہے جو ٹی وی کی فلموں میں اسے دِکھائے جاتے ہیں۔ جس ڈرامے کا آپ نے ذکر کیا ہے اس سے بھی نئی نسل کو یہی سبق ملا ہوگا کہ ایمان داری، صداقت اور بے لوث خدمت کا تصوّر فضول اور دقیانوسی خیال ہے اور ایسے والد صاحبان کی اسی طرح بے عزتی کرنی چاہئے۔

رہا یہ کہ ایسے ڈرامے لکھنے والوں کا اور دِکھانے والوں کا اسلام میں کیا حکم ہے؟ تو یہ سوال خود انہی حضرات کو کرنا چاہئے تھا، مگر وہ شاید اسلام سے اور کلمہ طیبہ سے ویسے ہی بے نیاز ہیں، اس لئے نہ انہیں اسلام کے اَحکام معلوم کرنے کی ضرورت ہے اور نہ ہی کلمہ طیبہ یا شعائرِ اسلام کی توہین کا احساس ہے، ایسے لوگوں کے لئے بس یہ دُعا ہی کی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی اصلاح کی توفیق نصیب فرمائیں۔

''بسم اللہ'' کی بجائے ۷۸۶ تحریر کرنا

س...... ہمارا ایک مسئلے پر بحث و مباحثہ چلتا رہا، جس میں ہر ایک شخص اپنے اپنے خیالات پیش کرتا رہا، مگر تسلی ان باتوں سے نہ ہوئی۔ بحث کا مرکز ''۷۸۶'' تھا جو کہ عام خط و کتابت میں پہلے تحریر کیا جاتا ہے، جس کا مقصد ہم ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' جانتے ہیں۔ آیا خط کے اُوپر ۷۸۶ لکھنا جائز ہے؟ اگر جائز ہے ۷۸۶ کیا ہے اور کس طرح بسم اللہ مکمل بنتا ہے؟ اور ہاں کئی آدمیوں کی رائے ہے کہ یہ ہندوؤں کے کسی آدمی نے بات نکالی ہے تا کہ مسلمانوں کو

اس کے لکھنے کے ثواب سے محروم کیا جائے۔ یعنی مکمل وضاحت فرمائیں تاکہ کوئی ایسی غلطی یا بات نہ ہو کہ ہم گناہ کے مرتکب ہوں۔

ج...... ۷۸۶ بسم اللہ شریف کے عدد ہیں، بزرگوں سے اس کے لکھنے کا معمول چلا آتا ہے، غالباً اس کو رواج اس لئے ہوا کہ خطوط عام طور پر پھاڑ کر پھینک دیئے جاتے ہیں، جس سے بسم اللہ شریف کی بے ادبی ہوتی ہے، اس بے ادبی سے بچانے کے لئے غالباً بزرگوں نے بسم اللہ شریف کے اعداد لکھنے شروع کئے، اس کو ہندوؤں کی طرف منسوب کرنا تو غلط ہے، البتہ اگر بے ادبی کا اندیشہ نہ ہو تو بسم اللہ شریف ہی کا لکھنا بہتر ہے۔

مدارس کے چندے کے لئے جلسہ کرنا

س...... مدارس کا چندہ وعظ و جلسے کی شکل بنا کر ایک دِلچسپ تقریر کر کے وصول کرنا کیسا ہے؟ یا جلسے کے علماء بلائے بھی اسی مقصد کے لئے جائیں کہ کچھ تقریر کر کے چندہ کریں گے، یہ کیسا ہے؟

ج...... دِینی مقاصد کے لئے چندہ کرنا تو احادیث شریفہ سے ثابت ہے، اور کسی اجتماع میں مؤثر انداز میں اس کی ترغیب دینا بھی ثابت ہے، بلکہ دورانِ خطبہ چندے کی ترغیب دِلانا بھی احادیث میں موجود ہے، البتہ اگر کسی جگہ چندے سے علم اور اہلِ علم کی بدنامی ہوتی ہو تو ایسا چندہ کرنا خلافِ حکمت ہے، واللہ اعلم!

مشترکہ مذاہب کا کیلنڈر

س...... احقر کا نام سلیم احمد ہے اور امریکہ کے شہر شکاگو میں ۱۸ سال سے مقیم ہے۔ حضرتِ والا کی خدمت میں اس خط کے ساتھ ۱۹۹۵ء کا کیلنڈر روانہ کر رہا ہوں جس کے بارے میں مسئلہ دریافت طلب ہے۔ یہ کیلنڈر امریکہ کے تمام مذاہب کے لوگ مل کر چھپواتے ہیں اور پھر ان کو فروخت کرتے ہیں۔ اس سال بھی یہ کیلنڈر مسجد میں ۱۵ ڈالر کا (ڈاکٹر محمد صغیر الدین جن کا تعلق اِنڈیا حیدرآباد سے ہے اور وہ تقریباً یہاں پر ۲۵ یا ۳۰ سال سے مقیم ہیں) انہوں نے فروخت کیا اور لوگوں کی توجہ اس طرف دِلائی کہ اس کو خریدیں، اس کیلنڈر میں جولائی

کے ماہ میں اسلام کے بارے میں بتایا گیا ہے، اس سلسلے میں چند سوالات خدمتِ اقدس میں پیش کرتا ہوں، اُمید ہے کہ حضرتِ والا اپنی مصروفیات میں سے چند لمحات احقر کے لئے نکال کر جواب سے جلد از جلد مطلع فرمائیں گے۔

۱:...... آیا شرعاً یہ کیلنڈر بنوانا جس میں تمام مذاہب کی تبلیغ کی جارہی ہو اس میں اسلام کو بھی اسی طرح شامل کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

۲:...... آیا شرعاً اس کا خریدنا اور گھر میں لٹکانا جائز ہے یا نہیں؟

۳:...... آیا شرعاً اس طریقے سے اسلام کی تبلیغ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

۴:...... اس کا خریدنے والا، بیچنے والا اور اس کام میں حصہ لینے والا شرعاً مجرم ہوگا یا نہیں؟

ج...... اس کیلنڈر کا شائع کرنا، اس کی اشاعت میں شرکت کرنا، اس کا فروخت کرنا، اس کا خریدنا، الغرض کسی نوع کی اس میں شرکت و اعانت کرنا ناجائز ہے، اور اس مسئلے کے دلائل بہت ہیں، مگر چند عام فہم باتوں کا ذکر کرتا ہوں۔

۱:...... اس کیلنڈر میں بارہ مذاہب کا تعارف ہے، گویا مسلمان، جو اس میں حصہ لیں گے، وہ گیارہ مذاہبِ باطلہ کی نشر و اشاعت کا ذریعہ بنیں گے، اور باطل کی اشاعت کرنا اور اس کا ذریعہ بننا، اس کے حرام اور ناجائز ہونے میں کسی معمولی عقل و فہم کے آدمی کو بھی شبہ نہیں ہوسکتا۔

۲:...... اس کیلنڈر میں اسلام کو من جملہ مذاہب کے ایک مذہب شمار کیا گیا ہے، دیکھنے والے کا تأثر یہ ہوگا کہ جس طرح دُوسرے دِین و مذاہب ہیں، اسی طرح دِینِ اسلام بھی ایک مذہب ہے، جس کو بعض لوگ سچا دِین سمجھتے ہیں، جیسا کہ دُوسرے گیارہ مذاہب کو ماننے والے سچا دِین سمجھتے ہیں۔ جبکہ قرآنِ کریم کا اعلان یہ ہے کہ دِینِ برحق صرف اسلام ہے، باقی سب باطل ہیں: ''اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللهِ الْاِسْلَام'' ۔ اب کسی مسلمان کا اس بارہ مذہبی کیلنڈر کی اشاعت میں حصہ لینا گویا اس قرآنی اعلان کی نفی کرنا ہے۔

۳:...... کیلنڈر میں جگہ جگہ بت بنے ہوئے ہیں، صلیب آویزاں ہے، اور

فہرست

تصویریں بنی ہوئی ہیں، کوئی بھی سچا مسلمان کفر و بت پرستی کے اس نشان کو اپنے گھر میں آویزاں نہیں کرسکتا، نہ اس کو خرید سکتا ہے۔

۴:...... جیسا کہ آپ نے لکھا ہے کہ اس کیلنڈر کو مساجد میں لایا جاتا ہے اور وہاں ۱۵ ڈالر میں اس کو فروخت کیا جاتا ہے۔ اوّل تو مسجد کے اندر خرید و فروخت ہی حرام ہے، کیونکہ یہ مسجد کو بازار بنانے کے ہم معنی ہے۔ علاوہ ازیں بتوں کو قرآنِ کریم نے رِجس یعنی گندگی فرمایا اور مساجد کو ہر طرح کی ظاہری و معنوی گندگی سے پاک رکھنے کا حکم فرمایا ہے۔ مسجد میں اس بتوں والے کیلنڈر کا لانا گویا خانۂ خدا کو بت خانہ بنانا اور اس گندگی سے آلودہ کرنا ہے، جو صریحاً حرام اور ناجائز ہے۔

رہا یہ خیال کہ: ''ہم اس کیلنڈر کے ذریعہ اسلام کا تعارف کراتے ہیں'' مذکورہ بالا مفاسد کے مقابلے میں لائقِ اعتبار نہیں، اس قسم کے ناجائز اور حرام ذرائع سے مذاہبِ باطلہ کی اشاعت تو ہوسکتی ہے، دِینِ برحق ان ذرائع کا محتاج نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت سے ایسے ممالک تشریف لے گئے جہاں کوئی ان کی زبان بھی نہیں سمجھتا تھا، لیکن لوگ ان کے اعمال و اخلاق اور ان کی سیرت اور کردار کو دیکھ کر مسلمان ہوتے تھے، آج بھی گئے گزرے دور میں اللہ تعالیٰ کے بہت سے بندے موجود ہیں جن کے اخلاق و اعمال کو دیکھ کر لوگ اسلام کی حقانیت کے قائل ہوجاتے ہیں۔ ہمارے مسلمان بھائی جو ممالکِ غیر میں رہائش پذیر ہیں، اگر وہ اپنی وضع قطع، اپنے اخلاق و اعمال اور اپنے طور و طریق کو ایسا بنالیں جو اسلام کی منہ بولتی تصویر ہو تو لوگ ان کے سراپا کو دیکھ کر اسلام کی حقانیت کے قائل ہوجائیں۔

گویا ایک مسلمان کی شکل و صورت، وضع قطع، سیرت و کردار اور چال ڈھال ایسی ہو کہ دیکھنے والے پکار اُٹھیں کہ یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام جارہا ہے۔ ایسا ہو تو ہر مسلمان اسلام کا مبلغ ہوگا اور اسے غیرشرعی مصنوعی ذرائع استعمال کرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ برعکس اس کے اگر مسلمان غیرملکوں میں جاکر ''ہر کہ در کان نمک رفت نمک شد'' کا مصداق بن جائے، غیرمسلموں کی سی شکل و صورت، انہی کی سی وضع و قطع، انہی کی سی معاشرت وغیرہ، تو اس کے بعد اسلام کا تعارف ایسے غیرشرعی کیلنڈروں کے ذریعے بھی

کرائیں تو لغو اور بے سود ہے۔ جس اسلام نے خود ان کی شخصیت کو متأثر نہیں کیا، اس کا تعارف غیرمسلموں پر کیا اثر انداز ہوگا...؟

خلاصہ یہ کہ ایسے کیلنڈر کا افادی پہلو تو محض وہمی اور خیالی ہے اور اس کے مفاسد اس قدر ہیں کہ ذرا سے تأمل سے ہر مسلمان پر واضح ہوسکتے ہیں، اس لئے ایسے کیلنڈر کی اشاعت میں حصہ لینا کسی مسلمان کے روا نہیں۔

شہریت کے حصول کے لئے اپنے کو ''کافر'' لکھوانا

س...... یورپ کے کچھ ممالک کی حکومتوں کی یہ پالیسی ہے کہ وہ دُوسرے ملکوں کے ان لوگوں کو سیاسی پناہ دیتے ہیں جو اپنے ملک میں کسی زیادتی یا امتیازی سلوک کے شکار ہوں۔ ہمارے کچھ پاکستانی بھی حصولِ روزگار کے سلسلے میں وہاں جاتے ہیں اور مستقل قیام یا شہریت حاصل کرنے کے لئے وہاں کی حکومت کو تحریری درخواست دیتے ہیں کہ وہ قادیانی ہیں، چونکہ پاکستان میں قادیانیوں سے زیادتی کی جاتی ہے اس لئے ان کو وہاں پر سیاسی پناہ دی جائے۔ اس طرح وہاں پر قیام کرنے کی اجازت حاصل کرلیتے ہیں اور کچھ عرصے کے بعد ان کو وہاں کی شہریت بھی مل جاتی ہے۔ ان لوگوں کو اگر سمجھایا جائے کہ اس طرح قادیانی بن کر روزگار حاصل کرنا شرعی طور پر گناہ ہے اور اس طرح وہ اسلام سے خارج ہوجاتے ہیں مگر ان کا جواب ہوتا ہے کہ وہ صرف روزگار حاصل کرنے کے لئے قادیانی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، ورنہ وہ اب بھی دِل و جان سے اسلام پر قائم ہیں۔ وہاں کی شہریت حاصل کرکے وہ پاکستان آکر یہاں مسلمان گھرانوں میں شادی بھی کرلیتے ہیں، اور لڑکی والوں سے یہ بات چھپائی جاتی ہے کہ لڑکے نے قادیانی بن کر غیرملکی شہریت حاصل کی ہے اور لڑکی والے بھی اس لالچ میں کہ ان کی لڑکی کو بھی یورپ کی شہریت مل جائے گی، کوئی تحقیق نہیں کرتے۔ حالانکہ لڑکے کے قریبی عزیز و اقارب کو یہ بات معلوم ہوتی ہے، اس طرح جھوٹ موٹ اپنے آپ کو قادیانی ظاہر کرنے سے چاہے وہ صرف وہاں رہائش حاصل کرنے کے لئے بولا گیا ہو، کیا وہ اسلام سے خارج ہوجاتے ہیں؟

فہرست

فہرست

ج…… جو شخص جھوٹ موٹ کہہ دے کہ میں ہندو ہوں یا عیسائی ہوں یا قادیانی ہوں، وہ اس کے کہنے کے ساتھ ہی اسلام سے خارج ہوجاتا ہے، اس کا حکم مرتد کا حکم ہے۔

س…… وہ جو کسی مسلمان لڑکی سے شادی کرتے ہیں، کیا ان کا نکاح جائز ہے؟ اگر ان کا نکاح جائز نہیں تو اب ان کو کیا کرنا چاہئے؟

ج…… ایسے شخص سے کسی مسلمان لڑکی کا نکاح نہیں ہوتا، اگر دھوکے سے نکاح کردیا گیا تو پتا چلنے کے بعد اس نکاح کو کالعدم سمجھا جائے اور لڑکی کا عقد دُوسری جگہ کردیا جائے، چونکہ نکاح ہی نہیں ہوا اس لئے طلاق لینے کی ضرورت نہیں۔

س…… کیا لڑکی کے والدین اور لڑکی جس کو اس بارے میں کچھ معلوم نہیں، وہ بھی گناہ میں شامل ہیں؟

ج…… جی ہاں! وہ بھی گناہگار ہوں گے، مثلاً: کسی مسلمان لڑکی کا نکاح کسی سکھ سے کردیا جائے تو ظاہر ہے یہ کہ کام کرنے والے عنداللہ مجرم ہوں گے۔

س…… لڑکے کے وہ عزیز و اقارب جو یہ معلوم ہوتے ہوئے بھی لڑکی والوں سے بات چھپاتے ہیں اور نکاح میں شریک ہوتے ہیں، کیا وہ بھی گناہگار ہوں گے؟

ج…… جن عزیز و اقارب نے صورتِ حال کو چھپایا وہ خدا کے مجرم ہیں، اور اس بدکاری کا وبال ان کی گردن پر ہوگا۔

س…… کیا وہ دوبارہ اسلام میں داخل ہوسکتے ہیں، اگر ہاں تو اس کا طریقہ کار کیا ہوگا؟ اور کیا کوئی کفارہ بھی دینا ہوگا؟

ج…… دوبارہ اسلام میں داخل ہوسکتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اعلان کردیں کہ وہ قادیانی نہیں اور وہاں کی حکومت کو بھی اس کی اطلاع کردیں۔

س…… جو شادی شدہ آدمی وہاں جاکر یہ حرکت کرتے ہیں، کیا ان کا نکاح قائم ہے؟ اگر نہیں تو ان کو کیا کرنا چاہئے؟ تاکہ ان کا نکاح بھی قائم رہے اور وہ دوبارہ اسلام میں داخل ہوسکیں۔

ج…… چونکہ ایسا کرنے سے وہ مرتد ہوجاتے ہیں اس لئے ان کا پہلا نکاح فسخ ہوگیا، تجدیدِ اسلام کے بعد نکاح کی بھی تجدید کریں۔

نامحرَم مردوں سے چوڑیاں پہننا

س...... ہماری مائیں بہنیں جو کہ برقع کا اہتمام کرتی ہیں لیکن عید وغیرہ کے موقع پر جب چوڑیاں پہنتی ہیں اور اپنا ہاتھ نامحرَم انسان کے ہاتھ میں دیتی ہیں تو ایسے پردے کا فائدہ ہے یا معذوری ہے؟

ج...... عورتوں کا نامحرَم مردوں سے چوڑیاں پہننا حرام ہے، حدیث میں اس کو خنزیر کا گوشت چھونے سے بھی بدتر فرمایا ہے۔

کسی کو کافر کہنا

س...... ایک عالم دُوسرے عالم کو اختلاف کی وجہ سے قادیانی کہتا ہے، ایسے شخص کا کیا حکم ہے اور کیا اس کا نکاح باقی رہا؟

ج:۱...... حدیث میں ہے کہ جس نے دُوسرے کو کافر کہا، ان میں سے ایک کفر کے ساتھ لوٹے گا، اگر وہ شخص جس کو کافر کہا واقعتاً کافر تھا تو ٹھیک، ورنہ کہنے والا کفر کا وبال لے کر جائے گا۔ کسی کو کافر کہنا گناہِ کبیرہ ہے۔

۲:...... وہ خود عالم ہے، اپنے نکاح کے بارے میں خود جانتا ہوگا۔ اُوپر لکھ چکا ہوں کہ یہ گناہِ کبیرہ ہے، اور ایک عالم کا گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہونا بے حد افسوسناک ہے، ان صاحب کو توبہ کرنی چاہئے اور مظلوم سے معافی مانگنی چاہئے۔

ایام کے چیتھڑوں کو کھلا پھینکنا

س...... مخصوص ایام میں خواتین جو کپڑا استعمال کرتی ہیں اس کو پھینکنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیونکہ سننے میں آیا ہے کہ ان پر کسی کی نگاہ پڑے تو اس کپڑے کا سارا عرق قیامت کے دن اس کو پلایا جائے گا جس نے یہ پھینکا ہے۔ عام طور پر خواتین انہیں کاغذ میں لپیٹ کر پھینکتی ہیں، کیا یہ طریقہ دُرست ہے؟ آپ اس کی شرعی حیثیت بتا کر میری پریشانی کو دُور فرمادیں۔

ج...... مستورات کے استعمال شدہ چیتھڑوں کو کھلا پھینکنا تو بے ہودگی ہے، مگر قیامت کے دن عرق پلانے کی جو بات آپ نے سنی ہے، میں نے کہیں نہیں پڑھی۔

فہرست

شرٹ، پینٹ اور ٹائی کی شرط والے کالج میں پڑھنا

س...... ہم طلبہ ''پین اسلامک گروپ آف انڈسٹریز'' کے اسٹاف کالج میں زیر تعلیم ہیں۔ یہاں کے قواعد وضوابط کے مطابق پینٹ، شرٹ اور ''ٹائی'' لگانا ضروری ہے۔ جو بھی طالب علم بغیر ٹائی کلاس میں آتا ہے اس کا داخلہ ممنوع ہے۔ اسلام کے نقطۂ نظر سے ٹائی کا کیا مقام ہے؟ اور ایسے شخص کے بارے میں جو کہ ٹائی لگاتا یا لگواتا ہے کیا حکم ہے؟ جبکہ تمام اسٹاف اساتذہ اور طلبہ مسلمان ہیں۔

ج...... اس سے قطع نظر کہ ٹائی لگانا جائز ہے یا کہ ناجائز، سوال یہ ہے کہ ہمارے تعلیمی ادارے کب تک اسلامی تہذیب واخلاق کا مقتل بنے رہیں گے؟ بقول اکبر مرحوم:

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

مذکورہ بالا کالج کے قواعد وضوابط انگریزی دور کی یادگار اور پاکستان کے دعویٰ اسلامیت کی نفی کرتے ہیں۔ آپ ان قواعد وضوابط کے خلاف احتجاج کیجئے اور حکومت سے مطالبہ کیجئے کہ ان بھونڈے اور ناروا قواعد کو منسوخ کیا جائے۔

جہاد اور شہید کے اَحکام

اسلام میں شہادت فی سبیل اللہ کا مقام

س…… اسلام میں جہاد اور شہادت کا کیا مرتبہ اور مقام ہے؟ ہمارے ہاں آج کل یہ عنوان موضوعِ بحث ہے، تفصیل سے آگاہ فرمادیں۔

ج…… اس عنوان پر نئی تحریر کے بجائے مناسب ہوگا کہ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے اس مقالے کا ترجمہ پیش کیا جائے جو راقم الحروف نے آج سے کئی سال قبل کیا تھا۔ حضرت بنوریؒ اَواخر مارچ ۱۹۷۱ء میں "مجمع البحوث الاسلامیه مصر" کی چھٹی کانفرنس میں شرکت کے لئے قاہرہ تشریف لے گئے تھے، تقریباً تیس بتیس عنوانات میں سے مذکورہ بالا عنوان پر مقالہ لکھا اور پڑھا، جس کا اُردو ترجمہ یہ ہے:

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين، ولا عدوان الا على الظالمين، والصلٰوة والسلام علٰى سيّد الأنبياء والمرسلين وخاتم النبيين محمد وعلٰى اٰله وصحبه وتابعيهم أجمعين، اما بعد!

حضرات! اسلام میں شہادت فی سبیل اللہ کو وہ مقام حاصل ہے کہ (نبوّت و صدیقیت کے بعد) کوئی بڑے سے بڑا عمل بھی اس کی گرد کو نہیں پاسکتا۔ اسلام کے مثالی دور میں اسلام اور مسلمانوں کو جو ترقی نصیب ہوئی وہ ان شہداء کی جاں نثاری و جانبازی کا فیض تھا، جنھوں نے اللہ رَبّ العزّت کی خوشنودی اور کلمۂ اسلام کی سربلندی کے لئے اپنے خون سے اسلام کے سدابہار چمن کو سیراب کیا۔ شہادت سے ایک ایسی پائیدار زندگی نصیب ہوتی ہے، جس کا نقشِ دوام جریدۂ عالم پر ثبت رہتا ہے، جسے صدیوں کا گرد و غبار بھی نہیں دُھندلا سکتا، اور جس کے نتائج و ثمرات انسانی معاشرے میں رہتی دُنیا تک قائم و دائم رہتے

ہیں۔ کتاب اللہ کی آیات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں شہادت اور شہید کے اس قدر فضائل بیان ہوئے ہیں کہ عقل حیران رہ جاتی ہے اور شک وشبہ کی ادنیٰ گنجائش باقی نہیں رہتی۔

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”اِنَّ اللهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ، یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللهِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ، وَعْدًا عَلَیْهِ حَقًّا فِی التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ، وَمَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ مِنَ اللهِ، فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِكُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِهٖ، وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ.“ (التوبہ:۱۱۱)

ترجمہ:......”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض میں خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی، وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے ہیں، جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کئے جاتے ہیں، اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے تورات میں اور اِنجیل میں اور قرآن میں، اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے؟ تم لوگ اپنی اس بیع پر جس کا معاملہ تم نے ٹھہرایا ہے، خوشی مناوٴ، اور یہ ہی بڑی کامیابی ہے۔“

سبحان اللہ! شہادت اور جہاد کی اس سے بہتر ترغیب ہوسکتی ہے؟ اللہ رَبّ العزّت خود بنفسِ نفیس بندوں کی جان و مال کا خریدار ہے، جن کا وہ خود مالک و رزّاق ہے، اور اس کی قیمت کتنی اُونچی اور کتنی گراں رکھی گئی؟ جنت...! پھر فرمایا گیا کہ یہ سودا کچا نہیں کہ اس میں فسخ کا احتمال ہو، بلکہ اتنا پکا اور قطعی ہے کہ تورات و اِنجیل اور قرآن، تمام آسمانی صحیفوں اور خدائی دستاویزوں میں یہ عہد و پیمان درج ہے، اور اس پر تمام انبیاء و رُسل اور ان کی عظیم الشان اُمتوں کی گواہی ثبت ہے، پھر اس مضمون کو مزید پختہ کرنے کے لئے کہ خدائی وعدوں میں وعدہ خلافی کا کوئی احتمال نہیں، فرمایا گیا ہے: ”وَمَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ مِنَ اللهِ“ یعنی

اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اپنے وعدہ اور عہد و پیمان کی لاج رکھنے والا کون ہوسکتا ہے؟ کیا مخلوق میں کوئی ایسا ہے جو خالق کے ایفائے عہد کی ریس کر سکے؟ نہیں! ہرگز نہیں...! مرتبہ شہادت کی بلندی اور شہید کی فضیلت و منقبت کے سلسلے میں قرآن مجید کی یہی ایک آیت کافی ووافی ہے۔ امام طبریؒ، عبد بن حمید اور ابنِ ابی حاتم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو لوگوں نے مسجد میں ''اللہ اکبر'' کا نعرہ لگایا اور ایک انصاری صحابی بول اُٹھے: ''واہ واہ! کیسی عمدہ بیع اور کیسا سودمند سودا ہے، واللہ! ہم اسے کبھی فسخ نہیں کریں گے، نہ فسخ ہونے دیں گے۔''

نیز حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''وَمَنْ يُّطِعِ اللهَ وَالرَّسُوْلَ فَأُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ أُولٰٓئِکَ رَفِيْقًا.'' (النساء:۶۹)

ترجمہ:...... ''اور جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا مان لے گا تو ایسے اشخاص بھی ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے اِنعام فرمایا ہے، یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صلحاء اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں۔''

اس آیت کریمہ میں راہِ خدا کے جانباز شہیدوں کو انبیاء و صدیقین کے بعد تیسرا مرتبہ عطا کیا گیا ہے، نیز حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِیْ سَبِيْلِ اللهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ.'' (البقرۃ:۱۵۴)

ترجمہ:...... ''اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کردیئے جائیں ان کو مردہ مت کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں، مگر تم کو احساس نہیں۔''

نیز حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللهِ اَمْوَاتًا بَلْ

اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ. فَرِحِیْنَ بِمَا اٰتٰھُمُ اللهُ مِنْ فَضْلِہٖ وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِھِمْ مِّنْ خَلْفِھِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ. یَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللهِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ.‘‘ (آل عمران:۱۶۹-۱۷۱)

ترجمہ:...... ’’اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کردیئے گئے ان کو مردہ مت خیال کرو، بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں، اپنے پروردگار کے مقرّب ہیں، ان کو رزق بھی ملتا ہے، وہ خوش ہیں اس چیز سے جو ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطا فرمائی اور جو لوگ ان کے پاس نہیں پہنچے، ان سے پیچھے رہ گئے ہیں ان کی بھی اس حالت پر خوش ہوتے ہیں کہ ان پر کسی طرح کا خوف واقع ہونے والا نہیں، نہ وہ مغموم ہوں گے، وہ خوش ہوتے ہیں بوجہ نعمت و فضلِ خداوندی کے اور بوجہ اس کے کہ اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کا اجر ضائع نہیں فرماتے۔‘‘

(ترجمہ حکیم الامت تھانویؒ)

ان دونوں آیتوں میں اعلان فرمایا گیا کہ شہداء کی موت کو عام مسلمانوں کی سی موت سمجھنا غلط ہے، شہید مرتے نہیں بلکہ مرکر جیتے ہیں، شہادت کے بعد انہیں ایک خاص نوعیت کی ’’برزخی حیات‘‘ سے مشرف کیا جاتا ہے:

کشتگان خنجر تسلیم را
ہر زماں از غیب جانے دیگر است

یہ شہیدانِ راہِ خدا، بارگاہِ الٰہی میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتے ہیں اور اس کے صلے میں حق جل شانہ کی طرف سے ان کی عزّت و تکریم اور قدر و منزلت کا اظہار اس طرح ہوتا ہے کہ ان کی رُوحوں کو سبز پرندوں کی شکل میں سواریاں عطا کی جاتی ہیں، عرشِ الٰہی سے معلق قندیلیں ان کی قرارگاہ پاتی ہیں اور انہیں اِذنِ عام ہوتا ہے کہ جنت میں جہاں چاہیں جائیں، جہاں چاہیں سیر و تفریح کریں اور جنت کی جس نعمت سے چاہیں لطف اندوز ہوں۔

شہید اور شہادت کی فضیلت میں بڑی کثرت سے احادیث وارد ہوئی ہیں، اس سمندر کے چند قطرے یہاں پیشِ خدمت ہیں۔

حدیث نمبر۱:...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لو لا ان اشق علٰی اُمّتی، ما قعدت خلف سریّةٍ، ولوددت انی اُقتل ثم اُحییٰ ثم اُقتل ثم اُحییٰ ثم اُقتل."

(اخرجه البخاری فی عدة ابواب من کتاب الایمان والجهاد وغیرها فی حدیث طویل)

ترجمہ:...... "اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ میری اُمت کو مشقت لاحق ہوگی تو میں کسی مجاہد دستے سے پیچھے نہ رہتا، اور میری دِلی آرزو یہ ہے کہ میں راہِ خدا میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں۔"

غور فرمائیے! نبوّت اور پھر ختمِ نبوّت وہ بلند و بالا منصب ہے کہ عقل و فہم اور وہم و خیال کی پرواز بھی اس کی رفعت و بلندی کی حدوں کو نہیں چھوسکتی، اور یہ انسانی شرف و مجد کا وہ آخری نقطۂ عروج ہے اور غایۃ الغایات ہے جس سے اُوپر کسی مرتبے و منزلت کا تصوّر تک نہیں کیا جاسکتا، لیکن اللہ رے مرتبۂ شہادت کی بلندی و برتری! کہ حضرت ختمی مآب صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف مرتبۂ شہادت کی تمنا رکھتے ہیں، بلکہ بار بار دُنیا میں تشریف لانے اور ہر بار محبوبِ حقیقی کی خاطر خاک و خون میں لوٹنے کی خواہش کرتے ہیں:

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خوں غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

صرف اسی ایک حدیث سے معلوم کیا جاسکتا ہے کہ مرتبۂ شہادت کس قدر اعلیٰ و ارفع ہے۔

حدیث نمبر۲:...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”ما من احد یدخل الجنة یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ ما فی الأرض من شیء الا الشھید یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات لما یری من الکرامة۔“

(اخرجہ البخاری فی باب تمنی المجاھد ان یرجع الی الدنیا، ومسلم)

ترجمہ:......”کوئی شخص جو جنت میں داخل ہوجائے، یہ نہیں چاہتا کہ وہ دُنیا میں واپس جائے اور اسے زمین کی کوئی بڑی سے بڑی نعمت مل جائے، البتہ شہید یہ تمنا ضرور رکھتا ہے کہ وہ دس مرتبہ دُنیا میں جائے پھر راہِ خدا میں شہید ہوجائے، کیونکہ وہ شہادت پر ملنے والے انعامات اور نوازشوں کو دیکھتا ہے۔“

حدیث نمبر۳:......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”(میں بعض دفعہ جہاد کے لئے اس وجہ سے نہیں جاتا کہ) بعض (نادار اور) مخلص مسلمانوں کا جی اس بات پر راضی نہیں کہ (میں تو جہاد کے لئے جاؤں اور) وہ مجھ سے پیچھے بیٹھ جائیں (مگر ان کے پاس جہاد کے لئے سواری اور سامان نہیں) اور میرے پاس (بھی) سواری نہیں کہ ان کو جہاد کے لئے تیار کرسکوں، اگر یہ عذر نہ ہوتا تو اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! میں کسی مجاہد دستے سے، جو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے جائے، پیچھے نہ رہا کروں۔ اور اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، میری تمنا یہ ہے کہ میں راہِ خدا میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں۔“ (بخاری و مسلم)

حدیث نمبر۴:......حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"واعلموا ان الجنة تحت ظلال السیوف." (بخاری)

ترجمہ:...... "جان لو! کہ جنت تلواروں کے سائے میں ہے۔"

حدیث نمبر۵:...... حضرت مسروق تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی:

"وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ" الآیة.

ترجمہ:...... "اور جو لوگ راہِ خدا میں قتل کردیئے گئے ان کو مردہ مت خیال کرو، بلکہ وہ زندہ ہیں، اپنے پروردگار کے مقرّب ہیں، ان کو رزق بھی ملتا ہے۔"

تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی تفسیر دریافت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ارواحهم فی جوف طیر خضر لها قنادیل معلقة بالعرش تسرح من الجنة حیث شاءت ثم تأوی الٰی تلک القنادیل فاطلع الیهم ربهم اطلاعةً فقال: هل تشتهون شیئًا؟ قالوا: ایَّ شیءٍ نشتهی ونحن نسرح من الجنة حیث شئنا؟ ففعل ذٰلک بهم ثلاث مرّات، فلما راؤا انّهم لن یترکوا من ان یسألوا، قالوا: یا رَبّ! نرید ان ترد ارواحنا فی اجسادنا حتّٰی نقتل فی سبیلک، فلمّا رأی ان لیس لهم حاجة ترکوا." (رواہ مسلم)

ترجمہ:...... "شہیدوں کی رُوحیں سبز پرندوں کے جوف میں سواری کرتی ہیں، ان کی قرارگاہ وہ قندیلیں ہیں جو عرشِ الٰہی سے آویزاں ہیں، وہ جنت میں جہاں چاہیں سیر و تفریح کرتی ہیں، پھر

لوٹ کر انہی قندیلوں میں قرار پکڑتی ہیں، ایک بار ان کے پروردگار نے ان سے بالمشافہ خطاب کرتے ہوئے فرمایا: کیا تم کسی چیز کی خواہش رکھتے ہو؟ عرض کیا: ساری جنت ہمارے لئے مباح کردی گئی ہے، ہم جہاں چاہیں آئیں جائیں، اس کے بعد اب کیا خواہش باقی رہ سکتی ہے؟ حق تعالیٰ نے تین بار اصرار فرمایا (کہ اپنی کوئی چاہت تو ضرور بیان کرو)، جب انہوں نے دیکھا کہ کوئی نہ کوئی خواہش عرض کرنی ہی پڑے گی تو عرض کیا: اے پروردگار! ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری رُوحیں ہمارے جسموں میں دوبارہ لوٹادی جائیں، تاکہ ہم تیرے راستے میں ایک بار پھر جامِ شہادت نوش کریں۔ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ظاہر کرنا تھا کہ اب ان کی کوئی خواہش باقی نہیں، چنانچہ جب یہ ظاہر ہوگیا تو ان کو چھوڑ دیا گیا۔“

حدیث نمبر۶:...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”لا یکلم احد فی سبیل اللہ - واللہ اعلم بمن یکلم فی سبیلہ - الا جاء یوم القیامة وجرحه یثعب دمًا، اللون لون الدم والریح ریح المسک.“ (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ:...... ”جو شخص بھی اللہ کی راہ میں زخمی ہو- اور اللہ ہی جانتا ہے کہ کون اس کی راہ میں زخمی ہوتا ہے- وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خون کا فوارہ بہ رہا ہوگا، رنگ خون کا اور خوشبو کستوری کی۔“

حدیث نمبر۷:...... حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’للشھید عند اللہ ست خصال: یغفر له فی اوّل

دفعة ویری مقعده من الجنة ویجار من عذاب القبر ویأمن من الفزع الأکبر ویوضع علٰی رأسه تاج الوقار، الیاقوتة منها خیر من الدنیا وما فیها، ویزوّج ثنتین وسبعین زوجةً من الحور العین، ویشفع فی سبعین من اقربائه." (رواه الترمذی وابن ماجة ومثله عند احمد والطبرانی من حدیث عبادة بن الصامت)

ترجمہ:......"اللہ تعالیٰ کے ہاں شہید کے لئے چھ اِنعام ہیں:

۱:......اوّلِ وہلہ میں اس کی بخشش ہوجاتی ہے۔

۲:......(موت کے وقت) جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھ لیتا ہے۔

۳:...... عذابِ قبر سے محفوظ اور قیامت کے فزعِ اکبر سے مأمون ہوتا ہے۔

۴:......اس کے سر پر "وقار کا تاج" رکھا جاتا ہے، جس کا ایک نگینہ دُنیا اور دُنیا کی ساری چیزوں سے بہتر ہے۔

۵:...... جنت کی بہتّر حوروں سے اس کا بیاہ ہوتا ہے۔

۶:...... اور اس کے ستّر عزیزوں کے حق میں اس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔"

حدیث نمبر۸:......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"**الشهید لا یجد الم القتل کما یجد احدکم القرصة.**" (رواه الترمذی والنسائی والدارمی)

ترجمہ:......"شہید کو قتل کی اتنی تکلیف بھی نہیں ہوتی جتنی کہ تم میں سے کسی کو چیونٹی کے کاٹنے سے تکلیف ہوتی ہے۔"

حدیث نمبر۹:...... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اذا وقف العباد للحساب، جاء قوم واضعی سیوفھم علٰی رقابھم تقطر دمًا، فازدحموا علٰی باب الجنة، فقیل: من ھٰؤلاء؟ قیل: الشھداء، کانوا احیاء مرزوقین." (رواہ الطبرانی)

ترجمہ:......"جبکہ لوگ حساب کتاب کے لئے کھڑے ہوں گے تو کچھ لوگ اپنی گردن پر تلواریں رکھے ہوئے آئیں گے جن سے خون ٹپک رہا ہوگا، یہ لوگ جنت کے دروازے پر جمع ہوجائیں گے، لوگ دریافت کریں گے کہ: یہ کون لوگ ہیں (جن کا حساب کتاب بھی نہیں ہوا، سیدھے جنت میں آگئے)؟ انہیں بتایا جائے گا کہ یہ شہید ہیں جو زندہ تھے، جنھیں رزق ملتا تھا۔"

حدیث نمبر۱۰:......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ما من نفس تموت لھا عند اللہ خیر یسرھا ان ترجع الی الدنیا الا الشھید، فانّه یسرہ ان یرجع الی الدنیا فیقتل مرةً اخرىٰ لما یرىٰ من فضل الشھادة."

(رواہ مسلم)

ترجمہ:......"جس شخص کے لئے اللہ کے ہاں خیر ہو جب وہ مرے تو کبھی دُنیا میں واپس آنا پسند نہیں کرتا، البتہ شہید اس سے مستثنیٰ ہے، کیونکہ اس کی بہترین خواہش یہ ہوتی ہے کہ اسے دُنیا میں واپس بھیجا جائے تاکہ وہ ایک بار پھر شہید ہوجائے، اس لئے کہ وہ مرتبۂ شہادت کی فضیلت دیکھ چکا ہے۔"

حدیث نمبر۱۱:......ابنِ مندہؒ نے حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

''وہ کہتے ہیں کہ: اپنے مال کی دیکھ بھال کے لئے میں غابہ گیا، وہاں مجھے رات ہوگئی، میں عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ (جو شہید ہوگئے تھے) کی قبر کے پاس لیٹ گیا، میں نے قبر سے ایسی قراءت سنی کہ اس سے اچھی قراءت کبھی نہیں سنی تھی، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اس کا تذکرہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ قاری عبداللہ (شہید) تھے، تمہیں معلوم نہیں؟ اللہ تعالیٰ ان کی رُوحوں کو قبض کرکے زبرجد اور یاقوت کی قندیلوں میں رکھتے ہیں اور انہیں جنت کے درمیان (عرش پر) آویزاں کردیتے ہیں، رات کا وقت ہوتا ہے تو ان کی رُوحیں ان کے اجسام میں واپس کردی جاتی ہیں اور صبح ہوتی ہے تو پھر انہیں قندیلوں میں آجاتی ہیں۔''

یہ حدیث حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ نے تفسیر مظہری میں ذکر کی ہے، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وفات کے بعد بھی شہداء کے لئے طاعات کے درجات لکھے جاتے ہیں۔

حدیث نمبر۱۲:...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُحد کے قریب سے نہر نکلوائی، تو وہاں سے شہدائے اُحد کو ہٹانے کی ضرورت ہوئی، ہم نے ان کو نکالا تو ان کے جسم بالکل تر و تازہ تھے، محمد بن عمرو کے اساتذہ کہتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو (جو اُحد میں شہید ہوئے تھے) نکالا گیا تو ان کا ہاتھ زخم پر رکھا تھا، وہاں سے ہٹایا گیا تو خون کا فوارہ پھوٹ نکلا، زخم پر ہاتھ دوبارہ رکھا گیا تو خون بند ہوگیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد ماجد کو ان کی قبر میں دیکھا تو ایسا لگتا

تھا کہ گویا سو رہے ہیں، جس چادر میں ان کو کفن دیا گیا تھا وہ جوں کی توں تھی، اور پاؤں پر جو گھاس رکھی گئی تھی وہ بھی بدستور اصل حالت میں تھی، اس وقت ان کو شہید ہوئے چھیالیس سال کا عرصہ ہوچکا تھا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس واقعے کو کھلی آنکھوں دیکھ لینے کے بعد اب کسی کو انکار کی گنجائش نہیں کہ شہداء کی قبریں جب کھودی جاتیں تو جونہی تھوڑی سی مٹی گرتی اس سے کستوری کی خوشبو مہکتی تھی۔''

یہ واقعہ اِمام بیہقی رحمہ اللہ نے متعدّد سندوں سے اور ابنِ سعدؒ نے ذکر کیا ہے، جیسا کہ تفسیرِ مظہری میں نقل کیا ہے، مندرجہ بالا جواہرِ نبوّت کا خلاصہ مندرجہ ذیل اُمور ہیں:

اوّل:......شہادت ایسا اعلیٰ وارفع مرتبہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام بھی اس کی تمنا کرتے ہیں۔

دوم:......مرنے والے کو اگر موت کے بعد عزّت وکرامت اور راحت وسکون نصیب ہو تو دُنیا میں واپس آنے کی خواہش ہرگز نہیں کرتا، البتہ شہید کے سامنے جب شہادت کے فضائل واِنعامات کھلتے ہیں تو اسے خواہش ہوتی ہے کہ بار بار دُنیا میں آئے اور جامِ شہادت نوش کرے۔

سوم:......حق تعالیٰ شہید کو ایک خاص نوعیت کی ''برزخی حیات'' عطا فرماتے ہیں، شہداء کی ارواح کو جنت میں پرواز کی قدرت ہوتی ہے اور نہیں اِذنِ عام ہے کہ جہاں چاہیں آئیں جائیں، ان کے لئے کوئی روک ٹوک نہیں، اور صبح وشام رزق سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔

چہارم:......حق تعالیٰ نے جس طرح ان کو ''برزخی حیات'' سے ممتاز فرمایا ہے، اسی طرح ان کے اجسام بھی محفوظ رہتے ہیں، گویا ان کی ارواح کو جسمانی نوعیت اور ان کے اجسام کو رُوح کی خاصیت حاصل ہوتی ہے۔

پنجم:......موت سے شہید کے اعمال ختم نہیں ہوتے، نہ اس کی ترقیٔ درجات میں

فہرست

فرق آتا ہے، بلکہ موت کے بعد قیامت تک اس کے درجات برابر بلند ہوتے رہتے ہیں۔

ششم:......حق تعالیٰ، ارواحِ شہداء کو خصوصی مسکن عطا کرتے ہیں، جو یاقوت و زبرجد اور سونے کی قندیلوں کی شکل میں عرشِ اعظم سے آویزاں رہتے ہیں، اور جنت میں چمکتے ستاروں کی طرح نظر آتے ہیں۔

بہت سے عارفین نے جن میں عارف باللہ حضرت شیخ شہید مظہر جانِ جاناں رحمہ اللہ بھی شامل ہیں، ذکر کیا ہے کہ شہید چونکہ اپنے نفس، اپنی جان اور اپنی شخصیت کی قربانی بارگاہِ اُلوہیت میں پیش کرتا ہے اس لئے اس کی جزا اور صلے میں اسے حق تعالیٰ شانہ کی تجلیٔ ذات سے سرفراز کیا جاتا ہے اور اس کے مقابلے میں کونین کی ہر نعمت ہیچ ہے۔

حضرات! شہادت نتیجہ ہے جہاد کا، اور ہم نے کتاب اللہ کی ان آیات اور بہت سی احادیثِ نبویہ سے تعرض نہیں کیا جو جہاد کے سلسلے میں وارِد ہیں۔ چنانچہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں متعدّد صحابہ کرام، حضرات عبداللہ بن رواحہ اور سہل بن سعد وغیرہما رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک صبح کو یا ایک شام کو جہاد کے لئے نکل جانا دُنیا اور دُنیا بھر کی ساری دولتوں سے بہتر ہے۔'' اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''مجاہد فی سبیل اللہ کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص ساری عمر رات بھر قیام کرے اور دن کو روزہ رکھا کرے، جہاد فی سبیل اللہ کے برابر کوئی نیکی نہیں۔'' ان کے علاوہ اور بہت سی احادیث ہیں۔

حضرات! شہید کی کئی قسمیں ہیں، ان میں سب سے عالی مرتبہ وہ شہید ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی اور اللہ کی بات کو اُونچا کرنے کے لئے میدانِ جنگ میں کافروں کے ہاتھوں قتل ہوجائے، اس کے علاوہ اپنے دِین کی حفاظت کرتے ہوئے جو قتل ہوجائے وہ بھی شہید ہے، جو شخص اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہوجائے وہ بھی شہید ہے، اور جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہوجائے وہ بھی شہید ہے، جیسا کہ سعد بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت سے نسائی، ابوداؤد اور ترمذی میں حدیث موجود ہے۔

اِمام بخاریؒ اور اِمام مسلمؒ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”پانچ آدمی شہید ہیں، جو طاعون سے مرے، جو پیٹ کی بیماری سے مرے، جو پانی میں غرق ہوجائے، جو مکان گرنے سے مرجائے اور جو اللہ کے راستے میں شہید ہوجائے۔“

حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ کے راستے میں قتل ہونے کے علاوہ سات قسم کی موتیں شہادت ہیں، طاعون سے مرنے والا شہید ہے، ڈُوب کر مرنے والا شہید ہے، نمونیہ کے مرض سے مرنے والا شہید ہے، پیٹ کی بیماری سے مرنے والا شہید ہے، جل کر مرنے والا شہید ہے، دیوار کے نیچے دَب کر مرنے والا شہید ہے، جو عورت حمل یا ولادت میں انتقال کرجائے وہ شہید ہے۔“ (یہ حدیث اِمام مالکؒ، ابوداوٴدؒ اور نسائیؒ نے روایت کی ہے)

ابوداوٴد میں حضرت اُمّ حرام رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سمندر میں سر چکرانے کی وجہ سے جس کو قے آنے لگے اس کے لئے شہید کا ثواب ہے۔“

نسائی شریف میں حضرت صفوان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نفاس میں (ولادت کے بعد) مرنے والی عورت کے لئے شہادت ہے۔“

نسائی شریف میں حضرت سوید بن مقرن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص ظلم سے مدافعت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے۔“

ترمذی شریف میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: ”شہید چار قسم کے ہیں، ایک وہ شخص جس کا ایمان نہایت عمدہ اور پختہ تھا، اس کا دُشمن سے مقابلہ ہوا، اس نے اللہ کے وعدوں کی تصدیق کرتے ہوئے دادِ شجاعت دی یہاں تک کہ قتل ہوگیا، یہ شخص اتنے بلند مرتبے میں ہوگا کہ قیامت کے روز لوگ اس کی طرف یوں نظر اُٹھا کر دیکھیں گے، یہ فرماتے ہوئے آپ نے سر اُوپر اُٹھایا یہاں تک کہ آپ کی ٹوپی سر سے گرگئی، (راوی کہتے

فہرست

ہیں کہ: مجھے معلوم نہیں کہ اس سے حضرت عمرؓ کی ٹوپی مراد ہے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی)۔ فرمایا: دُوسرا وہ مؤمن آدمی جس کا ایمان نہایت پختہ تھا، دُشمن سے اس کا مقابلہ ہوا مگر حوصلہ کم تھا، اس لئے مقابلے کے وقت اسے ایسا محسوس ہوا گویا خاردار جھاڑی کے کانٹے اس کے جسم میں چبھ گئے ہوں، (یعنی دِل کانپ گیا اور رونگٹے کھڑے ہوگئے) تاہم کسی نامعلوم جانب سے تیر آکر اس کے جسم میں پیوست ہوگیا، اور وہ شہید ہوگیا، یہ دُوسرے مرتبے میں ہوگا۔ تیسرے وہ مؤمن آدمی جس نے اچھے اعمال کے ساتھ کچھ بُرے اعمال کی آمیزش بھی کر رکھی تھی، دُشمن سے اس کا مقابلہ ہوا اور اس نے ایمان و یقین کے ساتھ خوب ڈَٹ کر مقابلہ کیا، حتیٰ کہ قتل ہوگیا، یہ تیسرے درجے میں ہوگا۔ چوتھے وہ مؤمن آدمی جس نے اپنے نفس پر (گناہوں سے) زیادتی کی تھی (یعنی نیکیاں کم اور گناہ زیادہ تھے) دُشمن سے اس کا مقابلہ ہوا اور اس نے خوب جم کر مقابلہ کیا یہاں تک کہ قتل ہوگیا، یہ چوتھے درجے میں ہوگا۔“

مسند دارمی میں حضرت عتبہ بن عبدالسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”راہِ خدا میں قتل ہونے والے تین قسم کے لوگ ہیں، ایک وہ مؤمن جس نے اپنی جان و مال سے راہِ خدا میں جہاد کیا، دُشمن سے مقابلہ ہوا، خوب لڑا یہاں تک کہ شہید ہوگیا“ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ وہ شہید ہے جس کے دِل کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لئے چن لیا، یہ عرشِ الٰہی کے نیچے اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے خیمے میں ہوگا، نبیوں کو اس پر فضیلت صرف درجۂ نبوّت کی وجہ سے ہوگی۔ دُوسرے وہ مؤمن جس نے کچھ نیک عمل کئے تھے، کچھ بُرے، اس نے جان و مال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کیا اور دُشمن کے مقابلے میں لڑا یہاں تک کہ قتل ہوگیا“ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں فرمایا: ”مٹادینے والی (تلوار) نے اس کی غلطیوں اور گناہوں کو مٹادیا، بلاشبہ تلوار گناہوں کو مٹادیتی ہے، اور اس شہید کو اجازت دی گئی کہ وہ جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہوجائے۔ تیسرا منافق، جس نے جان و مال سے جہاد کیا، دُشمن سے مقابلہ ہوا، مارا گیا، یہ دوزخ میں جائے گا، کیونکہ تلوار (اور گناہوں کو تو مٹادیتی ہے مگر) نفاق (دِل میں چھپے ہوئے کفر) کو نہیں مٹاتی۔“

فہرست

حاصل یہ کہ ان تمام احادیث کو، جن میں شہادت کی اموات کو متفرق بیان کیا ہے، جمع کرلیا جائے تو شہداء کی فہرست کافی طویل ہوجاتی ہے، اور سب جانتے ہیں کہ جو لوگ مفہومِ مخالف کے قائل ہیں ان کے نزدیک بھی عدد میں مفہومِ مخالف کا اعتبار نہیں، نہایت جلدی میں یہ چند احادیث پیش کی گئیں، ورنہ اس موضوع کے استیعاب کا قصد کیا جاتا تو شہداء کی تعداد کافی زیادہ نکل آتی۔ [1]

پھر قیاس و اجتہاد کے ذریعہ ایسے شہداء کو بھی ان سے ملحق کیا جاسکتا ہے جو اگرچہ احادیث میں صراحتاً نہیں آئے، مگر حدیث کے اشارات سے نکالے جاسکتے ہیں، مثلاً فرمایا: ''جو اپنے حق کی مدافعت کرتا ہوا مارا جائے وہ شہید ہے'' اب یہ عام ہے جو تمام حقوق کو شامل ہے، لہٰذا جو شخص مادرِ وطن کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے وہ شہید ہوگا، جو ظلم و عدوان کا مقابلہ کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہوگا، الغرض جو مسلمان اپنی جان کی، اپنے اہل و عیال کی، اپنی عزّت کی، اپنے مال کی، اپنے وطن کی، سرزمینِ اسلام کے وقار کی اور مسلمانوں کی عزّت و قوّت کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے وہ حسبِ درجہ شہید کا مرتبہ پائے گا، بشرطیکہ اس کی مدافعت رضائے الٰہی کے لئے ہو، محض جاہلی عصبیت، خالص قومیت اور جاہلی حمیت کی بنا پر نہ ہو۔

کون نہیں جانتا کہ ''وطن'' اپنی ذات سے کوئی مقدس چیز نہیں، اس کی عزّت و حرمت محض اس وجہ سے ہے کہ وہ اسلام کی شان و شوکت اور اس کی سربلندی کا ذریعہ ہے اور ''قومی اسٹیٹ'' میں سوائے اس کے تقدیس کا کوئی پہلو نہیں کہ وہ اسلامی قوّت کا مرکز اور مسلمانوں کی عزّت و شوکت کا مظہر ہے۔ آج جو مشرق و مغرب میں اسلام دُشمن طاقتیں عرب و عجم کے مسلمانوں کے خلاف متحد ہوکر انہیں خود ان کے اپنے علاقوں میں طرح طرح سے ذلیل و خوار اور پریشان کر رہی ہیں، اس کا واحد سبب یہ ہے کہ ہم نے فریضۂ جہاد سے غفلت برتی اور مرتبۂ شہادت حاصل کرنے کا ولولہ جاتا رہا۔ جہاد سے غفلت کی وجہ یہ نہیں کہ

(۱) مظاہرِ حق شرح مشکوٰۃ میں مرقاۃ اور ''طوالع الانوار حاشیہ درمختار'' کے حوالے سے، نیز شامی نے ردّ المحتار میں شہداء کی فہرست شمار کی ہے، جو کم و بیش ساٹھ ہیں۔ (مترجم)

ہمارے پاس مال و دولت اور مادّی وسائل کا فقدان ہے، یا یہ کہ مسلمانوں کی مردم شماری کم ہے، اللہ رَبّ العزّت نے اسلامی عربی ممالک کو ثروت اور مال کی فراوانی کے وہ اسباب عنایت فرمائے ہیں جو کبھی تصوّر میں بھی نہیں آسکتے تھے، صرف یہی نہیں بلکہ ان وسائل میں یہ اسلام دُشمن طاقتیں بھی عالمِ اسلام اور ممالکِ عربیہ کی دست نگر اور محتاج ہیں۔ الغرض آج مسلمانوں کی ذِلت کا سبب وسائل کی کمی نہیں بلکہ اس کا اصل باعث ہمارا باہمی شقاق و نفاق ہے، ہم نے اجتماعی ضروریات پر شخصی اغراض کو مقدّم رکھا، انفرادی مصالح کو قومی مصالح پر ترجیح دی، راحت و آسائش کے عادی ہوگئے، رُوحِ جہاد کو کچل ڈالا اور آخرت اور جنت کے عوض جان و مال کی قربانی کا جذبہ سرد پڑ گیا، یہ ہیں وہ اسباب جن کی بدولت مسلمان قوم اوجِ ثریا سے ذِلت و حقارت کی عمیق وادیوں میں جاگری۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث، جس کو اِمام ابوداؤدؒ وغیرہ نے روایت کیا ہے، اہلِ علم کے حلقے میں معروف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ زمانہ قریب ہے جبکہ تمام اسلام دُشمن قومیں تمہارے مقابلے میں ایک دُوسرے کو دعوتِ ضیافت دیں گی، ایک صاحب نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا اس وجہ سے کہ اس دن ہماری تعداد کم ہوگی؟ فرمایا: نہیں! بلکہ تم بڑی کثرت میں ہوگے، لیکن تم سیلاب کے جھاگ کی مانند ہوگے، اللہ تعالیٰ دُشمنوں کے دِل سے تمہارا رُعب نکال دے گا اور تمہارے دِلوں میں کمزوری اور دوں ہمتی ڈال دے گا، ایک صاحب نے عرض کیا: یا رسول اللہ! دوں ہمتی سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: دُنیا کی چاہت اور موت سے گھبرانا۔''

بہرحال جب ہم مسلمانوں کی موجودہ ناگفتہ بہ زبوں حالی کے اسباب کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمارے سامنے چند چیزیں اُبھر کر آتی ہیں، جن کی طرف ذیل میں نہایت اختصار سے اشارہ کیا جاتا ہے:

اوّل:...... اعدائے اسلام پر وثوق و اعتماد اور بھروسا کرنا، (خواہ رُوس ہو، یا امریکہ و مغربی اقوام)، ظاہر ہے کہ کفر - اپنے اختلافات کے باوجود - ایک ہی ملت ہے، اور اللہ پر اعتماد و توکل اور مسلمانوں پر بھروسا نہ کرنا، جبکہ تمام مسلمانوں کو حکم ہے کہ:

فہرست

"وَعَلَى اللهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ"

ترجمہ:......"صرف اللہ ہی پر بھروسا کرنا چاہئے مسلمانوں کو۔"

اس آیت میں نہایت حصر و تاکید کے ساتھ فرمایا گیا ہے کہ مسلمانوں کے لئے اللہ ربّ العزّت کے سوا کسی شخصیت پر اعتماد اور بھروسا نہیں کرنا چاہئے (حیث قدم قوله: وَعَلَى اللهِ)۔

دوم:......مسلمانوں کا باہمی اختلاف و انتشار اور خانہ جنگی، جس کا یہ عالم ہے کہ اگر وہ آپس میں کہیں مل بیٹھ کر صلح صفائی کی بات کرتے ہیں تب بھی ان کی حالت یہ ہوتی ہے:

"وَتَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى"

ترجمہ:......"بظاہر تم ان کو مجتمع دیکھتے ہو مگر ان کے دِل پھٹے ہوئے ہیں۔"

سوم:......توکل علی اللہ سے زیادہ مادّی اور عادی اسباب پر اعتماد، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان تمام اسباب و وسائل کی فراہمی کا حکم دیا ہے جو ہمارے بس میں ہوں اور جن سے دُشمن کو مرعوب کیا جاسکے، لیکن افسوس ہے کہ ایک طرف سے تو ہم مادّی اسباب کی فراہمی میں کوتاہ کار ہیں، اور دُوسری طرف فتح و نصرت کا جو اصل سرچشمہ ہے اس سے غافل ہیں، ارشادِ خداوندی ہے:

"وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ"

ترجمہ:......"نصرت و فتح تو صرف اللہ عزیز و حکیم کے پاس ہے اور اسی کی جانب سے ملتی ہے۔"

تاریخ کے بیسیوں نہیں سیکڑوں واقعات شاہد ہیں کہ کافروں کے مقابلے میں بے سروسامانی اور قلّتِ تعداد کے باوجود فتح و نصرت نے مسلمانوں کے قدم چومے۔

چہارم:...... دُنیا سے بے پناہ محبت، عیش پرستی اور راحت پسندی، آخرت کے مقابلے میں دُنیا کو اختیار کرنا، قومی اور ملّی تقاضوں پر اپنے ذاتی تقاضوں کو ترجیح دینا، اور رُوحِ جہاد کا نکل جانا۔ اس کی تفصیل طویل ہے، قرآنِ کریم کی سورۂ آل عمران اور سورۂ توبہ میں

نہایت عالی مرتبہ عبرتیں موجود ہیں، اُمت کا فرض ہے کہ اس روشن لقنار کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھے۔

بہرحال! اللہ کے راستے میں کلمۂ اسلام کی سربلندی کے لئے دُشمنوں سے معرکہ آرائی، راہِ خدا میں جہاد کرنا اور اسلام کی خاطر اپنی جان قربان کردینا نہایت بیش قیمت جوہر ہے، قرآنِ کریم اور سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دُنیوی فوائد اور اُخروی درجات کو ہر پہلو سے روشن کردیا ہے، اور اس کی وجہ سے اُمتِ محمدیہ پر جو عنایاتِ الٰہیہ نازل ہوتی ہیں ان کے اسرار کو نہایت فصاحت و بلاغت سے واضح کردیا ہے۔

حضرات! یہ ایک مختصر سا مقالہ ہے، جو نہایت مصروفیت اور کم وقت میں لکھا گیا، اس لئے بحث کے بہت سے گوشے تشنہ رہ گئے ہیں، جس پر مسامحت کی درخواست کروں گا، آخر میں ہم حق تعالیٰ سے دُعا کرتے ہیں کہ ہماری غلطیوں کی اصلاح فرمائے، ہمارے درمیان قلبی اتحاد پیدا فرمائے، کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد اور نصرت فرمائے اور ہمیں صبر، عزیمت، مسلسل محنت کی لگن اور تقویٰ کی صفات سے سرفراز فرماکر کامیاب فرمائے، آمین!

کیا طالبان کا جہاد شرعی جہاد ہے؟

س…… کیا فرماتے ہیں مفتیانِ عظام طالبان تحریک افغانستان کے بارے میں کہ اگر کوئی آدمی اس تحریک میں شامل ہوکر ان کے مخالفین کے ساتھ لڑکر فوت ہوجائے، کیا یہ آدمی شہید کہلایا جائے گا؟ دراصل اِشکال اس بات کا ہے کہ ان طالبان کے حریف احمد شاہ مسعود، حکمت یار اور ربانی جیسے سابق مجاہدین ہیں، جنھوں نے رُوسی سامراج کو افغانستان کی سرحد میں سے نکالا اور اب اسلامی حکومت قائم ہوگئی تھی، گوکہ اسلامی نظام انہوں نے بوجوہ نافذ نہیں کیا تھا۔ اب سوال ہے کہ ان لوگوں سے لڑنے والے کو ''مجاہد'' کہا جائے گا؟ نیز اگر مارا جائے، کیا اسے ''شہید'' کہا جائے گا؟ اگر مخالفین کا کوئی آدمی مرجائے ان کے بارے میں جناب کی کیا رائے ہے؟ نیز اس لڑائی کو ''جہاد'' کہا جائے گا یا کچھ اور؟

ج…… جہاں تک مجھے معلوم ہے طالبان کی تحریک صحیح ہے، افغانستان کی جن جماعتوں اور ان کے لیڈروں نے رُوس کے خلاف لڑائی کی وہ تو صحیح تھی، لیکن بعد میں ان لیڈروں نے اپنے

اپنے علاقے میں اپنی حکومت بنالی، اور ملک میں طوائف الملوکی کا دور دورہ ہوا، ملک میں نہ امن قائم ہوا، نہ پورے ملک میں کوئی مرکزی حکومت قائم ہوئی، نہ اسلامی نظام نافذ ہوا۔

طالبان نے جہادِ افغانستان کو رائیگاں ہوتے ہوئے دیکھا تو اسلامی حکومت قائم کرنے کے لئے تحریک چلائی، اور جو علاقے ان کے زیرِ نگین آئے ان میں اسلامی نظام نافذ کیا، افغانستان کے تمام لیڈروں کا فرض تھا کہ وہ اس تحریک کی حمایت کرتے، مگر وہ طالبان کے مقابلے میں آگئے، اب افغانستان میں لڑائی اس نکتے پر ہے کہ یہاں اسلامی نظام نافذ ہو یا نہیں؟ طالبان کی تحریک اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے ہے اور ان کے مخالفین کی حیثیت باغیوں کی ہے، اس لئے ''طالبان'' کے جو لوگ مارے جاتے ہیں وہ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جان دیتے ہیں، بلاشبہ وہ شہید ہیں۔

حکومت کے خلاف ہنگاموں میں مرنے والے اور افغان چھاپہ مار کیا شہید ہیں؟

س...... حکومت کے خلاف ہنگامے کرنے والے جب مرجاتے ہیں یا افغان چھاپہ مار مرجاتے ہیں یا ہندوستان کے مسلمان فوجی مارے جاتے ہیں، یہ سب شہید ہیں یا نہیں؟ کیونکہ یہ جہاد کے طریقے سے نہیں لڑتے اور ہنگاموں میں مرنے والوں کی نمازِ جنازہ پڑھی جاتی ہے، جبکہ اخبار میں لکھا جاتا ہے کہ شہداء کی نمازِ جنازہ ادا کی جارہی ہے۔

ج...... افغان چھاپہ مار تو ایک کافر حکومت کے خلاف لڑتے ہیں، ان کے شہید ہونے میں شبہ نہیں۔ ہندوستان کے مسلمان فوجی، جب کسی مسلمان حکومت کے خلاف لڑیں، ان کو شہید کہنا سمجھ میں نہیں آتا۔ اور حکومت کے خلاف بلووں اور ہنگاموں میں مرنے والوں کی کئی قسمیں ہیں، بعض بے گناہ خود بلوائیوں کے ہاتھوں مارے جاتے ہیں، بعض بے گناہ پولیس کے ہاتھوں مرجاتے ہیں اور بعض دنگا فساد کی پاداش میں مرتے ہیں، اس لئے ان کے بارے میں کوئی قطعی حکم لگانا مشکل ہے۔

اسرائیل کے خلاف لڑنا کیا جہاد ہے؟

س...... اسرائیل کے خلاف بیت المقدس اور فلسطین کی آزادی کے لئے تنظیم آزادیٔ فلسطین

(پی ایل او)(P.L.O) جو مزاحمت کر رہی ہے، کیا وہ اسلام کی رُو سے جہاد کے زُمرے میں آتی ہے؟

ج..... مسلمانوں کی جو لڑائی کافروں کے ساتھ محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور کلمۂ اسلام کی سربلندی کے لئے ہو، وہ بلاشبہ جہاد ہے۔ اس اُصول کو آپ تنظیم آزادیٔ فلسطین پر خود منطبق کر لیجئے۔

س..... تنظیم آزادیٔ فلسطین کی طرف سے کوئی غیر فلسطینی مسلمان، اسرائیل کے خلاف لڑتا ہوا مارا جائے تو کیا وہ شہادت کا رُتبہ پائے گا؟

ج..... اس میں کیا شبہ ہے!

س..... ہمارے علماء نوجوان مسلمانوں کو اسرائیل کے خلاف جہاد کرنے پر کیوں نہیں اُکساتے؟

ج..... اسلامی ممالک، اسرائیل کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیں تو علمائے کرام مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب ضرور دیں گے۔

کیا ہنگاموں میں مرنے والے شہید ہیں؟

س..... حیدرآباد اور کراچی میں فسادات اور ہنگاموں میں جو بے قصور ہلاک ہو رہے ہیں، کیا ہم ان کو ''شہید'' کہہ سکتے ہیں؟ کہہ سکتے ہیں تو کیوں؟ اور نہیں کہہ سکتے تو کیوں؟ قرآن و سنت کی روشنی میں اس کی وضاحت کریں۔

ج..... شہید کا دُنیاوی حکم یہ ہے کہ اس کو غسل نہیں دیا جاتا اور نہ اس کے پہنے ہوئے کپڑے اُتارے جاتے ہیں، بلکہ بغیر غسل کے اس کے خون آلود کپڑوں سمیت اس کو کفن پہنا کر (نمازِ جنازہ کے بعد) دفن کر دیا جاتا ہے۔

شہادت کا یہ حکم اس شخص کے لئے ہے جو: ۱-مسلمان ہو، ۲-عاقل ہو، ۳-بالغ ہو، ۴-وہ کافروں کے ہاتھوں سے مارا جائے یا میدانِ جنگ میں مرا ہوا پایا جائے اور اس کے بدن پر قتل کے نشانات ہوں، یا ڈاکوؤں یا چوروں نے اس کو قتل کر دیا ہو، یا وہ اپنی مدافعت کرتے ہوئے مارا جائے، یا کسی مسلمان نے اس کو آلۂ جارحہ کے ساتھ ظلماً قتل کیا ہو۔

۵-یہ شخص مندرجہ بالا صورتوں میں موقع پر ہلاک ہوگیا ہو اور اسے کچھ کھانے پینے کی، یا علاج معالجے کی، یا سونے کی، یا وصیت کرنے کی مہلت نہ ملی ہو، یا ہوش و حواس کی حالت میں اس پر نماز کا وقت نہ گزرا ہو۔

۶-اس پر پہلے سے غسل واجب نہ ہو۔

اگر کوئی مسلمان قتل ہوجائے مگر متذکرہ بالا پانچ شرطوں میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو اس کو غسل دیا جائے گا اور دُنیوی اَحکام کے اعتبار سے ''شہید'' نہیں کہلائے گا، البتہ آخرت میں شہداء میں شمار ہوگا۔

افغانستان کے مجاہدین کی امداد کرنا

س......افغانستان میں ننگی رُوسی جارحیت کے خلاف تمام مجاہدین برسرِ پیکار ہیں اور مجاہدین کے ساتھ اسلحہ، سامانِ خورد و نوش، نیز ان کے بال بچوں کی کفالت کے لئے سخت اقدامات اور فوری امداد کی سخت ضرورت ہے، بنابریں حالات میں اسلامی ممالک پر شریعت کی رُو سے کیا فرائض عائد ہوتے ہیں، قرآن و سنت کی روشنی میں وضاحت سے جواب دیں۔

ج......ان کی جو مدد بھی ممکن ہو کرنا فرض ہے، مالی، فوجی، اخلاقی۔

کشمیری مسلمانوں کی امداد

س۱:......اگر کافر کسی اسلامی ملک پر چڑھائی کردیں تو کیا جہاد فرض نہیں ہوجاتا؟ اور اگر لڑنے والے ناکافی ہوں تو قریب والے اسلامی ملک پر بھی جہاد فرضِ عین ہوجاتا ہے۔ اس قاعدے کی رُو سے اس وقت کشمیر کے حوالے سے پاکستان کے لوگوں پر جہاد فرضِ عین ہے، لیکن مسئلہ یہ ہے کہ جہاد کے لئے تو ایک اِمام کا ہونا ضروری ہے جبکہ ہمارا اس وقت کوئی ایک اِمام نہیں ہے، اور ہمارے حکمرانوں میں اتنا حوصلہ ہے نہیں کہ وہ انڈیا کے خلاف اعلانِ جنگ کرسکیں، یہ تو صرف اقوامِ متحدہ سے مطالبات کرنے والے لوگ ہیں۔ تو ایسی صورتِ حال میں ہمیں اپنی کشمیری ماؤں، بہنوں کی عزتوں سے کھیلنے والے ہندوؤں کے خلاف کیا کرنا ہوگا؟ کیا ہم یونہی ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں اور ہندو ہمیں بزدل سمجھ کر ہماری بہنوں کی عزتیں تار تار کرتا رہے؟

فہرست

س۲:...... یہ تو خیر مسئلہ تھا کشمیر کا، لیکن اگر کوئی کافر پاکستان پر حملہ آور ہو جاتا ہے تو کیا ہم اس کے خلاف جہاد نہ کریں؟ کیونکہ جہاد کی تو شرط یہ ہے کہ اِمام کا ہونا ضروری ہے۔

س۳:...... اور مزید یہ کہ اس وقت جو پاکستانی تنظیمیں کشمیر میں جہاد کر رہی ہیں کیا ان کا جہاد شریعت کی رُو سے دُرست ہے یا نہیں؟ کیونکہ اِمام تو ہمارا کوئی ہے نہیں، اور نہ ہی ہم نے باقاعدہ اعلانِ جنگ کیا ہے، تو پھر ان لوگوں کا یہ جہاد کس کھاتے میں جا رہا ہے؟

ج۱:...... کشمیری مسلمانوں کی مدد ضرور کرنی چاہئے۔

ج۲:...... خدا نہ کرے ایسی صورت پیش آئے، اس وقت حملہ آور کا مقابلہ کرنا ضروری ہوگا۔

ج۳:...... یہ سوال ان تنظیموں سے کرنے کا ہے۔ میری سمجھ میں یوں آتا ہے کہ کشمیر کے تمام مسلمان ایک شخص کو اپنا اِمام بنالیں، اس کے جھنڈے تلے جہاد کریں اور شرعی جہاد کے تمام اَحکام کی رعایت رکھیں، یہ نہ ہو کہ پہلے کافروں سے لڑتے رہیں پھر آپس میں ''جہاد'' کرنے لگیں۔

جہاد میں ضرور حصہ لینا چاہئے

س...... جہادِ اسلامی کیا ہے؟ نیز آج کل کے دور میں افغانستان، بوسنیا، کشمیر اور فلسطین، یہاں پر جہاد کے لئے جانا کیسا ہے؟ اور کیا انسان جہاد کے لئے والدین سے ضرور اجازت لے؟ اور اگر والدین غیرمسلم ہوں یا ان میں سے کوئی ایک غیرمسلم ہوں تو کیا ان سے بھی اجازت ضروری ہے؟

ج۱:...... اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اللہ کے راستے میں کافروں سے لڑنا ''جہاد'' کہلاتا ہے۔

۲:...... ان جگہوں میں جہاں شرعی جہاد ہو رہا ہے، ضرور جانا چاہئے۔

۳:...... جہاد اگر فرضِ کفایہ ہے تو والدین کی اجازت کے بغیر جانا جائز نہیں۔

۴:...... غیرمسلم والدین کی اجازت شرط نہیں، لیکن اگر وہ خدمت کے محتاج ہوں تو ان کی خدمت ضروری ہے۔

س...... میدانِ جہاد میں اگر کوئی ایسا موقع آجائے کہ انسان کے دُشمن کے ہاتھوں پکڑے جانے کا اندیشہ ہو اور تشدّد وغیرہ کا خطرہ ہو تو کیا ایسی صورت میں خودکشی جائز ہے؟

ج…… خودکشی جائز نہیں، کافرکشی کر کے اس کے ہاتھ سے مرجائے۔

تبلیغ اور جہاد

س…… ایک صاحب کا کہنا ہے کہ تبلیغ والے جہاد نہیں کرتے، میں نے ان سے کہا کہ: وہ جہاد سے منع بھی نہیں کرتے، اور دِین کے مختلف شعبے ہیں، انہوں نے تبلیغ کو اختیار کیا ہے۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ: پورے دِین پر چلنا چاہئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکومت بھی کی ہے، جبکہ تبلیغی جماعت کے ایک صاحب فرماتے ہیں کہ تم لوگ جہاد نہیں کرتے ہو، جہاد اور جنگ میں فرق ہوتا ہے۔ آنجناب سے جواب کی درخواست ہے کہ فرمائیں کس کا موقف صحیح ہے؟

ج…… میں آپ کی بات سے متفق ہوں۔

تقویٰ اور جہاد

س…… گزارش ہے کہ ہماری مسجد کے چند مولوی صاحبان ہمیشہ یہ کہتے رہتے ہیں کہ ''متقی (فرائض کا پابند، رزقِ حلال کمانے والا، بدعت اور معصیت سے بچنے والا، خوش اخلاق وخوش لباس) انسان بے شک جنت میں جائے گا، اس کے لئے حور وقصور کا وعدہ ہے، لیکن اس کے لئے نصرت کا وعدہ نہیں ہے، وعدۂ نصرت تو صرف جہاد کرنے والے شخص کے لئے ہے۔''

ان مولوی صاحبان کے بیان سے ہمارے ذہنوں میں اُلجھن پیدا ہوئی ہے، اُمید ہے جناب مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات عنایت فرماکر مشکور فرمائیں گے تاکہ صحیح بات معلوم ہوسکے۔

۱:…… کیا عذابِ قبر اور جہنم سے نجات اور جنت کا حصول ''نصرت'' نہیں ہے؟ اگر یہ نصرت نہیں ہے تو پھر وہ کون سی خاص چیز ہے جسے ''نصرت'' کہا جائے؟

۲:…… کیا اس پُرفتن دور میں متقی رہنا بذاتِ خود ایک جہاد نہیں ہے؟

جہاں تک ہم (میں اور میرے احباب) سمجھتے ہیں، فرائض کی پابندی، بدعت اور گناہ سے اجتناب، حلال رزق کمانا، شرعی لباس پہننا، خوش اخلاق رہنا اور دیگر شرعی اَحکامات کی حتی الامکان پابندی کرنا، تقویٰ ہے، اور ایسا متقی شخص عملی طور پر پورے

معاشرے سے ممتاز ہوتا ہے اور شیطان اور خود اپنے نفس سے جہاد کرتا ہے۔ کیا ایسا متقی شخص (خواہ وہ برائے جہاد نکلا ہو یا گوشہ نشین ہو) یعنی متقی رہنے کے ساتھ ساتھ صرف اپنے خاندان کی کفالت کرتے ہوئے زندگی گزاردے، ''مجاہد'' نہیں کہلائے گا؟

۳:...... قرآنِ کریم میں جگہ جگہ مرقوم ہے: ''اللہ متقی لوگوں کے ساتھ ہے''، ''اللہ تقویٰ پسند کرتا ہے''، ''اللہ متقی لوگوں کا دوست اور ولی ہے'' یہ ولی اور دوست ہوتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ کا اپنے متقی بندوں کو (جب تک وہ جہاد نہ کریں) ''نصرت'' نہ کرنا سمجھ میں آنے والی بات نہیں۔

شاید ہمارے مولوی صاحبان غلط بیانی کر رہے ہیں یا شاید ہم غلط سمجھ رہے ہیں، تفصیل کے ساتھ آپ اس مسئلے پر روشنی ڈالیں، شکریہ۔

ج...... مولوی صاحبان جو فرماتے ہیں اس سے خاص ''نصرت'' مراد ہے، یعنی کفار کے مقابلے میں، اور یہ مشروط ہے جہاد کے ساتھ: ''اِنْ تَنْصُرُوا اللهَ یَنْصُرْکُمْ'' اور اس نصرت کا تعلق افراد سے نہیں بلکہ پوری ملت سے ہے۔

آپ نے جو اُمور ذکر کئے ہیں ان کا تعلق افراد سے ہے، اس لئے دونوں اپنی اپنی جگہ صحیح کہتے ہیں، بلاشبہ اس دور میں تقویٰ کا اختیار کرنا بھی ''جہاد'' ہے، مگر ''جہاد'' کا لفظ جب مطلق بولا جاتا ہے اس سے اعدائے اسلام کے مقابلے میں جہاد مراد ہوتا ہے۔ اُمید ہے ان مختصر الفاظ سے آپ کی تشفی ہوجائے گی۔

کنیزوں کا حکم

س...... آپ کی توجہ اسلام کے ابتدائی دور میں کنیز (لونڈی) کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں، جیسا کہ سورۂ مؤمنون میں ارشادِ خداوندی ہے: ''جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں یا (کنیزوں) جو ان کی ملک میں ہوتی ہیں'' اسلام میں اب کنیز (لونڈی) رکھنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ اور خلفائے راشدینؓ کے دور میں کنیز رکھنے کی اجازت تھی یا نہیں؟

ج...... اسلامی جہاد میں جو مرد اور عورتیں قید ہوکر آتی تھیں ان کو یا تو فدیہ لے کر چھوڑ دیا جاتا تھا یا ان کا مسلمان قیدیوں سے تبادلہ کرالیا جاتا تھا، یا ان کو غلام اور باندیاں بنالیا جاتا تھا۔

فہرست

اس قسم کی کنیزیں یا باندیاں (بشرطیکہ مسلمان ہوجائیں) ان کو بغیر نکاح کے بیوی کے حقوق حاصل ہوتے تھے، کیونکہ وہ اس شخص کی مِلک ہوتی تھیں۔ قرآنِ کریم میں "وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ" کے الفاظ سے انہی غلام اور باندیوں کا ذکر ہے۔

اب ایک عرصے سے اسلامی جہاد نہیں، اس لئے شرعی کنیزوں کا وجود بھی نہیں۔ آزاد عورت کو پکڑ کر فروخت کرنا جائز نہیں اور اس سے وہ باندیاں نہیں بن جاتیں۔

اس دور میں شرعی لونڈیوں کا تصوّر

س...... شرعی لونڈیوں کا تصوّر کیا ہے؟ کیا قرآن شریف میں بھی لونڈی کے بارے میں کچھ کہا گیا ہے؟ میں نے کہیں سنا ہے کہ قرآن پاک کا فرمان ہے کہ مسلمان چار بیویوں کے علاوہ ایک لونڈی بھی رکھ سکتا ہے، اور لونڈی سے بھی جسمانی خواہشات پوری کی جاسکتی ہیں۔ اگر زمانۂ قدیم میں شرعی لونڈی رکھنا جائز تھا جیسا کہ ہوتا رہا ہے تو اب یہ جائز کیوں نہیں ہے؟ پہلے وقتوں میں لونڈیاں کہاں سے اور کس طرح حاصل کی جاتی تھیں؟ جہاں تک میں نے پڑھا اور سنا ہے زمانۂ قدیم میں لونڈیوں کی خرید و فروخت ہوا کرتی تھی اب یہ سلسلہ ناجائز کیوں ہے؟

ج...... جہاد کے دوران کافروں کے جو لوگ مسلمانوں کے ہاتھ آجاتے تھے ان کے بارے میں تین اختیار تھے، ایک یہ کہ ان کو معاوضہ لے کر رہا کردیں، دُوسرے یہ کہ بلامعاوضہ رہا کردیں، تیسرے یہ کہ ان کو غلام بنالیں۔

ایسی عورتیں اور مرد جن کو غلام بنالیا جاتا تھا ان کی خرید و فروخت بھی ہوتی تھی، ایسی عورتیں شرعی لونڈیاں کہلاتی تھیں، اور اگر وہ کتابیہ ہوں یا بعد میں مسلمان ہوجائیں تو آقا کو ان سے جنسی تعلق رکھنا بھی جائز تھا اور نکاح کی ضرورت آقا کے لئے نہیں تھی، چونکہ اب شرعی جہاد نہیں ہوتا، اس لئے رفتہ رفتہ غلام اور باندیوں کا وجود ختم ہوگیا۔

لونڈیوں پر پابندی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لگائی تھی؟

س...... لونڈی کا رکھنا صحیح ہے یا کہ نہیں؟ اور اس کے ساتھ میاں بیوی والے تعلقات بغیر

فہرست

نکاح کے دُرست ہیں یا کہ نہیں؟ شیعہ حضرات کہتے ہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لونڈیوں پر پابندی لگائی تھی حالانکہ اس سے پہلے نبی علیہ السلام اور حضراتِ حسنینؓ کے گھروں میں لونڈیاں ہوتی تھیں جو کہ جنگ کے بعد بطور مالِ غنیمت کے ملتی تھیں۔

ج…… شرعاً لونڈی سے مراد وہ عورت ہے جو جہاد میں بطور مالِ غنیمت کے مجاہدین کے ہاتھ قید ہوجائے، اگر وہ مسلمان ہوجائے تو اس کے ساتھ جنسی تعلق جائز ہے۔ شیعہ جھوٹ بولتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لونڈیوں پر پابندی لگائی تھی، بلکہ آپ غور فرمائیں تو شیعہ اُصول کے مطابق نہ لونڈیوں کی اجازت ثابت ہوتی ہے، نہ سیّدوں کا نسب نامہ ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ جیسا کہ اُوپر لکھا، لونڈی وہ ہے جو جہاد سے حاصل ہو اور جہاد کسی مسلمان عادل خلیفہ کے ماتحت ہوسکتا ہے، خلافتِ راشدہ کے دور کو شیعہ جن الفاظ سے یاد کرتے ہیں وہ آپ کو معلوم ہے، جب خلفائے ثلاثہؓ کی خلافت صحیح نہ ہوئی تو ان کے زمانے میں ہونے والی جنگیں بھی شرعی جہاد نہ ہوئیں، اور جب وہ شرعی جہاد نہ تھا تو جو لونڈیاں آئیں ان سے تمتع بھی شرعاً جائز نہ ہوا۔ سوال یہ ہے کہ حضرت علی اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہم کے پاس شرعی لونڈیاں کہاں سے آگئی تھیں؟ حضرت علی اور حضرت حسن رضی اللہ عنہما کے پانچ سالہ دور میں کوئی جہاد کافروں سے نہیں ہوا، نہ لونڈیاں آئیں۔ تمام سیّد جو ''حسن بانو'' کی نسل سے ہیں یہ نسب اس وقت صحیح تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ یہ شرعی لونڈی ہوں اور شرعی لونڈی تب ہوسکتی ہیں کہ جہاد شرعی ہو، اور شرعی جہاد جب ہوسکتا ہے کہ حکومت شرعی ہو، تو معلوم ہوا کہ شیعہ یا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حکومت کو شرعی حکومت مانیں یا سیّدوں کی صحتِ نسب سے انکار کریں۔

متفرق مسائل

''انسان کا ضمیر مطمئن ہونا چاہئے'' کسے کہتے ہیں؟

س...... ایک لفظ ''ضمیر'' گفتگو میں کافی استعمال ہوتا ہے، اس لفظ کو مختلف طور پر استعمال کیا جاتا ہے، بعض کہتے ہیں کہ: ''میرا ضمیر جاگ گیا ہے'' بعض کو کہتے سنا ہے کہ: ''فلاں آدمی کا ضمیر مرگیا ہے''، ''آدمی کا ضمیر مطمئن ہونا چاہئے'' ضمیر کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ج...... اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کے دِل میں نیکی اور بدی کو پہچاننے کی ایک قوّت رکھی ہے، جس طرح ظاہری آنکھیں اگر اندھی نہ ہوں تو سیاہ وسفید کے فرق کو پہچانتی ہیں، اسی طرح دِل کی وہ قوّت، جس کو ''بصیرت'' کہا جاتا ہے، صحیح کام کرتی ہو تو وہ بھی نیکی اور بدی کے فرق کو پہچانتی ہے۔ اگر آدمی کوئی غلط کام کرے تو آدمی کا دِل اس کو ملامت کرتا ہے اسی کو ''ضمیر'' کہا جاتا ہے، لیکن جب آدمی مسلسل غلط کام کرتا رہے تو رفتہ رفتہ اس کا دِل اندھا ہوجاتا ہے اور وہ نیکی وبدی کے درمیان فرق کرنا چھوڑ دیتا ہے، اسی کا نام ''ضمیر کا مرجانا'' ہے۔ جن لوگوں کا ضمیر زندہ اور قلب کی بصیرت تابندہ اور روشن ہو ان کو بعض اوقات فتویٰ دیا جاتا ہے کہ فلاں چیز جائز ہے، مگر ان کا ضمیر اس پر مطمئن نہیں ہوتا، اس لئے ایسے اربابِ بصیرت ایسی چیز سے پرہیز کرتے ہیں، ایسے ہی لوگوں کے بارے میں حدیث میں فرمایا گیا ہے:

''اپنے دِل سے فتویٰ پوچھو، خواہ فتویٰ دینے والے تمہیں جواز کا فتویٰ دیں''۔

س...... کیا کسی معاملے میں ضمیر کا مطمئن ہونا کافی ہے جبکہ وہ کام خلافِ شرع بھی ہو؟

ج...... جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کے دِل میں نیکی اور بدی کو پہچاننے کی قوّت رکھی ہے، جس کا اُوپر ذکر کیا گیا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے انبیائے کرام علیہم السلام کو بھی نیکی اور بدی کی پہچان اور صحیح اور غلط کی شناخت کے لئے بھیجا، کیونکہ آدمی پر اکثر

وبیشتر حرص، ہویٰ اور خواہشات کا غلبہ رہتا ہے، جو اس کی بصیرت کو اندھا اور اس کے ضمیر کو مردہ کردیتی ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کے ذریعے بھیجی ہوئی شریعت کو حق و باطل اور صحیح و غلط کے پہچاننے کا اصل معیار ٹھہرایا ہے، پس کسی شخص کے ضمیر کے زندہ ہونے کی علامت یہ ہے کہ ''معیارِ شریعت'' پر مطمئن ہو، اور ضمیر کے مردہ ہونے کی علامت یہ ہے کہ اس کو خلافِ شرع کاموں پر تو اطمینان ہو، مگر اَحکامِ شرعی پر اطمینان نہ ہو، اس لئے جو کام خلافِ شرع ہو اس پر کسی کے ضمیر کا مطمئن ہونا کافی نہیں بلکہ یہ اس کے دِل کے اندھا اور ضمیر کے مردہ ہونے کی علامت ہے۔ قرآنِ کریم میں ارشاد ہے: ''بے شک بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دِل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔''

حرام کاری سے توبہ کس طرح کی جائے؟

س…… ایک شخص ڈاکازنی اور رشوت اور حرام کام سے بڑی دولت کماتا ہے، اور اس کے بعد وہ توبہ کرلیتا ہے اور اس پیسے سے وہ کاروبار شروع کرتا ہے، اب اس کا جو منافع ہوگا وہ حلال ہوگا یا کہ حرام؟ تفصیل سے بیان کریں۔

ج…… ڈاکا اور رشوت کے ذریعہ جو روپیہ جمع کیا وہ تو حرام ہے اور حرام کی پیداوار بھی ویسی ہوگی۔ اس شخص کی توبہ کے سچا ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ ان تمام لوگوں کو روپیہ واپس کردے جن سے ناجائز طریقے سے لے لیا ہے۔

فہرست

غیرمسلم جیسی وضع قطع والی عورت کی میّت کو کس طرح پہچانیں؟

س…… گزشتہ جنگ ۱۹۷۱ء جو مشرقی پاکستان میں لڑی گئی، میں بھی وہاں موجود تھا۔ سرحدی علاقوں (بھارت و بنگلہ دیش) جہاں ہندو اور مسلمانوں کی ملی جلی آبادی تھی، بڑی سخت لڑائی ہوئی، اس طرح وہاں کے بہت سے شہری بھی اجل کا شکار ہوئے۔ ایک جگہ ہم لوگوں کو ایک عورت کی لاش نظر آئی، ہم لوگ اس لاش کو دیکھ کر بڑے شش و پنج میں مبتلا ہوئے کہ آیا یہ لاش مسلمان عورت کی ہے یا کسی غیرمسلم کی؟ بہرحال اس وقت، وقت کی نزاکت کے پیشِ نظر ہم نے اسے دریابرد کردیا، مگر آج تک یہ سوال ذہن میں بار بار آتا ہے کہ اگر وہ مسلمان

عورت کی لاش تھی تو اس کی باقاعدہ تکفین وتدفین کرنی چاہئے تھی، مگر مشکل امر شناخت میں یہ ہے کہ ان سرحدی علاقوں میں مسلمانوں اور غیرمسلموں کا لباس، رہن سہن اتنا مماثل ہوتا ہے کہ بغیر کسی ثبوت کے یہ باور کرنا مشکل ہوتا ہے کہ مسلمان ہے یا ہندو؟ آپ سے شرعی حیثیت سے سوال کرتا ہوں کہ مذکورہ بالا حالات میں یا ایسے ہی ملتے جلتے واقعات میں عورت کی لاش کی شناخت کرنا کس طرح ممکن ہے؟

ج…… جب مسلمان اپنے وجود سے اسلامی علامات کو کھرچ کھرچ کر صاف کرڈالیں اور شکل وشباہت، لباس و پوشاک تک میں غیرمسلموں سے مشابہت کرلیں تو میں شناخت کا طریقہ کیا بتاسکتا ہوں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تو یہ ہے:

”عن ابن عمر رضی اللہ عنھما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: .... ومن تشبہ بقومٍ فھو منھم.“ (مسند احمد ج:۲ ص:۵۰)

ترجمہ:…… ”حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:…… جو شخص کسی قوم سے مشابہت کرے وہ انہیں میں شمار ہوگا۔“

مختلف ممالک میں شبِ قدر کی تلاش کن راتوں میں کی جائے؟

س…… میں نے سنا ہے کہ شبِ قدر ۲۷ویں رات کو ہوتی ہے، اور یہ بھی کہ یہ رات طاق راتوں میں ملتی ہے۔ مسئلہ یہ پوچھنا ہے کہ جب پاکستان میں طاق راتیں ہوتی ہیں تو سعودی عرب میں طاق نہیں ہوتیں، جیسے پاکستان میں ۲۷ویں رات ہے تو سعودی عرب میں ۲۸ویں رات ہوگی، اگر پاکستان کی طاق رات ہوتی ہے تو سعودی عرب کی نہیں ہوتی، اگر سعودی عرب کی طاق رات ہوتی ہے تو پاکستان کی نہیں ہوتی، جبکہ شبِ قدر پوری دُنیا میں ایک رات ہوتی ہے۔ آپ ہمیں یہ بتائیں کہ پاکستانی راتوں کے حساب سے شبِ قدر معلوم کریں یا سعودی عرب کی طاق راتوں کے حساب سے شبِ قدر معلوم کریں؟

ج......شبِ قدر کی تلاش اس ملک کے اعتبار سے ہوگی جس ملک میں آدمی رہ رہا ہو، اگر سعودی عرب میں کوئی صاحب ہوں گے تو اسی کے اعتبار سے طاق راتوں میں شبِ قدر تلاش کرلیں گے، ستائیسویں شب کو اکثر شبِ قدر پڑتی ہے۔

تفتیش کا ظالمانہ طریقہ اور اس کی ذمہ داری

س......میں آپ سے پولیس کے یا دیگر ملکی تحقیقاتی ایجنسیوں کے طریقۂ کار کے متعلق جو وہ ملزم یا مجرم کو تلاش کرنے میں اختیار کرتی ہیں، یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ طریقۂ کار اسلامی شریعت سے مطابقت رکھتا ہے یا نہیں؟ اگر مطابقت رکھتا ہے اور اسلام نے اس کی اجازت دی ہے تو برائے مہربانی خلافتِ راشدہ کے ادوار میں سے کوئی مثال دے کر وضاحت کریں۔

الف:......کسی علاقے میں کوئی غیرقانونی واقعہ ہوجائے مثلاً: چوری، قتل، ڈاکا وغیرہ پڑجائے اور مجرم کے متعلق کسی کو پتا نہ ہو اور تلاش بسیار کے بعد یا تلاش کی کوشش کے بغیر ہی پولیس والے اس محلے کے لوگوں کو خاص کر نوجوانوں کو شک کے الزام میں جبکہ ثبوت کوئی نہیں ہوتا، پکڑ کر لے جاتے ہیں، اس نے جرم بھی نہیں کیا ہوتا، اس پر انتہا درجے کا جسمانی ونفسیاتی تشدّد کرتے ہیں اور اس ملزم سے جھوٹے حلفیہ بیان پر دستخط کرواتے اور اسے مجرم ثابت کرکے سزا بھی دِلوادیتے ہیں یا پھر رشوت کی بھاری رقم لے کر بے گناہ شخص کو گھر جانے کی اجازت دے دیتے ہیں۔

ب:......پولیس میں ایک ادارہ ہے جسے ٹرائل رُوم یا ڈرائنگ رُوم بھی کہتے ہیں، جہاں کے ملازم یا ارکان تشدّد کرنے میں حصہ لیتے ہیں جس میں بے گناہ اور گناہگار دونوں ہی شامل ہیں، تو ایسے لوگوں کی تنخواہ اور آخرت کے بارے میں بھی بتائیں، خاص کر بے گناہ پر ظلم کرنے والے؟

ج:......تشدّد کرنے والے ارکان یہ کہہ سکتے ہیں کہ جناب! ہمیں کچھ پتا نہیں ہوتا، نہ یہ ہمارا کام ہے کہ ہم بے گناہ اور گناہگار کو دیکھیں، کیونکہ کوئی بھی مجرم پہلے اقرار نہیں

کرتا، اس طرح تو مجرم بھی بچ جائیں گے۔ لہٰذا میرے پوچھنے کا اصل مطلب یہ ہے کہ کیسے بے گناہ شخص کو ظلم و تشدّد کا شکار ہونے سے بچایا جائے اور مجرم کو کیفرِ کردار تک بھی پہنچایا جائے؟ کیونکہ تفتیش کرنے والا کوئی اور شخص ہوتا ہے۔

اگر مندرجہ بالا تمام اعمال غیراسلامی ہیں تو برائے مہربانی اس دِینِ اسلام جس کے معنی ہی بے گناہ شخص پر سلامتی اور تحفظ ہے۔ اور شک کی بنیاد پر ظلم و تشدّد سے گریز کا طریقۂ تفتیش بیان کریں جس سے مجرمین کو واصلِ جہنم کیا جاسکے۔ اگر اسلام میں اس کے بارے میں کوئی طریقۂ کار تفصیلاً وضاحت کے ساتھ نہیں تو آپ برائے مہربانی اِجتہاد سے کام لے کر اسلامی طریقۂ تفتیش برائے تلاشِ مجرمین کے تفصیل کے ساتھ رہنما اُصول بیان کرکے ہم ملازمین پولیس کے ضمیر کو مطمئن کریں کیونکہ ہمیں تو ملزمان کو لاکر دیا جاتا ہے اور ہمارا کام تشدّد کرکے حلفیہ بیان لینا ہوتا ہے تو پھر اسی شخص کو عدالتِ عالیہ سے بَری کردیا جاتا ہے، تو ایسے موقع پر ہمارے دِل پر کیا گزرتی ہے؟ یہ کوئی ہم ہی سے پوچھے۔ برائے مہربانی پورا خط شائع کرکے اور سوالوں کے تسلی بخش اور قطعی جواب دے کر مطمئن کریں۔

ج...... ہمارے یہاں عدالتی اور تفتیشی نظام سارے کا سارا وہ ہے جو انگریز سے ورثے میں ملا ہے، جس کی بنیاد ہی ظلم اور رشوت ستانی پر رکھی گئی ہے، اور جس میں خوفِ خدا اور محاسبۂ آخرت نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی (اِلَّا ماشاء اللہ) جب تک یہ پورا نظام تبدیل نہیں ہوتا، محض چند مشوروں کی پیوندکاری سے اس کی اصلاح نہیں ہوسکتی۔ سب تو خیر ایک جیسے نہیں ہوتے، مگر مجرموں سے رشوت لے کر بچانا اور بے گناہوں کو دھر لینا ہماری پولیس کا خاص ''فن'' ہے۔

زبردستی اعترافِ جرم کرانا اور مجرم کو طہارت و نماز سے محروم رکھنا

س۱:...... شواہد و براہین کے حصول کی کوشش اور کاوش کے بغیر تشدّد سے اعترافِ جرم کرانے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

س۲:...... ملزم کو نماز، طہارت اور واجب غسل سے محروم رکھنے کا گناہ کس کے ذمہ ہوتا ہے؟

اوراس کی کیا سزا ہے؟

س۳:...... کیا فرائض کی ادائیگی کے لئے جھوٹ اور غلط بیانی کو وتیرہ بنالینا شرعاً دُرست ہے یا نادُرست؟

ج۱:...... قرائن وشواہد کے بغیر بذریعہ تشدّد اقبالِ جرم کرانا جائز نہیں، اور ایسا اعتراف شرعاً کالعدم ہے۔

ج۲:...... گناہ محروم رکھنے والوں کے ذمہ ہے، اور اس کی سزا ہے دُنیا میں دِل کا سیاہ پتھر ہوجانا اور آخرت میں فرائض سے روکنے کی سزا۔

ج۳:...... میں سوال کا مطلب نہیں سمجھا، جھوٹ اور غلط بیانی کو دُرست کون کہہ سکتا ہے؟ اور وہ کون سے فرائض ہیں جن میں جھوٹ اور غلط بیانی کو وتیرہ بنانا دُرست سمجھا جائے...؟

بُرے کام پر لگانے کا عذاب

س...... اگر کسی شخص کو اچھے کام پر لگا دیا جائے تو جب تک وہ شخص اس کام کو سرانجام دیتا رہے گا، کام پر لگانے والے شخص کو بھی ثواب ملتا رہے گا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کو بُرائی کا راستہ دِکھائے تو کیا وہ بھی گناہ کا مستحق رہے گا چاہے اس کا اس شخص سے دوبارہ رابطہ نہ ہو؟ اگر ایسا ہوگا تو اس گناہ سے چھٹکارا پانے کے لئے کیا طریقۂ کار اختیار کیا جائے جبکہ گناہ کا فعل انجام دینے والوں سے کوئی رابطہ بھی نہ ہو؟ جواب جلد دے کر ذہنی اذیت سے نجات دِلائیں۔

ج...... حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص نے کسی اچھائی کی بات کو رواج دیا، اس کو اپنے اس عمل کا بھی اجر ملے گا اور جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے ان کا بھی ثواب ملے گا اور ان لوگوں کے اجر وثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی، اور جس شخص نے کسی بُرائی کو رواج دیا، اس کو اپنی بدعملی کا بھی گناہ ہوگا اور جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے ان کا گناہ بھی ہوگا اور ان لوگوں کے گناہ میں کمی نہیں ہوگی۔ ایک حدیث میں ہے کہ دُنیا میں جتنے ناحق قتل ہوتے ہیں، ہر ایک قتلِ بے گناہ کا ایک حصہ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل کے نام بھی لکھا جاتا ہے،

کیونکہ وہ سب سے پہلا شخص ہے جس نے خونِ ناحق کی رسمِ بد جاری کی۔

اب جس شخص کی وجہ سے کوئی شخص بُرائی کے راستے پر لگا اور اس شخص کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دے دی تو اس شخص کو چاہئے کہ جن جن لوگوں کو بُرائی پر لگایا ان کو اس بُرائی سے نکالنے کی کوشش کرے، اور اگر ان سے کوئی رابطہ نہیں رہا تو اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ و اِستغفار کرے، اور ان لوگوں کے لئے بھی دُعا و اِستغفار کرے۔ نیز اس کے تدارک کے لئے نیکیوں کو پھیلانے کی کوشش میں لگا رہے، اِن شاء اللہ اس کا یہ گناہ معاف ہوجائے گا۔

انسان اور جانور میں فرق

س…… جناب! ہمارے ایک جاننے والے صاحب کا کہنا ہے کہ عورت اور مرد آپس میں ہلکے پھلکے انداز میں جسمانی تعلق قائم رکھ سکتے ہیں۔ ان کے نزدیک یہ تمام حرکات قدرتی ہیں، جس کو کہ وہ نیچرل کا نام دیتے ہیں، ان کے مطابق اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بدکاری اور زنا کے متعلق ارشاد فرمایا ہے، جبکہ کسی اور جگہ یا کسی اور کتاب میں یعنی حدیث شریف میں بھی اس کا ذکر نہیں ہے۔ موصوف کے مطابق تمام جانور جن میں انسان بھی شامل ہیں، آپس میں مل کر رہتے ہیں اور ساتھ اُٹھتے بیٹھتے ہیں، انسانوں میں شامل عورت اور مرد بھی ساتھ اُٹھ بیٹھ سکتے ہیں اور ایک خاص حد تک تعلق قائم رکھ سکتے ہیں۔ میری ان سے سرسری سی بات ہوئی تھی مگر میں ان کو بہتر جواب نہ دے سکی، کیونکہ شرم و حیا کی وجہ سے میرا سمجھانا ان کو مشکل تھا۔

ج…… نامحرَم مرد اور عورت کا آپس میں ملنا، سلام و دُعا کرنا اور ایک دُوسرے کو مس کرنا اسلام کی رُو سے جائز نہیں۔ بدکاری اور فحاشی (زنا) کا ناجائز ہونا تو شاید ان نوجوانوں کو بھی مسلّم ہو، اب اگر نوجوانوں کو خلافِ جنس کے ساتھ اختلاط کی مکمل چھٹی دے دی جائے اور معاشرتی اقدار یا قانون ان کے ''حیوانی اختلاط'' کے درمیان حائل نہ ہو تو اس آزادانہ اختلاط کا نتیجہ سوائے بدکاری کے اور کیا نکلے گا…؟ اور اہلِ عقل کا قاعدہ ہے کہ جب کسی بُرائی سے منع کیا جاتا ہے تو اس کے اسباب کا بھی سدِ باب کیا جاتا ہے۔ زنا، چونکہ شریعت کی نظر

میں بدترین بُرائی ہے اس لئے شریعت نے اس کے تمام اسباب پر بھی پابندی عائد کردی ہے، چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی مروی ہے:

”عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: فزنا العين النظر وزنا اللسان المنطق والنفس تمنى وتشتهى والفرج يصدق ذٰلک ويكذبه. متفق عليه.“ (مشکوٰۃ ص:۲۰)

ترجمہ:......”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آنکھوں کا زنا نامحرَم کو دیکھنا ہے، کانوں کا زنا باتیں سننا ہے، زبان کا زنا باتیں کرنا ہے، دِل کا زنا نفسانی خواہش ہے اور شرم گاہ ان تمام کی تصدیق کردیتی ہے یا تکذیب کردیتی ہے۔“ (صحیح بخاری ومسلم)

اب یہ دیکھئے کہ انسان اور جانور کے درمیان کیا فرق ہے؟ ہم دیکھتے ہیں کہ جانوروں میں خواہشات تو موجود ہیں مگر یہ خواہشات حدود و قیود کی پابند نہیں، کیونکہ وہ عقل کے جوہر سے محروم ہیں اور اتنا شعور ہی نہیں رکھتے کہ کھانے پینے کی خواہش پوری کرنے کے لئے جائز و ناجائز یا اپنے اور پرائے کی تمیز بھی کرنی چاہئے، اسی طرح جنسی اختلاط میں ماں، بہن اور بہو بیٹی کے درمیان امتیاز کرنے کی ضرورت ہے، نہ انہیں یہ شعور ہے کہ تقاضائے شرم و حیا کی بنا پر ستر پوشی کے تکلف کی بھی ضرورت ہے، یہی وجہ ہے کہ شریعت نے اہلِ عقل کو اَحکام کا مکلّف کیا ہے، جانوروں کو، یا جو انسان کہ عقل سے محروم، دیوانے اور پاگل ہوں وہ شرعی اَحکام کے مکلّف نہیں، خدا نہ کرے کہ علم و عقل اور فہم و دانش رکھنے کے باوجود انسان حیوانوں کی سطح پر اُتر آئیں، اور جانوروں کی بہیمانہ حرکات کو جو عقل کی قید سے خارج ہیں، تقاضائے فطرت قرار دے کر ان پر رشک کرنے لگیں، یا جانوروں کی ریس کرنے لگیں۔

بہت سی قباحتوں اور بُرائیوں کا ادراک تو انسانی عقل کرلیتی ہے، لیکن بہت سی

بُرائیاں ایسی ہیں جن کے مشاہدے سے عقلِ انسانی بھی قاصر رہتی ہے، ایسی بُرائیوں کے جراثیم دیکھنے کے لئے ''وحیٔ الٰہی'' کی خوردبین درکار ہے، اس لئے داناؤں کا کہنا یہ ہے کہ انسان کی طبعی خواہشات عقل کے تابع ہونی چاہئیں تاکہ انسان اور جانور میں فرق کیا جاسکے، اور انسان کی عقلی خواہشات ''وحیٔ الٰہی'' کے تابع ہونی چاہئیں تاکہ حقیقی انسان اور انسان نما جانور کے درمیان امتیاز کیا جاسکے۔

خلاصہ یہ کہ انسان کی فطری خواہشات برحق، مگر خالقِ فطرت نے ان خواہشات کو پورا کرنے کے لئے کچھ قواعد و ضوابط مقرّر فرمائے ہیں، پس اگر اس انسانی مشین کا استعمال اس کے خالق کے بتائے ہوئے اُصول و قواعد کے مطابق کیا جائے گا تو یہ مشین صحیح کام کرے گی اور اگر ان اُصول و قواعد کی پروا نہ کی گئی تو انسان، انسان نہیں رہے گا، بلکہ انسان نما جانور بن جائے گا۔

''دارالاسلام'' کی تعریف

س۱:...... ''دارالاسلام'' کی تعریف کیا ہے؟

س۲:...... پھر دارالاسلام کا حکمران یعنی مملکت دارالاسلام کا سربراہ کون ہوتا ہے مسلم یا غیرمسلم بھی؟

س۳:...... اگر معاذ اللہ کوئی اسلام کی توہین کرے تو اس کو پوری مملکت دارالاسلام کے علماء سنبھالیں گے یا صرف ایک ہی مولوی فتویٰ مار دے گا، یعنی پوری مملکت دارالاسلام کے علماء کے ذمہ ہوگا یا صرف اور صرف ایک ہی مولوی اس گستاخ پر فتویٰ مارے گا، پھر وہ صرف یہاں ہی بس نہیں کرے گا تو حرمین تک جائے گا فتویٰ مروانے؟ پھر وہ مولوی بغیر گواہوں کے ہی فتویٰ ٹھوک دے گا یا گواہوں کی بھی ضرورت ہوتی ہے؟

س۴:...... مملکت دارالاسلام کے اندر اس کے حکمران کے خلاف کوئی عوامی تحریک اُٹھ کر جھنڈا لہرائے تو کیا جائز ہوگا یا حرام؟

ج۱:...... جس ملک میں اسلام کے اَحکام جاری ہوں وہ ''دارالاسلام'' ہے، اور جہاں اسلام کے اَحکام جاری نہ ہوں وہ مسلمانوں کا ملک تو ہوسکتا ہے مگر شرعاً ''دارالاسلام'' نہیں۔

ج۲:......دارالاسلام کا حکمران مسلمان ہوسکتا ہے، غیرمسلم نہیں۔
ج۳:......اسلام کی توہین کرنے والا مسلمان نہیں، مسلمانوں پر لازم ہوگا کہ اس کو معزول کرکے کسی مسلمان کو اس کی جگہ مقرّر کریں۔

باقی اُمور سیاسی ہیں، شرعی حکم میں نے ذکر کردیا، سیاسی اُمور پر گفتگو میرا موضوع نہیں۔

کیا اقراری مجرم کو دُنیاوی سزا پاک کردیتی ہے؟

س......اگر کوئی ملزم یا مجرم اپنے جرم کا اقرار کرلیتا ہے اور اس کے نتیجے میں اسے اس کے جرم کی سزا ملتی ہے تو کیا اس صورت میں مذکورہ ملزم یا مجرم کے اس گناہ کا کفارہ ادا ہوجاتا ہے کہ جس کے اقرار کے نتیجے میں اسے سزا دی گئی؟ نیز کیا روزِ محشر ایسا فرد اپنے اس جرم کی سزا سے بری الذمہ قرار پائے گا؟

ج......اگر توبہ کرلے تو آخرت کی سزا معاف ہوجائے گی، ورنہ نہیں۔

س......اگر کسی شخص کو بے گناہ اور بے جرم سزاوار قرار دیا گیا ہو تو روزِ محشر اس کی جوابدہی کس کس فرد پر ہوگی؟

ج......وہ تمام لوگ جو اس بے قصور کو سزا دِلانے میں شریک ہوئے۔

کیا مسلمان کا قاتل ہمیشہ جہنم میں رہے گا؟

س......روزنامہ ''جنگ'' مؤرخہ ۱۹/۲/۱۹۸۸ء کے اسلامی صفحہ پر قاری محمد ایوب صاحب کا ایک مضمون بنام ''مسلمان کا قاتل اللہ (جل جلالہٗ) کی رحمت سے محروم'' چھپا ہے، جس کا لب لباب یہ ہے کہ قاتل کی توبہ بھی قبول نہیں ہوگی اور وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ اس کے ثبوت میں ایک آیت مبارکہ کا ترجمہ بھی دیا ہے: ''اور جو کوئی کسی مؤمن کو قصداً قتل کرڈالے اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا'' اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول بھی تحریر ہے: ''جس نے مؤمن کو قصداً قتل کیا، اس کی توبہ قبول ہی نہیں'' اسی طرح کسی شخص نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اگر قاتل توبہ کرلے اور پھر نیک عمل

کرنے لگے اور ہدایت پر جم جائے تو؟ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے اسے جواب دیا: اس کی ماں اسے روئے، اسے توبہ و ہدایت کہاں؟ اس خدا کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک اسے منسوخ کرنے والی کوئی آیت نہیں اُتری۔ اور روایت میں اتنا اور بھی ہے کہ نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی وحی اُتری۔ مندرجہ بالا آیت اور روایت کی روشنی میں آپ سے یہ دریافت کرنا ہے کہ ہم یہ ہی سنتے آئے ہیں کہ اللہ جل جلالہٗ سوائے ان لوگوں کے جنھوں نے شرک و کفر کیا ہوگا اور سب کی بخشش فرمادے گا، یہ بھی سنا ہے کہ موحد ہمیشہ دوزخ میں نہ رہے گا، یہ بھی سنا ہے کہ بنی اسرائیل میں سے کسی شخص نے ۹۹ قتل کئے تھے، وہ توبہ کرنے چلا تو دو قتل اور کرڈالے، پھر کسی کے مشورے پر وہ توبہ کرنے جارہا تھا کہ راستے میں ہی اسے موت نے آلیا، مگر چونکہ وہ توبہ کا ارادہ لے کر گھر سے نکلا تھا اس لئے اللہ جل جلالہٗ نے اس شخص کی مغفرت فرمادی۔ اب اگر حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی روایت پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ قاتل کی توبہ قبول نہیں اور وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ اور قاری محمد ایوب صاحب نے سورۂ نساء کی آیت نمبر ۹۳ کا جو حوالہ دیا ہے، اس سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ قاتل ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ اب آپ سے جواب اس بات کا چاہئے کہ آیا قاتل کی بخشش ہے یا نہیں؟

ج...... اگر قاتل سچی توبہ کرلے اور مقتول کے وارثوں سے بھی معاف کرالے اور اگر وہ معاف نہ کریں تو بلاحیل و حجت اپنے آپ کو قصاص کے لئے پیش کردے تو اِن شاء اللہ اس کی بھی بخشش ہوجائے گی۔ اہلِ سنت والجماعت کا عقیدہ یہی ہے کہ کوئی گناہ ایسا نہیں ہے جس سے توبہ نہ ہوسکے، اور کفر و شرک کے علاوہ کوئی گناہ ایسا نہیں جس کی سزا دائمی جہنم ہو۔ آپ نے جو آیت نقل کی ہے اس کی توجیہ یہ کی گئی ہے کہ قاتل کی اصل سزا تو دائمی جہنم تھی، مگر ایمان کی برکت سے اسے یہ سزا نہیں دی جائے گی۔ نیز یہ سزا اس شخص کی ہے جو مؤمن کو اس کے ایمان کی وجہ سے قتل کرے، ایسا شخص واقعی دائمی سزائے جہنم کا مستحق ہے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کا مشہور فتویٰ تو وہی ہے جو سوال پر نقل کیا گیا ہے، مگر

بعض روایات میں ہے کہ وہ بھی قبولِ توبہ کے قائل تھے۔ دراصل کسی مؤمن کا قتل اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس کے بعد توبہ کی توفیق بھی مشکل ہی سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس وبال سے محفوظ رکھیں، آمین!

اعمال میں میانہ روی سے کیا مراد ہے؟

س...... ہمارے پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''میانہ روی اختیار کرو اپنے اعمال میں'' اس کی مختصر وضاحت فرمادیں۔

ج...... اس کا مطلب یہ ہے کہ فرائض و واجبات اور سننِ مؤکدہ کے علاوہ آدمی کو نوافل اور اذکار و وظائف کی اتنی مقدار کا معمول رکھنا چاہئے جس کی آسانی سے پابندی کرسکے اور جس سے اُکتا نہ جائے، بلکہ جو معمول شروع کرے حتی الوسع اس کو ہمیشہ نبھائے۔ بعض لوگ جوش میں آکر اپنے ذمہ زیادہ بوجھ ڈال لیتے ہیں اور جب وہ نبھتا نہیں تو اُکتا کر چھوڑ دیتے ہیں۔

ایک قیدی کے نام

س...... (سوال حذف کردیا گیا)۔

ج...... آپ کا خط آپ کی اہلیہ کے ذریعہ پہنچا، آپ کے حالات و معمولات سے اطلاع ہوئی، بارگاہِ ربّ العزّت میں دُعا و اِلتجا ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے لطف و کرم سے آپ کی رہائی کی صورتیں پیدا فرمادیں۔ چند ضروری باتیں لکھتا ہوں ان کو غور اور توجہ سے پڑھیں:

اوّل:...... حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے بندے کو آزمائشیں آتی ہیں، کبھی خوشی اور مسرّت کی شکل میں، کبھی رنج و غم اور آفات و مصائب کی شکل میں، پہلی حالت میں شکر بجالانا اور دُوسری حالت میں صبر و رضا اور دُعا و اِلتجا سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رُجوع کرنا بندے کا فرض ہے، حوصلہ اور ہمت نہیں ہارنی چاہئے، بلکہ صبر و استقامت کے ساتھ اپنی کوتاہیوں پر اِستغفار کرتے ہوئے اور رضائے مولا کے مضمون کو اپنے دِل میں پختہ کرتے ہوئے اس وقت کو گزارنا چاہئے۔

دوم:...... جیل کا ماحول اکثر غیراخلاقی ہوتا ہے، جس کی وجہ سے بہت سے لوگ

فہرست

اپنے دِین و اخلاق کو بگاڑ کر وہاں سے نکلتے ہیں، آپ کو اس ماحول سے متأثر نہیں ہونا چاہئے، بلکہ مصیبة چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرصت کا موقع عطا فرمایا ہے، اس لئے آپ نمازِ پنج گانہ کا اہتمام کریں، قرآنِ کریم کی تلاوت کریں، جو معمولات آپ نے لکھے ہیں وہ صحیح ہیں، ان کی پابندی کریں، ان کے علاوہ فرصت کے جو لمحات بھی میسر آئیں ان میں کلمہ طیبہ ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللهُ'' کو وِردِ زبان رکھیں، ''بہشتی زیور''، حضرتِ شیخؒ کے فضائلِ اعمال اور اکابر کے مواعظ کا مطالعہ جاری رکھیں۔

سوم:...... جہاں تک ممکن ہو، جیل کے عملے سے بھی اور قیدیوں سے بھی اخلاق و مروّت کے ساتھ پیش آئیں، اپنی طاقت کے مطابق ہر ایک کی خدمت کو اپنا شعار بنائیں، کسی کی طرف سے کوئی رنج پہنچے تو اس کو معاف کردیں، بُری صحبت سے اپنے آپ کو بچائے رکھیں، قید کے ساتھیوں کو بھی نماز کی اور خیر کے کاموں کی ترغیب دیا کریں۔

چہارم:...... پانچوں نمازوں کے بعد بہت توجہ کے ساتھ اپنے لئے خیر اور بھلائی کی اور قید سے رہائی کی دُعا کیا کریں، اگر ہوسکے تو تہجد کے لئے بھی اُٹھا کریں، الغرض! دُعا و اِلتجا کا خاص اہتمام کریں۔

پنجم:...... جیل میں آدمی کی آزادی سلب ہوجاتی ہے، اگر غور کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کے بندوں کے لئے دُنیا کی زندگی بھی ایک طرح کا جیل خانہ ہے، کہ ہر قدم پر اسے مالک کے حکم کی پابندی لازم ہے، لہٰذا جیل کی زندگی سے دُنیا میں زندگی گزارنے کا ڈھنگ سیکھنا چاہئے۔

ششم:...... جیل زندوں کی قبر ہے، اس لئے یہاں رہتے ہوئے قبر کی تنہائی، بے بسی و بے کسی اور وہاں کے سوال و جواب کو یاد کرنا چاہئے اور اپنی زندگی میں جتنی کوتاہیاں اور لغزشیں ہوئی ہوں ان پر ندامت کے ساتھ اِستغفار کرنا چاہئے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی مشکلات کو آسان فرمائیں، آپ کو اپنی رضا و محبت نصیب فرمائیں اور آپ کو رہائی عطا فرمائیں۔

فہرست

سچی شہادت کو نہیں چھپانا چاہئے

س...... ایک آدمی دیکھ رہا ہو کہ کسی بندے کو قتل کرنے والا صرف ایک شخص ہے اور اس کے ساتھ دُوسرا بندہ موجود بھی نہ ہو اور مقتول پارٹی کسی بے گناہ شخص کو قتل کے کیس میں پھنسا دے جو اس وقت شہر میں بھی موجود نہ ہو اور اس سے یہ منسوب کرے کہ ایک فائر اس شخص نے کیا اور دُوسرا، دُوسرے شخص نے، اس معاملے میں وہ شخص جو وہاں پر موجود تھا اور دیکھ رہا تھا کہ قتل کرنے والا صرف ایک شخص ہے اور فائر بھی ایک ہوا ہے، کیا خدا کے ہاں مجرم ہے اگر وہ گواہی دینے سے انکار کردے کہ میں گواہی نہیں دیتا؟ اگر وہ صاف کہہ دے کہ قاتل ایک شخص ہے تو بے گناہ شخص نجات پاسکتا ہے، اس بارے میں کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے؟ قرآن وحدیث میں کیا حکم ہے؟

ج...... قرآنِ کریم میں ارشاد ہے:

”وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَإِنَّهٗ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ“
(البقرۃ:۲۸۳)

ترجمہ:...... ”اور شہادت کو نہ چھپاؤ، اور جو شخص اس کو چھپائے اس کا دِل گناہگار ہے۔“

یہ آیتِ کریمہ آپ کے سوال کا جواب ہے۔

پیٹ کے بل سونا

س...... پیٹ کے بل سونے سے متعلق میں نے ایک ڈائجسٹ میں پڑھا تھا کہ آدمی نفسیاتی مرض میں مبتلا ہوجاتا ہے، یہ بات ٹھیک ہے یا نہیں؟

ج...... پیٹ کے بل سونا مکروہ ہے، اور حدیث میں اس کو شیطان کے انداز کا لیٹنا فرمایا ہے، نفسیاتی مرض کا مجھے علم نہیں۔

پاخانے میں تھوکنا

س...... میں نے سنا ہے کہ پاخانے میں تھوکنا منع ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

ج...... خلافِ ادب ہے۔

جب ہر طرف بُرائی پر برانگیختہ کرنے والا لٹریچر عام ہو اور عورتیں بنی سنوری پھریں تو کیا زنا کی سزا جاری ہوگی؟

س…… چند روز قبل راقم الحروف بس میں سفر کر رہا تھا کہ میری اگلی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے چند مولوی صاحبان مندرجہ ذیل قسم کی بحث کر رہے تھے، ان کی اس بحث کو میں ایک سوال کی صورت میں تحریر کر کے آپ کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں تاکہ یہ پتا چل سکے کہ ان مولوی صاحبان کی اس بحث میں کہاں تک حقیقت کا عنصر شامل ہے؟ ان مولوی صاحبان کے بقول کیا اسلام یہی چاہتا ہے کہ فواحش کی اشاعت اسی طرح جاری رہے، ہیجان انگیز فلمیں، عریاں تصاویر، (واضح ہو کہ عالمی حسیناؤں و دوشیزاؤں کی عریاں تصاویر اسلامی جمہوریہ پاکستان میں خاص خاص دُکانوں پر فروخت ہو رہی ہیں، نیز پاکستان کے بعض اخبارات میں بھی بعض اوقات ان عالمی حسیناؤں و دوشیزاؤں کی نیم عریاں تصاویر چھپتی رہتی ہیں) اخلاق کش لٹریچر اسی طرح سفلی جذبات کو اُکساتے ہیں، (واضح رہے کہ یہ اخلاق کش لٹریچر اور جنس کو تحریک دینے والا فحش مواد مملکتِ اسلامیہ پاکستان میں مختلف رسالوں، ڈائجسٹوں اور ناولوں وغیرہ کی صورت میں شائع ہو رہا ہے۔ نیز سرِعام فروخت ہو رہا ہے، اور یہ عناصر قوم کی قوم کو فحاشی کے افیون میں بدمست کئے جارہے ہیں، نیز یہ بلیو پرنٹ، عالمی حسیناؤں و دوشیزاؤں کی عریاں و نیم عریاں تصاویر، یہ اخلاق کش لٹریچر، یہ فحش فلمی اشتہارات قوم کے اخلاق کو دیمک کی طرح چاٹ رہے ہیں)۔ کیا اسلام یہی چاہتا ہے کہ بنی سنوری عورتیں اسی طرح برسرِ عام پھرتی رہیں، کالجوں، دفتروں اور کلبوں اور دُوسرے بہت سے مقامات پر اختلاطِ مرد و زن اسی طرح جاری رہے، عورتیں اور جوان لڑکیاں اسی طرح نیم عریاں اور چست لباس پہن کر دن رات ہوٹلوں میں، سینماؤں میں، بازاروں میں، تھیٹروں میں، پارکوں میں، راستوں میں اور گلی کوچوں میں سر برہنہ، سینہ عریاں، ننگی باہیں نکالے ہوئے چہرہ بے نقاب کئے، رُخساروں پر پوڈر اور سرخی تھوپے اور مردوں کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے مارے مارے پھرتی نظر آتی ہیں۔

ج…… یہ ساری باتیں حرام ہیں اور ان کا بند کرنا ضروری ہے۔ اسلام ان کی اجازت دینا

فہرست

نہیں چاہتا، لیکن زنا کی سزا بہر حال جاری ہوگی، محض اس وجہ سے کہ ہر جگہ بے حیائی کا دور دورہ ہے، کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک حرام کاری کے ارتکاب میں معذور نہیں ہوسکتا۔ اس لئے ان مولوی صاحبان کا نظریہ صحیح نہیں۔

کیا نابالغ بچوں کو شعور آنے تک نماز کا نہ کہا جائے؟

س...... بے شک اللہ تعالیٰ بہت معاف کرنے والا ہے، مگر کچھ لوگ اپنے نابالغ بچوں کو نماز کی تلقین اس لئے نہیں کرتے کہ بچے دِل سے نماز نہیں پڑھتے تو زبردستی کی رگڑ رگڑائی کروانے سے کیا فائدہ؟ خود ہی جب شعور ہوگا تو پڑھنے لگ جائیں گے، کیا ایسا کہنا دُرست ہے؟ جبکہ وہ خود نماز پابندی سے پڑھتے ہیں۔

ج...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی تو سنا ہی ہوگا کہ: ''اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کے ہوجائیں اور ان سے مار کر نماز پڑھاؤ جب وہ دس سال کے ہوجائیں۔'' اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رگڑ رگڑائی کا بھی نفع ہے کہ اس سے بچے عادی ہوجائیں گے۔ اور جو حضرات یہ فرماتے ہیں کہ: ''جب ان کو شعور ہوگا تو خود ہی پڑھیں گے'' ان کی یہ بات کئی وجہ سے غلط ہے:

اوّل:...... یہ ارشادِ نبوی کا خلاف ہے۔

دوم:...... دُنیوی کاموں اور تعلیم میں یہ لوگ خود بھی بچوں کو آزاد نہیں چھوڑتے کہ جب ان کو شعور ہوگا تو خود ہی پڑھنے لگیں گے، معلوم ہوا کہ ان کا یہ قول دِین سے لاپروائی کا نتیجہ ہے۔

سوم:...... جب بچوں کو شعور سے پہلے نماز کا پابند نہیں بنایا جائے گا تو وہ شعور کے بعد بھی پابندی نہیں کریں گے۔

چہارم:...... بچے تو شعور کے بعد پابند ہوں یا نہ ہوں، مگر والدین تو اپنے فرض میں کوتاہی کرنے کی وجہ سے گناہگار ہوں گے۔

کیا کرایہ دار کے اعمالِ بد کا مالکِ مکان ذمہ دار ہے؟

س...... میرے مکان میں ایک کرایہ دار آیا ہے، وہ گھر میں ٹی وی اور ٹیپ ریکارڈر وغیرہ

چلاتا ہے، میں نے اسے منع بھی کیا ہے مگر وہ پھر بھی چلاتا ہے، اب میرے لئے کیا حکم ہے؟ اس کے ان کاموں سے میں گناہگار تو نہیں ہوتا؟

ج…… اس کے ٹی وی اور ٹیپ چلانے سے تو آپ گناہگار نہیں ہوں گے، لیکن آپ کسی ایسے آدمی کو مکان دیں جو اِن خرافات سے بچا ہوا ہو۔

اگر قسمت میں لکھا ملتا ہے تو محنت کی کیا ضرورت ہے؟

س…… میرا دوست کہتا ہے کہ آدمی کی قسمت اچھی ہو تو بغیر محنت کئے بھی اچھا کمالیتا ہے، اس کا کہنا ہے کہ یہ کمائی اس کے نصیب میں تھی اور اس کی قسمت اچھی تھی۔ میرا کہنا ہے کہ آدمی محنت کرے اور قسمت ساتھ دے تو کام بنتا ہے، بغیر محنت کئے قسمت اچھی نہیں ہوسکتی۔ میرے دوست کا کہنا ہے کہ ایک آدمی پورا دن محنت کرتا ہے اور دُوسرا آدمی ایک گھنٹے میں اتنے پیسے کمالیتا ہے۔ براہِ مہربانی اس کا جواب عنایت فرمائیں کہ ہم دونوں میں سے کس کا نقطۂ نظر ٹھیک ہے؟

ج…… یہ تو صحیح ہے کہ جو قسمت میں لکھا ہو وہی ملتا ہے، اس سے زیادہ نہیں ملتا۔ لیکن حلال روزی کے لئے محنت ضرور کرنی چاہئے، قسمت کا حال کسی کو معلوم نہیں۔ اور حلال روزی کے لئے شرعی فرائض کی پابندی ضروری ہے۔

جنس کی تبدیلی کے بعد شرعی اَحکام

س…… جیسا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مرد کو عورت اور عورت کو مرد کی مشابہت اختیار کرنا سخت گناہ ہے، مگر آج کل جو جنسی تبدیلی کا سلسلہ شروع ہوا ہے شریعت کی رُو سے کہاں تک صحیح ہے؟ اگر یہ صحیح ہے تو وہ مرد جو جنسی تبدیلی کے بعد عورت میں تبدیل ہوگئے ان کا انجام کل قیامت کو کیا ہوگا؟ وہ جنت میں مرد کی حیثیت سے داخل ہوں گے یا عورت کی؟ اور اس مرد سے پیدا ہونے والی اولاد کا کیا انجام ہوگا؟ اُمید ہے اس مسئلے کی وضاحت فرماکر اُمتِ مسلمہ کی رہنمائی فرمائیں گے۔

ج…… جنسی تبدیلی اگر حقیقتِ واقعہ ہے تو اس کا مشابہت کے مسئلے سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ

فہرست

جنس تبدیل ہونے کے بعد وہ جس صنف میں شامل ہوا ہے اسی صنف کے اَحکام اس پر جاری ہوں گے۔ اگر لڑکی کی جنس تبدیل ہوگئی اور وہ واقعتاً لڑکا بن گئی تو اس پر مردوں کے اَحکام جاری ہوں گے، اور اگر لڑکا تبدیلیٔ جنس کے بعد سچ مچ لڑکی بن گیا تو اس پر اس تبدیلی کے بعد لڑکیوں کے اَحکام جاری ہوں گے۔ مشابہت جو ممنوع ہے وہ یہ ہے کہ مرد، مرد ہوتے ہوئے عورتوں کی مشابہت کرے، یا عورت، عورت ہوتے ہوئے مردانہ پن اختیار کرے، اس پر حدیث میں لعنت آئی ہے۔

کچھ پڑھ کر ہاتھ سے پتھری وغیرہ نکالنا

س...... آج کل فلپائن میں ایک غیرمسلم عورت کے متعلق مشہور ہو رہا ہے کہ وہ رُوحانی طریقوں سے جسمانی امراض مثلاً: گردے کی پتھری نکالنا، پیٹ میں سے رسولی نکالنا، آنکھ سے موتیابند نکالنا وغیرہ کا علاج کرتی ہے، اور لوگ اس سے علاج کراکر آ رہے ہیں۔ طریقہ اس طرح ہے کہ اپنے ہاتھ پر کچھ پڑھ کر اپنا ہاتھ متأثرہ جگہ پر چلایا، خون پیپ وغیرہ بلاکسی تکلیف کے نکلتا دِکھائی بھی دیا اور چند منٹ میں گردے کی پتھری اپنے ہاتھ سے نکال دی۔ دوبارہ ہاتھ پھیرا تو زخم وغیرہ سب ٹھیک ہوگئے۔ کیا اس طرح مسلمانوں کا علاج کرانا جائز ہے یا نہیں؟ نیز اس طریقۂ علاج کی کیا حقیقت ہے اس کے متعلق آپ کچھ بتلاسکیں گے؟ کیونکہ سائنس کی روشنی میں تو اس کی نظربندی یا شعبدہ بازی کے علاوہ کوئی اور توجیہ نہیں کی جاسکتی۔

ج...... یہ مسمریزم کی مشقیں ہوتی ہیں، رُوحانیت کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں۔ علاج جائز ہے، واللہ اعلم!

تقلید کی تعریف و اَحکام

س...... تقلید کی تعریف ان الفاظ میں کی جاتی ہے کہ: تقلید کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کا قول مأخذِ شریعت میں سے نہیں ہے اس کے قول پر دلیل کا مطالبہ کئے بغیر عمل کرلینا۔ اہلِ حدیث حضرات اس عمل کو سخت گناہ کی بات تصوّر کرتے ہیں، لیکن مجھے اس ہی قول مکمنف

ہے، مگر پہلے جو میں سمجھا ہوں ظاہر کرنے کی سعی کرتا ہوں تاکہ بعد میں آپ کی بات آسانی سے سمجھ سکوں۔

شریعت کا مأخذ اَدِلہٴ شرعیہ ہیں، کسی مجتہد کا کوئی قول ہو اور وہ قول اَدِلہٴ شرعیہ کے تحت کسی نہ کسی دلیل کے تحت ہو، یہ بات کیا تقلید میں داخل ہے؟ شاید جہاں تک میں سمجھا ہوں ایسا قول تسلیم کرنا اہلِ حدیث کے نزدیک تقلید نہیں، کیونکہ وہ قول تو اَدِلہٴ شرعیہ سے ثابت ہے۔

نمبر۲:...... میرا ذاتی تجربہ ہے کہ اہلِ حدیث یہاں ایک غلطی کر جاتے ہیں، وہ یہ کہ مجتہد کے قول پر اگر ان کو اَدِلہٴ شرعیہ سے ہی کوئی دلیل خود سمجھ آجائے پھر تو ٹھیک ہے، اگر ان کا علم کسی قول کی دلیلِ شرعی تک رسائی نہ کرسکے، پھر اس قول کو وہ جو چاہیں کہتے پھرتے ہیں۔

دُوسری بات جو میں سمجھنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ مندرجہ بالا تقلید کی تعریف کے تحت مقلد، اِمام کے قول کو مأخذِ شریعت تو نہیں سمجھتا وہ تو اَدِلہٴ شرعیہ ہیں، لیکن کوئی ایسا قول (معلوم نہیں کہ ایسا قول ہے بھی یا نہیں) جس پر اَدِلہٴ شرعیہ کا ثبوت نہ ہو یعنی اَدِلہٴ شرعیہ سے وہ مسئلہ معلوم نہ ہوسکے، صرف مجتہد کا اجتہاد ہی ہو یا رائے ہو، اس قول پر دلیل کا مطالبہ کئے بغیر عمل کرلینا کیونکہ اس کا مقام یہ ہے کہ وہ قرآن وسنت کے علوم پر بصیرت رکھتا ہے، قول پر دلیل طلب نہ کرنے کے یہ معنی ہیں یا کچھ اور؟

ایک بات اور کہنے کی جسارت کر رہا ہوں، شاید میں نہ سمجھ سکا ہوں، مگر اظہار کے لئے کر رہا ہوں کہ آج کل لوگ ساٹھ، ستر صفحے کی کتاب میں ڈھائی تین سو حوالوں کا پیوند لگا کر کچھ کا کچھ ثابت کرتے ہیں۔ ماہنامہ ''بینات'' محرّم الحرام ۱۴۱۶ھ آپ کا مضمون جو ''اصلاحِ مفاہیم'' کے بارے میں تھا، اس کے آخر کے جملے جو تبلیغ سے متعلق تھے، کوئی بھی آپ کے نام سے غلط حوالہ دے کر تحریر کرسکتا ہے، یعنی: اہلِ تبلیغ، حضرت شیخ نوّر اللہ مرقدہٗ کی کتابوں اور آپ کی تعلیمات کو حرزِ جان بنائے ہوئے نقل وحرکت کر رہے ہیں (نہ کہ قرآن وحدیث اور صحابہؓ کے طریقے بلکہ حضرت شیخؒ کی تعلیمات کو پھیلا رہے ہیں)، جیسا کہ

فہرست

اعتراضاً کہا جاتا ہے کہ حضرت مولانا الیاسؒ نے فرمایا: میرا دِل چاہتا ہے کہ طریقہ میرا ہو اور تعلیم حضرت تھانویؒ کی۔

ج...... شرعی دلائل چار ہیں، ۱-کتاب اللہ، ۲-سنتِ رسول اللہ، ۳-اجماعِ اُمت اور ۴-قیاسِ مجتہدین۔ پہلی تین چیزوں کے تو اہلِ حدیث بھی منکر نہیں، البتہ چوتھی چیز کے منکر ہیں۔

۲:...... جو مسائل صراحتاً کتاب و سنت یا اجماع سے ثابت ہوں، اور ان کے مقابلے میں کوئی اور دلیل نہ ہو، وہاں تو قیاسِ مجتہدین کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی، البتہ جن مسائل کا ذکر کتاب و سنت اور اجماع میں صراحتاً نہ ہو، ان میں شرعی حکم معلوم کرنے کے لئے قیاس و اجتہاد کی ضرورت پیش آتی ہے۔

۳:...... اسی طرح جس مسئلے میں بظاہر دلائل متعارض ہوں، وہاں تطبیق یا ترجیح کی ضرورت پیش آتی ہے، اور یہ کہ یہ منسوخ تو نہیں؟ بیانِ جواز پر تو محمول نہیں؟ کسی عذر پر تو محمول نہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔

۴:...... ان دو مرحلوں کو طے کرنا مجتہد کا کام ہے، یعنی غیر منصوص مسائل کا حکم معلوم کرنا، اور جن مسائل پر دلائل بظاہر متعارض ہوں، ان میں تطبیق و ترجیح اور ان کے محامل کی تعیین۔

۵:...... اور لوگ دو قسم کے ہیں، ایک جو اجتہاد کی صلاحیت رکھتے ہیں، دُوسرے عامی، جو اس کی صلاحیت نہیں رکھتے، پس مذکورہ بالا دو مرحلوں میں مجتہد پر تو اجتہاد لازم ہے، کہ وہ انسانی طاقت کے بقدر پوری کوشش کرے کہ اس مسئلے میں اللہ و رسول کا حکم کیا ہے؟ اور عامی کو اس کے سوا چارہ نہیں کہ وہ کسی مجتہد کی پیروی کرے۔

۶:...... عامی کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ جس مجتہد کی پیروی کر رہا ہے وہ اہلِ علم کے نزدیک لائقِ اعتماد ہو، ہر مسئلے میں اس سے دلیل کا مطالبہ کرنا اس کے لئے ممکن نہیں، پس یہ حاصل ہوا اس قول کا مجتہد کے قول کو بغیر مطالبہ دلیل کے ماننا تقلید ہے۔

۷:...... اہلِ حدیث بھی درحقیقت مقلد ہیں، کیونکہ جن اکابر کے قول کو وہ لیتے

ہیں ان سے دلیل کا مطالبہ نہیں کرتے، نہ کرسکتے ہیں، گویا ترکِ تقلید بھی ایک طرح کی تقلید ہے۔

۸:......اس تحقیق سے یہ بھی معلوم ہوا ہوگا کہ کسی مجتہد کا قول دلیلِ شرعی کے بغیر ہوتا ہی نہیں، البتہ یہ ممکن ہے کہ بعض اوقات وہ دلیل ایک عامی کے فہم و ادراک سے اُونچی ہو، خصوصاً جہاں دلائلِ شرعیہ بظاہر متعارض نظر آتے ہیں۔ اہلِ حدیث حضرات ایسے موقعوں پر ائمۂ اِجتہاد کے قول کو بے دلیل کہتے ہیں، حالانکہ ''بے دلیل ہونے'' کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ دلیل ان کے فہم سے بالاتر ہے۔ دُوسرے لفظوں میں یہ کہئے کہ دلیل کا علم نہ ہوسکنے کو وہ دلیل کے نہ ہونے کا نام دیتے ہیں، حالانکہ عدمِ شیٔ اور چیز ہے اور ''عدمِ علم'' اور چیز ہے، پھر عدمِ علم اور چیز ہے، اور ''علمِ عدم'' اور چیز ہے، یہ وہی بات ہے جو آپ نے نمبر۲ میں ذکر کی ہے۔

۹:......اَدِلۂ شرعیہ درحقیقت تین ہی ہیں، لیکن قولِ مجتہد کو جو دلیلِ شرعی کہا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ہمیشہ کسی نہ کسی دلیلِ شرعی (خفی یا جلی) پر مبنی ہوتا ہے۔ مگر اس دلیلِ شرعی کو مجتہد ہی ٹھیک طور سے سمجھتا ہے، اس لئے عامی کے حق میں قولِ مجتہد کو دلیلِ شرعی قرار دے دیا گیا ہے۔

۱۰:......شیخؒ کی کتابوں کے بارے میں اس ناکارہ نے جو کچھ لکھا ہے، سیاق و سباق سے اس کا مفہوم بالکل واضح ہے۔ اس کے باوجود اگر کوئی اس سے غلط استدلال کرنے بیٹھ جائے تو اس کا کیا علاج ہے؟ لوگوں نے غلط استدلال کرنے کے لئے قرآنِ کریم کا بھی لحاظ نہیں کیا، اس ناپاک کی ژولیدہ تحریر کا کیوں لحاظ کرنے لگے...؟

حلال وحرام میں فرق

س......حلال وحرام میں کیا فرق ہے؟ کیا انسان جو ناجائز کماتا ہے یہ پیسہ فوراً ضائع ہوجاتا ہے؟ آج جو لوگ امیر سے امیرتر ہوتے جارہے ہیں، کیا ان کی جائز کمائی ہے؟

ج......حلال وحرام کو شریعت نے کھول کر بیان کردیا ہے، جو شخص شریعت کے مطابق کمائے

اس کی روزی حلال ہوگی، ورنہ نہیں۔ حرام کمائی کا فوراً ضائع ہونا ضروری نہیں، البتہ یہ ضروری ہے کہ حرام کی کمائی سکڑوں آفتیں لے کر آتی ہے اور سب کچھ ہونے کے باوجود دِل کا سکون غارت ہوجاتا ہے۔

مملوکہ زمین کا مسئلہ

س…… ۱۹۴۷ء کے بعد جب ہم پاکستان آئے تو مجھے کلیم میں یہاں ٹنڈوآدم کی ایک مسجد کے متصل دومنزلہ مکان ملا جس کی اُونچائی ۲۸ فٹ ہے، اب یہ مکان بوسیدہ ہوگیا ہے، اس لئے میں اس کو گراکر ازسرِنو نقشے کے تحت تعمیر کرانا چاہتا ہوں، اور اب اس کی اُونچائی بجائے ۲۸ فٹ کے ساڑھے تین فٹ مزید بڑھاکر ساڑھے اِکتیس فٹ کرنا چاہتا ہوں۔ مسجد کی انتظامیہ بلاوجہ اس میں رُکاوٹ ڈال رہی ہے، ان کا یہ کہنا ہے کہ ہوا بند ہوجائے گی، حالانکہ ہوا بند ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ برائے مہربانی یہ بتائیں کہ اس قسم کے اعتراضات جو بلاجواز ہوں، عندالشرع کہاں تک دُرست ہیں؟ آیا کسی مسجد کی انتظامیہ کو یہ حق پہنچتا ہے کہ مسجد کے متصل مکان کی تعمیر میں رُکاوٹ ڈالیں؟ نیز کہ مسجد کی انتظامیہ کا یہ بھی مطالبہ ہے کہ تم اپنے مکان میں سے ۳ فٹ جگہ مسجد میں دے دو تو ہم اپنا اعتراض واپس لے لیں گے۔

ج…… یہ سوال ایسا ہے کہ اس کے جواب کی ضرورت نہیں، آپ کا اپنی ملکیت میں جائز تصرف، جس سے مسجد اور نمازیوں کو کوئی ضرر نہ ہو، بلاشبہ جائز ہے، اور آپ سے آپ کی مملوکہ زمین کا کوئی حصہ مسجد کے لئے زبردستی بھی نہیں لیا جاسکتا۔ باقی آپ بھی مسلمان ہیں اور مسجد بھی اللہ تعالیٰ کا گھر ہے، آپ اپنی خوشی سے اللہ کے گھر کی کوئی خدمت کریں گے، اس کا صلہ آپ کو اللہ تعالیٰ جنت میں عطا فرمائیں گے۔ مسجد کے معاملے میں مسلمانوں کے درمیان ایسا تنازع اچھا نہیں لگتا۔

اسلام میں سفارش کی حیثیت

س…… سفارش کا اسلام میں کیا مقام ہے؟ اگر کسی کے پاس سفارش نہ ہو تو یہ بھی واضح ہو کہ

تدبیر کے ساتھ ساتھ سفارش ہو تو کام آسان ہوجاتا ہے، تو کوئی کیا کرے؟ واضح ہو کہ سفارش کے بغیر گزشتہ چار سال سے دھکے کھا رہا ہوں۔

ج…… جائز کام کے لئے سفارش جائز ہے، مگر افسروں کا سفارش کے بغیر کسی کا کام نہ کرنا گناہ بھی ہے اور افسوس ناک اخلاقی گراوٹ بھی۔

غیرمسلم کے زُمرے میں کون لوگ آتے ہیں؟

س…… جمعہ مؤرخہ ۲۳ رفروری کے ''جنگ'' میں زیرِعنوان ''غیرمسلم کے لئے مسجد کی اشیاء کا استعمال'' آپ نے دوسوالوں کے جواب میں فرمایا کہ: غیرمسلم کی نمازِ جنازہ جائز نہیں، غیرمسلم کی میّت کو غسل دینا جائز نہیں، غیرمسلم کو مسلم قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں۔ یہ سب کچھ کرنے سے کرنے والے اور شرکاء کا ایمان جاتا رہا اور نکاح بھی ٹوٹ گیا۔ براہِ کرم یہ بات صاف کردیں کہ کیا غیرمسلم کی اس تعریف میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو مسلم گھرانوں میں پیدا ہوئے اور ہوش سنبھالنے سے مرتے دم تک دہریہ رہے، یا کافی عرصے تک اسلام کی پابندی اور پیروی کی، پھر اسلام کو ترک کردیا، دونوں طرح کے لوگ علی الاعلان کہیں کہ وہ مسلمان نہیں ہیں۔ چنانچہ وہ سوَر کھاتے ہیں، شراب پیتے ہیں، کیا یہ لوگ بھی غیرمسلموں کے زُمرے میں آتے ہیں؟ اور کیا ان کے جنازوں کے معاملے میں بھی وہی قباحتیں موجود ہیں؟ یعنی ایمان اور نکاح کی تجدید لازم ہوجاتی ہے؟ ہمارے معاشرے میں ایسے بہت سارے لوگ ہیں، میرے یورپ کے دورانِ قیام ایسے لوگوں کی وہاں آؤ بھگت بھی ہوتی رہی ہے، میں نے ان کو دیکھا ہے اور بہت سوں کو جانتا ہوں، چنانچہ اس اِستفسار کا جواب معاشرتی حیثیت رکھتا ہے۔

ج…… اسلام نام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تمام باتوں کو ماننے کا، اور کفر نام ہے کسی ایک بات کو نہ ماننے کا، جس کے بارے میں قطعیت کے ساتھ معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بیان فرمایا، پس جو شخص ایسی قطعیات اور ضروریاتِ دِین میں سے کسی ایک کا منکر ہو، یا وہ علی الاعلان کہے کہ وہ مسلمان نہیں ہے، اس کا حکم مرتد کا

ہے، خواہ وہ مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوا ہو، اور اس کا نام بھی مسلمانوں جیسا ہو۔

ڈاک کے ٹکٹوں پر آیتِ قرآنی شائع کرنا

س...... محکمۂ ڈاک پاکستان نے ایک کالج کی صد سالہ خوشی میں ایک ٹکٹ جاری کیا ہے جس پر یہ آیتِ قرآنی "وَعَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَم" لکھی ہوئی ہے۔ کیا کالج کی صد سالہ تاریخی خوشی میں اس طرح ٹکٹ جاری کرنا جائز ہے؟ پھر اس میں آیتِ قرآنی کی اشاعت کیسی ہے؟ کیا حکومت کا یہ کام شرعاً جائز ہے؟

ج...... کسی اچھی چیز کی یادگار کے لئے ٹکٹ جاری کرنا تو کوئی مضائقے کی بات نہیں، لیکن اگر کالج میں بے دِینی کے مضامین پڑھائے جاتے ہیں یا کالج کے طلبہ کی تعلیم دِینی ماحول کے بجائے کسی دُوسری قسم کے ماحول میں ہوتی ہے تو اس کی یادگار کا حکم بھی اسی کے مطابق ہوگا۔

رہا ٹکٹوں پر قرآنِ کریم کی آیتِ شریفہ کا اندراج! سو یہ صحیح نہیں، اس میں ایک تو قرآنِ کریم کی ظاہری بے ادبی ہے، کیونکہ ڈاک کے لفافوں کو عام طور سے ردّی میں پھینک دیا جاتا ہے، اس سے قرآنِ کریم کی آیت کی بے ادبی ہوگی، اور ٹکٹ جاری کرنے والے اس بے ادبی میں شریک ہوں گے۔ اور ایک معنوی بے ادبی ہے، وہ یہ کہ اس سے یہ تأثر ملتا ہے کہ قرآنِ کریم کی یہ آیت گویا اس کالجیٹ تعلیم کے لئے نازل ہوئی ہے، یہ قرآنِ کریم کی تحریف ہے۔

کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابولہب کے لڑکے کو بددُعا دی تھی؟

س...... ہمارے شہداد پور میں ایک مقرّر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بتایا کہ نبی کریم کو اپنی پوری زندگی میں ایک صدمہ ہوا جس پر آپ نے بددُعا کردی تھی۔ مسئلہ یہ تھا کہ ابولہب کا لڑکا جس نے نبیؐ کی لڑکی کو طلاق دی تھی اور حضور نے بددُعا کردی کہ خدا اس کو جانوروں کی خوراک بنادے اور خدا نے شیر کو حکم دیا کہ اس کو پھاڑ دو۔ یہ مسئلہ بڑا پیچیدہ ہوگیا ہے، ایک گروپ کا کہنا ہے کہ حضور تو رحمت للعالمین بن کر آئے، انہوں نے زندگی میں کسی کو بددُعا نہیں دی، مگر ایک گروپ کہتا ہے کہ مقرّر صاحب نے خطبۂ عام میں یہ بات بتائی ہے تو

فہرست

صحیح ہے۔ مہربانی کرکے کتاب کا حوالہ دے کر تفصیل سے جواب دیں تاکہ مسلمان اپنے بھٹکے ہوئے راستے سے صحیح راستے پر آجائیں، ہم لوگ آپ کے لئے دُعا کریں گے۔

ج…… ابولہب کے لڑکے کے لئے بددُعا کرنے کا واقعہ سیرت کی کتابوں میں آتا ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا متعدّد لوگوں کے لئے بددُعا کرنا بھی منقول ہے، اس لئے یہ خیال صحیح نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کے لئے بددُعا نہیں کی۔ اور کسی کے لئے بددُعا کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رحمت للعالمین ہونے کے خلاف نہیں، کیونکہ کسی موذی جانور مثلاً: سانپ کو مارنا بھی رحمت کے زُمرے میں آتا ہے، اسی طرح کسی موذی شخص کے لئے بددُعا کرنا بھی گو اس شخص کے لئے رحمت نہ ہو مگر دُوسروں کے لئے عین رحمت ہے۔

حکومت کی چھٹیوں میں حج کرے یا اپنی چھٹیوں میں

س…… حکومتِ قطر کی جانب سے زندگی میں ایک حج کے لئے ہر مسلمان کو ۴ ہفتے کی چھٹی دی جاتی ہے، اپنے پاس چھٹیاں ہونے کے باوجود کیا یہ مخصوص چھٹیاں لے کر حج کیا جاسکتا ہے؟ میرے خیال میں مناسب یہی ہے کہ حج کے لئے خود اپنی رقم اور خود اپنا وقت استعمال کرنا چاہئے۔ یہ مخصوص چھٹیوں والا حج کیا میں اپنے مرحوم والدین کے لئے کرسکتا ہوں؟

ج…… اگر حکومت کے قانون کی رُو سے چھٹی مل سکتی ہے تو لے سکتے ہیں، خواہ پہلے حج کیا ہو یا نہ کیا ہو، اور خواہ اپنا حج کرے یا کسی دُوسرے کی طرف سے۔

ہفتہ وار تعطیل کس دن ہو؟

س…… جمعۃ المبارک کی تعطیل کا اسلامی شعائر سے کتنا تعلق ہے؟ نیز جمعہ کے دن تعطیل کس خیر و برکت کی موجب ہوتی ہے؟ اور قرآن پاک کی سورۂ جمعہ میں نویں، دسویں اور گیارھویں آیت کا اصل مفہوم کیا ہے؟ جمعہ کے دن نماز سے پہلے اور بعد میں کن کن کاموں کی اجازت ہے؟ اور کن کن سے منع فرمایا گیا ہے؟ دِینی اُصولوں اور مقتدر ہستیوں کے ارشادات کی روشنی میں اس کی وضاحت فرمائیں۔

ج…… جولوگ جمعہ کے بجائے اتوار کی تعطیل پر زور دے رہے ہیں، انہوں نے اس نکتے کو پیشِ نظر نہیں رکھا کہ ہفتہ کا دن یہودیوں کے لئے معظم ہے، اور اتوار کا عیسائیوں کے لئے، مسلمانوں کے لئے ان دونوں دنوں کے بجائے جمعہ کا دن مقرّر کیا گیا ہے۔ اسلام میں ہفتہ وار تعطیل کا کوئی تصوّر نہیں، اس لئے اذانِ جمعہ سے لے کر نماز ادا کرنے تک کاروبار پر پابندی لگادی گئی ہے اور نماز کے بعد کاروبار کی اجازت دے دی گئی ہے۔ پس اگر اسلام کے اس نظریے سے اتفاق مطلوب ہے تو ہفتہ وار چھٹی کو یکسر ختم کردیا جائے اور ہفتے کے ساتوں دنوں میں (سوائے ممنوع وقت کے) کاروبار جاری رکھا جائے، اور اگر ہفتہ وار تعطیل ہی فرض و واجب ہے تو یہ نہ ہفتہ کی ہوسکتی ہے نہ اتوار کی، کیونکہ ہفتہ کی تعطیل میں یہودیوں کی مشابہت ہے اور اتوار کی تعطیل میں عیسائیوں کی، اور مسلمانوں کے لئے دونوں کی مشابہت حرام ہے۔

کیا پھر سے اتوار کی چھٹی بہتر نہیں تاکہ لوگ نمازِ جمعہ کا اہتمام کریں؟

س…… پاکستان میں پہلے حکومت کی طرف سے اتوار کے روز عام تعطیل دی جاتی تھی، اور جمعہ کو ہاف ڈے، یعنی دوپہر بارہ بجے چھٹی ہوجاتی تھی، پھر لوگوں کے مطالبے پر سابقہ حکومت نے اتوار کے بجائے جمعہ کو چھٹی کا اعلان کردیا اور اتوار کی تعطیل ختم کردی گئی۔ ان دونوں تجربات سے نتیجہ یہ دیکھنے میں آیا کہ پہلے جب اتوار کی چھٹی اور جمعہ کو ہاف ڈے ہوا کرتا تھا، اس وقت تک جمعۃ المبارک کا تقدس اور احترام بڑی حد تک بحال تھا اور تقریباً ۸۵ فیصد لوگ جمعۃ المبارک کی نماز پڑھنے کا اہتمام کیا کرتے تھے، مگر جب سے اتوار کی چھٹی ختم کرکے جمعہ کو چھٹی کی گئی ہے، جمعۃ المبارک کا تقدس اور احترام تقریباً ختم ہوکر رہ گیا ہے۔ اب صورتِ حال یہ ہے کہ جمعہ کو چھٹی کی وجہ سے لوگوں کی ایک بڑی اکثریت جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب یار دوستوں کی محفل میں جاگ کر گزارتی ہے، اس کے علاوہ جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب کو بہت بڑے پیمانے پر گھروں میں ساری رات وی سی آر چلائے جاتے ہیں اور اس طرح ساری رات جاگنے والے جمعہ کو صبح جب سوتے ہیں تو پھر شام ہی کو

فہرست

خبر لیتے ہیں۔ طالب علموں اور نوجوانوں کی اکثریت جمعة المبارک کا پورا دن کرکٹ میچ کھیلنے میں گزار دیتی ہے، کھیل کے میدان میں جمعہ کی نماز کا کسی کو ہوش نہیں رہتا۔ دُوسری طرف شادی بیاہ کی تمام تقریبات بھی جمعہ ہی کو منعقد ہوتی ہیں، شادی بیاہ کے انتظامات میں مصروف مسلمان بھی جمعة المبارک کی نماز کی ادائیگی کی قطعاً کوئی فکر نہیں کرتے۔ قصہ مختصر یہ کہ اتوار کی چھٹی ختم اور جمعہ کی چھٹی ہونے سے اب بمشکل صرف چالیس فیصد لوگ جمعة المبارک کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے کا اہتمام کرتے ہوں گے، ورنہ جمعة المبارک کا تقدس جتنا اب پامال کیا جارہا ہے اتنا پہلے نہیں تھا۔ سوال یہ ہے کہ دِینِ اسلام میں جمعة المبارک کی چھٹی کی کیا شرعی حیثیت ہے؟ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ جمعة المبارک کے تقدس کو مجروح ہونے سے بچانے کے لئے اتوار کی چھٹی اور جمعہ کا ہاف ڈے دوبارہ بحال کردیا جائے؟

ج...... اتوار کا دن عیسائیوں کا مذہبی دن ہے، اور ہفتہ کا دن یہودیوں کا ''یوم السبت'' یعنی چھٹی کا دن ہے۔ اس لئے ہفتہ اور اتوار کو چھٹی میں یہودیوں اور عیسائیوں کی مشابہت ہے، جس کی وجہ سے پورا مسلمان معاشرہ گناہگار ہوگا، اس لئے چھٹی تو جمعہ کے دن ہی کی ہونی چاہئے (اگر ہفتے میں ایک دن کی چھٹی ضروری ہو)۔ رہا یہ کہ لوگ اس مقدس دن کو لغویات میں گزارتے ہیں، اس کے لئے ان لغویات پر پابندی ہونی چاہئے۔ اور جو لوگ ان لغویات میں مبتلا ہوکر جمعہ کی نماز میں کوتاہی کرتے ہیں ان کو اپنے دِین و ایمان کی خیر منانی چاہئے۔ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر شریف پر رونق افروز ہوکر فرمایا کہ: ''لوگوں کو ترکِ جمعہ سے باز آجانا چاہئے، ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دِلوں پر مہر لگادے گا، وہ غافلین میں سے ہوجائیں گے۔'' اور سنن کی حدیث میں ہے کہ: ''جو شخص بغیر عذر کے محض بے پروائی سے تین جمعہ چھوڑ دے، اللہ تعالیٰ اس کے دِل پر مہر کردیتا ہے۔'' اور مسندِ شافعی کی روایت ہے کہ: ''جو شخص بغیر عذر کے جمعہ چھوڑ دے (اور ایک روایت میں ہے کہ تین جمعے چھوڑ دے) اس کا نام منافق لکھا جاتا ہے، ایسی کتاب میں جو نہ مٹائی جاتی ہے اور نہ بدلی جاتی ہے۔'' صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ: ''میرا جی چاہتا ہے کہ

جولوگ جمعہ میں نہیں آتے ان کے گھروں کو جلادوں'' کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ارشادات سن کر کوئی مسلمان جمعہ کی نماز چھوڑنے کی جرأت کرسکتا ہے...؟

صبر اور بے صبری کا معیار

س۱:...... ''بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَۃٌ'' سے کیا مراد ہے؟ آج کل علمائے کرام یا مشائخ کی وفات پر رسائل میں جو مرثیے آتے ہیں: ''کیا نخلِ تمنا کو میرے آگ لگی ہے'' یا ''کیا دِکھاتا ہے کرشمے چرخ گردوں ہائے ہائے'' وغیرہ الفاظ صحیح ہیں؟ خیرالقرون میں اس کی کوئی مثال ہے؟

س۲:......اور پھر متوفی پر تعزیت کے جلسے کرنا، اور بعض کے تو مستقل سالانہ جلسے کرنا، یہ عرس تو نہیں؟ جائز ہیں یا بدعت؟ قرآن وحدیث اور خیرالقرون میں اس عمل کی کوئی مثال ہے؟

س۳:...... بزرگوں کو عام طور پر عام قبرستان کی بجائے خانقاہ یا مدرسہ میں دفن کرنا، جبکہ تاریخ صاف بتاتی ہو کہ اسلاف میں صدی یا نصف صدی گزرنے کے بعد بزرگوں کے مقابر شرک وبدعت کے اَڈّے بن گئے، کیسا ہے؟

س۴:......آج کل ہمارے ملک میں پیشہ ور مقرّرین کی بہت بڑی کھیپ ملک پر چھائی ہوئی ہے، بلکہ عوام انہیں کو عالم سمجھتی ہے اور مقرّرین حضرات اپنی سجع بندی سے رٹی رٹائی تقریر جھاڑ دیتے ہیں، سننے میں مزہ بھی آتا ہے، باطل کی گت بھی خوب بنتی ہے، تو ایسے حضرات کا جلسہ کروانا چاہئے؟ شرعاً ثواب ہے؟ اُمت کے لئے مفید ہے؟ اور اگر جواب نفی میں ہو تو بڑے بڑے اداروں میں جلسوں پر بولتے ہوئے عموماً یہی کیوں نظر آتے ہیں؟

ج......مزاجِ گرامی! یہ ناکارہ اتنی علمی استعداد نہیں رکھتا کہ علماء کے متنازعہ فیہ مسائل میں کوئی فیصلہ کن بات کرسکے، مگر آنجناب نے زحمت فرمائی ہے، اس لئے اپنے فہمِ ناقص کے مطابق جواب عرض کرتا ہوں۔ اگر کوئی بات صحیح ہو تو ''گاہ باشد کہ کودک ناداں، بہ غلط بر ہدف زند تیرے'' کا مصداق ہوگا۔ ورنہ ''کالائے بد بریش خاوند'' کا۔

فہرست

ج۱:......قرآنِ کریم اور احادیثِ طیبہ میں صبر کا مأمور بہ ہونا اور جزع فزع کا ممنوع ہونا تو بالکل بدیہی ہے، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ مصائب پر رنج و غم کا ہونا ایک طبعی اَمر ہے اور اس رنج و غم کے اظہار کے طور پر بعض الفاظ بھی آدمی کے منہ سے نکل جاتے ہیں۔ اب تنقیح طلب اَمر یہ ہے کہ صبر اور بے صبری کا معیار کیا ہے؟ اس سلسلے میں کتاب و سنت اور اکابر کے ارشادات سے جو کچھ مفہوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر کسی حادثے کے موقع پر ایسے الفاظ کہے جائیں جن میں حق تعالیٰ کی شکایت پائی جائے (نعوذ باللہ) یا اس حادثے کی وجہ سے مأموراتِ شرعیہ چھوٹ جائیں، مثلاً: نماز قضا کردے یا کسی ممنوعِ شرعی کا ارتکاب ہوجائے، مثلاً: بال نوچنا، چہرہ پیٹنا، تو یہ بے صبری ہے، اور اگر ایسی کوئی بات نہ ہو تو خلافِ صبر نہیں۔ خیر القرون میں بھی مرثیے کہے جاتے تھے، مگر اسی معیار پر۔ اس اُصول کو آج کل کے مرثیوں پر خود منطبق کرلیجئے۔

ج۲:......تعزیت کا مفہوم اہلِ میّت کو تسلی دینا اور ان کے غم میں اپنی شرکت کا اظہار کرکے ان کے غم کو ہلکا کرنا ہے، جو مأمور بہ ہے۔ نیز ”اذکروا موتاکم بخیر“ میں مرحومین کے ذکر بالخیر کا بھی حکم ہے۔ پس اگر تعزیتی جلسہ انہی دو مقاصد کے لئے ہو اور مرحوم کی تعریف میں غیرواقعی مبالغہ نہ کیا جائے تو جائز ہوگا۔ سالانہ جلسہ تو ظاہر ہے کہ فضول حرکت ہے، اور کسی مرحوم کی غیرواقعی تعریف بھی غلط ہے۔ بہرحال تعزیتی جلسہ اگر مذکورہ بالا مقاصد کے لئے ہو تو اس کو بدعت نہیں کہا جائے گا، کیونکہ ان جلسوں کو نہ بذاتِ خود مقصد تصوّر کیا جاتا ہے، نہ انہیں عبادت سمجھا جاتا ہے۔

ج۳:......اکابر و مشائخ کو مساجد یا مدارس کے احاطے میں دفن کرنے کو فقہائے کرامؒ نے مکروہ لکھا ہے۔

ج۴:......ایسے واعظین اور مقرّرین حضرات اگر مضامین صحیح بیان کریں تو ان سے تقریر کرانے میں حرج نہیں، عوام اگر انہی کو عالم سمجھتے ہیں تو وہ معذور ہیں:

”ہر کسے را بہر کارے ساختند“

کسی عالم سے پوچھ کر عمل کرنے والا بری الذمہ نہیں ہوجاتا

س...... حضرت! مجھ کو ایک اِشکال پیدا ہوگیا ہے، اس کا حضرت سے حل چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ ہم اپنے علماء سے جن کو مستند سمجھتے ہیں اور اپنے حسنِ ظن کے مطابق جن پر اعتماد ہوتا ہے، ان سے دِینی مسائل پوچھ پوچھ کر عمل کرتے ہیں، جیسا کہ حکم ہے: ''فَاسْئَلُوْا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ'' اور اس کے بعد ہم اپنے کو بالکل بَری الذمہ سمجھتے ہیں کہ اگر مسئلہ غلط بھی بتادیا ہے اور اس کی وجہ سے گناہ کا کام کرلیا تو ہم عنداللہ مؤاخذے سے بالکل بَری ہیں۔ تو جو لوگ بدعات میں مبتلا ہیں وہ بھی تو اپنے طور پر، اپنی دانست میں مستند علماء ہی سے جن پر ان کو اعتماد ہے مسائل پوچھ پوچھ کر عمل کرتے ہیں، تو کیا یہ بھی عنداللہ مؤاخذے سے بَری ہیں؟ اس طرح تو سارے باطل فرقوں والے بھی بَری ہوجائیں گے، کیونکہ ہر شخص اپنے حسنِ ظن کے مطابق اپنے طور پر مستند عالم ہی پر اعتماد کرکے ان کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کرتا ہے اور ہر فرقے کے علماء دعویدار ہیں کہ ہم صحیح ہیں اور دُوسرے سب غلط ہیں۔

دُوسری بات یہ کہ کیا قرآن مجید یا احادیثِ نبوی میں کوئی ایسی آیت یا حدیث ہے جس سے واضح طور پر یہ ظاہر ہو کہ کسی عالم سے پوچھ کر عمل کرنے کے بعد عمل کرنے والے پر کوئی گناہ نہیں رہتا، خواہ غلط ہی مسئلہ بتادیا ہو اور اس کی وجہ سے گناہ کے کاموں کا مرتکب ہوگیا ہو؟

حضرت! اس کی وضاحت فرماکر میرا اِشکال دُور فرمادیں، اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا عطا فرمائیں، آمین! اپنے جملہ دِینی و دُنیوی اُمور کے لئے دُعا کی بھی درخواست ہے۔

ج...... بہت نفیس سوال ہے۔ اور اس کا جواب مستقل کتاب کا موضوع ہے۔ چنانچہ اس ناکارہ کا رسالہ (اختلافِ اُمت اور صراطِ مستقیم) اسی قسم کے سوال کے جواب میں لکھا گیا، اس رسالے کا ضرور مطالعہ فرمالیا جائے۔ چند باتیں بطور اشارہ مزید لکھتا ہوں۔

اوّل:...... ہر عاقل و بالغ کے ذمہ لازم ہے کہ حق کو تلاش کرے، اور یہ دیکھے کہ فِرَقِ مختلفہ و مذاہبِ متنوّعہ میں اہلِ حق کون ہیں؟ اگر کسی نے اس فرض میں تقصیر کی تو معذور نہیں ہوگا۔ چنانچہ آپ نے جو آیت شریفہ نقل کی، اس میں بھی ''اہلِ ذکر'' سے سوال کرنے کا حکم وارِد ہوا ہے، اگر اس طلبِ حق کو لازم نہ ٹھہرایا جائے تو لازم آئے گا کہ دُنیا بھر کے اَدیانِ باطلہ کے ماننے والے سب معذور قرار پائیں، اور اس کا باطل ہونا عقل و نقل دونوں کی رُو سے واضح ہے۔

دوم:...... جو فرقے اپنے کو اسلام سے منسوب کرتے ہیں ان کے لئے لازم ہے کہ یہ دیکھیں کہ ہمارے فرقے کے علماء وراہ نما آیا اُصول و نظریات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی سنت اور طریقے پر ہیں یا نہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا توحید و سنت کی دعوت دینا، بدعات و خواہشات کی پیروی سے ڈرانا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ سے واضح ہے۔

سوم:...... اگر طالبِ حق کو اس سے بھی تسلی و تشفی نہ ہو، اور اس کے سامنے حق منکشف نہ ہوسکے تو ایک معتد بہ مدت ہر فرقے کے اکابر کی خدمت میں رہ کر دیکھ لے، اگر طلبِ صادق کے ساتھ ایسا کرے گا تو حق تعالیٰ شانہ اس پر حقیقت ضرور کھول دیں گے، کیونکہ وعدہ ہے: ''وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا''۔

چہارم:...... اگر بفرضِ محال اس طلب و تحقیق پر بھی اس پر حق کا فیضان نہ ہو تو ایسا شخص معذور ہوگا، یہ اپنی سعی و کوشش کے مطابق عمل کرے۔ لیکن اگر حق کی تلاش ہی نہیں کی یا اس سہل نگاری سے کام لیا تو معذور نہ ہوگا، واللہ اعلم!

کیا قبر پر تین مٹھی مٹی ڈالنا اور دُعا پڑھنا بدعت ہے؟ نیز قبر کے سرہانے سورۂ بقرہ پڑھنا

س...... میں نے ایک کتاب (تحذیر المسلمین عن الابتداع والبدع فی الدین) کا اُردو ترجمہ (بدعات اور ان کا شرعی پوسٹ مارٹم، مصنفہ علامہ شیخ احمد بن حجر قاضی دوحہ، قطر)

پڑھا۔ کتاب کافی مفید تھی، بدعات کی جڑیں اُکھاڑ پھینک دی ہیں۔ البتہ کفن اور جنازے کے ساتھ چلنے کے متعلق بدعات کے عنوان سے اپنی کتاب کے صفحہ:۵۰۶ پر لکھتے ہیں کہ: ''قبر میں تین مٹھی مٹی ڈالتے وقت پہلی مٹھی کے ساتھ ''مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ''، اسی طرح دُوسری مٹھی پر ''وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ'' اور اسی طرح تیسری مٹھی کے ساتھ ''وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى'' کہنا بدعت ہے'' آپ سے اِلتماس ہے کہ اس بارے میں وضاحت کیجئے۔

اسی صفحے پر لکھتے ہیں کہ: ''میّت کے سرہانے سورۂ فاتحہ اور پاؤں کی طرف سورۂ بقرہ پڑھنا بدعت ہے'' اس کی بھی ذرا وضاحت فرمائیں۔

ج...... ان چیزوں کا بدعت ہونا میری عقل میں نہیں آتا۔

حافظ ابنِ کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں اسی آیت شریفہ کے ذیل میں یہ حدیث نقل کی ہے:

''وفی الحدیث الذی فی السنن: ان رسول الله صلی الله علیه وسلم حضر جنازة، فلما دفن المیت اخذ قبضة من التراب، فألقاها فی القبر وقال: مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ، ثم اخذ اخریٰ وقال: وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ، ثم اخریٰ وقال: وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى.'' (تفسیر ابنِ کثیر ج:۳ ص:۱۵۶)

اور ہمارے فقہاء نے بھی اس کے استحباب کی تصریح کی ہے، چنانچہ الدر المنتقی شرح ملتقی الابحر میں اس کی تصریح موجود ہے۔ (ج:۱ ص:۱۸۷)

اور قبر کے سرہانے فاتحۂ بقرہ اور پائینتی پر خاتمۂ بقرہ پڑھنے کی تصریح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں موجود ہے جس کے بارے میں بیہقیؒ نے کہا ہے: ''والصحیح'' از موقوف علیہ۔ (مشکوٰۃ ص:۱۴۹)

اور آثار السنن (ج:۲ ص:۱۲۵) میں حضرت لجلاج صحابی کی روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو وصیت فرمائی:

''ثم سُنَّ علی التراب سنًا، ثم اقرأ عند رأسی بفاتحة البقرة وخاتمتها، فانی سمعت رسول الله صلی

اللہ علیہ وسلم یقول ذٰلک۔“ (رواہ الطبرانی فی المعجم الکبیر، واسنادہ صحیح (آثار السنن) وقال الحافظ الھیثمی فی مجمع الزوائد: رجالہ موثقون)

(اعلاء السنن ج:۸ ص:۳۴۲ حدیث نمبر:۲۳۱۷)

آسمان وزمین کی پیدائش کتنے دنوں میں ہوئی؟

س...... جمعہ ایڈیشن میں ”وجودِ باری تعالیٰ کی نشانیاں“ کے عنوان سے مختلف سورتوں کی چند آیات کا ترجمہ پیش کیا جاتا رہا ہے۔ سورۂ حم السجدۃ آیات:۹ تا ۱۲ کے بیان میں لکھا ہے کہ زمین کو دو دن میں پیدا کیا، دو دن میں سات آسمان بنائے۔ سورۂ ق کے بیان میں لکھا ہے کہ آسمانوں، زمین اور مخلوقات کو چھ دنوں میں بنایا۔ اب تک تو یہ سنتے آرہے تھے کہ زمین و آسمان کو سات دنوں میں بنایا گیا ہے۔ نیز یہ بھی دُرست ہے کہ خدا نے لفظ ”کن“ کہا اور ہوگیا، تو پھر جب ”کن“ کہنے سے سب کچھ ہوگیا تو یہ دو دن، چھ دن اور سات دنوں کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اس کی وضاحت فرمادیجئے۔

ج...... یہاں چند اُمور لائقِ ذکر ہیں:

۱:...... آسمان وزمین وغیرہ کی تخلیق سات دن میں نہیں، بلکہ چھ دن میں ہوئی جیسا کہ آپ نے سورۂ ق کے حوالے سے لکھا ہے، تخلیق کی ابتداء ہفتہ کے دن سے شروع ہوکر جمعرات کی شام پر ہوگئی۔

۲:...... حق تعالیٰ شانہ ایک زمین وآسمان کیا، ہزاروں عالم ایک آن میں پیدا کرسکتے ہیں، مگر چھ دن میں پیدا کرنا حکمت کی بنا پر ہے، عجز کی بنا پر نہیں، جیسے بچے کو ایک آن میں پیدا کرنے پر قادر ہیں، مگر شکمِ مادر میں اس کی تکمیل ۹ ماہ میں کرتے ہیں۔

۳:...... ”کن“ کہنے سے سب کچھ پیدا ہوجاتا ہے، لیکن جس چیز کو فوراً پیدا کرنا چاہتے ہیں وہ فوراً ہوجاتی ہے، اور جس کو تدریجاً پیدا کرنا چاہتے ہیں وہ تدریجاً ہوتی ہے۔

۴:...... دو دن میں زمین کو، دو دن میں آسمانوں کو اور دو دن میں زمین کے اندر کی چیزوں کو بنایا۔

۵:......اس بنانے میں ترتیب کیا تھی؟ اس بارے میں عام مفسرین کی رائے ہے کہ پہلے زمین کا مادّہ بنایا، پھر آسمان بنائے، پھر زمین کو بچھایا، پھر زمین کے اندر کی چیزیں پیدا فرمائیں، واللہ اعلم!

جہنم کے خواہش مند شخص سے تعلق نہ رکھیں

س...... ہمارے دفتر کے ایک ساتھی نے باتوں باتوں میں کہا کہ: ''جہنم بڑی مزیدار جگہ ہے، وہاں بوٹیاں بھون کر کھائیں گے'' ہم سب نے کہا کہ یہ کلمۂ کفر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام پیغمبر اس لئے بھیجے کہ مسلمانوں کو جہنم سے بچایا جائے، کیونکہ احادیث کی رُو سے جہنم بہت بُرا ٹھکانا ہے، جس کا تصوّر بھی محال ہے۔ اس طرح کے جملے سے اللہ اور رسولوں کی نفی ہوتی ہے جو کہ کفر کے مترادف ہے، لیکن موصوف کہنے لگے کہ: ''مجھے تو وہیں (جہنم) جانا ہے، اس لئے پسند ہے'' ہم نے کہا کہ: مسلمان تو ایسی بات مذاق میں بھی نہیں کرسکتا، انتہائی گناہگار بھی اللہ سے رحمت کی اُمید رکھتا ہے، تمہیں ایسے کلمات کہنے پر اللہ سے معافی مانگنی چاہئے اور توبہ و اِستغفار کرنا چاہئے۔ ہم جب بھی ان سے یہ کہتے ہیں تو وہ ہنس کر کہتا ہے کہ: ''میں نے تو وہیں جانا ہے (جہنم میں)'' یہ بات ہوئے کافی دن ہوگئے اور ہم سب کے بار بار کہنے کے باوجود وہ ٹس سے مس نہیں ہوتا، حالانکہ اسے بہت پیار سے، آرام سے تمام قرآنی آیات اور احادیث کا حوالہ دیا، لیکن وہ ہنس کر ٹال دیتا۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ ہمارا ایسے شخص سے کیسا برتاؤ ہونا چاہئے؟ مسلم والا یا غیرمسلم والا؟ یعنی اسلامی طریقے سے سلام کرنا، جواب دینا۔

ج...... کسی مسلمان کے لئے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہو، ایسی باتیں کہنے کی گنجائش نہیں، آپ اس شخص سے کوئی تعلق نہ رکھیں، نہ سلام، نہ دُعا، نہ اس موضوع پر اس سے کوئی بات کریں۔

ظالم کو معاف کرنے کا اَجر

س...... اس دُنیا میں اگر کوئی کسی پر بے انتہا ظلم کرے اور وہ ظلم ساری زندگی پر محیط ہو اور سامنے والا شخص اس کے معافی نہ مانگنے کے باوجود اس کو دِل سے معاف کردے، محض اللہ

تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے، تو کیا وہ ظالم شخص بالکل پارسا ہوگیا، بالکل پاک و صاف ہوگیا؟ قیامت کے دن اس سے کوئی سوال نہ کیا جائے گا؟ میری شادی ہوئی تھی، شوہر کا ساتھ ۴ مہینے کا رہا، وہ شخص کیا تھا؟ بیان سے باہر ہے۔ صرف اللہ جانتا ہے اس نے میرے ساتھ کیا کچھ کیا، ۴ مہینے میں خود رہی اس نے نہیں رکھا، طلاق دے دی، میرے بیٹا ہوا، کیس وغیرہ کردیئے، جہیز اور مہر کی ایک پائی نہیں دی، بچے کے اخراجات برداشت نہیں کئے، بیٹا اب سات سال کا ہوگیا، میں نے اللہ کے قانون کے مطابق بیٹا باپ کو دے دیا لیکن مہر اور جہیز کے بدلے اب اس کو ہر مہینے بچہ ۵ دن مجھے دینا ہوگا، پہلے میں ۵ دن کے لئے دیتی تھی، میرا ضمیر بالکل مطمئن ہے۔ خدا گواہ ہے شوہر کے سامنے شوہر کو میں نے ایک جملہ تک کبھی نہیں کہا۔ شوہر میرے لئے وہ تھا جو اللہ تعالیٰ نے صرف سجدے کا حکم نہیں دیا تھا، ابھی تک میں نے اس کو اپنے دِل میں بھی بددُعا نہیں دی۔ سوچتی ہوں اس کو کچھ کہہ کر مجھے کیا مل جائے گا؟ بیٹے کو بھی محض مجھے تنگ کرنے کے لئے لے کر گیا ہے، وہ شادی کرچکا ہے، دو بچے ہیں، بچہ باپ کی شفقت اور محبت سے بھی محروم ہے، وہ اس زندگی کو ہی اصل زندگی سمجھ بیٹھا ہے۔

ج…… جب آپ نے ایسے ظالم کو رضائے الٰہی کے لئے معاف کردیا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آپ کو تو اس کا اجر و صلہ عطا فرمائیں گے، اِن شاء اللہ۔ باقی اس سے بازپُرس فرمائیں گے یا نہیں؟ اس کو بھی اللہ تعالیٰ ہی کے حوالے کردیجئے، جب آپ کمزور بندی ہوکر معاف کرسکتی ہیں تو وہ تو ارحم الراحمین ذات ہے، ان سے یہی توقع ہے کہ ہم جیسے گناہ گاروں اور نابکاروں کو معاف فرمادیں، اور اگر مؤاخذہ فرمائیں تو عین عدل ہے۔

اسمائے حسنیٰ ننانوے ہیں والی حدیث کی حیثیت

س…… اسماء الحسنیٰ (جن سے مراد اللہ کے ۹۹ صفاتی نام ہیں) جو حدیث میں یکجا مرتب صورت میں ملتے ہیں، کیا سارے کے سارے قرآنِ حکیم میں موجود ہیں؟ یا ان اسماء سے اللہ کی جن صفات کی نشاندہی ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآنِ حکیم میں بیان فرمائی ہیں؟

نیز اس بات سے بھی آگاہ فرمادیا جائے کہ اسماء الحسنٰی کے متعلق جو حدیث مشکوٰۃ شریف میں ملتی ہے، وہ صحت کے اعتبار سے کس درجے میں ہے؟ حسن ہے یا ضعیف ہے؟

ج...... اسمائے حسنٰی ۹۹ ہیں، یہ حدیث تو صحیح بخاری و صحیح مسلم میں بھی ہے، لیکن آگے جو ۹۹ اسمائے حسنٰی کی فہرست شمار کی ہے، یہ حدیث ترمذی، ابنِ ماجہ، مستدرک حاکم اور صحیح ابنِ حبان میں ہے، اس میں محدثین کو کچھ کلام بھی ہے، نیز ان اسماء کی ترتیب و تعیین میں بھی کچھ معمولی سا اختلاف ہے۔ اِمام نوویؒ نے ''اذکار'' میں اس کو ''حسن'' کہا ہے۔ ان اسمائے حسنٰی میں سے بعض تو قرآنِ کریم میں مذکور ہیں، بعض کے مصدر مذکور ہیں، اور بعض مذکور نہیں، نیز ان ننانوے اسمائے مبارکہ کے علاوہ بھی بعض اسمائے مبارکہ قرآنِ کریم میں مذکور ہیں۔

اِستخارے کی حقیقت

س...... حدیث شریف میں ہے کہ اِستخارہ کرنا مؤمن کی خوش بختی ہے اور نہ کرنے والا بدبخت ہے۔ اور طریقہ اِستخارے کا یہ بتایا گیا ہے کہ آدمی دو رکعت نماز نفل پڑھے اور پھر دُعائے اِستخارہ پڑھے۔ میرا سوال یہ ہے کہ نفل پڑھنے اور دُعائے اِستخارہ کے بعد کیا آدمی اس مقصد کے لئے نکل کھڑا ہو جس کے لئے اِستخارہ کیا ہو؟ مثلاً: ایک شخص کوئی مکان خریدنا چاہتا ہے، کیا وہ اِستخارے کے بعد جاکر مکان کی بابت بات کرلے یا کہ اللہ تعالیٰ اسے اِستخارہ کرنے کے بعد خواب میں کچھ اشارہ دیں گے یا دِل میں ایسا خیال پیدا کریں گے کہ وہ بعد میں مکان خریدنے کے لئے نکلے۔ بہت سے علماء کہتے ہیں کہ جو کام یا مقصد ہو، آدمی تین یا سات دن اِستخارہ کرے، اس عرصے میں یا تو اسے خواب آجائے گا یا پھر اللہ تعالیٰ دِل میں ایسا خیال پیدا کردے گا کہ کام کرو یا نہ کرو، لیکن اگر ایسا ہے تو پھر خواب وغیرہ کا ذکر حدیث پاک میں کیوں نہیں ہے؟ مجھ سے ایک جماعت کے شخص نے کہا ہے کہ خواب وغیرہ کچھ نہیں آتا، پس تم اپنے مقصد کے لئے اِستخارہ کرو اور پھر اس مقصد کے لئے روانہ ہوجاؤ، اللہ نے بہتر کرنا ہوگا تو وہ مقصد تمہیں فوراً حاصل ہوجائے گا ورنہ ایسی رُکاوٹ ڈال

دے گا کہ تم سمجھ جاؤ گے کہ اللہ کو تمہارے لئے یہی منظور ہے کہ یہ کام نہ ہو، بہرحال آپ بتائیے، شکریہ۔

ج...... اِستخارے کی حقیقت ہے اللہ تعالیٰ سے خیر کا طلب کرنا اور اپنے معاملے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کردینا کہ اگر یہ بہتر ہو تو اللہ تعالیٰ میسر فرمادیں، بہتر نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو ہٹادیں۔ اِستخارے کے بعد خواب کا آنا ضروری نہیں، بلکہ دِل کا رُجحان کافی ہے۔ اِستخارے کے بعد جس طرف دِل کا رُجحان ہو اس کو اختیار کرلیا جائے۔ اگر خدانخواستہ کام کرنے کے بعد محسوس ہو کہ یہ اچھا نہیں ہوا، تو یوں سمجھئے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں اسی میں بہتری ہوگی کیونکہ بعض چیزیں بظاہر اچھی نظر آتی ہیں مگر وہ ہمارے حق میں بہتر نہیں ہوتیں، اور بعض ناگوار ہوتی ہیں مگر ہمارے لئے انہی میں بہتری ہوتی ہے۔

الغرض! اِستخارے کی حقیقت کامل تفویض وتوکل اور قضا وقدر کے فیصلوں پر رضامند ہوجانا ہے۔

اہم اُمور سے متعلق اِستخارہ

س...... زندگی کے تمام اہم اُمور کے متعلق فیصلے کرنے سے قبل کیا اِستخارہ کرنا واجب ہے؟

ج...... اِستخارہ واجب نہیں، البتہ اہم اُمور پر اِستخارہ کرنا مستحب ہے، حدیث میں ہے:

”عن سعد قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من سعادة ابن اٰدم رضاه بما قضى الله له، ومن شقاوة ابن اٰدم تركه استخارة الله ومن شقاوة ابن اٰدم سخطه بما قضى الله له.“ (مشکوٰۃ ص:۴۵۳)

ترجمہ:...... ”ابنِ آدم کی سعادت میں سے ہے اس کا راضی ہونا اس چیز کے ساتھ جس کا اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے فیصلہ فرمایا، اور ابنِ آدم کی بدبختی سے ہے اس کا اللہ تعالیٰ سے اِستخارے کو ترک کردینا، اور ابنِ آدم کی بدبختی میں سے ہے اس کا اللہ تعالیٰ کے قضا وقدر کے

فیصلے سے ناراض ہونا۔“ (مشکوٰۃ ص:۴۵۳ بروایت مسنداحمد وترمذی)

ایک اور حدیث میں ہے:

”من سعادة ابن اٰدم استخارته الی الله ومن شقاوة ابن اٰدم ترکه استخارة الله.“

(مستدرک حاکم ج:۱ ص:۵۱۸)

ترجمہ:...... ”اللہ سے اِستخارہ کرنا ابنِ آدم کی سعادت میں داخل ہے، اور اس کا اللہ تعالیٰ سے اِستخارہ کرنے کو ترک کردینا اس کی شقاوت میں داخل ہے۔“

خدمتِ انسانی، قابلِ قدر جذبہ

س...... ہم نے ایک ایسی انجمن تشکیل دی ہے جس کا مقصد ایک ایسے آدمی کی مدد کرنا ہے جو کہ کسی ہولناک حادثے میں مبتلا ہوجائے اور اس کے پاس اتنے وسائل نہ ہوں جو کہ وہ اس حادثے کو برداشت کرسکے۔ دُوسرا یتیم بچوں کی پروَرِش اور ان کی تعلیم کے لئے مدد کرنا ہے، کیونکہ ہم عباسی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور ہم لوگوں کو زکوٰۃ وغیرہ بھی نہیں ملتی، اس لئے ہم نے یہ انجمن تشکیل دی ہے۔ اس انجمن کے سلسلے میں ہم نے ایک عبارت لکھی ہے کہ ہم انجمن میں جو پیسے جمع کریں گے وہ صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے جمع کریں گے، یہ کسی پر احسان نہیں کیونکہ ہمارے مقاصد ہی نیک ہیں، لیکن اس پر چند آدمیوں نے اعتراض کیا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی نہیں ہے، یہ ہمارا ذاتی مسئلہ ہے، اس میں اللہ کی خوشنودی نہیں ہوسکتی۔ تو جناب سے گزارش ہے کہ آپ شرعاً اس کا جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں۔

ج...... اگر اس فنڈ کے لئے کسی سے جبراً چندہ نہ لیا جائے اور نہ چندہ دینے والوں کو کسی معاوضے کا لالچ دیا جائے، محض فی سبیل اللہ یہ کام کیا جائے تو بہت اچھا کام ہے۔ ضرورت مند لوگ خواہ اپنے ہی ہوں، ان کی خدمت کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے لئے ہوسکتا ہے۔

اللہ کی رحمتیں اگر کافروں پر نہیں ہوتیں تو پھر وہ خوشحال کیوں ہیں؟

س…… کیا یورپ، ایشیا اور امریکن اقوام پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل نہیں ہوتیں کہ وہاں کا عام آدمی خوشحال ہے، نیک ایمان دار اور انسان نظر آتا ہے، ہم مسلمانوں کی نسبت خدائی اَحکامات (حقوق العباد) کا زیادہ احترام کرتا ہے، کیا وہ اللہ (جو رحمت للعالمین ہے) کی رحمتوں سے ہماری نسبت زیادہ مستفید نہیں ہو رہے ہیں؟ حالانکہ ان کے ہاں کتے، تصاویر دونوں کی بہتات ہے۔ کیا ہم صرف اس وجہ سے رحمت کے حق دار ہیں کہ ہم مسلمان ہیں؟ چاہے ہمارے کرتوت دِینِ اسلام کے نام پر بدنما دھبّہ ہی کیوں نہ ہوں؟ رحمت کا حق دار کون ہے؟ پاکستانی؟ جو حقوق العباد کے قاتل اور چینی انگریز کے پیروکار ہیں۔ جواب سے آگاہ فرمائیں۔

ج…… حق تعالیٰ کی رحمت دو قسم کی ہے، ایک عام رحمت، دُوسری خاص رحمت۔ عام رحمت تو ہر عام و خاص اور مؤمن و کافر پر ہے، اور خاص رحمت صرف اہلِ ایمان پر۔ اوّل کا تعلق دُنیا سے ہے اور دُوسری کا تعلق آخرت سے ہے۔ کفار جو دُنیا میں خوشحال نظر آتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی ساری اچھائیوں کا بدلہ دُنیا ہی میں دے دیا جاتا ہے اور ان کے کفر اور بدیوں کا وبال آخرت کے لئے محفوظ کرلیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس مسلمانوں کو ان کی بُرائیوں کی سزا دُنیا ہی میں دی جاتی ہے۔ بہرحال کافروں اور بدکاروں کا دُنیا میں خوشحال ہونا ان کے مقبول ہونے کی علامت نہیں۔ (دُوسرا کافروں کا دُنیا میں خوش رکھنا ایسا ہے) جس طرح سزائے موت کے قیدی کو جیل میں اچھی طرح رکھا جاتا ہے۔ یہ مسئلہ بہت تفصیل طلب ہے، کبھی وقت ملے تو زبانی عرض کروں۔

بدکاری کی دُنیوی واُخروی سزا

س…… زنا بہت بڑا گناہ ہے، دُنیا و آخرت میں اس کے بُرے اثرات اور سزا کے بارے میں تفصیل سے جواب دیجئے۔ نیز اگر کوئی توبہ کرنا چاہے تو کفارہ کیا ادا کرنا ہوگا؟

ج…… زنا کا بدترین گناہِ کبیرہ ہونا ہر عام و خاص کو معلوم ہے، اور دُنیا میں اس جرم کے ثبوت

پر اس کی سزا غیر شادی شدہ کے لئے سو کوڑے اور شادی شدہ کے لئے رَجم (یعنی پتھر مار مار کر ہلاک کردینا ہے)، آخرت میں جو سزا ہوگی اللہ تعالیٰ اس سے ہر مسلمان کو پناہ میں رکھے۔ جو شخص توبہ کرنا چاہے اس کا کفارہ حق تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ کرنا اور گڑگڑانا ہے، یہاں تک کہ توقع ہوجائے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ جرم معاف کردیا ہوگا۔ ایسے شخص کو چاہئے کہ کسی کے پاس اپنے اس گناہ کا اظہار نہ کرے، بس اللہ تعالیٰ سے رو رو کر معافی مانگے۔

گناہوں کا کفارہ کیا ہے؟

س...... انسان گناہ کا پتلا ہے، بدقسمتی سے اگر کوئی گناہ سرزد ہوجائے تو اس کا کفارہ کیا ہے؟ اور یہ کس طرح ادا کیا جاتا ہے؟

ج...... چھوٹے موٹے گناہ (جن کو صغیرہ گناہ کہا جاتا ہے) ان کے لئے تو نماز، روزہ کفارہ بن جاتے ہیں، اور کبیرہ گناہوں سے ندامت کے ساتھ توبہ کرنا اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم کرنا ضروری ہے۔ کبیرہ گناہ بہت سے ہیں اور لوگ ان کو معمولی سمجھ کر بے دھڑک کرتے ہیں، نہ ان کو گناہ سمجھتے ہیں، نہ ان سے توبہ کرنے کی ضرورت سمجھتے ہیں، یہ بڑی غفلت ہے۔ کبیرہ گناہوں کی فہرست کے لئے عربی دان حضرات شیخ ابنِ حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''الزواجر عن اقتراف الکبائر'' یا اِمام ذہبی رحمہ اللہ کا رسالہ ''الکبائر'' ضرور پڑھیں۔ اور اُردو خوان حضرات، مولانا احمد سعید دہلویؒ کا رسالہ ''دوزخ کا کھٹکا'' غور سے پڑھیں۔ توبہ کے علاوہ شریعت نے بعض گناہوں کا کفارہ بھی رکھا ہے، یہاں اس کی تفصیل مشکل ہے۔

منافقین کو مسجدِ نبوی سے نکالنے کی روایت

س...... کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کو وحی آنے پر ایک ایک کا نام لے کر مسجدِ نبوی سے نکالا تھا؟ کتاب کا حوالہ دیں۔

ج...... درمنثور ج:۳ ص:۲۸۱ میں اس مضمون کی روایت نقل کی گئی ہے۔

رُخصتی کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر نو سال تھی

س...... کیا فرماتے ہیں علمائے دِین و مفتیانِ شرعِ متین اس بارے میں کہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی کے وقت عمر کیا تھی؟ کیا اس میں اختلاف ہے کہ آپ کی عمر ۹ سال سے زیادہ تقریباً ۱۲ سال تک تھی؟ کیا کسی حدیث سے اس قسم کا ثبوت ہے؟ اگر ہے تو اس حدیث کی کیا حیثیت ہے؟ نیز اس بارے میں علماء حضرات کا اجتماعی موقف کیا ہے؟

ج...... رُخصتی کے وقت حضرت اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر نو سال کی تھی۔ اس کی تصریح مندرجہ ذیل کتب میں موجود ہے:

۱-صحیح بخاری: ج:۲ ص:۷۷۵۔ ۲-صحیح مسلم: ج:۱ ص:۴۵۶۔ ۳-ابوداؤد: ج:۱ ص:۲۸۹۔ ۴-ترمذی: ج:۱ ص:۱۳۲۔ ۵-نسائی: ج:۲ ص:۹۱۔ ۶-ابنِ ماجہ: ص:۱۳۵۔ ۷-دارمی: ج:۲ ص:۸۲۔ ۸-مسندِ احمد: ج:۶ ص:۴۲، ۱۱۸، ۲۱۱، ۲۸۰۔ ۹-طبقات ابنِ سعد: ج:۸ ص:۴۰، ۴۴، ۵۴۔ ۱۰-الاصابہ: ج:۴ ص:۳۵۹۔ ۱۱-الاستیعاب برحاشیہ اصابہ: ج:۴ ص:۳۵۹۔

سورۂ دُخان کی آیات اور خلیج کی موجودہ صورتِ حال

س...... قرآن مجید میں پارہ پچیّس سورۃ الدخان آیات نمبر:۱۶ جس کا ترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کیا ہے: ''بلکہ وہ شک میں ہیں کھیل میں مصروف ہیں، سو آپ ان کے لئے اس روز کا انتظار کیجئے کہ آسمان کی طرف سے ایک نظر آنے والا دُھواں پیدا ہو، جو ان سب لوگوں پر عام ہو جاوے، یہ بھی ایک دردناک سزا ہے، اے ہمارے ربّ! ہم سے اس عذاب کو دُور کر دیجئے، تحقیق ہم مسلمان ہیں۔ ان کو اس سے کب نصیحت ہوتی ہے حالانکہ آیا ان کے پاس پیغمبر بیان کرنے والا، پھر بھی یہ لوگ اس سے سرتابی کرتے رہے اور یہی کہتے رہے کہ سکھلایا ہوا ہے دیوانہ ہے، ہم چندے اس عذاب کو ہٹا دیں گے، تم پھر اپنی اسی حالت پر آجاؤ گے، جس روز ہم بڑی سخت پکڑ پکڑیں گے، اس روز ہم بدلہ لینے والے ہیں۔''

مندرجہ بالا قرآن کی آیتیں جو چودہ سو سال قبل نازل ہوئی ہیں، موجودہ خلیج کی صورتِ حال پر پوری طرح چسپاں ہورہی ہیں۔ نمبر۱: تیل کی قیمتی دولت اسلام، عالمِ اسلام اور اپنے عوام کو سیاسی اور فوجی لحاظ سے مضبوط کرنے کی بجائے کھیل کود یعنی عیش و عشرت میں خرچ کی جاتی رہی ہے۔ نمبر۲: آسمان کی طرف نظر آنے والا دُھواں میں جدید فوجی اسلحہ ہرقسم کے بم کی اطلاع قرآن مجید نے چودہ سو سال قبل دے دی ہے، جو مسلمانوں کی غفلت، نااتفاقی کی وجہ سے ایک دردناک سزا اور عذاب کی حیثیت سے ہم پر مسلط ہوچکا ہے۔ نمبر۳: اسلامی ملکوں میں شریعتِ محمدی سے نفرت کی جاتی رہی ہے، موجودہ دور میں شریعتِ محمدی پر عمل کرنا دیوانگی سمجھا جاتا رہا ہے۔ نمبر۴: اگر موجودہ عذاب ٹال دیا جائے تو غفلت میں پڑے ہوئے مسلمانوں کی آنکھ نہیں کھلے گی۔ نمبر۵: ایسے مخالفِ دِین مسلمانوں کو کہا گیا کہ قیامت کے روز تمہاری سخت پکڑ کی جائے گی اور تم سے پورا بدلہ لیا جائے گا۔ میرے نزدیک قرآن مجید کا یہ ایک زندہ معجزہ ہے جو ہماری موجودہ حالت پر بالکل ٹھیک بیٹھ رہا ہے۔ مہربانی فرماکر وضاحت فرمائیں، کیا میں ان آیتوں کا صحیح مطلب سمجھ سکا ہوں؟

ج...... جس عذاب کا ان آیات میں ذکر ہوا ہے، ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: یہ دُھواں اہلِ مکہ کو قحط اور بھوک کی وجہ سے نظر آتا تھا، گویا ان کے نزدیک یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں گزر چکا۔ اور ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: قربِ قیامت میں دُھواں ظاہر ہوگا، جس کا ذکر احادیث میں ہے۔ بہرحال خلیج کا دُھواں آیت میں مراد نہیں ہے۔

فہرست

ماں کے پیٹ میں بچہ یا بچی بتادینا آیتِ قرآنی کے خلاف نہیں

س...... بحیثیت ایک مسلمان کے میرا ایمان اللہ تبارک وتعالیٰ، اس کے انبیائے کرام علیہم السلام، ملائکہ، روزِ قیامت اور مرنے کے بعد جی اُٹھنے پر الحمدللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی آخر الزمان ہونے پر ہے۔ اِن شاء اللہ مرتے دَم بھی کلمہ طیبہ اپنی تمام ظاہری و باطنی معنوی لحاظ سے زبان پر ہوگا۔ ایک معمولی سی پریشانی لاحق ہوگئی ہے، اَز رُوئے قرآنِ کریم

شکمِ مادر میں لڑکی یا لڑکے کے وجود کے بارے میں صرف اور صرف اللہ تبارک وتعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں اور یہ ہمارا ایمان ہے، لیکن سنا ہے یورپ میں خاص طور پر جرمنی (مغربی جرمنی) میں ڈاکٹروں نے ایسی ٹیکنالوجی دریافت کی ہے جس کے ذریعے یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ شکمِ مادر میں پلنے والی رُوح مذکر ہے یا مؤنث؟ حقائق وشواہد کی رُو سے سائنس اور اسلام کا ٹکراؤ علمائے دِین مسلمان اور سائنس دانوں کے علم کے مطابق کہیں بھی نہیں ہے، بلکہ دورِ موجودہ میں بہت سی ایسی اسلامی تھیوریاں ہیں جن کا ذکر کلامِ ربانی میں برسہا برس قبل سے موجود ہے، اور حاضر کی سائنس اس کو دُرست اور حق بجانب قرار دے رہی ہے۔ ہمارا علم نامکمل ہے، آپ اس معاملے میں ہماری راہ نمائی فرمائیں کہ شکمِ مادر میں مذکر و مؤنث کے موجود ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کیا ہدایات ہیں؟ اور کیا جرمنی والوں نے جو میڈیکل سائنس میں اس بات کا پتا چلالیا ہے تو کیا وہ معاذاللہ اسلامی تعلیمات کی اس ضمن میں نفی تو نہیں کرتی؟

ج…… پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ جرمنی کے مسکینوں نے تو اَب ایسی ٹیکنالوجی ایجاد کی ہوگی جس کے ذریعہ جنین (رحم کے بچے) کے نر و مادہ ہونے کا علم ہوسکے، مسلمان تو اس سے بہت پہلے اس کے قائل ہیں، کشف کے ذریعہ بہت سے اکابر نے بچے کے نر و مادہ ہونے کی اطلاع دی، ہمارے پُرانے اطباء حاملہ کی نبض دیکھ کر نر و مادہ کی تعیین کردیا کرتے تھے۔ قرآنِ کریم میں جو فرمایا ہے: ''اور وہ جانتا ہے جو کچھ رحموں میں ہے'' یہ سب کچھ اس کے خلاف نہیں، کیونکہ جو کچھ ''رحموں میں ہے'' کا لفظ بڑی وسعت رکھتا ہے، جنین کے نر و مادہ ہونے تک اس کو محدود رکھنا غلط ہے۔ جنین کے اوّل سے آخر تک کے تمام حالات کو یہ لفظ شامل ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور نر و مادہ جاننے کے جتنے ذرائع اب تک دریافت ہوئے ہیں وہ بھی ظنی ہیں، قطعی نہیں۔ جرمنی کے سائنس دانوں کی سعیٔ مشکور سے اتنا ثابت ہوگیا ہے کہ بچے کے نر و مادہ ہونے کا علم بھی فی الجملہ آدمی کو عطا کیا جاسکتا ہے۔ پس بطور کشف اکابرِ اُمت جو کچھ فرماتے تھے اور جس کا ہمارا جدید طبقہ بڑی شد و مد سے انکار کیا کرتا تھا، اس کی صحت ثابت ہوگئی۔ اور قرآنِ کریم کی یہ

بات بھی اپنی جگہ صحیح رہی کہ پیٹ میں بچے کے حالات کا علمِ محیط صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کو ہے۔

شکمِ مادر میں لڑکا یا لڑکی معلوم کرنا

س...... کیا انسان بتلاسکتا ہے کہ شکمِ مادر میں لڑکا ہے یا لڑکی؟ ٹی وی پروگرام ''تفہیمِ دِین'' میں مولانا نے کہا کہ لوگوں نے قرآنِ کریم کو صحیح سمجھ کر نہیں پڑھا، اس میں اللہ تعالیٰ کا کوئی اور مقصد ہے، اور اگر انسان کوشش اور تحقیق کرے تو بتلاسکتا ہے کہ شکمِ مادر میں لڑکا ہے یا لڑکی۔ آپ اس بات کو قرآن وسنت کی روشنی میں بتلائیں کہ کیا انسان یہ بتلاسکتا ہے کہ شکمِ مادر میں لڑکا ہے یا لڑکی؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزیں مخفی رکھی ہیں جن کا علم اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کسی کو بھی نہیں ہونا چاہئے۔

ج...... شکمِ مادر میں لڑکا ہے یا لڑکی؟ اس کا قطعی علم تو اللہ تعالیٰ کو ہے، انسان کے اختیار میں نہیں ہے کہ وہ بغیر اسباب کے قطعی طور پر یہ بتلاسکے کہ شکمِ مادر میں لڑکی ہے یا لڑکا؟ باقی اگر یہ کہا جائے کہ انسان اگر کوشش کرے تو بتلاسکتا ہے کہ شکمِ مادر میں لڑکا ہے یا لڑکی؟ بلکہ آج کل بعض ایسی ایکسرے مشینیں ایجاد ہوگئی ہیں جن کے ذریعے سے اس وقت لڑکا یا لڑکی ہونا بتلایا جاسکتا ہے جبکہ حمل شکمِ مادر میں انسانی اعضاء میں ڈھل چکا ہو، یا بعض اولیاء اور نجومی وغیرہ بھی بتلادیتے ہیں، اور ان کی بات کبھی صحیح بھی ثابت ہوجاتی ہے۔ بہرکیف! انسان کا یہ علم قرآنِ کریم کی یہ آیت: ''وَیَعْلَمُ مَا فِی الْأَرْحَام'' یعنی وہی اللہ جانتا ہے کہ رحموں میں کیا ہے (سورۂ لقمان آیت:۳۴) کے منافی نہیں ہے، اور انسان اس سے اللہ کے مخفی علم میں شریک نہیں بنتا، اس لئے کہ غیب درحقیقت اس علم کو کہا جاتا ہے جو سببِ قطعی کے واسطے سے نہ ہو، بلکہ بلاواسطہ خودبخود ہو، اگر ڈاکٹر زیا نجومی وغیرہ شکمِ مادر میں لڑکی ہے یا لڑکا، اس کی اطلاع دیتے ہیں تو اسباب کے ذریعے سے، جبکہ اس آیت کا مصداق ہے اسباب کے بغیر خودبخود علم ہوجانا، اور یہ صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے خاص ہے۔ اسی طرح اس آیت: ''یَعْلَمُ مَا فِی الْأَرْحَام'' سے مراد قطعی علم ہے جبکہ انسان جس قدر بھی کوشش کرے وہ

فہرست

قطعی طور پر نہیں بتلاسکتا، بلکہ گمان غالب کے درجے میں اور اس میں بھی اکثر غلطی کا احتمال رہتا ہے۔

دُوسری بات یہ ہے کہ اس آیت میں "مَا فِی الْأَرْحَام" کہا گیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ بھی رحم میں ہے اس کے تمام حالات و کیفیات کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے، یعنی یہ کہ وہ بچہ نر ہے یا مادہ؟ اور پھر یہ کہ بچہ صحیح سالم پیدا ہوگا یا مریض و ناقص؟ ولادت طبعی طور پر پورے دنوں میں ہوگی یا غیر طبعی طور پر اس مدّت سے قبل یا بعد میں؟ اور اگر ہوگی تو ٹھیک کس دن اور کس وقت؟ اور پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ بچے کی قسمت کیا ہوگی؟ بچہ سعید (نیک بخت) ہوگا یا شقی (بدبخت) ہوگا؟ گویا ان سب چیزوں کا علم اللہ کو ہے جبکہ وہ حمل ابھی شکمِ مادر میں ہے۔ اس کے برخلاف آج کل ڈاکٹرز یا سائنس دان اپنی کوشش اور اسباب کے سہارے گمان غالب کے درجے میں صرف اتنا بتلاسکتے ہیں کہ رحم میں لڑکا ہے یا لڑکی اور وہ بھی حمل ٹھہرنے کی ایک خاصی مدّت کے بعد۔ لہٰذا "مَا فِی الْأَرْحَام" کے علم کو صرف نر اور مادہ تک محدود نہ کیا جائے بلکہ اس کا علم "مَا فِی الْأَرْحَام" میں نر اور مادہ کے علم کے علاوہ اور بھی بہت سی چیزیں داخل ہیں جن کا علم کسی انسان کو نہیں ہوسکتا۔

تیسری بات یہ ہے کہ اس آیتِ مبارکہ میں "مَا فِی الْأَرْحَام" کہا گیا ہے، "مَنْ فِی الْأَرْحَام" نہیں کہا گیا۔ "مَنْ" عربی زبان میں ذوی العقول کے لئے استعمال ہوتا ہے، جبکہ "مَا" غیر ذوی العقول کے لئے استعمال ہوتا ہے، مقصد یہ ہے کہ وہ حمل جو کہ ابھی خون کا ایک لوتھڑا ہے، ابھی انسانی اعضاء میں ڈھلا بھی نہیں اور اس کی کوئی انسانی شکل شکمِ مادر میں واضح نہیں ہوئی وہ ابھی غیر ذوی العقول میں ہے اس وقت بھی اللہ کو علم ہے کہ یہ کیا ہے اور کون ہے؟ جبکہ آج کل ڈاکٹرز اور سائنس دانوں کو اس وقت نر یا مادہ کا پتا چلتا ہے جبکہ حمل، انسانی اعضاء میں ڈھل جائے اور انسانی شکل وصورت اختیار کرلے، اس وقت یہ حمل ذوی العقول میں "مَنْ" کے تحت آجاتا ہے اور قرآن نے یہ نہیں کہا کہ: "وَیَعْلَمُ مَنْ فِی الْأَرْحَام"، بلکہ یہ کہا کہ: "وَیَعْلَمُ مَا فِی الْأَرْحَام"۔

بہرکیف! شکمِ مادر کا اگر ایک مدّت کے بعد جزئی علم کسی انسان کو حاصل ہوجائے

تو اللہ کے "علم ما فی الأرحام" کے منافی نہیں۔

قتلِ عام کی روک تھام کے لئے تدابیر

س……آج کل ملک بھر میں عموماً اور کراچی میں خصوصاً قتلِ عام ہو رہا ہے، کسی کی جان و مال اور عزّت و آبرو محفوظ نہیں، انسانیت کی سرِعام تذلیل ہو رہی ہے۔ آنجناب سے گزارش ہے کہ اس کے لئے کوئی علاج تجویز فرمادیں۔

ج……مکہ مکرّمہ میں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی جو پاکستان کے حالات سے بہت ہی افسردہ، دِل گرفتہ تھے، انہوں نے فرمایا کہ: جب پاکستان میں نسائی فتنہ اُٹھ رہا تھا تو میں طواف کے بعد ملتزم پر حاضر ہوا اور بے ساختہ رو رو کر دُعائیں کرنے لگا، تو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے مجھے آواز دے کر کہا ہو کہ: ٹھہرو! اس قوم نے نعمتِ الٰہی کی ناقدری کی ہے، اسے تھوڑی سی سزا دے رہے ہیں۔

اس ناکارہ کو اس بزرگ کی یہ بات سن کر وہ حدیث یاد آئی جسے میں اپنے رسالے "عصرِ حاضر حدیثِ نبوی کے آئینے میں" اِمام عبداللہ بن مبارکؒ کی کتاب الرقائق کے حوالے سے نقل کرچکا ہوں، حدیث شریف کا متن حسبِ ذیل ہے:

"عن أنس بن مالک رضی الله عنه - أراه مرفوعًا - قال: یأتی علی الناس زمان یدعو المؤمن للجماعة فلا یستجاب له، یقول الله: ادعنی لنفسک ولما یجزیک من خاصة أمرک فأجیبک، وأما الجماعة فلا، انهم اغضبونی. وفی روایة: فانی علیهم غضبان." (کتاب الرقائق ص:۱۵۵، ۳۸۴)

ترجمہ:……"حضرت انس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: لوگوں پر ایک ایسا دور آئے گا کہ مؤمن مسلمانوں کی جماعت کے لئے دُعا کرے گا مگر اس کی دُعا

قبول نہیں کی جائے گی، اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ: تم اپنی ذات کے لئے اور اپنی پیش آمدہ ضروریات کے لئے دُعا کرو، تو میں تیری دُعا قبول کروں گا، لیکن عام لوگوں کے حق میں نہیں، اس لئے کہ انہوں نے مجھے ناراض کر رکھا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ: میں ان پر غضبناک ہوں۔''

''لوگ جب بُرائی کو ہوتا ہوا دیکھیں اور اس کی اصلاح نہ کریں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر عذابِ عام نازل کردیں۔''

(مشکوٰۃ ص:۴۳۶)

اپنے گرد و پیش کے حالات پر نظر ڈال دیکھئے کہ کیا ہم انفرادی و اجتماعی طور پر اس جرم میں مبتلا نہیں؟ ہمارے ذاتی مفادات کو اگر ذرا بھی ٹھیس لگتی ہے تو ہم سراپا احتجاج بن جاتے ہیں، لیکن ہمارے سامنے اَحکامِ اِلٰہیہ کو کھلے بندوں توڑا جاتا ہے، فواحش و بے حیائی کے پھیلانے کی ہر چہار سو کوششیں ہو رہی ہیں، دِین کے قطعی فرائض و شعار کو مٹایا جارہا ہے، اور خواہشاتِ نفس اور بدعات کو فروغ دیا جارہا ہے، لیکن اس صورتِ حال کی اصلاح کے لئے کوئی کوشش نہیں ہو رہی۔ اس کے نتیجے میں اگر ہم عذابِ عام کی لپیٹ میں آرہے ہوں تو اس میں قصور کس کا ہے...؟

دُوسرا عظیم گناہ جس میں تأسیسِ پاکستان سے لے کر آج تک ہم لوگ مبتلا ہیں، وہ اسلامی شعائر کا مذاق اُڑانا اور مقبولانِ بارگاہِ اِلٰہی کی توہین و تذلیل ہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد ہمارا اہم ترین فرض یہ ہونا چاہئے تھا کہ ہم اسلامی شعائر کا احترام کرتے اور مملکتِ خداداد پاکستان میں اسلامی اَحکام و قوانین کا نفاذ کرتے، اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کی قدر کرتے، اور ان کی راہ نمائی میں اپنی زندگی کے نقشے مرتب کرتے، لیکن ہمارے یہاں اس کے برعکس یہ ہوا کہ اسلام کو مُلَّا ئیت، اور بزرگانِ دِین اور مقبولانِ بارگاہِ اِلٰہی کو ''مُلَّا'' کا خطاب دے کر ان کا مذاق اُڑایا گیا، اور اعلیٰ سطحوں پر ''مُلَّا'' کے خلاف زہر افشانی شروع کردی گئی اور ''مُلَّا'' اور ''مُلَّا ئیت'' کے خلاف ایک مستقل تحریک کا آغاز کردیا گیا۔ حالانکہ

غریب مُلّا کا قصور اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ وہ ملک وملت کو اسلام کی شاہراہ پر ڈالنا چاہتا تھا۔

جس ملک میں اسلامی شعائر کا مذاق اُڑایا جاتا ہو، جس میں مقبولانِ بارگاہِ الٰہی کی پوستین دری کی جاتی ہو اور جس میں دِین اور اہلِ دِین کو تضحیک وتذلیل کا نشانہ بنایا جاتا ہو، وہ ملک غضبِ الٰہی کا نشانہ بننے سے کیسے بچ سکتا ہے...؟

افسوس ہے کہ ہمارے اہلِ وطن کو اب بھی عبرت نہیں ہوئی، آج بھی ملک وقوم کے ذمہ دار افراد اسلامی شعائر اور اسلامی اَحکام و حدود کا مذاق اُڑا رہے ہیں اور ان کو ''ظالمانہ سزائیں'' قرار دے رہے ہیں، اور اہلِ قلم کی، خصوصاً انگریزی اخبارات کی ایک کھیپ کی کھیپ اس مہم میں مصروف ہے۔

میں تمام اہلِ وطن سے اِلتجا کرتا ہوں کہ اگر وطنِ عزیز کو قہرِ الٰہی کا نشانہ بننے سے بچانا ہے تو خدارا توبہ وانابت کا راستہ اپنایئے، اپنے تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے توبہ کیجئے اور آئندہ جمعہ کو ''یومِ توبہ'' منایئے، نیز تمام مسلمان بھائیوں سے اِلتجا ہے کہ نماز کی پابندی کریں، ظلم وستم اور حقوق العباد کی پامالی سے توبہ کریں۔

تمام اَئمہ مساجد سے اِلتجا ہے کہ مساجد میں سورۂ یٰسین شریف کے ختم کرائے جائیں اور ملک کی بھلائی کے لئے حق تعالیٰ شانہ سے دُعائیں کی جائیں، اللہ تعالیٰ ہمارے بگڑے ہوئے اور ٹوٹے ہوئے دِلوں کو جوڑ دیں۔ یا اللہ! اپنے نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہم پر رحم فرما، ہماری کوتاہیوں اور لغزشوں کو معاف فرما۔

ترے محبوبؐ کی یہ نشانی
مرے مولا! نہ سخت اتنی سزا دے

آخر میں حضرتِ اقدس بنوری نوّر اللہ مرقدہٗ کی دُعا نقل کرتا ہوں:

''اے اللہ! ہم گناہ گار اور بدکار ہیں اور ہم اپنے گناہوں اور تقصیرات سے توبہ کرتے ہیں، ہمیں معاف فرما اور اس غضب آلود زندگی سے نجات عطا فرما کر رحمت انگیز حیاتِ طیبہ نصیب فرما، اور اس ملک وقوم پر رحم فرما کر صالح قیادت ہمیں نصیب فرما، اور جو

بزرگوں کو ہم نے گالیاں دی ہیں اور ان کی توہین کی ہے اور تیرے اولیائے صالحین واتقیائے اُمت کی توہین وتحقیر کی ہے، ہمیں معاف فرما، اور اے اللہ! پورے ۴۲ سال پاکستان کے بیت گئے، اس دوران ہم نے جو بداعمالیاں کی ہیں اور تیرے غضب کو دعوت دینے والی جو زندگی اختیار کی ہے، ہمیں معاف فرما، اور صلاح وتقویٰ کی زندگی عطا فرما اور ہمیں اپنی رحمتِ کاملہ کا مستحق بنا، اور ہم پر سے قتل و غارت گری کا یہ عذاب دُور فرما۔''

حقوق العباد

س...... ہم جس اپارٹمنٹ میں رہائش پذیر ہیں وہ ڈیڑھ سو فلیٹ پر مشتمل ہے، اس میں چوکیداری کا نظام، پانی کی سپلائی اور صفائی کے اخراجات کی مد میں فی فلیٹ ماہانہ دوسو روپے لئے جاتے ہیں، تاکہ اُوپر بیان کردہ سہولتیں مکینوں کو مہیا کی جائیں۔ کچھ مکین ایک بھی پیسہ نہیں دیتے، لیکن ساری سہولتوں سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ مولانا صاحب! شرعی اعتبار سے کیا یہ حرام خوری نہیں ہے؟

ج...... یہ حقوق العباد کا مسئلہ ہے۔ جب اجتماعی سہولتیں سب اُٹھاتے ہیں تو ان کے واجبات بھی سب کے ذمہ لازم ہیں۔ ان میں اگر کچھ لوگ واجبات ادا نہیں کرتے تو گویا دُوسروں کا مال ناحق کھانے کے وبال میں مبتلا ہیں، جو سراسر حرام ہے اور قیامت کے دن ان کو بھرنا ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ جانتے ہو مفلس کون ہے؟ عرض کیا: ہمارے یہاں تو مفلس وہ شخص کہلاتا ہے جس کے پاس روپیہ پیسہ نہ ہو۔ فرمایا: میری اُمت میں مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ لے کر آئے گا، لیکن اس حالت میں آئے گا کہ فلاں کو گالی گلوچ کیا تھا، فلاں پر تہمت لگائی تھی، فلاں کا مال کھایا تھا، فلاں کی خونریزی کی تھی، فلاں کو مارا پیٹا تھا، اس کی نیکیاں ان لوگوں کو دے دی جائیں گی، پس اگر نیکیاں ختم ہوگئیں مگر لوگوں کے حقوق ادا نہیں

ہوئے تو حقوق کے بقدر لوگوں کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے اور اس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا (نعوذ باللہ)۔ (مشکوٰۃ ص:۴۳۵) اس لئے مسلمان کو چاہئے کہ قیامت کے دن ایسی حالت میں بارگاہِ الٰہی میں پیش ہو کہ لوگوں کے حقوق (جان و مال اور عزّت و آبرو کے بارے میں) اس کے ذمہ نہ ہوں، ورنہ آخرت کا معاملہ بڑا سنگین ہے۔

اِمام ابوحنیفہؒ کے آنے کا اشارہ

س...... کیا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِمام ابوحنیفہؒ کے آنے کا اشارہ فرمایا تھا کہ ایک شخص ہوگا جو ثریا (ستارہ) سے بھی علم لے آئے گا؟

ج...... صحیح بخاری کی روایت: "لو کان الدین بالثریا" سے بعض اکابر نے حضرتِ اِمامؒ کی طرف اشارہ سمجھا ہے۔

کیا دُنیا کا آخری سرا ہے جہاں ختم ہوتی ہے؟

س...... میرا مسئلہ یہ ہے کہ موجودہ دُنیا کا آخری سرا کوئی ہے جس پر دُنیا ختم ہوتی ہے یا نہیں؟

ج...... دُنیا کا آخری سرا قیامت ہے، مگر قیامت کا معین وقت کسی کو معلوم نہیں، قیامت کی علامات میں سے چھوٹی علامتیں تو ظاہر ہو چکی ہیں، بڑی علامات میں حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور ہے، ان کے زمانے میں دجال نکلے گا، اس کو قتل کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے، ان کی وفات کے بعد دُنیا کے حالات دگرگوں ہو جائیں گے اور قیامت کی بڑی نشانیاں پے در پے رُونما ہوں گی یہاں تک کہ کچھ عرصے کے بعد قیامت کا صور پھونک دیا جائے گا۔

حضرت یونس علیہ السلام کے واقعے سے سبق

س...... روزنامہ "جنگ" کراچی کے جمعہ ایڈیشن اشاعت ۱۰؍جون ۱۹۹۵ء میں آپ نے "کراچی کا المیہ اور اس کا حل" کے عنوان سے جو مضمون لکھا ہے، اس سے آپ کی دردمندی اور دِل سوزی کا بدرجہ اتم اظہار ہوتا ہے، آپ نے سقوطِ ڈھاکہ کے جانکاہ سانحے کا بھی ذکر

کیا ہے اور کراچی کی حالتِ زار میں بھی بیرونی قوّتوں کی سازشوں سے عوام کو آگاہ کیا ہے۔ علاوہ ازیں آپ نے کراچی کے قتل وخوں اور غارت گری کو ختم کرنے کے لئے سات نکات پر مشتمل اپنی تجاویز بھی پیش کی ہیں اور امن و عافیت اور اُلفت ومحبت کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خشوع وخضوع کے ساتھ دُعا بھی کی ہے۔ آپ کی اس دُعا کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور آپ کو جزائے خیر دے، آمین! آپ نے اس مضمون میں حضرت یونس علیہ السلام اور ان کی قوم کا بھی حوالہ دیا ہے، قومِ یونس نے جس طرح اللہ سے گڑگڑا کر دُعا مانگی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اس پر رحم فرماکر اس سے اپنا عذاب اُٹھالیا تھا، اسی طرح ہم اہلِ کراچی بھی اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں تاکہ وہ عفو ودرگزر سے کام لے کر اپنا عذاب ہم پر سے اُٹھالے اور امن وسکون کی فضا پیدا کردے، آمین! آپ نے حضرت یونس علیہ السلام اور ان کی قوم کے متعلق معارف القرآن ج:۴ ص:۵۷۵ کا اقتباس بھی پیش کیا ہے، اس میں ایک جگہ لکھا ہے: ''حضرت یونس علیہ السلام بہ ارشادِ خداوندی اس بستی سے نکل گئے۔'' قرآن مجید میں حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر چھ مقامات پر ہے۔ ۱-سورۃ النساء، ۲-سورۂ اَنعام، ۳-سورۂ یونس، ۴-سورۂ انبیاء، ۵-سورۃ الصافات اور ۶-سورۃ القلم میں، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے تراجم پیش کررہا ہوں۔

سورۂ انبیاء کی آیات: ۸۷، ۸۸ میں ہے:

> ''مچھلی والے (پیغمبر یعنی یونس علیہ السلام) کا تذکرہ کیجئے جب وہ (اپنی قوم سے) خفا ہوکر چل دیئے اور انہوں نے سمجھا کہ ہم ان پر (اس چلے جانے میں) کوئی داروگیر نہ کریں گے۔ پس انہوں نے اندھیروں میں پکارا کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں آپ (سب نقائص سے) پاک ہیں، میں بے شک قصوروار ہوں۔ سو ہم نے ان کی دُعا قبول کی اور ان کو اس گھٹن سے نجات دی اور ہم اسی طرح (اور) ایمان داروں کو بھی (کرب و بلا سے) نجات دیا کرتے ہیں۔''

سورۃ الصافات کی آیت:۱۳۹-۱۴۳ میں ہے:

''بے شک یونس (علیہ السلام) بھی پیغمبروں میں سے تھے، جبکہ بھاگ کر بھری ہوئی کشتی کے پاس پہنچے، سو یونس (علیہ السلام) بھی شریکِ قرعہ ہوئے تو یہی ملزم ٹھہرے اور ان کو مچھلی نے (ثابت) نگل لیا اور یہ اپنے کو ملامت کر رہے تھے، سو اگر وہ (اس وقت) تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو قیامت تک اس کے پیٹ میں رہتے۔''

سورۃ القلم آیت:۴۸-۵۰:

''اپنے رَبّ کی (اس) تجویز پر صبر سے بیٹھے رہئے اور (تنگ دِلی میں) مچھلی (کے پیٹ میں جانے) والے پیغمبر یونس (علیہ السلام) کی طرح نہ ہوجایئے۔''

میرا مقصد حضرت یونس علیہ السلام اور ان کی قوم کے متعلق تمام واقعات بیان کرنا نہیں ہے، بلکہ صرف یہ کہنا ہے کہ مندرجہ بالا آیاتِ قرآنی سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت یونس علیہ السلام ''بہ ارشادِ خداوندی رات کو اس بستی سے نکل گئے تھے'' بلکہ اس کے برعکس یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ بغیر اِذنِ خداوندی چلے گئے تھے اور ان کی اس لغزش پر اللہ نے ان کی گرفت کی تھی۔ حضرت یونس علیہ السلام کا یہ واقعہ بہت مشہور ہے اور انہوں نے جو دُعا کی تھی اس کی تأثیر مسلّم ہے، مصیبت کے وقت ہم اس دُعا کا وِرد کرتے ہیں اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہیں۔ حیرت ہے کہ مفتیٔ اعظم حضرت مولانا محمد شفیعؒ نے کیسے لکھ دیا کہ: ''حضرت یونس علیہ السلام بہ ارشادِ خداوندی رات کو اس بستی سے نکل گئے تھے''؟

ج...... حضرت مفتی صاحبؒ نے صفحہ:۵۷۳ پر اس بحث کو مدلل لکھا ہے، اس کو ملاحظہ فرمالیا جائے۔

خلاصہ یہ کہ یہاں دو مقام ہیں، ایک حضرت یونس علیہ السلام کا اپنے شہر نینویٰ سے نکل جانا، یہ تو بامرِ خداوندی ہوا تھا کیونکہ ایک طے شدہ اُصول ہے کہ جب کسی قوم کی

ہلاکت یا اس پر نزولِ عذاب کی پیش گوئی کی جاتی ہے تو نبی کو اور اس کے رُفقاء کو وہاں سے ہجرت کرنے کا حکم دے دیا جاتا ہے۔ پس جب حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو تین دن میں عذاب نازل ہونے کی باطلاعِ الٰہی خبر دی تو لامحالہ ان کو اس جگہ کے چھوڑ دینے کا بھی حکم ہوا ہوگا۔

دُوسرا مقام یہ ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کے بستی سے باہر تشریف لے جانے کے بعد جب بستی والوں پر عذاب کے آثار شروع ہوئے تو وہ سب کے سب ایمان لائے اور ان کی توبہ و اِنابت اور ایمان لانے کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان سے عذاب ہٹالیا۔ ادھر حضرت یونس علیہ السلام کو یہ تو علم ہوا کہ تین دن گزر جانے کے باوجود ان کی قوم پر عذاب نازل نہیں ہوا، مگر ان کو اس کا سبب معلوم نہ ہوسکا۔ جس سے ظاہر ہے کہ ان کو پریشانی لاحق ہوگئی ہوگی، اور یہ سمجھے ہوں گے کہ اگر وہ دوبارہ بستی میں واپس جائیں گے تو قوم ان کی تکذیب کرے گی، اس تنگ دِلی میں ان کو یہ خیال نہیں رہا کہ اب ان کو وحیٔ الٰہی اور حکمِ خداوندی کا انتظار کرنا چاہئے، اس کے بجائے انہوں نے اپنے اجتہاد سے کہیں آگے جانے کا ارادہ فرمالیا۔ شاید یہ بھی خیال ہوا ہوگا کہ جس جگہ وہ اس وقت موجود تھے قوم کو ان کا سراغ مل گیا تو کہیں یہاں آکر درپے تکذیب وایذا نہ ہو۔ ذرا تصوّر کیجئے کہ ایک نبی جس نے تین دن میں نزولِ عذاب کی پیش گوئی کی ہو اور یہ پیش گوئی بھی باَمرِ الٰہی ہو، اور پھر اس کے علم کے مطابق یہ پیش گوئی پوری نہ ہوئی اور اصل حقیقتِ حال کا اس کو علم نہ ہو، اس پر کیا گزری ہوگی...؟ ایسی سراسیمگی و پریشانی کے عالم میں کسی اور جگہ کا عزمِ سفر کرلینا کچھ بھی مستبعد نہیں تھا۔ پس یہ تھی وہ اجتہادی لغزش، جس پر عتاب ہوا کہ انہوں نے بغیر حکمِ الٰہی کے آئندہ سفر کا قصد کیوں کیا؟ بعد میں جب کشتی کا واقعہ پیش آیا تب ان کو احساس ہوا اور اس پر بارگاہِ الٰہی میں معذرت خواہ ہوئے۔ جن آیاتِ شریفہ کا آپ نے حوالہ دیا ہے، وہ اسی دُوسرے مقام سے متعلق ہیں، اس لئے حضرت مفتی صاحبؒ نے مقامِ اوّل کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے، اس کے خلاف نہیں۔

رضا بالقضا سے کیا مراد ہے؟

س……رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''حق تعالیٰ جب کسی بندے کو محبوب بناتا ہے تو اس کو کسی مصیبت میں مبتلا کرتا ہے، پس اگر وہ صابر بنا رہتا ہے تو اس کو منتخب کرتا ہے اور اگر اس کی قضا پر راضی ہوتا ہے تو اس کو برگزیدہ کرلیتا ہے، مصیبت پر صابر بنا رہتا ہے۔'' پھر قضا پر راضی رہنے سے کیا مراد ہے؟

ج…… یہ کہ حق تعالیٰ شانہ کے فیصلے سے دِل میں تنگی محسوس نہ کرے، زبان سے شکوہ و شکایت نہ کرے، بلکہ یوں سمجھے کہ مالک نے جو کیا ٹھیک کیا، طبعی تکلیف اس کے منافی نہیں، اسی طرح اس مصیبت کو دُور کرنے کے لئے جائز اسباب کو اختیار کرنا اور اس کے ازالے کی دُعائیں کرنا، رضا بالقضا کے خلاف نہیں، واللہ اعلم!

س……ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چند صحابہؓ سے پوچھا: ''تم کون ہو؟ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم مؤمنین مسلمین ہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے ایمان کی علامت کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ: مصیبت پر صبر کرتے ہیں اور راحت پر شکر کرتے ہیں اور قضا پر راضی رہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بخدا تم سچے مؤمن ہو!'' سوال یہ ہے کہ اس حدیث مبارک میں: ۱-مصیبت پر صبر سے کیا مراد ہے؟ ۲-راحت پر شکر سے کیا مراد ہے؟ ۳-اور قضا پر راضی رہتے ہیں سے کیا مراد ہے؟

ج……نمبر ۱ اور نمبر ۳ اُوپر لکھ دیا، راحت و نعمت پر شکر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس نعمت کو محض حق تعالیٰ شانہ کے لطف و احسان کا ثمرہ جانے، اپنا ذاتی ہنر اور کمال نہ سمجھے، زبان سے الحمدللہ کہے اور شکر بجالائے اور اس نعمت کو حق تعالیٰ شانہ کی معصیت میں خرچ نہ کرے، اس نعمت پر اِترائے نہیں، واللہ اعلم!

س……حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ: ''اے داؤد! تم ایک کام کا قصد و ارادہ کرتے ہو اور میں بھی ارادہ کرتا ہوں، مگر ہوتا وہی ہے جو میں ارادہ کرتا ہوں، پس اگر تم میرے ارادے و مشیت پر راضی رہے اور مطیع و فرمانبردار بنے تب تو میں تمہارے گناہ کی

تلافی بھی کروں گا اور تم سے خوش بھی رہوں گا۔ اور اگر میرے ارادے پر راضی نہ ہوئے تو تم کو مشقت و تکلیف میں ڈالوں گا اور انجام کار ہوگا وہی جو میں چاہوں گا، باقی مفت کی پریشانی تمہارے سر پڑے گی۔'' اس حدیث مبارک میں مسلمانوں کو کیا نصیحت مل رہی ہے؟

ج...... یہ کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت و ارادے پر راضی رہیں، اگر اپنے مزاج اور اپنی خواہش کے خلاف کوئی بات منجانب اللہ پیش آئے تو اس پر دِل اور زبان سے شکوہ نہ کریں۔

''قبیلے کے گھٹیا لوگ اس کے سردار ہوں گے'' سے کیا مراد ہے؟

س...... قیامت کی نشانیوں میں ایک حدیثِ رسولؐ ملتی ہے کہ جب گھٹیا اور نیچ لوگ قوم کے سردار یا رہنما بننے لگیں تو سمجھو کہ قیامت قریب ہے۔ پاکستان میں عموماً اور آزاد کشمیر میں خصوصاً مندرجہ ذیل پیشہ اقوام کو گھٹیا اور نیچ تصوّر کیا جاتا ہے: موچی، درزی، حجام، جولاہا، کمہار، مراثی، ماشکی، دھوبی، لوہار، ترکھان وغیرہ۔ اکثر مندرجہ بالا حدیث کا حوالہ اس وقت دیا جاتا ہے جب مندرجہ بالا پیشہ اقوام کا کوئی فرد کسی اہم منصب پر فائز ہو تو کہا جاتا ہے کہ: ''اب قیامت قریب ہے، فلاں کو دیکھو! وہ کیا تھا اور کیا بن گیا ہے۔'' معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا اس حدیثِ پاک کا مطلب و مفہوم یہی ہے جو عام طور پر سمجھا جاتا ہے یا کچھ اور؟ کیا رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی مندرجہ بالا پیشہ افراد کو گھٹیا اور نیچ تصوّر کرتے تھے؟ اور کیا واقعی ان لوگوں کو عملی زندگی میں آگے نہیں نکلنا چاہئے؟ تاریخ اور حدیث کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی معاشرے میں زیادہ تعداد ابتدائی ایام میں اسلام قبول کرنے والے معاشرے کے ستائے ہوئے افراد ہی کی تھی، سرداروں نے تو اسلام کی سخت ترین مخالفت کی تھی اور پھر اسلامی معاشرے میں غلاموں کو بھی وہ عزّت ملی کہ جو انہوں نے خواب میں نہ دیکھی تھی، کئی غلام کامیاب سپہ سالار اور گورنر اور خلیفہ بھی ہوئے اور پھر رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں یہ اُونچ نیچ کا دُور دُور تک نشان بھی نہیں ملتا تو پھر یہ بتایا جائے کہ اس قیامت کی نشاندہی والی حدیث سے کون سے گھٹیا لوگ اور نیچ، کمینے مراد ہیں۔

ج...... جس حدیث کا آپ نے پہلے سوال میں حوالہ دیا ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں: ''وساد

القبيلة ازدلهم“ جس کا مطلب یہ ہے کہ: ”کسی قبیلے کا رذیل ترین آدمی اس قبیلے کا سردار بن بیٹھے گا۔“ ایک اور حدیث میں ہے: ”ان ترى الحفاة العراة رعاء الشاة يتطاولون فی البنيان“ یعنی تم ایسے لوگوں کو جو برہنہ یا ننگے بدن رہا کرتے تھے، بکریاں چرایا کرتے تھے، انہیں دیکھو گے کہ وہ اُونچی اُونچی، عمارتیں بنانے میں فخر کرتے ہیں۔ ان احادیث میں رذیل اخلاق کے لوگوں کے سردار، اور بھوکوں، ننگوں کے نو دولتیے بن جانے کو قیامت کی علامتوں میں شمار فرمایا ہے۔ جن لوگوں کو دُنیا کے مغرور نیچ اور کمینہ سمجھتے ہیں (حالانکہ اخلاق و اعمال کے اعتبار سے وہ نیک اور شریف ہیں) ان کے عروج کو قیامت کی علامت میں شمار نہیں فرمایا۔

ہر طرح سے پریشان آدمی کیا بدنصیب کہلاسکتا ہے؟

س...... ایک انسان جس کو اپنی قسمت سے ہر موقع پر شکست ہو، یعنی کوئی آدمی مفلس و نادار بھی ہو، غربت کی مار پڑی ہو، علم کا شوق ہو، لیکن علم اس کے نصیب میں نہ ہو، خوشی کم ہو، غم زیادہ، بیماریاں اس کا سایہ بن گئی ہوں، ماں باپ، بہن بھائی کی موجودگی میں محبت سے محروم ہو، رشتے دار بھی ملنا پسند نہ کرتے ہوں، محنت زیادہ کرے، پھل برائے نام ملے۔ ایسا انسان یہ کہنے پر مجبور ہو کہ: ”یا اللہ! جیسا میں بدنصیب ہوں ایسا تو کسی کو نہ بنا“ اس کے یہ الفاظ اس کے حق میں کیسے ہیں؟ اگر وہ اپنی تقدیر پر صبر کرتا ہو اور صبر نہ آئے تو کیا کرنا چاہئے؟

ج...... انسان کو جو ناگوار حالات پیش آتے ہیں ان میں سے زیادہ تر انسان کی شامتِ اعمال کی وجہ سے آتے ہیں، ان میں اللہ تعالیٰ سے شکایت ظاہر ہے کہ بے جا ہے، آدمی کو اپنے اعمال کی دُرستی کرنی چاہئے۔ اور جو اُمور غیر اختیاری طور پر پیش آتے ہیں، ان میں اللہ تعالیٰ کی تو ذاتی غرض ہوتی نہیں، بلکہ بندے ہی کی مصلحت ہوتی ہے، ان میں یہ سوچ کر صبر کرنا چاہئے کہ ان میں اللہ تعالیٰ کو میری ہی کوئی بہتری اور بھلائی منظور ہے۔ اسی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جو بے شمار نعمتیں عطا کر رکھی ہیں ان کو بھی سوچنا چاہئے اور ”اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

عَلٰی کُلِّ حَالٍ“ کہنا چاہئے۔

کیا مصائب وتکالیف بدنصیب لوگوں کو آتی ہیں؟

س…… میں ذاتی اعتبار سے بڑی خوش نصیب ہوں، مگر میں نے کئی بدنصیب لوگ بھی دیکھے ہیں، پیدائش سے لے کر آخر تک بدنصیب۔ قرآنِ کریم میں ہے کہ اللہ کسی شخص کو اس کی قوّتِ برداشت سے زیادہ دُکھ نہیں دیتا، لیکن میں نے بعض لوگ دیکھے ہیں جو دُکھوں اور مصائب سے اتنے تنگ آجاتے ہیں کہ آخرکار وہ ”خودکشی“ کرلیتے ہیں، آخر ایسا کیوں ہوتا ہے؟ جب قرآنِ کریم میں ہے کہ کسی کی برداشت سے زیادہ دُکھ نہیں دیئے جاتے تو لوگ کیوں خودکشی کرلیتے ہیں؟ کیوں پاگل ہوجاتے ہیں؟ اور بعض جیتے بھی ہیں تو بدتر حالت میں جیتے ہیں۔ اس سوال کا جواب قرآنِ کریم اور احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں دیجئے کہ انسانی عقل کے جوابات سے تشفی نہیں ہوتی۔ دُنیا میں ایک سے ایک ارسطو موجود ہے اور ہر ایک اپنی عقل سے جواب دیتا ہے، اور سب کے جوابات مختلف ہوتے ہیں، لہٰذا جواب قرآنِ کریم اور احادیثِ نبوی سے دیجئے، اُمید ہے جواب ضرور دیں گے۔

ج…… قرآنِ کریم کی جس آیت کا آپ نے حوالہ دیا ہے، اس کا تعلق شرعی اَحکام سے ہے، اور مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو کسی ایسے حکم کا مکلّف نہیں بناتا جو اس کی ہمت وطاقت سے بڑھ کر ہو۔ جہاں تک مصائب وتکالیف کا تعلق ہے، اگرچہ یہ آیت شریفہ ان کے بارے میں نہیں، تاہم یہ بات اپنی جگہ صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی پر اتنی مصیبت نہیں ڈالتا جو اس کی حدِ برداشت سے زیادہ ہو، لیکن جیسا کہ دُوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے: ”انسان دھڑ ولا واقع ہوا ہے“ اس کو معمولی تکلیف بھی پہنچتی ہے تو واویلا کرنے لگتا ہے اور آسمان سر پر اُٹھالیتا ہے۔ جو بزدل لوگ مصائب سے تنگ آکر خودکشی کرلیتے ہیں اس کی وجہ یہ نہیں ہوتی کہ ان کی مصیبت حدِ برداشت سے زیادہ ہوتی ہے، بلکہ وہ اپنی بزدلی کی وجہ سے اس کو ناقابلِ برداشت سمجھ کر ہمت ہار دیتے ہیں، حالانکہ اگر وہ ذرا بھی صبر واستقلال سے کام لیتے تو اس تکلیف کو برداشت کرسکتے تھے۔ الغرض آدمی پر کوئی مصیبت ایسی نازل نہیں کی جاتی جس کو

وہ برداشت نہ کرسکے، لیکن بسااوقات آدمی اپنی کم فہمی کی وجہ سے اپنی ہمت وقوّت کو کام میں نہیں لاتا، کسی چیز کا آدمی کی برداشت سے زیادہ ہونا اور بات ہے، اور کسی چیز کے برداشت کرنے کے لئے ہمت و طاقت کو استعمال نہ کرنا دُوسری بات ہے، اور ان دونوں کے درمیان آسمان وزمین کا فرق ہے۔ ایک ہے کسی چیز کا آدمی کی طاقت سے زیادہ ہونا، اور ایک ہے آدمی کا اس چیز کو اپنی طاقت سے زیادہ سمجھ لینا، اگر آپ ان دونوں کے فرق کو اچھی طرح سمجھ لیں تو آپ کا اِشکال جاتا رہے گا۔

بچپن کی غلط کاریوں کا اب کیا علاج ہو؟

س…… بعد سلام مؤدّبانہ گزارش یہ ہے کہ آپ کا تحریرنامہ ملا، خط پڑھ کر مجھے بہت ہی قلبی سکون ملا ہے، اور اب میں اپنے آپ کو ایک کامیاب انسان سمجھ رہا ہوں، کیونکہ آپ نے مجھے ان دردناک حالات سے نجات دِلانے کا وعدہ فرمایا ہے، میں آپ کا زندگی بھر مشکور رہوں گا۔ آپ کا یہ احسانِ عظیم میں زندگی بھر نہیں بھولوں گا۔ مجھے اپنی مفید باتوں کے تحت ہدایات دیں کہ میں اب مزید کس طرح اپنی کامیاب زندگی گزاروں؟ مجھے آپ پر مکمل اعتماد ہے کیونکہ آپ میرے لئے فرشتہ صفت انسان ہیں۔

ج……عزیز مکرّم، السلام علیکم! آپ کا علاج مندرجہ ذیل نکات پر مشتمل ہے:

۱:…… نابالغی میں جو کچھ ہوا اس پر آپ کا مؤاخذہ نہیں، اس لئے آج سے آپ اپنے آپ کو بالکل پاک اور معصوم سمجھیں (یعنی نابالغی کے اعتبار سے)۔

۲:……آپ جن عوارض میں مبتلا ہیں، ان میں سے کوئی لاعلاج نہیں، آج سے آپ مایوسی بالکل ترک کردیں اور کامل خوداعتمادی کے ساتھ قدم اُٹھائیں۔

۳:……اللہ تعالیٰ کے کسی نیک بندے سے تعلق پیدا کرکے اپنی ہر حالت اس کو بتایا کریں، اور اس کے مشورے پر عمل کیا کریں۔

۴:…… تمام دُنیا کے افکار سے یکسو ہوکر اپنے کام میں مشغول ہوجائیں، کسی ناکامی اور شکست ذہنی کا خیال دِل میں نہ لائیں۔

کیا حاکمِ وقت کے لئے چالیس خون معاف ہوتے ہیں؟

س…… بزرگوں سے سنا ہے کہ جو کسی ملک کا بادشاہ ہوتا ہے اسے خدا کی طرف سے چالیس (۴۰) عدد خون معاف ہیں، یعنی وہ چالیس انسانوں کو بلاوجہ مرواسکتا ہے، اس کی پوچھ اور پکڑ نہ ہوگی، جبکہ ہم نے جہاں تک سنا اور میرا ذاتی خیال ہے کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ بادشاہ تو زیادہ ذمہ دار ہوتا ہے، اس سے زیادہ پوچھ اور پکڑ ہوگی کہ تو نے کس کس سے انصاف کیا؟ کس سے ظلم کیا؟

ج…… خون اور ظلم تو کسی کو بھی معاف نہیں، نہ شاہ کو، نہ گدا کو، نہ امیر کو، نہ فقیر کو، بلکہ حکام سے باز پُرس زیادہ ہوگی، ایسی غلط باتیں جاہلوں نے مشہور کر رکھی ہیں۔

حرام کمائی کے اثرات کیا ہوں گے؟

س…… شریعت کا فیصلہ اور موجودہ زمانے کے مطابق علمائے دِین اور مفتیانِ شرعِ متین کا حکم سینما سے حاصل ہونے والی کمائی کے بارے میں کیا ہے؟ جو کہ سینما میں فلم چلانے والوں سے ہال کے کرائے کی شکل میں وصول کی جاتی ہے؟ حرام کمائی انسانی اخلاق و کردار پر کس طرح اثر انداز ہوتی ہے؟ اور مجموعی طور پر معاشرے میں کیا بگاڑ پیدا ہوسکتا ہے؟

ج…… سینما یا اس نوعیت کے دیگر ناجائز معاشی ذرائع کے بارے میں علمائے دِین اور مفتیانِ شرعِ متین کا فتویٰ کس کو معلوم نہیں...؟ جہاں تک حرام کمائی کے انسانی اقدار پر اثر انداز ہونے کا تعلق ہے وہ بھی بالکل واضح ہے، کہ حرام کمانے اور کھانے سے آدمی کی ذہنیت مسخ ہوجاتی ہے اور نیکیوں کی توفیق جاتی رہتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ: ”جس جسم کی پرورِش حرام سے ہوئی ہو، دوزخ کی آگ اس کی زیادہ مستحق ہے۔“

غنڈوں کی ہوس کا نشانہ بننے والی لڑکیاں معصوم ہوتی ہیں

س…… جو بچیاں آئے دن غنڈوں کی ہوس کا نشانہ بن جاتی ہیں، ظاہر بات ہے وہ تو معصوم اور ناسمجھ ہوتی ہیں، چونکہ ان بے چاریوں کا تو کوئی قصور نہیں ہوتا، اس لئے اگر خدانخواستہ جن معصوموں کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آیا ہو، کیا اس سے ان کی نئی زندگی پر اثر پڑے گا یا وہ

فہرست

بے گناہ ہیں؟

ج……اس معاملے میں وہ قطعاً بے گناہ ہیں، آئندہ کا حال اللہ کو معلوم ہے۔

نوجوانوں کو شیعہ سے کس طرح بچایا جائے؟

س……میرا یہ طریقہ ہے کہ میرا کوئی ساتھی شیعہ کے گھیرے میں آتا ہے تو میں فوراً پہنچ جاتا ہوں اور ان سے تقیہ وغیرہ جیسے مسئلے پوچھتا ہوں، جس سے وہ خود پریشان ہوجاتے ہیں، کیا یہ میرا فعل دُرست ہے؟

ج……مسلمان نوجوانوں کا ایمان بچانے کے لئے آپ جو کچھ کرتے ہیں، وہ بالکل صحیح اور کارِثواب ہے۔ اصل ضرورت اس بات کی ہے کہ نوجوانوں کو دِین سے جوڑا جائے اور بزرگانِ دِین کی خدمت میں لایا جائے جس سے ان میں دِین کا صحیح فہم پیدا ہو اور فتنوں سے حفاظت ہو۔

بچے کو میٹھا چھوڑنے کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت والی روایت من گھڑت ہے

س……درج ذیل حدیث صحیح ہے یا نہیں؟ ایک عورت کا واقعہ ہے کہ اس نے اپنے بیٹے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نصیحت کرانی چاہی کہ وہ میٹھا کھانا چھوڑ دے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو دن بعد آؤ۔ وہ عورت دو دن بعد آئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بیٹے کو نصیحت فرمائی۔ عورت کے اِستفسار پر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے پہلے خود چینی کھانا کم کی، پھر نصیحت کی۔ نیز یہ کہ جب تک نیک عمل خود نہ کرو، دُوسرے کو اس کی تلقین نہ کرو۔ براہِ کرم تفصیل اور حوالے سے جواب عنایت فرمائیں، اس لئے کہ یہی بات حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہم کے حوالے سے بھی بیان کی جاتی ہے۔ اس واقعے کو بیان کرکے لوگ یہ کہتے ہیں کہ: ”میاں! جاؤ پہلے خود سو فیصد دِین پر عمل کرلو، پھر ہمارے پاس آنا“ اور یہ کہ: ”تبلیغ تو جائز ہی نہیں ہے مسلمان پر۔“

ج…… یہ روایت خالص جھوٹ ہے، جو کسی نے تصنیف کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کردی، دیگر اکابر کی طرف بھی اس کی نسبت غلط ہے، اور اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا غلط ہے کہ مسلمانوں کو بھلے کام کے لئے نہ کہا جائے اور بُرے کام سے منع نہ کیا جائے۔

نظر لگنے کی کیا حیثیت ہے؟

س…… ہمارے معاشرے میں یا یوں کہئے کہ ہمارے بڑے بوڑھے ''نظر ہونے یا نظر لگنے'' کے بہت قائل ہیں، خاص طور سے چھوٹے بچوں کے لئے بہت کہا جاتا ہے (اگر وہ دُودھ نہ پیئے یا کچھ طبیعت خراب ہو، وغیرہ) کہ: ''بچے کو نظر لگ گئی ہے'' پھر باقاعدہ نظر اُتاری جاتی ہے۔ برائے مہربانی اس کی وضاحت کردیں کہ اسلامی معاشرے میں اس کی توجیہ کیا ہے؟

ج…… نظر لگنا برحق ہے، اور اس کا اُتارنا جائز ہے، بشرطیکہ اُتارنے کا طریقہ خلافِ شریعت نہ ہو۔

حادثات میں متأثر ہونے والوں کے لئے دستورالعمل

س…… حضرت! ایک حادثے میں میرے میاں اور صاحبزادے کا انتقال ہوگیا، اس وقت میری حالت نہایت ہی ناقابلِ بیان ہے، صبر نہیں ہوتا، کیا کروں؟ ان کی یاد بھلائے نہیں بھولتی، کیا کروں؟

ج…… پیاری عزیزہ محترمہ! سلّمہا اللہ تعالیٰ وحفظہا، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کے حادثے کا سن کر بے حد رنج وقلق ہوا، اور مجھے ایسے الفاظ نہیں مل پارہے جن سے آپ کو پُرسا دُوں اور اظہارِ تعزیت کروں، اِنَّا لِلهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ! آپ ماشاء اللہ خود بھی خوش فہم ہیں، اور ایک اُونچے علمی ودِینی خاندان سے تعلق رکھتی ہیں، اُمید رکھتا ہوں کہ چند باتوں کو پیشِ نظر رکھیں گی، ان سے اِن شاء اللہ غم ہلکا ہوگا اور قلب کو تسکین ہوگی۔

ا:…… قرآنِ کریم میں حوادث ومصائب پر ''اِنَّا لِلهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھنے کی تلقین فرمائی گئی ہے، اور صبر پر بے شمار عنایتوں اور رحمتوں کا وعدہ فرمایا ہے، اس پاکیزہ

کلمے کو دِل و زبان سے کہا کریں۔

۲:...... ہم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں، اور اس کریم آقا کی عنایتیں، شفقتیں اور رحمتیں بندوں کے حال پر اس قدر مبذول ہیں کہ ہم بندے ان کا تصوّر بھی نہیں کرسکتے اور شکر سے عاجز ہیں۔ جن چیزوں کو ہم آفات و مصائب اور تکالیف سمجھتے ہیں ان میں بھی حق تعالیٰ شانہ کی بے شمار نعمتیں، شفقتیں اور حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں کہ ان تک رسائی سے ہماری عقل و فکر عاجز ہے، بس اِجمالاً یہ عقیدہ رکھا جائے (اور اس عقیدے کو اپنا حال بنالیا جائے) کہ اس کریم آقا کی جانب سے جو کچھ پیش آیا ہے، یہ ہمارے لئے سراسر رحمت ہی رحمت ہے، گو ہم اس کو نہ سمجھ سکیں۔

۳:...... آپ نے دیکھا ہوگا کہ بہت سے بڑے لوگوں کو یہ حادثہ پیش آیا کہ بچپن ہی میں والدین کا سایہ ان کے سر سے اُٹھ گیا، لیکن عنایتِ خداوندی نے ان کو اپنے سائے میں لے لیا، اور وہ دُنیا میں آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے، اور ایک دُنیا نے ان کے سائے میں پناہ لی۔ خود ہمارے آقا سرورِ کائنات، فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ارواحنا و آبائنا وامہاتنا) کا اُسوۂ حسنہ ہمارے سامنے ہے کہ ابھی بساطِ وجود پر قدم نہیں رکھا تھا کہ سایۂ پدری سے محروم کردیئے گئے، اور بچپن ہی میں ماں کی شفقتِ مادری بھی چھن گئی، لیکن کریم آقا نے اس یتیم بچے کو ایسا اُٹھایا کہ دونوں جہاں اس کے سائے کے نیچے آگئے، (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم)۔ آپ کے بچے اگر سایۂ پدری سے محروم ہوگئے تو غم نہ کیجئے، اِن شاء اللہ رحمت و عنایتِ خداوندی ان کے سر پر سایہ فگن ہوگی، جو باپ کی شفقت سے ان کے حق میں ہزار درجہ بہتر ہوگی۔ ان بچوں کے غم میں گھلنے کی ضرورت نہیں، بلکہ ان کے حق میں کریم آقا سے دُعاؤں اور اِلتجاؤں کی ضرورت ہے۔

۴:...... یہ دُنیا ہمارا گھر نہیں، ہمارا وطن اور ہمارا گھر جنت ہے، حضرت مرزا مظہر جانِ جاناںؒ کا شعر ہے:

لوگ کہتے ہیں کہ مرگیا مظہر
حالانکہ اپنے گھر گیا مظہر

ہمارے حضرت حکیم الامتؒ نے اپنے ایک عزیز جناب ظفر احمد تھانوی مرحوم کو ان کے والد ماجد کے سانحۂ اِرتحال پر جو گرامی نامہ تحریر فرمایا تھا، اس کو بار بار پڑھا کرو۔

۵:...... آپ کے شوہر کا حادثہ مکہ و مدینہ کے سفر کے دوران پیش آیا، یہ اِن شاء اللہ شہادت کی موت ہے، حق تعالیٰ شانہ کے یہاں ان کو جو کچھ ملا وہ دُنیا کی مکدّر اور فانی لذتوں سے بدرجہا بہتر ہے، اور آپ کو اس حادثے پر صبر و شکر کرنے کی بدولت جو اَجر و ثواب ملے گا وہ مرحوم کے وجود سے زیادہ قیمتی ہے۔ پس ان کی جدائی سے نہ اِن شاء اللہ ان کو خسارہ ہوگا، نہ آپ کو اور نہ دیگر پسماندگان کو۔

۶:...... البتہ ان کی جدائی سے رنج و صدمے کا ہونا ایک فطری اور طبعی اَمر ہے، تاہم اس کا تدارک بھی صبر و شکر، ہمت و اِستقلال اور راضی برضائے مولا ہونے سے ہوسکتا ہے، بے صبری اور جزع و فزع سے نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو، اور آپ کو اور آپ کے بچوں کو ہمیشہ اپنے سایۂ رحمت میں رکھے، اور صبر و شکر اور رضاء بالقضاء کی توفیق عطا فرمائے۔

۷:...... دُنیا کی بے ثباتی، یہاں کی راحت و خوشی کی ناپائیداری کو ہمیشہ یاد رکھا جائے، حقوقِ بندگی بجالانے اور آخرت کے گھر کی تیاری میں کوتاہی نہ کی جائے، اور یہاں کی دل فریبیوں اور یہاں کے عیش و عشرت اور رنج و مصیبت کے بکھیڑوں میں اُلجھ کر آخرت فراموشی، خدا فراموشی، بلکہ خود فراموشی اختیار نہ کی جائے، یہی مضمون ہے ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' کا۔

دُعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ شانہ ہمیں اپنی رضا و محبت نصیب فرمائیں، ہماری کوتاہیوں اور گندگیوں کی پردہ پوشی فرمائیں، اور اپنی رحمتِ بے پایاں کے ساتھ دُنیا میں بھی ہماری کفایت فرمائیں اور آخرت میں اپنے محبوب و مقبول بندوں کے ساتھ ہمیں ملحق فرمائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع کے خطبے میں حضرت عمرؓ روئے تھے یا حضرت ابوبکرؓ؟

س...... ''جنگ'' کا اسلامی صفحہ پڑھا، ریٹائرڈ جسٹس قدیرالدین صاحب اپنے مضمون ''اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے'' میں لکھتے ہیں کہ: ۹/ذی الحجہ کو جمعہ کے روز ۱۰ھ میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات کے میدان میں جو خطبہ دیا تھا اس میں دِینِ اسلام کے مکمل ہونے کی نوید سنائی۔ اس وقت مسلمان خوش ہورہے تھے، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وجہ دریافت کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شاید اب آپ ہم لوگوں میں زیادہ دن نہ رہیں۔ لیکن مولانا صاحب! کچھ دن پہلے یہی مضمون اسلامی صفحے پر شاید مولانا احتشام الحق صاحب نے لکھا تھا، جس میں انہوں نے اسی خطبے کے دوران حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بجائے حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے رونے کے متعلق لکھا تھا، اور ہو بہو یہی الفاظ لکھے تھے۔ براہِ کرم انہی صفحات میں جواب دے کر ممنون فرمائیں تاکہ تسلی ہوجائے۔ پردیس میں عام کتب نہ ہونے کی وجہ سے مطالعے سے محروم ہیں، ورنہ سوال کی نوبت نہ آتی۔ اُمید ہے آپ ضرور جواب دیں گے۔

ج...... اس آیت کے نازل ہونے کے موقع پر رونے کا واقعہ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی کا ہے، مگر جسٹس صاحب نے حدیث کے الفاظ صحیح نقل نہیں کئے، جس کی وجہ سے آپ کو اس واقعے کا اشتباہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے رونے کے واقعے سے ہوگیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دریافت کرنے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ شاید اب آپ ہم لوگوں میں زیادہ دن نہ رہیں، بلکہ یہ فرمایا تھا: ''اب تک تو ہمارے دِین میں اضافہ ہو رہا تھا، لیکن آج وہ مکمل ہوگیا، اور جب کوئی چیز مکمل ہوجاتی ہے تو اس میں اضافہ نہیں ہوتا بلکہ کمی اور نقصان شروع ہوجاتا ہے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم سچ کہتے ہو!''۔

(تفسیر ابنِ کثیر ج:۲ ص:۱۳)

فہرست

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے رونے کا واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الوفات کے دوران ایک خطبے میں فرمایا کہ: ''اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ دُنیا میں رہے یا حق تعالیٰ کے جوارِ رحمت میں چلا جائے'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس اشارے کو سمجھ گئے اور رونے لگے، جبکہ دُوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم اس وقت نہیں سمجھے۔

قرآن خواہ نیا پڑھا ہو یا پُرانا، اس کا ثواب پہنچا سکتا ہے

س...... اکثر محفلِ قرآن خوانی میں بعض مرد یا خواتین کہتے ہیں کہ انہوں نے اب تک گھر پر مثلاً: ۱۰، ۵ پارے پہلے پڑھے ہیں، وہ اس میں شامل کرلیں، یا پھر اکثر قلتِ قارئین کی وجہ سے سپارے گھر گھر بھیج دیئے جاتے ہیں، یہ کہاں تک دُرست ہے؟

ج...... یہاں چند مسائل ہیں:

۱:...... مل کر قرآن خوانی کو فقہاء نے مکروہ کہا ہے، اگر کی جائے تو سب آہستہ پڑھیں تاکہ آوازیں نہ ٹکرائیں۔

۲:...... آدمی نے جو کچھ پڑھا ہو اس کا ثواب پہنچا سکتا ہے، خواہ نیا پڑھا ہو یا پُرانا پڑھا ہو۔

۳:...... اِیصالِ ثواب کے لئے پورا قرآن پڑھوانا ضروری نہیں، جتنا پڑھا جائے اس کا ثواب بخش دینا صحیح ہے۔

۴:...... کسی دُوسرے کو پڑھنے کے لئے کہنا صحیح ہے، بشرطیکہ اس کو گرانی نہ ہو، ورنہ دُرست نہیں، واللہ اعلم!

انبیاءؑ و اولیاءؒ وغیرہ کو دُعاؤں میں وسیلہ بنانا

س...... ایک صاحب نے اپنی کتاب ''وسیلے واسطے'' میں لکھا ہے کہ: جو لوگ مردہ بزرگوں، انبیائے کرامؑ یا اولیاء یا شہداء کو اپنی دُعاؤں میں وسیلہ بناتے ہیں، یہ شرک ہے۔

ج...... ان صاحب کا یہ کہنا کہ بزرگوں کے وسیلے سے دُعا کرنا شرک ہے، بالکل غلط ہے۔

بزرگوں سے مانگا تو نہیں جاتا، مانگا تو جاتا ہے اللہ تعالیٰ سے، پھر اللہ سے مانگنا شرک کیسے ہوا...؟

عریانی کا علاج عریانی سے

س...... ''عریانی لعنت ہے، ایک کینسر ہے، ملک وملت کے لئے نقصان دہ ہے'' اس قسم کے بیانات پڑھتے اور سنتے رہتے ہیں، چنانچہ جناب راجہ ظفرالحق وزیر اطلاعات و نشریات کا بیان ہے:

> ''عریانی ایک کینسر کی طرح قوم کے جسم میں پھیلی ہوئی ہے، اسے اگر نہ روکا گیا تو اس کی پتلی دھار، ایک بڑا دھارا بن سکتی ہے، حکومت اس لعنت کو ختم کرنے کا تہیہ کرچکی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں نظامِ اسلام کے نفاذ میں ملک کے نوجوانوں کو عظیم کردار ادا کرنا ہے۔'' (''جنگ'' کراچی ۱۳رفروری ۱۹۸۲ء)

مگر اس کا علاج کوئی نہیں بتاتا، کوئی نہیں بتاتا، آپ جناب سے درخواست ہے اس کا علاج تجویز فرمادیں۔

ج...... عریانی بلاشبہ ایک لعنت ہے، اور کوئی شک نہیں کہ یہ قوم کے مزاج میں کینسر کی طرح سرایت کرچکی ہے۔ راجہ صاحب کے بقول حکومت اس لعنت کو ختم کرنے اور قوم کو اس کینسر سے نجات دِلانے کا تہیہ کرچکی ہے۔ لیکن حکومت نے اپنے اس تہیہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے جولائحۂ عمل مرتب فرمایا ہے، وہ بھی راجہ صاحب ہی کی زبانی سن لیجئے:

> ''اطلاعات ونشریات کے وفاقی وزیر راجہ ظفرالحق نے خواتین کو بہترین تعلیم دینے پر زور دیا ہے تاکہ وہ معاشرے میں فعال کردار ادا کرسکیں، وقار النساء گرلز ہائی اسکول راولپنڈی کے سالانہ یومِ اسپورٹس اور جوبلی تقریبات میں بطورِ مہمان خصوصی تقریر کرتے ہوئے راجہ ظفرالحق نے کہا کہ حکومت خواتین کو ایسی تعلیم و

تربیت دینے کے سلسلے میں عملی کردار ادا کر رہی ہے کہ قوم کی بیٹیاں ہر شعبۂ حیات میں بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرسکیں۔ انہوں نے کہا کہ ہماری آبادی کا نصف حصہ خواتین پر مشتمل ہے، اور اس اعتبار سے انہیں ہر شعبۂ حیات میں مثالی طور پر آگے آنے اور اپنی لیاقت اور صلاحیت کے اظہار کے مساوی حقوق ملنے چاہئیں۔''

(''نوائے وقت'' کراچی ۱۴/فروری ۱۹۸۲ء)

گویا عریانی کی لعنت کو ختم کرنے اور اس کینسر سے قوم کو نجات دِلانے کے لئے حکومت نے جو عملی خاکہ مرتب کیا ہے وہ یہ ہے کہ قوم کی بیٹیوں کو گھروں سے نکالا جائے، اور ہر شعبۂ زندگی میں مردوں کے برابر ان کی بھرتی کی جائے، فوج اور پولیس میں آدھے آدمی ہوں، آدھی عورتیں، دفاتر میں عورتوں کی تعداد مردوں کے مساوی ہو، کابینہ اور شوریٰ میں دونوں کی تعداد نصف و نصف ہو، اسکولوں، کالجوں اور دانش گاہوں میں آدھے لڑکے ہوں اور آدھی لڑکیاں، یہ ہے حکومت کا وہ تیر بہدف علاج جس کے ذریعہ عریانی کا خاتمہ ہوگا اور قوم کو عریانی کے عفریت سے نجات ملے گی...! اس طریقۂ علاج کو یوں بھی تعبیر کیا جاسکتا ہے کہ حکومت مردوں اور عورتوں کی امتیازی علامات ہی مٹادینا چاہتی ہے، تاکہ ایک صنف کو دُوسری صنف سے جو حجاب ہے، اور جس سے عریانی کا تصوّر اُبھرتا ہے، وہ ختم ہوجائے۔ ظاہر ہے کہ جب دونوں کے حدودِ عمل کی تفریق مٹ جائے گی تو عریانی آپ سے آپ ختم ہوجائے گی، اور قوم کو اس لعنت کے گرداب سے نجات مل جائے گی، بقول اقبال:

شیخ صاحب بھی تو پردہ کے کوئی حامی نہیں
مفت میں کالج کے لڑکے ان سے بدظن ہوگئے!
وعظ میں فرمادیا تھا آپ نے کل صاف صاف
پردہ آخر کس سے ہو؟ جب مرد ہی زَن ہوگئے!

راجہ صاحب نے خواتین کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کی ''تربیت'' پر بھی زور دیا

ہے، ''تربیت'' ایک مبہم سا لفظ ہے، اس کی عملی تشریح و تفسیر بھی راجہ صاحب نے فرمادی ہے، ملاحظہ فرمائیے:

> ''وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات راجہ ظفرالحق نے آج وقارالنساء ہائی اسکول کی طالبہ حاذقہ محمود کے لئے ایک خصوصی اِنعام کا اعلان کیا، اس طالبہ نے اسکول کے جشنِ سیمین پر سالانہ کھیل کود کے موقع پر انتہائی خوش الحانی سے قرآنِ پاک کی تلاوت کی تھی، جہاں وزیر موصوف مہمانِ خصوصی تھے۔ وزارتِ اطلاعات کی جانب سے دیا جانے والا ایک ہزار روپے کا اِنعام کتابوں کی شکل میں ہوگا۔'' (''نوائے وقت'')

س...... آج کل بے دِین طبقہ خصوصاً پڑھے لکھے اور صحافی قسم کے لوگوں نے اسلام کے خلاف لکھنے کا تہیہ کرلیا ہے، حضرت! طبیعت پر بہت ہی اثر ہوتا ہے، کہیں یہ اسلام ڈھانے کی سازشیں تو نہیں؟

ج...... ایوب خان مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے عروج و اقبال نصیب فرمایا تو انہیں اکبر بادشاہ کی طرح ''اجتہادِ مطلق'' کی سوجھی، اور دِینی مسائل میں تحریف و کتربیونت کی راہ ہموار کرنے کے لئے ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب بالقابہ کی خدمات حاصل کی گئیں، اور انہوں نے اسلام کے تمام متفقہ مسائل کو ''روایتی اسلام'' کا نام دے کر ان کے خلاف ایک محاذ کھول دیا، اس سے ملک میں بے چینی پیدا ہوئی اور احتجاج کے سیلاب میں نہ صرف ایوب خان کی حکومت بہہ گئی، بلکہ بعد میں جو بھیانک حالات پیش آئے وہ سب کو معلوم ہیں۔ خلاصہ یہ کہ ملک دو نیم ہوگیا اور افراتفری کا ایک ایسا غیرمختتم سلسلہ شروع ہوا جس نے ملک و قوم کو شدید بحران میں مبتلا کردیا۔

سوئے اتفاق سے آج پھر اسلام کے مُسلّمہ مسائل کے خلاف اخباروں کے اوراق سیاہ کئے جارہے ہیں، پروفیسر رفیع اللہ شہاب اور کوثر نیازی ایسے لوگ اسلامی مسائل پر خامہ فرسائی فرمارہے ہیں۔ علمائے اسلام کی تحقیر کی جارہی ہے اور انہیں تنگ نظری و کم فہمی

کے طعنے دیئے جارہے ہیں، ہمیں اسلام کے بارے میں تو الحمدللہ اطمینان ہے کہ نہ ڈاکٹر فضل الرحمٰن کی تحریفات سے اس کا کچھ بگڑا، اور نہ موجودہ دور کے متجدّد دین کے قلمی معر کے اس کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں۔ اندیشہ اگر ہے تو ملک وقوم کے بارے میں ہے کہ کہیں خدانخواستہ ہماری شامتِ اعمال کی بدولت ایوب خان کا آخری دور تو واپس نہیں آرہا، اور کیا اسلامی مُسلَّمات کی تحقیر اور علمائے اسلام کی تذلیل کسی نئے طوفان کا پیش خیمہ تو نہیں ہوگی...؟ ہمیں معلوم ہے کہ حکومت آزادیٔ قلم کا احترام کرتی ہے، اور یہ سب کچھ اگر سرکاری آشیرباد سے نہ ہو تو آزادیٔ قلم کا فیضان ہوسکتا ہے...! لیکن سوال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص حکومت کے خلاف نفرت پھیلانے کا مرتکب ہو تو اس کے ہاتھ سے قلم چھین لیا جاتا ہے، اور اگر کوئی شخص فوج میں بددِلی پھیلانے کی جرأت کرے تو اس کو آزادیٔ قلم کے احترام کا مستحق نہیں سمجھا جاتا، آخر دِینِ اسلام نے کسی کا کیا بگاڑا ہے کہ کوئی شخص اسلامی مُسلَّمات کے خلاف کتنی ہی نفرت پھیلائے، اس کی آزادیٔ قلم میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اور علمائے اسلام کی کتنی ہی سوقیانہ تحقیر کرلے، وہ آزادیٔ قلم سے محروم نہیں ہوتا۔ جس ملک وقوم کا خدا اور رسول، اسلام اور اہلِ اسلام کے ساتھ یہ رویہ ہو، غور فرمایئے کہ اس کے ساتھ خدا تعالیٰ کا معاملہ کیا ہوگا...؟

سفید یا سیاہ عمامہ باندھنا کیسا ہے؟

س...... حضرت! میرا دوست جمعہ کے دن سفید یا کالا عمامہ پہنتا ہے، اس سے کسی نے کہا کہ: ''تم کب سے بریلوی بن گئے ہو؟'' کیا عمامہ باندھنا بریلوی ہونے کی علامت ہے؟

ج...... سفید یا سیاہ عمامہ پہن سکتے ہیں، البتہ شیعوں کے ساتھ مشابہت ہو تو سیاہ نہ پہنا جائے۔

اخبارات میں چھپنے والے لفظ اللہ کا کیا کریں؟

س...... اخبارات میں قرآنی آیات کے علاوہ ناموں کے ساتھ اللہ کا نام بھی ہوتا ہے، ان کا کیا کیا جائے؟

ج...... کاٹ کر محفوظ کرلیا جائے تو بہتر ہے۔

فہرست

”تمہارے قرآن پر پیشاب کرتی ہوں“ کہنے والی بیوی کا شرعی حکم

س...... میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ: ”میں تمہارے قرآن پر پیشاب کرتی ہوں“ اس واقعے سے اس کے ایمان اور نکاح پر کیا اثر پڑا؟

ج...... تمہاری بیوی ان الفاظ سے مرتد ہوگئی اور تمہارے نکاح سے نکل گئی۔ اگر وہ توبہ کرے تو ایمان کی تجدید کے بعد دوبارہ نکاح تم سے ہوسکتا ہے۔

متبرک ناموں کو کس طرح ضائع کرسکتے ہیں؟

س...... بہت سے مبارک نام جیسا کہ ”اللہ، محمد“ ہم لکھتے ہیں، اگر اس کاغذ کو اس طرح پھاڑا جائے کہ اس نام کے اجزاء ہوجائیں، مثلاً: کاغذ کے ایک ٹکڑے پر ”ا“ اور دُوسرے پر ”للہ“ آجائے تو کیا ایسے کاغذ کو ضائع کرسکتے ہیں؟

ج...... بہتر ہے کہ ان کو جمع کرکے کسی ڈَبے میں ڈالتے رہیں اور پھر ان کو دریابرد کردیں، اگر یہ ممکن نہ ہو تو پانی میں بھگوکر الفاظ مٹادیں اور پانی کسی ادب کی جگہ ڈال دیں جہاں لوگوں کے پاؤں نہ آئیں۔

امانت رکھی ہوئی رقم کا کیا کروں؟

س...... میں کچھ عرصے سے ایک اُلجھن میں مبتلا ہوں، آپ اس کا حل بتاکر ممنونِ احسان کردیں۔ میں کم پڑھا لکھا ہوں، میں جو آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں اس کا لب لباب نکال کر بہت جلد میری پریشانی دُور فرمادیں۔ ۹رفروری ۱۹۷۹ء کو ایک شخص مجھ کو ڈھیر ساری رقم بطور امانت دے گیا، ۱۹۸۲ء کو میرے حالات اچانک بدل گئے حتیٰ کہ میں دو وقت کا کھانا پیٹ بھر کر کھانے کو بھی محتاج ہوگیا، کاروبار میں نقصان ہوا، سب کچھ ختم ہوگیا۔ اب میرے خیالوں میں امانت کی ڈھیر ساری رقم محفوظ تھی جسے اپنے ذاتی کاروبار میں لاکر پھر کفالت کے قابل ہونا چاہتا تھا، مگر پھر فوراً اپنا ارادہ اس خیال کی بنا پر بدل دیا کہ امانت میں خیانت ہوگی اور امانت میں خیانت کرنے والا کبھی نہیں بخشا جائے گا، دُنیا میں بھی سزا

فہرست

ملے گی، اس سے بہتر ہے بھوکا مرجانا، پھر میں اس آدمی کے پاس جاتا ہوں تاکہ اس کی امانت اس کو لوٹادُوں تاکہ ہمارے خیالات بُرے نہ ہوں یا پھر اس سے اجازت لے کر تھوڑی سی رقم بطور قرض حاصل کرلوں، گھر سے چل نکلا، چونکہ وہ میرے گھر سے کافی فاصلے پر رہتا تھا، یعنی دُوسرے علاقے میں، وہاں سے معلوم ہوا کہ وہ کچھ یوم قبل ہارٹ اٹیک ہونے سے فوت ہوگیا ہے اور اس کا دُنیا میں کوئی رشتہ دار بھی نہیں ہے، ماں، باپ، بہن بھائی کوئی بھی نہیں۔ ایسے میں میں اس رقم کا کیا کروں؟ شرعی اَحکام کی بنا پر ارشاد فرمائیں احسانِ عظیم ہوگا۔

ج…… جس کا وارث نہ ہو، اس کا ترکہ بیت المال میں داخل ہوتا ہے، آپ چونکہ خود مستحق ہیں اس کو خود بھی رکھ سکتے ہیں، اگر کوئی وارث نکل آیا تو اس کو دے دیجئے۔

امانت میں ناجائز تصرف پر تاوان

س…… میں نے اپنے ایک دوست محمد سلیم صاحب کو اپنے سالے کے ۳۰ ہزار روپے مضاربت کے لئے دینا چاہے، جب میں ان کے پاس گیا تو وہ نہیں تھے، ان کے بھائی محمد اسلم صاحب کو میں نے وہ روپے دیئے کہ بھائی کو دے دیں۔ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور محمد اسلم نے وہ روپے بجائے بھائی کے، اس کو دے دیئے، وہ آدمی ابھی تک نہیں آیا کیونکہ وہ ٹھگ تھا۔ کیا ان روپوں کا تاوان محمد اسلم پر آئے گا؟

ج…… یہ رقم محمد اسلم کے پاس امانت بن گئی، جس میں اس نے ناجائز تصرف کرکے دُوسرے شخص کو دے دی، لہٰذا اس رقم کا تاوان محمد اسلم پر آئے گا۔

پیپسی، مرنڈا وغیرہ بوتلوں کا پینا کیسا ہے؟

س…… آج کل ہمارے یہاں بازار میں پیپسی، مرنڈا، ٹیم اور سیون اَپ یہ چاروں مشروبات اس کے علاوہ دیگر مشروبات بہت مقبول ہیں، خاص کر مندرجہ بالا یہ چار، کہنا یہ چاہتی ہوں کہ ایک مرتبہ پیپسی کی فیکٹری جانے کا اتفاق ہوا، جہاں مجھے پتا چلا کہ شکر اور چینی کا محلول تو پاکستان فیکٹری میں تیار ہوتا ہے لیکن ان مشروبات کا اصل جو بھی مادّہ ہے وہ امریکہ سے آتا

ہے، واضح رہے کہ یہ مشروبات پوری دُنیا میں یعنی تمام مسلم اور غیرمسلم ممالک میں بنتے ہیں، فیکٹری والے کے کہنے کے مطابق پوری دُنیا میں اصل مادّہ امریکہ ہی سے آتا ہے، اس ڈر سے کہ اس میں کوئی ملاوٹ نہ ہو۔ لیکن یہ بہت بڑا مسئلہ ہے، ہم لوگوں نے ان مشروبات سے پرہیز کرنا شروع کردیا ہے، کیونکہ اب تو ہر جگہ ان ہی مشروبات سے تواضع کی جاتی ہے، نہ پینے پر لوگ کیا سے کیا سمجھتے ہیں، اور یہ جو اکثر چیزیں غیرممالک کی ہوتی ہیں، استعمال کرسکتے ہیں یا نہیں؟ اور ان مشروبات کو استعمال کرسکتے ہیں یا نہیں؟

ج…… میں تو ان مشروبات کو پیتا ہوں، اگر کسی کو تحقیق ہو کہ یہ مشروبات ناپاک ہیں تو نہ پیئے۔

کیا مقروض آدمی سے قرض دینے والا کوئی کام لے سکتا ہے؟

س……انسان ایک دُوسرے کے بغیر گزارہ نہیں کرسکتا، خاص کر بھائی بہنوں، رشتہ داروں اور دوست احباب کے بغیر، اب انہیں قرض دینے کے بعد بحالتِ مجبوری ان سے کوئی کام لے سکتے ہیں یا یہ سود ہوگا؟ ایک بزرگ کے بارے میں آتا ہے کہ کسی کو قرض دینے کے بعد دُھوپ میں اس کے گھر کے سائے سے بچ کر گزرے اور فرمایا کہ: یہ سود تھا۔ لیکن ہم درج بالا لوگوں کے بغیر کیسے گزارا کریں؟

ج……اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں سے جو کام قرض دیئے بغیر بھی لے سکتے ہیں، ایسا کام لینا سود نہیں، اور اگر یہ کام قرض کی وجہ ہی سے لیا ہے تو یہ بھی ایک طرح کا سود ہے۔ بزرگ کے جس قصے کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے، وہ بزرگ ہمارے اِمام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، مگر ان کا یہ عمل تقویٰ پر تھا فتویٰ پر نہیں۔

لڑکیوں کی خرید وفروخت کا کفارہ

س…… جو لوگ لڑکیاں فروخت کرتے ہیں، ان میں لینے اور دینے والا دونوں پر جرم عائد ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر کوئی توبہ کرنا چاہے تو کیا توبہ قبول ہوگی یا نہیں؟ یا پھر کفارہ کیا ہے؟

ج…… لڑکیوں کی خرید و فروخت سخت حرام اور گناہِ کبیرہ ہے، جو لوگ اس میں مبتلا ہیں، ان کو اس گھناؤنے عمل سے توبہ کرنی چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گزشتہ گناہوں کی توبہ کرنی چاہئے، یہی توبہ و اِستغفار اس کا کفارہ ہے۔

قطع رحمی کا وبال کس پر ہوگا؟

س…… میں نے ایک حدیث میں پڑھا تھا کہ: ''جس نے اپنے مسلمان بھائی سے ایک سال تک تعلق توڑے رکھا، گویا اس نے اسے قتل کردیا۔'' عرض یہ ہے کہ اگر ایک شخص کسی سے زیادتی کرے تو یہ حدیث کس شخص پر ہے کہ اگر معلوم ہے تو وہ پہلے بولے گا یا یہ کہ جس سے زیادتی ہوئی؟ کیا یہ گناہ دونوں پر ہوگا؟

ج۱:…… یہ حدیث صحیح ہے (مشکوٰۃ شریف ص:۴۲۸ میں ابوداؤد کے حوالے سے نقل کی ہے، ابوداؤد کے علاوہ مسندِ احمد اور مستدرک حاکم وغیرہ میں بھی ہے):

> ''عن ابی خراش السلمی رضی الله عنه انه سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: من هجر اخاه سنةً فهو کسفک دمه. رواه ابوداؤد.'' (مشکوٰۃ ص:۴۲۸)
>
> ترجمہ:…… ''حضرت ابی خراش رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ: جس شخص نے اپنے بھائی سے ایک سال تک تعلق توڑے رکھا، اس نے گویا اس کو قتل کردیا۔''

مقصود اس حدیث سے قطعِ تعلق کے وبال سے ڈرانا ہے کہ وہ اتنا سنگین گناہ ہے جیسے کسی کو قتل کردینا۔

۲:…… دو شخصوں کے درمیان رنجش اسی وقت ہوتی ہے جبکہ ایک شخص دُوسرے پر زیادتی کرے، اور جس شخص پر زیادتی ہوئی ہو ظاہر ہے کہ شرعی حدود میں رہتے ہوئے اس کو بدلہ لینے کا بھی حق ہے، (بدلے کی نوعیت اہلِ علم کے سامنے پیش کرکے ان سے دریافت

کرلیا جائے کہ یہ جائز ہے یا نہیں؟) اور طبعی طور پر رنج ہونا بھی لازم ہے، لیکن شریعت نے تین دن کے بعد ایسا رنج رکھنے کی اجازت نہیں دی کہ بول چال اور سلام دُعا بھی بند رہے۔

۳:...... جن دو شخصوں یا بھائیوں کے درمیان رنجش ہو، ان کو چاہئے کہ تین دن کے بعد رنجش ختم کردیں، اور جو شخص اس رنجش کو ختم کرنے میں پہل کرے وہ اَجرِ عظیم کا مستحق ہوگا۔

۴:...... اور جس شخص نے اپنے بھائی پر زیادتی کی ہو، وہ اپنے بھائی سے معافی مانگے اور اس کی تلافی ہوسکتی ہو تو تلافی بھی کرے۔

۵:...... اگر کوئی شخص ظالم ہے، ظلم و زیادتی سے باز نہیں آتا تو اس سے زیادہ میل جول نہ رکھا جائے، لیکن ایسا قطع تعلق نہ کیا جائے کہ سلام کلام بھی بند کردیا جائے اور مرنے جینے میں بھی نہ جایا جائے، بلکہ جہاں تک اپنے بس میں ہو اس کے شرعی حقوق ادا کرتا رہے۔

۶:...... یہ قطع تعلق اگر دُنیوی رنجش کی وجہ سے ہو تو جیسا کہ اُوپر لکھا گیا، گناہِ کبیرہ ہے، لیکن اگر وہ شخص بددِین اور گمراہ ہو تو اس سے قطع تعلق دِین کی بنیاد پر نہ صرف جائز بلکہ بعض اوقات ضروری ہے۔

والد کے چھوڑے ہوئے اسلامی لٹریچر کو پڑھیں، لیکن ڈائجسٹ اور افسانوں سے بچیں

س...... تقریباً ڈھائی سال قبل میرے ابو کا انتقال ہوچکا ہے، ہم سب بہن بھائیوں کو اپنے ابو سے شدید عقیدت و محبت تھی اور ہے۔ ہمارا گھرانہ مذہبی گھرانہ ہے اور ہم تمام بہن بھائی صوم و صلوٰۃ کے پابند ہیں اور اسلام کو ہی اپنے لئے ذریعۂ نجات سمجھتے ہیں۔ اور ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ: ''اولاد، والدین کے لئے صدقۂ جاریہ ہوتی ہے'' چنانچہ امکان بھر نیک اعمال کی کوشش کرتے ہیں۔ ہمارے ابو ایک علم دوست انسان تھے، اس لئے ان کی لاتعداد کتابیں ہیں جن میں زیادہ تر اسلامی کتب، قرآنِ کریم وغیرہ ہیں، لیکن ان میں کچھ

ڈائجسٹ وغیرہ (افسانوں کی کتابیں) بھی ہیں، جو کئی درجن پر محیط ہیں۔ ابو کی شدید عقیدت کی بنا پر ہم نے ابو کی ہر چیز کو بہت سنبھال کر رکھا ہوا ہے، اور اس کے بالکل دُرست استعمال کی کوشش کرتے ہیں تاکہ اس کا اَجر و ثواب ابو کو پہنچتا رہے، لیکن ان ڈائجسٹوں کا معاملہ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کیا جائے؟ کیونکہ عقیدت کی بنا پر کوئی بھی (بہن، بھائی) ان کو رَدّی پیپر والے کو دینے کو تیار نہیں ہوگا، بصورتِ دیگر یہ ڈائجسٹ گھر میں رہیں تو پھر ضرور کوئی نہ کوئی اس میں دِلچسپی لے گا۔ تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اگر ان ڈائجسٹوں کو میرے بہن بھائیوں میں سے کوئی پڑھے تو اس کا پڑھنا گناہ تو نہیں ہوگا؟ یا اس کے پڑھنے یا اپنے پاس رکھنے سے میرے ابو کو کوئی تکلیف یا اذیت تو نہیں پہنچے گی؟

ج...... ناول، افسانے اور ڈائجسٹ قسم کی چیزیں اگر فحش اور مخربِ اخلاق نہ ہوں تو ان کا پڑھنا مباح ہے، لیکن فی الجملہ اضاعتِ وقت ہے، اس لئے اگر کبھی تفریح کے لئے یہ چیزیں پڑھ لی جائیں تو گنجائش ہے، لیکن نوعمر لڑکے لڑکیوں کو ان چیزوں کی چاٹ لگ جائے تو وہ حدِاعتدال سے نکل جاتے ہیں اور ضروری مشاغل کو چھوڑ کر انہی کے ہو رہتے ہیں، اس لئے نوجوانوں کو ان سے بچنے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔

چونکہ آپ کے والد ماجد اپنے بچوں کے لئے ان کا پڑھنا پسند نہیں کرتے تھے، اس لئے بہتر ہوگا کہ ان کو گھر میں رکھا ہی نہ جائے۔ والد ماجد کے ساتھ آپ لوگوں کی عقیدت و محبت کا تقاضا یہ نہیں کہ آپ ان ڈائجسٹوں کو بھی سنبھال کر رکھیں، بلکہ صحیح تقاضا یہ ہے کہ ان کو گھر سے نکال دیں، خواہ ضائع کردیں یا فروخت کردیں، آپ گھر رکھیں گے یا پڑھیں گے تو آپ کے والد ماجد کو رُوحانی اذیت ہوگی۔

پاکی کے لئے ٹشو پیپر کا استعمال

س...... کیا پیشاب خشک کرنے کے لئے یا دُوسری نجاست کو صاف کرنے کے لئے ڈھیلوں کی جگہ آج کل بازار میں عام طور پر Toilet Tissue Paper کو استعمال کیا جاتا ہے، جائز ہے؟ اگر کاغذ کے استعمال کے بعد پانی سے صفائی کرلی جائے تو صفائی مکمل

ہوگی یا نہیں؟

ج…… جو کاغذ خاص اسی مقصد کے لئے بنایا جاتا ہے اس کا استعمال دُرست ہے، اور اس سے صفائی ہوجائے گی۔

توبہ بار بار توڑنا

س…… میں ایک بیماری میں مبتلا ہوں، کئی دفعہ توبہ کرکے توڑ چکا ہوں، کیا میرے بار بار توبہ توڑنے کے بعد بھی میری توبہ قبول ہوگی؟

ج…… سچے دِل سے توبہ کرلیجئے، حق تعالیٰ ہمارے گناہوں کو معاف فرمائیں، سوسال کا کافر بھی بارگاہِ الٰہی میں توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتے ہیں، اس لئے مایوس نہ ہونا چاہئے۔ باقی بیماری کا علاج کراتے رہیں، اللہ تعالیٰ شفا عطا فرمائیں۔

گالیاں دینے والے بڑے میاں کا علاج

س…… ہمارے محلّہ میں ایک صاحب جو بوڑھے ہیں، مسجد میں بعض اوقات گالیاں دینے لگتے ہیں، کیا ایسے شخص کو جواباً کچھ کہنا جائز ہے؟

ج…… بڑے میاں ضعف کی وجہ سے مجبور ہیں، ان کے سامنے کوئی بات ایسی نہ کی جائے کہ ان کو غصہ آئے۔

عملی نفاق

س…… کئی لوگ جو ظاہر سے تو بہت نیک ہیں، تبلیغ میں بھی جاتے ہیں، لیکن اس مبارک کام کی آڑ میں غلط حرکتیں کرتے ہیں، کیا ایسے لوگ حدیث کی روشنی میں منافق ہیں؟

ج…… عملی نفاق ہے۔

علم الاعداد سیکھنا اور اس کا استعمال

س…… میں نے شادی میں کامیابی و ناکامی معلوم کرنے کا طریقہ سیکھا ہے، جو اعداد کے ذریعہ نکالا جاتا ہے، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیونکہ غیب کا علم تو صرف اللہ کو ہے۔

ج…… غیب کا علم، جیسا کہ آپ نے لکھا ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔ اس لئے علم الاعداد کی رُو سے جو شادی کی کامیابی یا ناکامی معلوم کی جاتی ہے یا نومولود کے نام تجویز کئے جاتے ہیں، یہ محض اٹکل پچو چیز ہے، اس پر یقین کرنا گناہ ہے، اس لئے اس کو قطعاً استعمال نہ کیا جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتحِ مکہ کے بعد مکہ کو وطن کیوں نہیں بنایا؟

س…… آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت مدینہ کی طرف فرمائی، لیکن جب فاتح کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہوئے تو وہاں مستقل رہائش کیوں اختیار نہیں کی؟

ج…… مہاجر کے لئے اپنے پہلے وطن کا اختیار کرنا جائز نہیں، ورنہ ہجرت باطل ہوجاتی ہے۔

فلور مل والوں کا چوری کی گندم کا آٹا بنا کر بیچنا نیز اس میں شریک ملازمین کا حکم

س…… میں ایک پرائیویٹ فلور مل میں ملازم ہوں، میری ڈیوٹی گندم کے ان سرکاری گوداموں پر ہے جو فلور ملوں کو اپنے کوٹے کے مطابق گندم فراہم کرتے ہیں۔ محترم مفتی صاحب! ان سرکاری گوداموں سے ہم جس وقت ملوں کو گندم فراہم کرتے ہیں تو گودام کا اے ایف سی جو کہ سرکاری ملازم ہے، ہر گاڑی کو وزن کرتے وقت چالیس سے ساٹھ ستر کلوگرام تک گندم کاٹتا ہے، اس بات کا علم تمام مل مالکان کو ہے اور وہ اس بات پر تقریباً راضی بھی ہیں۔ دُوسری بات یہ ہے کہ ان سرکاری گوداموں سے اے ایف سی حضرات چوری چھپے کئی کئی ٹرک گندم پرائیویٹ ریٹ پر ملوں کو فراہم کرتے ہیں اور یہ رقم سرکاری خزانے میں جمع کرنے کی بجائے سرکاری اہلکار آپس میں تقسیم کرلیتے ہیں۔ اب جناب سے اس مضمون کی مناسبت سے چند مسائل پوچھ رہا ہوں، اُمید ہے تفصیلی جوابات عنایت فرمائیں گے۔

س…… کیا مل مالکان ان سرکاری ملازموں سے جو چوری چھپے گندم بیچتے ہیں، پرائیویٹ

فہرست

ریٹ پر یہ گندم خرید سکتے ہیں؟

ج…… یہ تو ظاہر ہے کہ سرکاری ملازمین محض گورنمنٹ کے نمائندے ہیں، لہٰذا ان کا سرکاری گوداموں کے غلّے کو چوری چھپے بیچ دینا جائز نہیں، اور نہ مل والوں کو چوری کا مال خریدنا جائز ہے۔ یہ لوگ معمولی منفعت کے لئے اپنی روزی میں حرام ملاتے ہیں اور اپنی آخرت تباہ کرتے ہیں۔ چور کی سزا شریعت نے ہاتھ کاٹنا رکھی ہے، جب ان کے گناہ پر ان کو سزائیں ملیں گی تو اس وقت کوئی ان کا پُرسانِ حال نہیں ہوگا، اور جو مل مالکان اس خیانت میں شریک ہیں، ان کو بھی برابر سزا ملے گی۔

س……مل مالکان اگر اس گندم کو خرید کر مل میں پسائی کرکے آٹے کی صورت میں بیچیں تو کیا ان کی یہ کمائی حلال ہے یا حرام؟

ج……اگر مل مالکان کو یہ علم ہے کہ یہ چوری کا مال ہے تو ان کے لئے نہ پیسنا حلال ہے نہ اس کی اُجرت حلال ہے۔

س…… میں بحیثیت مل ملازم اس گندم کو گاڑیوں میں لوڈ کرکے، وزن کراکر مل کو سپلائی کرتا ہوں، مجھے مل سے ماہانہ صرف اپنی تنخواہ ملتی ہے، یا بعض ملازمین کو فی لوڈ اپنا کمیشن ملتا ہے، کیا ہمارے لئے یہ تنخواہ یا کمیشن حلال ہوا یا حرام؟

ج……اگر آپ کے علم میں ہے کہ یہ چوری کا مال گاڑی پر لادا جارہا ہے تو آپ بھی شریکِ جرم ہیں، اور قیامت کے دن اس کے محاسبہ سے بَری الذمہ نہیں ہوسکتے۔

س…… جو گاڑیاں اس گندم کو لوڈ کرکے ملوں کو پہنچاتی ہیں اور فی لوڈ اپنا کرایہ وصول کرتی ہیں، کیا ان کے لئے یہ کرایہ حلال ہے یا حرام؟

ج……اگر معلوم ہے کہ یہ حرام کا غلہ ہے تو گاڑی والے کے لئے اس کا اُٹھانا بھی حلال نہیں، اور اگر ان کو معلوم نہیں کہ یہ چوری کا مال ہے، تو معذور ہیں۔

س…… جو مزدور اس گندم کو لوڈ کرتے ہیں اور پھر ملوں میں اُتارتے ہیں، یہ لوگ فی بوری اپنا

کمیشن لیتے ہیں، کیا یہ کمیشن ان کے لئے حلال ہے یا حرام؟

ج...... اس کا حکم بھی وہی ہے کہ اگر وہ چوری کا مال گاڑی پر اُٹھا رہے ہیں یا اُتار رہے ہیں تو وہ بھی شریکِ جرم ہیں، ورنہ لاعلمی کی بنا پر معذور ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

’’آپ کے مسائل اور ان کا حل‘‘

مقبولِ عام اور گراں قدر تصنیف

ہمارے دادا جان شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ کو اللہ رب العزت نے اپنے فضل و احسان سے خوب نوازا تھا، آپ نے اپنے اکابرین کے مسلک و مشرب پر سختی سے کاربند رہتے ہوئے دین متین کی اشاعت و ترویج، درس و تدریس، تصنیف و تالیف، تقاریر و تحریر، فقہی و اصلاحی خدمات، سلوک و احسان، ردِ فرق باطلہ، قادیانیت کا تعاقب، مدارس دینیہ کی سرپرستی، اندرون و بیرون ملک ختم نبوت کانفرنسوں میں شرکت، اصلاح معاشرہ ایسے میدانوں میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔

آپؒ کی شہرۂ آفاق کتاب ’’آپ کے مسائل اور ان کا حل‘‘ بلاشبہ اردو ادب کا شاہکار ہونے کے ساتھ ساتھ علمی و صحافتی دنیا میں آپ کی تبحرِ علمی، قلم کی روانی و سلاست، تبلیغی و اصلاحی اندازِ تحریر جیسی خداداد صلاحیتوں اور محاسن و کمالات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

حضرت شہیدِ اسلام نور اللہ مرقدہ روزنامہ جنگ کراچی کے اسلامی صفحہ اقرأ میں ۲۲ سال تک دینی و فقہی مسائل پر مشتمل کالم ’’آپ کے مسائل اور ان کا حل‘‘ کے ذریعہ مسلمانوں کی رہنمائی فرماتے رہے۔ یہ سلسلہ آپؒ کی شہادت تک چلتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اخلاص و للّٰہیت کی برکت سے عوام الناس میں اس کالم کو بڑی مقبولیت عطا فرمائی۔ بلامبالغہ لاکھوں مسلمان اس چشمہ فیض سے مستفید ہوئے۔ دس ہزار سے زائد سوالات و جوابات کو فقہی ترتیب کے مطابق چار ہزار صفحات پر مشتمل دس جلدوں میں شائع کیا گیا ہے۔

عرصہ دراز سے ہمارے دوست و احباب، معزز قارئین اور ہمارے بعض کرم فرماؤں کا شدت سے تقاضا تھا کہ حضرت شہیدِ اسلامؒ کی تصانیف آن لائن پڑھنے

فہرست

اور استفادہ کے لئے دستیاب ہوں۔ چنانچہ اکابرین کی توجہات، دعاؤں اور مخلص ماہرین و معاونین کی مسلسل جدوجہد اور شبانہ روز تگ و دو کا ثمرہ ہے کہ ان کتب کو نہایت خوبصورت اور جدید انداز میں تیار کیا گیا ہے، چنانچہ آپ مطالعہ کے لئے فہرست سے ہی اپنے پسندیدہ اور مطلوبہ موضوع پر ''کلک'' کرنے سے اس تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔

''شہیدِ اسلام ڈاٹ کام'' کے پلیٹ فارم سے حضرت شہیدِ اسلام نور اللہ مرقدہ کی تصانیف کو انٹرنیٹ کی دنیا میں متعارف کرانے کی سعادت حاصل کرنے پر ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں سربسجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے ہمارے اکابرین کے علوم و معارف کا فیض عام فرمائے۔

جن حضرات کی دعاؤں اور توجہات سے اس اہم کام کی تکمیل ہو پائی، میں ان کا بے حد مشکور ہوں خصوصاً میرے والد ماجد مولانا محمد سعید لدھیانوی دامت برکاتہم اور میرے چچا جان صاحبزادہ مولانا محمد طیب لدھیانوی مدظلہ (مدیر دار العلوم یوسفیۃ، گلزار ہجری کراچی) اور شیخ ڈاکٹر ولی خان المظفر حفظہ اللہ جن کی بھرپور سرپرستی حاصل رہی۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمر میں برکت عطا فرمائے اور صحت و عافیت کے ساتھ اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ اسی طرح حافظ محمد طلحہ طاہر، جناب امجد رحیم چوہدری، جناب عمیر ادریس، جناب نعمان احمد (ریسرچ اسکالر، جامعہ کراچی) جناب شہود احمد سمیت تمام معاونین کہ جن کا کسی بھی طرح تعاون حاصل رہا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا و رضوان سے نوازے۔ آمین۔

محمد الیاس لدھیانوی
بانی و منتظم ''شہیدِ اسلام'' ویب پورٹل
www.shaheedeislam.com
info@shaheedeislam.com
0321-9264592

حکومت پاکستان کاپی رائٹس رجسٹریشن نمبر ۱۱۷۲۳

قانونی مشیر اعزازی:۔۔۔ منظور احمد میو ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

اشاعت:۔۔۔۔۔۔ اگست ۱۹۹۹ء

قیمت: ۔۔۔۔۔۔

ناشر: ۔۔۔۔۔۔ مکتبہ لدھیانوی

18-سلام کتب مارکیٹ

بنوری ٹاؤن کراچی

برائے رابطہ: جامع مسجد باب رحمت

پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ، کراچی

فون: 021-32780337 - 021-32780340

www.shaheedeislam.com

نوٹ: Mobile اور IPad وغیرہ میں بہتر طور پر دیکھنے کے لیے "Adobe Acrobat" کو "PDF Reader" کے طور پر استعمال کریں۔